تفہیم البخاری

تالیف

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

جامعہ رضویہ فیصل آباد

وَمَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

اور جو کچھ تمہیں رسول عطاء فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (۲۸ سورہ حشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

حصہ دھم

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی فیصل آباد

ناشر: صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن رضوی جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد فیصل آباد

تفہیم البخاری

ــــــ حصّہ دہم ــــــ

بار اوّل : ایک ہزار

مطبع : عبدالحمید الجدہ پرنٹرز 22 S/R
احاطہ ترلوک چند اردو بازار لاہور

ناشر : صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی ٹیلیفون نمبر ۲۱۵۶۲۳
جامعہ سراجیہ رسُولیہ رضویہ اعظم آباد۔ فیصل آباد

کتابت : حکیم محمود الحسن خان خوشنویس محلہ اسلام پورہ
منڈی فاروق آباد۔ ضلع شیخوپورہ

ھدیہ : 13/-

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجُزۡءُ السَّابِعُ وَالۡعِشۡرُوۡنَ

بَابُ نَفۡخِ الصُّوۡرِ

قَالَ مُجَاهِدٌ اَلصُّوۡرُ كَهَيۡئَةِ الۡبُوۡقِ زَجۡرَةٌ صَيۡحَةٌ وَقَالَ ابۡنُ عَبَّاسٍ اَلنَّاقُوۡرُ الصُّوۡرُ الرَّاجِفَةُ النَّفۡخَةُ الۡاُوۡلٰى وَالرَّادِفَةُ النَّفۡخَةُ الثَّانِيَةُ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

۲۷ ستائیسواں پارہ

باب صور پھونکنا

مجاہد نے کہا صور بُوق جیسی شئ ہے۔ زجرہ معنی صیحہ ہے یعنی بُلند آواز ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آئت کریمہ "فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوۡرِ" معنی صُور ہے یعنی جس وقت صور میں پھونکا جائے گا۔ الرَّاجِفَةُ"

۶۱۳۰ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ

پہلی بار پھونکنا ہے اور "الرَّادِفَۃ" دوسری بار پھونکنا ہے "

تفسیر: اس باب میں صور پھونکنے کا ذکر ہے جو اموات کو جمع کرنے کے وقت پھونکا جائے گا۔ مجاہد نے اس کی تفسیر بُوق سے کی ہے۔ فارسی زبان میں کرہ نالی کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شیشہ کی طرح سفید موتیوں سے صُور کو پیدا کیا اس میں تمام ارواح کی تعداد میں سوراخ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں وہ تمام صور میں جمع ہیں۔ صاحب صور اسرافیل علیہ السلام ہیں جب اُن کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا اور وہ پھونکے گا تو ہر روح اپنے جسم میں داخل ہو جائے گی۔ ابوداؤد اور ترمذی میں ہے کہ ایک اعرابی نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا "صور" کیا ہے۔ حضور نے فرمایا وہ "قرن" ہے جس میں پھونکا جائے گا "۔ قرآن کریم میں ہے "فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ " یہ صرف ایک بلند آواز ہے اور "فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ" میں نُقِرَ بمعنی نُفِخَ ہے اور ناقور بمعنی صُور ہے یعنی جس وقت کرنائی میں پھونکا جائیگا قرآن کریم میں ہے "يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ " میں راجفہ پہلا نفخہ ہے اور اس کے بعد "رادفہ" دوسرا نفخہ ہے یعنی پہلے نفخہ سے زمین اور پہاڑ اور ہر شئی اضطراب میں آجائے گی اور تمام خلق مرجائے گی۔ اس کے بعد نفخہ ثانیہ ہوگا جس سے ہر شئی باذن الٰہی زندہ کردی جائے گی۔ حدیث شریف میں ہے اِن دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کی مدت ہوگی۔ کرمانی نے کہا صحیح تر یہ ہے کہ دو نفخے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ " اور صور میں پھونکا جائے گا تو زمین و آسمان میں رہنے والے بیہوش ہو جائیں مگر وہ جسے اللہ چاہے بیہوش نہ ہوگا پھر اس میں دوسری بار پھونکا جائے گا تو تمام کھڑے دیکھیں گے بعض نے کہا تین نفخے ہیں ایک نفخۃ الفزع "، جس میں سب گھبرا جائیں گے اور ہر دودھ پلانے والی مدہوش ہو جائیگی دوسرا نفخۃ الصعق اور تیسرا نفخۃ البعث ہے جس میں زندہ ہو جائیں گے دراصل پہلے دو نفخے ایک ہی شئی ہیں کیونکہ فزع اور صعق شئی واحد ہے۔ پس ایک نفخہ سے خلق مرجائے گی اور دُوسرے سے زندہ ہو جائے گی۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب "

رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعٰلَمِيْنَ قَالَ فَغَضِبَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِيِّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِمَا كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَاِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَكُوْنُ فِيْ اَوَّلِ مَنْ يُفِيْقُ فَاِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ اَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِيْ اَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ

۶۱۳۰ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عوف اور عبدالرحمٰن اعرج دونوں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ ابوہریرہ نے کہا کہ دو آدمی ایک مسلمان ایک یہودی جھگڑ پڑے ۔ مسلمان نے کہا اس ذات پاک کی قسم جس نے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہانوں پر بزرگی دی ہے یہودی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ "علیہ السلام" کو سارے جہانوں پر بزرگی دی ہے ابوہریرہ نے کہا اس وقت مسلمان غصہ سے بھر گیا اور یہودی کے منہ پر طمانچہ مارا یہودی نے جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو یہ خبر سنائی اور جو اس کے اور مسلمان کے مابین واقعہ ہوا تھا ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے موسیٰ "علیہ السلام" پر فضیلت نہ دو ، کیونکہ قیامت میں تمام لوگ بیہوش ہو جائیں گے اور میں بیہوش ہونے والوں میں سے سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا ، تو اچانک میں موسیٰ "علیہ السلام" کو دیکھوں گا جو عرش کے کنارے کو پکڑے ہوں گے میں نہیں جانتا کہ موسیٰ انہی لوگوں میں سے ہیں جو بیہوش ہوئے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا وہ اُن لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بیہوشی سے مستثنیٰ کیا ہے ۔

۶۱۲۰ **شرح** : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے افضل ہیں تو آپ نے آپ کو فضیلت دینے سے کیوں منع فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ مجھے ایسی فضیلت نہ دو جس سے کسی نبی و رسول کی شان میں نقص لازم آئے یا اس کے بیان کرنے میں خصومت پیدا ہو جائے یا آپ نے یہ تواضع و انکساری کے طور پر فرمایا ہے۔ ابن بطال نے کہا مجھے موسیٰ پر عمل میں فضیلت نہ دو شاید وہ عمل میں مجھ سے بڑھ کر ہوں۔ ثواب اور فضیلت اللہ کریم کے فضل و احسان سے ہے عمل و مصائب میں مبتلا ہونے پر فضیلت موقوف نہیں ہو سکتا ہے ان کو اذیت مجھ سے زیادہ پہنچائی گئی ہو۔ الحاصل فضیلت درجات اور ثواب میں ہے اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے رفعتِ درجات میں نصّ وارد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" ان رسولوں کو ہم نے ایک دوسرے پر فضیلت دی ان میں سے بعض (موسیٰ) سے ہم نے کلام کیا اور بعض (سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم) کے درجات بلند کئے "۔ البتہ نفسِ نبوت (تبلیغ توحید و رسالت) میں ہمہ انبیاء علیہم السلام مساوی ہیں۔ لہٰذا نفس نبوّت میں فضیلت نہ دو۔

قولہ يُصْعَقُونَ "، یعنی سب بیہوش ہو جائیں گے۔ شاید موسیٰ ان میں سے ہوں جو اس صعقہ سے مستثنیٰ ہیں لہٰذا اس فضیلت میں وہ ممتاز ہیں، لیکن اس جہت میں ممتاز ہونے سے وہ مطلقاً افضل نہیں ہیں کیونکہ جن دو امروں میں شک واقع ہو ان میں سے ایک امر میں افضلیّت کو علی الاطلاق افضلیت لازم نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا موسیٰ انہی لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بیہوشی سے مستثنیٰ کیا ہے"، وہ کون لوگ ہیں جو بیہوش نہ ہوں گے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں انبیاء یا موسیٰ علیہم السلام یا شہداء یا تمام اموات داخل ہیں کیونکہ فرشتے ارواح ہیں ان میں ارواح نہیں وہ فوت نہ ہوں گے۔ یا جنت کے بچے، حوریں، جنّت کے خازن اور دوزخ میں رہنے والے سانپ اور بچھوے وغیرہ ان میں شامل ہیں۔ بیہقی نے کہا محققین نے ان اقوال میں سے اکثر کو ضعیف کہا ہے؛ کیونکہ اس مخلوق سے انکو استثناء کیا ہے جو زمین و آسمان میں رہنے والے ہیں اور یہ اُن میں سے نہیں ہیں؛ کیونکہ عرش تمام آسمانوں سے اُوپر ہے اس کے اُٹھانے والے زمین و آسمان کے رہنے والے نہیں اور جبرائیل اور میکائیل اُن ملائکہ میں سے ہیں جو عرش کے اردگرد صف باندھے ہوئے ہیں۔ نیز جنت تمام آسمانوں سے اوپر ہے اور جنت و دوزخ خود مستقل دو جہاں ہیں جو باقی رہنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ (حدیث ع ۲۲۱۵ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۱۳۱ـــــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْعَقُ النَّاسُ حِيْنَ يُصْعَقُوْنَ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ قَامَ فَإِذَا مُوْسٰى آخِذٌ بِالْعَرْشِ فَمَا أَدْرِيْ أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ رَوَاهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ

رَوَاهُ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۱۳۲ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ

۶۱۳۱ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ بیہوش ہوں گے جس وقت وہ بیہوش ہوں گے میں پہلا شخص ہوں گا جو بیہوشی سے اٹھے گا تو موسیٰ علیہ السلام عرش کو پکڑے ہوئے ہوں گے میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ان لوگوں ∴ میں جو بیہوش ہوئے اس کو ابوسعید خدری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۶۱۳۱ ـــــ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے یہ بطور تواضع اور انکساری فرمایا تھا ورنہ احادیثِ شفاعت اور دیگر احادیث سے واضح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل ہیں۔ جزوی فضیلت سے یہ لازم نہیں آتا کہ تمام نبیوں پر فضیلت ثابت ہو جائے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ افضل کبھی کسی ایک جہت سے مفضول ہو جاتا ہے اور یہ ہمہ وجوہ میں افضل ہونے کے منافی نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم

باب اللہ تعالیٰ قیامت میں زمین فناہ کر دے گا

اس کی نافع نے عبداللہ بن عمر کے ذریعہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے

هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ

۶۱۳۲ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُونُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خُبْزَةً وَاحِدَةً يَتَكَفَّأُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهِ كَمَا يَتَكَفَّأُ أَحَدُكُمْ

۶۱۳۲ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ زمین کو فناہ کر دے گا اور آسمان کو قدرت سے لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں زمین کے بادشاہ کہاں ہیں۔

۶۱۳۲ــــ شرح : یہ حدیث متشابہات سے ہے۔ یَطْوِي السَّمَاءَ سے مراد آسمان کو فناہ کریگا بیمینہ ،، سے مراد بقدرتہٖ ہے "ید" کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے؛ چنانچہ اس کے معنی قوت بھی ہے۔ قرآن کریم میں ہے : وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ ،، ہمارے طاقتور بندے داؤد کو یاد کرو معنی ملک بھی آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ،، فرمادیں فضل اللہ کی ملک میں ہے نعمت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے : كَمْ يَدٍ لِي عِنْدَ فُلَانٍ ،، فلاں کے پاس میری بہت نعمتیں ہیں۔ صلہ رحمی کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ،، یا جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے وہ معاف کر دے۔ ہاتھ کے معنی میں بھی آتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا ،، اپنے ہاتھ میں گھاس لیں ،، ذلت میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ ،، حتیٰ کہ وہ ذلیل ہو کر جزیہ ادا کریں ،، وفاء اور ثواب میں بھی مستعمل ہے (عینی) قولہ انا الملک ،، اس وقت دنیا کا زمانہ ختم ہو جائے گا اس کے بعد حشر و نشر ہوگا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چاندی کی طرح سفید زمین پر مخلوق کو جمع کرنے کے بعد منادی آواز دے گا۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ،، آج ملک کس کا ہے۔ اللہ کے بندے جواب دیں گے لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ،، صرف ایک اللہ زبردست کا ہے۔

خُبْزَتَہٗ فِی السَّفَرِ نُزُلًا لِاَھْلِ الْجَنَّۃِ فَاَتٰی رَجُلٌ مِنَ الْیَھُوْدِ فَقَالَ بَارَکَ الرَّحْمٰنُ عَلَیْکَ یَا اَبَا الْقَاسِمِ اَلَا اُخْبِرُکَ بِنُزُلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ بَلٰی قَالَ تَکُوْنُ الْاَرْضُ خُبْزَۃً وَاحِدَۃً کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْنَا ثُمَّ ضَحِکَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکَ بِاِدَامِھِمْ قَالَ اِدَامُھُمْ بَالَامٌ وَنُوْنٌ قَالُوْا وَمَا ھٰذَا قَالَ ثَوْرٌ وَنُوْنٌ یَاْکُلُ مِنْ زَائِدَۃِ کَبِدِھِمَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صور کی طویل حدیث میں ہے تمام زندہ لوگ نفخہ اولیٰ کے بعد مر جائیں گے اور اللہ تعالیٰ رہ جائے گا اور فرمائے گا اَنَا الْجَبَّارُ لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ ،، جب کوئی جواب نہ دے گا تو خود فرمائے گا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ ،، اس کا جواب یہ ہے یہ واقعہ دوبار ہوگا ۔ اس طرح دونوں میں اتفاق ہوسکتا ہے ۔

۶۱۲۳ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز زمین ایک روٹی کی طرح ہوگی ۔ اس کو اللہ تعالیٰ جنتیوں کی مہمانی کے لئے اپنی قدرت کے ہاتھ سے الٹ پلٹ کرے گا جیسے تم میں سے کوئی سفر میں روٹی بناتا ہے ۔ ایک یہودی آیا اور کہا ،، اے ابا القاسم رحمٰن آپ پر برکت نازل کرے (تم پر مہربانی کرے) کیا میں آپ کو قیامت میں جنتیوں کی مہمانی کی خبر نہ دوں ؟ فرمایا کیوں نہیں ،، ضرور خبر دو ،، اس نے کہا زمین ایک روٹی ہوگی جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، وہی بیان کیا ،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا پھر ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دانت شریف ظاہر ہوگئے پھر فرمایا کہ میں تمہیں جنتیوں کے سالن کی خبر نہ دوں ؟ فرمایا اُن کا سالن بالام اور نون ہے ۔ صحابہ نے عرض کیا یہ کیا ہے فرمایا : بیل اور مچھلی جن کے جگر کے ٹکڑے ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) آدمی کھائیں گے ۔

۶۱۲۳ — شرح : یعنی دنیا کی زمین روٹی کی مانند ہوگی جس کو تنور میں تیار کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو قدرت کاملہ کے ہاتھوں میں ایسا پھیرے گا جیسے آٹے کا پیڑا ہاتھوں میں پھیر کر روٹی بنائی جاتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ زمین کو بہت بڑی روٹی کی طرح کرے گا جیسے

۶۱۲۴ ــــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ قَالَ سَهْلٌ أَوْ غَيْرُهُ لَيْسَ فِيْهَا مَعْلَمٌ لِأَحَدٍ

مسافر لوگ سفر میں روٹی پکاتے ہیں تاکہ مومن اپنے قدموں کے نیچے سے کھاتا رہے حتیٰ کہ حساب و کتاب سے فراغت ہوجائے یہ مہمانی اُن لوگوں کے لئے کی جائے گی جو جنّت کے مستحق ہوں گے اور جنت میں داخل ہونے سے پہلے محشر میں کھائیں گے تاکہ اتنی لمبی مدّت میں انہیں بھوک کے باعث تکلیف نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ قادر کریم ہے کہ اتنی بڑی زمین کو قدرت کے ہاتھوں روٹی بنانے کی طرح ادھر ادھر الٹ پلٹ کرے اور اس کو طعام بنادے۔ امام بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو مشکل احادیث میں سے شمار کرتے ہوئے اس کو مجاز پہ محمول کیا ہے اُنہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور صنع کا انکار نہیں کیا جاتا لیکن اس قدر عظیم تر زمین کو اس کی طبعت سے نکال کر اس کو کھانے والی شیٔ کر دینے پر عقل کی رسائی نہیں۔ اس کے باوجود آثار سے ثابت ہے کہ یہ زمین قیامت میں آگ ہوجائے گی اور دوزخ سے مل جائے گی، لہذا یہاں مجازی معنی لیا جاسکتا ہے کہ زمین روٹی کی مثل ہوگی جس کی یہ وصف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ طبری نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ زمین سفید روٹی ہوجائے گی جس کو مومن اپنے قدموں کے نیچے سے کھائے گا اور یہ تحت القدرت ہے محال نہیں اور جو زمین آگ ہوکر دوزخ سے مل جائے گی اس سے مراد سمندر کی زمین ہے؛ چنانچہ طبری نے کعب الاحبار کے طریق سے روایت کی کہ سمندر کی جگہ آگ ہوجائے گی۔ الحاصل اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے زمین کی طبیعت کو تبدیل کر دے گا اور اس میں طعام کی صلاحیت پیدا کر دے گا تاکہ محشر کے طویل زمانہ میں مومن اس کو قدموں کے نیچے سے کھائیں اور انہیں اتنی مدت بھوکا رہنے سے تکلیف نہ ہو۔

۶۱۲۴ ــــ ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ قیامت کے دن لوگوں کو صاف سفید زمین پر جمع کیا جائے گا جو سفید میدے کی روٹی کی طرح ہوگی۔ سہل یا اس کے غیر نے کہا اس میں کوئی نشان نہ ہوگا

۶۱۲۴ ــــ شرح : عفرآء کے معنی سفید جو قدرے سُرخی کی طرف مائل ہو۔ کقرصۃ نقی، میدے کی

بَابُ کَیْفَ الْحَشْرُ

٦١٣٥ ـــ حَدَّثَنَا مُعَلَّی بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوٗسٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَلٰی ثَلٰثِ طَرَائِقَ رَاغِبِیْنَ وَرَاهِبِیْنَ وَاثْنَانِ عَلٰی بَعِیْرٍ وَثَلٰثَةٌ عَلٰی بَعِیْرٍ وَاَرْبَعَةٌ عَلٰی بَعِیْرٍ وَعَشْرَةٌ عَلٰی بَعِیْرٍ وَتُحْشَرُ بَقِیَّتُهُمُ النَّارُ تَقِیْلُ مَعَهُمْ حَیْثُ قَالُوْا وَتَبِیْتُ مَعَهُمْ حَیْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَیْثُ اَصْبَحُوْا وَتُمْسِیْ مَعَهُمْ حَیْثُ اَمْسَوْا

روٹی کی مانند" مَعْلَمٌ بفتح المیم واللام وسکون العین بمعنی علامت" یعنی قیامت کے دن لوگوں کو سفید زمین میں جمع کیا جائے گا جو میدے کی روٹی کی طرح سفید ہوگی۔ سہل اور ان کے غیر نے کہا زمین ہموار ہوگی جس میں رہنمائی کرنے والی کوئی علامت نہ ہوگی یعنی صاف مستوی ہوگی نہ تو اس میں گڑھے ہیں جن سے نگاہ دور نہیں جاسکتی اور نہ اس میں اونچے ٹیلے ہیں جو اپنے پیچھے والی اشیاء کو چھپاتے ہوں اور نہ کوئی اور نشان ہوگا اس سے واضح ہوتا ہے کہ دنیا کی زمین زائل اور معدوم ہوجائے گی اور محشر کے لئے نئی زمین ہوگی جہاں سب لوگ جمع ہوں گے"۔

باب حشر کیسے ہوگا؟

٦١٣٥ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ تین طریقوں پر جمع ہوں گے ایک قسم رغبت کرنے والے اور ڈرنے والے ہوں گے۔ دوسری قسم وہ لوگ ہیں جو ایک اونٹ پر دو ایک پر تین ایک پر چار اور ایک پر دس آدمی ہوں گے۔ ان کے علاوہ باقی لوگوں کو آگ جمع کرے گی وہ ان کے ساتھ لیٹے گی جہاں وہ لیٹیں گے اور ان کے ساتھ رات رہے گی جہاں وہ رات رہیں گے اور ان کے ساتھ صبح کرے گی جہاں وہ صبح کریں گے اور ان کے ساتھ شام کرے گی جہاں وہ شام کریں گے (ان سے آگ جدا نہ ہوگی۔

٦١٣٥ ـــ شرح : یعنی لوگ تین فریق ہوں گے جو محشر میں جمع کئے جائیں گے یہ حشر قیامت

۶۱۳۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ قَالَ اَلَيْسَ الَّذِيْ اَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ قَتَادَةُ بَلٰى وَعِزَّةِ رَبِّنَا

سے کچھ پہلے دُنیا کے آخر میں ہوگا، کیونکہ اس کے بعد کی حدیث میں مذکور ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّكُمْ مُلَاقُوا اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً مُشَاةً غُرْلًا " ننگے پاؤں، برہنہ جسم پیدل چلتے ہوئے بے ختنہ اللہ سے ملاقات کروگے"، یعنی جیسے وہ پہلی مرتبہ پیدا ہوئے تھے اسی طور پر ان کو لوٹایا جائیگا اُن سے کوئی شئی مفقود نہ ہوگی حتیٰ کہ ختنہ بھی مفقود نہ ہوگا" نیز اس حدیث میں ہے کہ آگ اُن کے ساتھ صبح وشام کرے گی جو اُن کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی،، اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ حشر قیامت سے تھوڑا سا پہلے ہوگا۔

.... ان تین میں سے ایک فرقہ اللہ کی نعمتوں میں رغبت کرنے والے ہیں وہ سابقون ہیں۔ دوسرا فرقہ اللہ کے عذاب سے ڈرنے والے یہ عام مسلمان ہیں اور تیسرا فرقہ کافر ہیں جو اہلِ نار ہیں۔ دراصل عام مسلمان اور کافر دونوں اہلِ نار ہیں جو اونٹوں پر باری باری سوار ہوں گے وہ راہبون ہیں جو اللہ کے عذاب سے ڈریں گے اور جو مخلص ہیں ان کا مقام بہت بلند ہوگا یا یہ راغبین ہیں اور جو راہبین ہیں وہ اپنے قدموں پر چلیں گے یا یہ دونوں راغبین اور راہبین ہیں یہ دونوں فرقے اونٹوں پر سوار ہونگے اور پہلے آگ سے خلاصی پائیں گے اور تیسرے وہ لوگ ہیں جو دوزخ سے خوف اور اس سے خلاصی کے امیدوار ہوں گے ان میں سے راغب راہب ہیں (کرمانی) حدیث میں تینوں فرقے اہلِ نار ہیں ان میں سے بعض راغب ہیں جو دوزخ سے جلدی خلاصی پائیں گے اور بعض خلاصی کے امیدوار ہوں گے اور بعض کافر ہیں۔ اور اونٹوں پہ سوار ہونے والے رغب اور راہب ہیں اور کافر اپنے موہنوں کے بل چلیں گے اُن سے آگ کبھی جُدا نہ ہوگی ان کے ساتھ ہی رہے گی جب وہ سوئیں گے تو ان کے ساتھ ہوگی ان کے ساتھ رات گزارے گی اور صبح وشام ان کے ساتھ رہے گی۔ قولہ تحشر بقیتھم "، یہ وہ لوگ جو پہلے دو فرقوں سے باقی بچے ہیں اور وہ کافر دوزخی ہیں جن سے آگ جدا نہ ہوگی "

۶۱۲۷ـــ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ جُبَیْرٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّکُمْ مُلَاقُوا اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً مُشَاةً غُرْلًا قَالَ سُفْیَانُ هٰذَا مِمَّا یُعَدُّ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعَهٗ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۶۱۲۶ـــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے کہا یا نبی اللہ! کافر موہنوں کے بل کیسے محشر میں چلیں گے فرمایا جس ذات ستودہ صفات نے دنیا میں ان کو دونوں پاؤں پر چلایا ہے کیا قیامت میں ان کو موہنوں کے بل چلانے پر قادر نہیں؟ قتادہ نے کہا ہاں قادر ہے ہمارے رب کی قسم۔

۶۱۲۶ـــ شرح: کافر کے منہ کے بل چلنے میں حکمت یہ ہے کہ وہ دنیا میں اللہ کو سجدہ نہیں کرتا تھا اس سبب اس کو عذاب دیا جائے گا اور اس کی ذلت و رسوائی قیامت میں ظاہر کرنے کے لئے اس کو منہ کے بل چلائے گا۔ یہ حقیقت پر مبنی ہے اسی لئے لوگوں نے اس چلنے پر تعجب کیا تھا اس طرح موہنوں کے بل چلنا دنیا میں بھی واقع ہوگا۔ حضرت معاذ سے روایت ہے لوگ تین طور پر محشر میں جمع کئے جائیں گے ایک تہائی گھوڑوں پر سوار ہوں گے ایک تہائی اپنے بچوں کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر چلیں گے اور ایک تہائی اپنے چہروں کے بل بندروں اور خنزیروں کے ساتھ شام میں پہنچیں گے شام میں پہنچنے والے یہ لوگ حق اور فرض نہیں پہنچاننے ہوں گے نہ وہ کتاب و سنت پر عمل کرتے ہوں گے وہ اور جن سو برس گدھوں اور کتوں کی طرح بے حیائی کرتے رہیں گے ان پر اچانک قیامت آئے گی کہ رات کو اللہ تعالیٰ ایک ہوا چھوڑے گا جو درہم و دینار کو پکڑ کر بیت المقدس میں لے جائے گی پھر اللہ تعالیٰ بیت المقدس کی دیواروں کو سمندر میں ڈال دے گا (عینی)

۶۱۲۷ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم اللہ تعالیٰ سے برہنہ پاؤں اور برہنہ جسم غیر مختون پیدل چلتے ہوئے ملاقات کروگے۔ سفیان نے کہا یہ حدیث ان احادیث میں سے شمار کی جاتی ہے کہ ابن عباس نے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں۔

۶۱۳۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ إِنَّكُمْ مُلَاقُو اللهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا

۶۱۳۹ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ الْآيَةَ وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِبْرَاهِيمُ وَإِنَّهُ سَيُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أَصْحَابِي فَيَقُولُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا إِلَى قَوْلِهِ الْحَكِيمُ فَيُقَالُ إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ

۶۱۳۸ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر خطبہ دیتے ہوئے سنا آپ فرماتے تھے تم اللہ تعالیٰ سے برہنہ پاؤں برہنہ تن اور غیر مختون ملاقات کرو گے"

۶۱۳۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطاب سے نوازتے ہوئے فرمایا تم برہنہ پاؤں برہنہ تن غیر مختون اٹھائے جاؤ گے جیسے ہم نے پہلے پیدا کیا اسی طرح نہیں لوٹائیں گے۔ قیامت کے دن مخلوقات میں سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی۔ میری امت میں سے چند لوگوں کو لایا جائے گا اور اہل شمال کو پکڑ کر دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ میں کہوں گا اے میرے پروردگار یہ میرے ساتھی ہیں (اور تو نے ان کی مغفرت کا وعدہ کیا ہے) اللہ تعالیٰ

۶۱۳۹ — حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اَبِيْ صَغِيْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَلْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ الْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يُّهِمَّهُمْ ذَاكِ

فرمائے گا آپ نہیں جانتے جو انہوں نے آپ کے بعد بدعات پیدا کی تھیں۔ پس میں وہی کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا،، میں اُن پر گواہ اور حاضر تھا جب تک میں اُن کے درمیان موجود تھا جب تو نے مجھے فوت کر دیا تو ہی ان پر نگہبان تھا،، اور کہا جائے گا وہ ہمیشہ اپنی ایڑیوں کے بل پر مرتد رہے ہیں

۶۱۳۸ — شرح : حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سید الانبیا علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سے پہلے لباس پہنانے کا سبب یہ ہے کہ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کا ختنہ کیا گیا تھا اس میں کشفِ عورت تھا اس لئے انہیں سب سے پہلے سترِ عورت سے جزا دی گئی۔ بعض علماء نے کہا یہ اس کی جزاء ہے جو ابراہیم علیہ السلام کو برہنہ کر کے آگ میں ڈالا گیا تھا۔ نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کلام میں متکلم داخل نہیں ہوتا؛ لہٰذا اس کلام سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق سے خارج ہیں لہٰذا لباس پہننے میں ابراہیم علیہ السلام کا حضور پر تقدّم لازم نہیں آتا۔ بہرحال یہ معنی ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت کا موجب نہیں، کیونکہ جزوی فضیلت کلی فضیلت کو مستلزم نہیں۔ قولہ انہ سیجیٔ،، اس کلام میں ارتداد سے مراد اسلام سے ردّت نہیں بلکہ اس سے مراد حقوقِ واجبہ سے تخلّف ہے؛ کیونکہ کوئی صحابی مرتد نہیں ہُوا جن لوگوں کو پکڑ کر لایا جائے گا اور انہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا وہ اَعراب کی جماعت ہے جو ابھی تک تہذیبِ اخلاق سے مزیّن نہ ہُوئے تھے۔ بعض علماء نے کہا یہ لوگ مسیلمہ کذاب کے ساتھی ہیں جنہوں نے بظاہر اسلام قبول کیا اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہ ہُوا تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ،، اُن کے دلوں میں ایمان داخل نہ ہُوا تھا،،

۶۱۳۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم برہنہ پاؤں برہنہ تن غیر مختون اٹھائے جاؤ گے۔ ام المؤمنین

٦١٤٠ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ

نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ حضور نے فرمایا (ایک دوسرے کی طرف) نظر کرنا اس سے زیادہ دشوار ہوگا کہ یہ قصد کریں "

٦١٤٠ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک قُبّہ میں تھے۔ حضور نے فرمایا کیا تم اس سے راضی ہو کہ تم جنتیوں کا چوتھائی حصّہ ہو گے ہم نے عرض کیا جی ہاں! حضور نے فرمایا کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تم اہل جنت کی تہائی ہو ہم نے عرض کیا جی ہاں! پھر آپ نے فرمایا کہ تم اس سے خوش ہو کہ تم اہلِ جنت کا نصف ہو ہم نے عرض کیا جی ہاں! حضور نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں امید رکھتا ہوں کہ تم اہلِ جنت کا نصف ہو گے یہ اس لئے کہ جنّت میں صرف مسلمان ہی داخل ہوں گے اور تم مشرکوں کی نسبت سیاہ بیل کے چمڑے میں سفید بال کی طرح یا سُرخ بیل کے چمڑہ میں سیاہ بال کی مانند ہوں گے۔

٦١٤٠ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں مسلمانوں کی تعداد تدریجاً ذکر کی تاکہ اُن کے سرور میں اضافہ ہوتا رہے۔ ابن ابی حاتم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب یہ آیت کریمہ " ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ " نازل ہوئی تو یہ صحابہ کرام پر شاق گزرا تو اُس وقت یہ آیت کریمہ " ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ " نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو حدیث میں مذکور ہے۔ امام ترمذی نے بُریدہ سے مرفوع روایت کی کہ اہلِ جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے میری امت کی ٨٠ (اسّی) صفیں ہوں گی۔ اس حدیث میں

٦١٤١ــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ اَبِی الْغَيْثِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ مَنْ يُّدْعٰی يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اٰدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَتَرَاۤءَیٰ ذُرِّيَّتُهٗ فَيُقَالُ هٰذَا اَبُوْكُمْ اٰدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ فَيَقُوْلُ اَخْرِجْ بَعْثَ جَهَنَّمَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ كَمْ اُخْرِجُ فَيَقُوْلُ اَخْرِجْ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا اُخِذَ مِنَّا مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ فَمَاذَا يَبْقٰی مِنَّا قَالَ اِنَّ اُمَّتِیْ فِی الْاُمَمِ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِی الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ

بَابٌ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِيْمٌ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ

٦١٤٢ــــ حَدَّثَنِیْ يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰی اَنْبَانَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ

سُرخ بیل ذکر کیا ہے۔ فربری نے اس کا بدل سفید بال ذکر کیا ہے۔

٦١٤١ ـــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے آدم علیہ السلام "کو پکارا جائے گا۔ ان کی اولاد انہیں دیکھے گی کہا جائے گا یہ تمہارا باپ آدم ہے۔ آدم علیہ السلام عرض کریں گے لبیک وسعدیک" بار بار حاضر ہوں" اللہ تعالیٰ فرمائے گا اپنی اولاد میں سے جہنم میں بھیجے جانے والوں کو نکالو آدم علیہ السلام کہیں گے اے میرے پروردگار کتنے نکالوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہر سو سے ننانوے نکالو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" جب ہم میں سے سو سے ننانوے نکالے جائیں گے تو ہم سے باقی کیا بچے گا حضور نے فرمایا میری امت پہلی امتوں کی نسبت سیاہ بیل میں سفید بال کی طرح ہوگی" (یعنی اس قلت کے باوجود جنت میں مسلمان نصف اہل جنت ہوں گے)

عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی یَا اٰدَمُ فَیَقُوْلُ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ قَالَ یَقُوْلُ اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ کُلِّ اَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ فَذٰلِكَ حِیْنَ یَشِیْبُ الصَّغِیْرُ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَمَا هُمْ بِسُکٰرٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَیْهِمْ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّنَا ذٰلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْ یَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ اَلْفًا وَمِنْکُمْ رَجُلٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ فِیْ یَدِهٖ اِنِّیْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَکُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِنَّ مَثَلَکُمْ فِی الْاُمَمِ کَمَثَلِ الشَّعْرَةِ الْبَیْضَاءِ فِیْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ کَالرَّقْمَةِ فِیْ ذِرَاعِ الْحِمَارِ

باب بے شک قیامت کا زلزلہ عظیم شئ ہے، آنے والی آگئی قیامت قریب آگئی،،

۶۱۴۲ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم! وہ کہیں گے لبیک وسعدیک اور خیر تیرے دستِ قدرت میں ہے،، یہ کلمات اجابت میں کہیں گے ،، اللہ تعالیٰ فرمائے گا دوزخ میں بھیجنے کے لئے لوگوں کو نکالو آدم علیہ السلام عرض کریں گے۔ دوزخ میں بھیجے جانے والے کس قدر ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہر ہزار (۱۰۰۰) میں سے نو سو

ننانوے (۹۹۹) یہ وہ وقت ہے کہ بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حمل والی عورت اپنا حمل وضع کر دیگی تو لوگوں کو مست دیکھے گا وہ مست نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہے (یعنی اللہ کے عذاب کی سختی سے بیہوشی ہوگی ، یہ صحابہ پر سخت گزرا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ ایک آدمی ہم سے کون ہوگا فرمایا

بَابُ قَوْلُ اللهِ اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّھُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَتَقَطَّعَتْ بِھِمُ الْاَسْبَابُ اَلْوُصُلَاتُ فِی الدُّنْیَا

تمہیں خوشخبری ہو یاجوج و ماجوج سے ہزار اور تم سے ایک ہوگا پھر فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں امید رکھتا ہوں کہ تم اہل جنت میں سے ایک تہائی ہو گے۔ ابو سعید نے کہا ہم نے اللہ کی حمد کی اور اس کی بزرگی ذکر کی پھر فرمایا "والذی نفسی بیدہ" میں امید رکھتا ہوں کہ تم اہل جنت کے نصف ہو گے اور پہلی امتوں میں تمہاری مثال سیاہ بیل کے چمڑے میں سفید بال جیسی ہے یا گدھے کے بازؤں میں نشان جیسی ہے۔

۶۱۴۲ — شرح: قولہ والخیر بیدیک "میں خیر کی تخصیص رعایتِ ادب کے لئے۔ ورنہ خیر و شر تمام اس کے دستِ قدرت میں ہیں۔ بعض علماء نے کہا اللہ تعالیٰ کی نسبت تمام حسن ہیں اس کے فعل میں کوئی قباحت نہیں حُسن و قبح صرف لوگوں کی نسبت ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس سے پہلی حدیث میں سو میں سے ایک مذکور ہے جبکہ اس حدیث میں ہزار میں سے ایک مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ایک عدد دوسرے عدد کے منافی نہیں ہوتا جبکہ مفہومِ عدد کا اعتبار نہیں دونوں کا مقصد ایک ہی ہے۔ اور وہ مومنوں کی تعداد کم بیان کرنا ہے اور کافروں کی زیادہ بیان کرنا مقصود ہے۔ قولہ مَابَعْثُ النَّارِ" واؤ عاطفہ ہے اس کا معطوف علیہ مقدر ہے وہ یہ ہے" میں نے سنا اور طاعت بجالاتا ہوں دوزخ میں بھیجے جانے والوں کی کیا مقدار ہے؟

قولہ فذاک یعنی اس وقت بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور حاملہ عورتیں حمل وضع کر دیں گی۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگوں کے موقف میں جمع ہونے کے وقت ہوگا۔ بعض مفسرین نے کہا یہ قیامت سے پہلے ہوگا، کیونکہ قیامت میں کوئی حمل اور وضع وغیرہ نہ ہوگا، لیکن حدیث کا مضمون اس کے خلاف ہے۔ بعض علماء نے کہا اس میں یہ اشارہ ہے کہ حال بہت سخت ہوگا کہ اگر بالفرض عورتیں حاملہ ہوتیں تو ان کے حمل ساقط ہو جاتے اور بچے بوڑھے ہو جاتے؛ چنانچہ عرب میں یہ محاورہ ہے کہ ہمیں ایسی مصیبت پہنچی ہے کہ بچے بوڑھے ہو گئے ہیں حدیث میں اہل نار یاجوج و ماجوج مذکور ہیں لیکن مشرک بھی ان میں شامل ہیں۔ قولہ الرقمۃ " یہ گدھے کے اگلے دونوں بازؤں کے اندر کی جانب سیاہ نشان ہیں (عینی، حدیث ۳۱۴۲ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۱۴۳ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبَانٍ قَالَ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ قَالَ يَقُومُ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلٰى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیا یہ لوگ یقین نہیں کرتے کہ وہ عظیم دن میں اُٹھائے جائیں گے جس دن لوگ ربّ العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ" کی تفسیر میں کہا ان کے دنیاوی میل جول ختم ہو جائیں گے"

تفسیر : آیت کریمہ میں ظنّ بمعنی یقین ہے یعنی وہ یقین نہیں کرتے کہ وہ مرنے کے بعد زندہ اُٹھائے جائیں گے اور جو کچھ وہ دُنیا میں کرتے رہے ہیں اس کا حساب ہو گا عظیم دن قیامت کا دن ہے جبکہ لوگ حساب کتاب کے لئے اللہ کے حضور کھڑے ہوں گے" ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول میں "الوصلات" وصلہ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں ہر وہ شئی جو دوسری شئی سے متصل ہو ان کے درمیان والی شئی کو وصلہ کہتے ہیں یعنی دنیاوی وصلات ختم ہو جائیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسباب کی تفسیر ارحام سے بھی کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۱۴۳ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے اس آیت کریمہ جس دن لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے" کی تفسیر میں روایت کی کہ حضور نے فرمایا لوگوں میں سے بعض نصف کانوں تک اپنے پسینہ میں کھڑے ہوں گے۔

۶۱۴۳ — شرح : یہ پسینہ قیامت کے دن مسلسل خوف وہراس، سورج کی نزدیکی اور لوگوں کے ہجوم کے سبب ہو گا۔ بیہقی نے ابوہریرہ سے مرفوع روایت کی کہ سورج لوگوں کے قریب آئے گا حتیٰ کہ نصف کانوں تک پسینہ پہنچ جائے گا۔ ابن حبان نے عبداللہ سے صحیح حدیث روایت

۶۱۴۳ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَیْدٍ عَنْ اَبِی الْغَیْثِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَعْرَقُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَتّٰی یَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِی الْاَرْضِ سَبْعِیْنَ ذِرَاعًا وَّیُلْجِمُهُمْ حَتّٰی یَبْلُغَ اٰذَانَهُمْ

بَابُ الْقِصَاصِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَهِیَ الْحَاقَّةُ

کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن کافر کے منہ تک پسینہ ہوگا یہاں تک کہ وہ کہے گا اے میرے پروردگار مجھے اس سے آرام دے اگرچہ دوزخ میں پہنچا دے۔ مسلم نے مقداد سے روائت کی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جب قیامت کا دن ہوگا سورج لوگوں کے قریب آئے گا۔ یہاں تک کہ اندازاً ایک دو میل قریب ہوگا۔ نامعلوم میل سے مراد سرمہ کا میل ہے یا مسافت کا میل ہے سورج ان کو سخت گرمی پہنچائے گا وہ اپنے اعمال کے باعث پسینہ میں غرق ہوں گے ان میں بعض کی کمر تک پہنچے گا بعض کے منہ کو لگام دیئے ہوگا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ دونوں ہاتھوں سے اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے تھے۔

۶۱۴۳ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں کو پسینہ آئے گا حتی کہ اُن کا پسینہ زمین میں ستر گز تک پھیل جائے گا اور ان کو لگام ڈالے ہوگا حتی کہ ان کے کانوں تک پہنچے گا۔

۶۱۴۳ ـــ شرح : ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ اس قدر پسینہ کی بہتات کا سبب سورج کا لوگوں کے قریب آجانا اور قیامت کے دن اہوال اور کثرتِ ہجوم ہوگا اور لوگوں کے اعمال کے باعث اُن کے اجسام تک پہنچے گا حتی کہ بعض اس میں غرق ہوں گے۔"

باب قیامت میں قصاص لینا اور اس کا نام حاقّہ ہے"

لِاَنَّ فِيهَا الثَّوَابَ وَحَوَاقَّ الْاُمُوْرِ اَلْحَقَّةُ وَالْحَاقَّةُ وَاحِدٌ وَالْقَارِعَةُ وَالْغَاشِيَةُ وَالصَّاخَّةُ وَالتَّغَابُنُ غَبْنُ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَهْلَ النَّارِ

۶۱۴۴ــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ شَقِيْقٌ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ بِالدِّمَاءِ

کیونکہ اس میں ثواب اور واقعی امور ہیں۔ الحقہ اور الحاقہ ہم معنی ہیں۔ قارعہ غاشیہ اور صاخہ بھی ہم معنی ہیں۔ تغابُن کے معنی یہ ہیں کہ جنتی کافروں سے غبن کریں گے۔

شرح : اس باب میں قیامت کے دن قصاص کی کیفیت کا بیان ہے۔ قصاص بکسر القاف قصّ بمعنی قطع سے ماخوذ ہے یا اقتصاص الاثر بمعنی تتبّع سے ماخوذ ہے، کیونکہ جو قصاص طلب کرتا ہے وہ جنایت کرنے والے کی جنایت کا پیچھا کرتا ہے تاکہ اس سے جنایت کی مثل لے قیامت کا نام حاقہ اس لئے ہے کہ اس میں تمام امور ثابت ہوں گے اور ثواب و عقاب اور دیگر امور صادقہ اس میں ثابت ہوں گے قیامت کو قارعہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اپنے اہوال اور مصائب سے دلوں کو گھبراہٹ میں ڈالے گی۔ قرع کے معنی دق یعنی کھٹکھٹانا کے ہیں اس کو غاشیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ خوف وہراس اور سختیوں سے لوگوں کو ڈھانک لے گی اس کا نام صاخہ اس لئے ہے کہ صاخہ کے معنی چیخ مارنے کے ہیں کہ یہ کانوں کو زور کی آواز پہنچائے گی جس سے وہ بہرے ہونے کے قریب ہوں گے،، اس کا نام تغابن اس لئے ہے کہ تغابن بمعنی مراد کا فوت ہونا ہے قیامت میں کافر ایمان نہ لانے کے باعث مغبون ہوگا اور مومن اس کی جگہ غبن کرلے گا اس کی تفصیل یہ ہے کہ بدبخت کافر اگر ایمان لاتے اور نیک بخت ہوتے تو ان کی جگہیں جو جنت میں ان کی سعادت کی تقدیر پر مقرر تھیں ان پر مومن قابض ہوجائیں گے اور معاذ اللہ مومن کے کافر ہونے کی تقدیر پر اس کی دوزخ میں جگہ میں کافر چلے جائیں گے" اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ النَّارِ،، کیونکہ تغابن بروزن تفاعل ہے جو اشتراک چاہتا ہے یعنی غبن دونوں طرف سے ہوگا۔ الحاصل جنتی دوزخیوں کی جگہ میں چلے جاتے اگر وہ مسلمان نہ ہوتے اور دوزخی جنتیوں کی جگہ لے لیتے اگر وہ مسلمان ہوجاتے،، واللہ ورسولہ اعلم!

۶۱۴۵ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَتْ عِنْدَهٗ مَظْلِمَةٌ لِاَخِیْهِ فَلْیَتَحَلَّلْهُ مِنْهَا فَاِنَّهٗ لَیْسَ ثَمَّ دِیْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّؤْخَذَ لِاَخِیْهِ مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ لَهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَخِیْهِ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ

۶۱۴۴ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے جس شئ کا لوگوں میں فیصلہ کیا جائے گا۔ وہ خون ہیں

۶۱۴۴ — شرح: یعنی دنیا میں لوگوں کے درمیان جو اشیاء تھیں اُن میں سب سے پہلے قصاص کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روائت ہے کہ قیامت میں لوگوں کے درمیان سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں کیونکہ مخلوق کے معاملات میں سب سے پہلے قصاص کے فیصلے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی عبادات میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔

۶۱۴۵ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے ذمہ اس کے بھائی کا ظلم ہو وہ اس سے معاف کروالے اس سے پہلے کہ اس کی نیکیوں سے اس کے بھائی کے لئے لی جائیں، کیونکہ وہاں کوئی درہم و دینار نہیں۔ اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں گی تو اس کے بھائی کی برائیاں لے کر اس پر ڈالی جائیں گی۔

۶۱۴۵ — شرح: مظلمہ کے معنیٰ ہیں جو شئ بغیر حق کے لئے جائے یعنی اگر کسی نے اپنے بھائی کا حق چھین رکھا ہو وہ اس سے سوال کرے کہ اس کو معاف کردے اور قیامت سے پہلے اس سے بری الذمہ ہو جائے، کیونکہ قیامت میں کسی کے پاس درہم و دینار نہ ہوگا اور اگر ظالم کی نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی برائیوں میں سے ظالم پر ڈال دی جائیں گی اور اس کے عذاب میں اضافہ کردیا جائے گا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی، کوئی کسی کا بوجھ نہ اُٹھائے گا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اپنے اختیار اور ارادہ سے کسی کا بوجھ نہ اُٹھائے گا

۶۹۸۰ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ فَيُحْبَسُونَ عَلَى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُقْتَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ مَظَالِمُ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتَّى إِذَا هُذِّبُوا وَنُقُّوا أُذِنَ لَهُمْ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَأَحَدُهُمْ أَهْدَى بِمَنْزِلَةٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهِ كَانَ فِي الدُّنْيَا

اور حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ ظالم کے ظلم کے مطابق اس کو عذاب دیا جائے گا لہٰذا قرآن اور حدیث میں تعارض نہیں ،،

۶۹۸۰ـ ترجمہ : صلت بن محمد نے کہا ہم سے یزید بن زُریع نے بیان کیا ,, ہم اُن کے سینوں میں سے کینہ دُور کر دیں گے ،، سعید نے قتادہ، ابو المتوکل ناجی کے ذریعہ روائت کی کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن دوزخ سے خلاصی پائیں گے تو جنت اور دوزخ کے درمیان ان کو روک دیا جائے گا تو ایک دوسرے کے درمیان جو دنیا میں ظلم تھے ان کا قصاص اور بدلہ لیا جائے گا حتی کہ جب وہ پاک وصاف ہو جائیں گے تو انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی ،، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد " صلی اللہ علیہ وسلم " کی جان ہے اُن میں سے کوئی جنت میں اپنا مقام دُنیا میں اپنے گھر کی نسبت زیادہ جاننے والا ہوگا

۶۹۸۰ـ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس آیت کریمہ کو اسناد کے درمیان لانے کی کیا وجہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اس کے بعد مذکور حدیث اس آیت کریمہ کی تفسیر کی طرح ہے (کرمانی) نیز ہو سکتا ہے کہ یزید بن زُریع اس حدیث کے استماع اور روائت کے وقت اپنے شیخ سعید کی زبان سے حدیث سے ربط کے بغیر

بَابُ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ

۶۱۴۷ ـــــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ قَالَتْ قُلْتُ اَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُوْلُ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا قَالَ ذٰلِكِ الْعَرْضُ ۶۱۴۸ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ

سُنا ہو تو اسی طرح نقل کر دیا ہو۔ بخاری کے بعض نسخوں میں یہ حدیث مذکور نہیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے پہلی حدیث میں مذکور ہے کہ سب سے پہلے دماء کا فیصلہ کیا جائے گا اور اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ پلصراط کے پاس روک کر ان کا قصاص اور بدلہ لیا جائے گا اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی حدیث میں دماء کے قصاص کا ذکر ہے اور پلصراط کے پاس دوسرے گناہوں کا قصاص و بدلہ ہوگا جو کسی کا مال غصب کیا ہوگا یا کسی مسلمان پر کوئی زیادتی کی ہوگی "۔

باب جس کا حساب سختی لیا جائے گا اس کو عذاب دیا جائے گا

۶۱۴۷ ـــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا حساب سختی سے لیا جائے گا اس کو عذاب دیا جائے گا۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے عرض کیا کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں نہیں فرماتا ؟ عنقریب حساب آسان ہوگا۔ حضور نے فرمایا یہ محض پیشی ہے۔

(حدیث ۱۰۲ ج : ا کی شرح دیکھیں)

۶۱۴۸ ـــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح سُنا۔ ابن جریج، محمد بن سلیم، صالح بن رستم نے ابن ابی ملیکہ

عَلِیٌّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ سَمِعْتُ عَائِشَۃَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَہٗ وَتَابَعَہٗ ابْنُ جُرَیْجٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَیْمٍ وَاَیُّوْبُ وَصَالِحُ بْنُ رُسْتُمَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۶۱۴۹ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اَبِیْ صَغِیْرَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ قَالَ حَدَّثَنِی الْقٰسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَتْنِیْ عَائِشَۃُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ اَحَدٌ یُحَاسَبُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا ھَلَکَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَیْسَ قَدْ قَالَ اللّٰہُ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَہٗ بِیَمِیْنِہٖ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا ذٰلِکَ الْعَرْضُ وَلَیْسَ اَحَدٌ مِّنَّا یُنَاقَشُ الْحِسَابَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا عُذِّبَ

سے روایت کرنے میں عثمان بن اسود کی متابعت کی۔

۶۱۴۹ — ترجمہ: قاسم بن محمد نے کہا مجھ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی شخص کہ قیامت میں اس کا حساب لیا جائے مگر وہ ہلاک ہو جائے گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا؟ جس کو اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ عنقریب اس کا حساب آسان ہوگا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو صرف پیشی ہے ہم سے کوئی نہیں کہ جس کا قیامت میں سختی سے حساب لیا جائے گا مگر اسے عذاب دیا جائے گا (یعنی جو اس نے گناہ کئے ہیں اور اپنے حق میں اور اپنے مسلمان بھائیوں کے حق میں تقصیریں کی ہیں ان کا حساب لیا جائے تو اسے عذاب دیا جائے گا)

۶۱۵۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ يُجَاءُ بِالْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُقَالُ لَهٗ اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ مِلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا اَكُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهٖ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لَهٗ قَدْ كُنْتَ سُئِلْتَ مَا هُوَ اَيْسَرُ مِنْ ذٰلِكَ

۶۱۵۱ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ خَيْثَمَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ

۶۱۵۰ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر کو قیامت میں لایا جائے گا اور اسے کہا جائے گا۔
یہ بتا کہ اگر تیرے لئے ساری دنیا سونے سے بھری ہو گیا تو اس کو اپنی خلاصی کے لئے فدیہ کر دے گا؟ کافر کہے گا جی ہاں! اس سے کہا جائے گا میں نے تجھ سے اس سے بہت آسان شئ طلب کی تھی۔ (وہ توحید و رسالت کا اقرار ہے)

۶۱۵۱ — ترجمہ : ابن ابی حاتم نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی نہیں مگر اللہ تعالیٰ اس سے قیامت میں کلام کرے گا اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا (بلا واسطہ کلام کرے گا) پھر وہ نظر کرے گا تو وہ اپنے آگے کوئی شئ نہ دیکھے گا پھر وہ اپنے آگے نظر کرے گا تو اس کے سامنے دوزخ کی آگ آئے گی لہذا تم میں سے جو کوئی طاقت رکھتا ہو کہ آگ سے بچے تو صدقہ کرے اگرچہ کھجور کا ٹکڑا صدقہ کرنے کے سبب ہی سہی۔
اعمش نے کہا مجھے عمرو نے خیثمہ سے انہوں نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ثُمَّ يَنْظُرُ فَلَا يَرَى شَيْئًا قُدَّامَهُ ثُمَّ يَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ **قَالَ** الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي عَمْرٌو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثَلَاثًا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ

بَابٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ

۶۱۵۲ — حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ **ح** وَحَدَّثَنِي أَسِيدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ

نے فرمایا آگ سے بچو پھر حضور نے اعراض کیا اور چہرہ انور پھیر لیا پھر فرمایا آگ سے بچو پھر حضور نے اعراض کیا اور چہرۂ انور پھیر لیا یہ تین بار فرمایا حتی کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ آگ کو دیکھ رہے ہیں پھر فرمایا آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ٹکڑا صدقہ کرنے کے سبب ہی سہی اور جو کوئی کچھ نہ پائے تو اچھے کلام کے ذریعہ آگ سے بچے ،،

۶۱۵۱ — شرح : حدیث میں بظاہر حضرات صحابہ کرام سے خطاب ہے لیکن اُن کے ذریعے تمام مسلمان مخاطب ہیں ۔ قولہ ثم ینظر، یعنی وہ دائیں بائیں دیکھے گا، کیونکہ جب انسان کسی شئی سے خوف زدہ ہو تو دائیں بائیں دیکھتا ہے کہ کوئی مددگار آجائے بعض علماء نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں وہ آگ سے بھاگنے کی راہ تلاش کرے گا لیکن اس کے آگے وہی ہوگی جس کا اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا ہے ۔ قولہ اشاح یعنی چہرۂ انور پھیر لیا ۔ قولہ فمن لم یجد ،، یعنی جو کوئی سائل پر صدقہ کرنے کی کوئی شئی نہ پائے تو سائل سے اچھا کلام کرے جس سے اس کا دل خوش ہو جائے ۔(حدیث ۱۳۳۲ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

عَنْ حُصَيْنٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَأَخَذَ النَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْأُمَّةُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ النَّفَرُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الْعَشَرَةُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الْخَمْسَةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ وَحْدَهُ وَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَبِيرٌ قُلْتُ يَا جِبْرِيلُ هٰؤُلَاءِ أُمَّتِي قَالَ لَا وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَبِيرٌ قُلْتُ يَا جِبْرِيلُ هٰؤُلَاءِ أُمَّتِي قَالَ لَا وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَبِيرٌ هٰؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَهٰؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا قُدَّامَهُمْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ قُلْتُ وَلِمَ قَالَ كَانُوا لَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ فَقَامَ إِلَيْهِ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

باب جنت میں ستر ہزار لوگ بغیر حساب داخل ہوں گے

۶۱۵۲ ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے امتیں پیش کی گئیں ۔ پس نبی نے گزرنا شروع کیا اس حال میں کہ اس کے ساتھ اس کی امت تھی کوئی نبی گزرتا اس کے ساتھ چند لوگ تھے کوئی نبی گزرتا اس کے ساتھ دس آدمی تھے کوئی نبی گزرتا اس کے ساتھ پانچ آدمی تھے ۔ کوئی اور نبی گزرتا اس حال میں کہ وہ تنہا ہوتا میں نے نظر کی تو اچانک میں نے بہت سے

۶۱۵۳ ـــ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ وَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا تُضِيءُ وُجُوهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ

لوگ دیکھے میں نے کہا اے جبرائیل یہ لوگ میری امت ہیں؟ اُس نے کہا نہیں لیکن آپ کناروں کو دیکھیں میں نے نظر کی تو بشمار لوگ تھے جبرائیل نے کہا یہ آپ کی امت ہے یہ ستر ہزار ان کے آگے ہیں ان کا کوئی حساب کتاب نہیں اور نہ کوئی عذاب ہے۔ ہم نے کہا ان کا حساب کیوں نہیں؟ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو بدن پر داغ نہیں کرتے اور نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور نہ جانور سے شگون پکڑتے ہیں وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ عکاشہ بن محصن حضور کے پاس کھڑا ہوگیا اور کہا حضور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اُن میں سے کر دے۔ فرمایا اے اللہ! اس کو ان لوگوں میں سے کر دے پھر آپ کے پاس ایک اور آدمی کھڑا ہوگیا اور کہا اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں کہ مجھے ان میں سے کر دے فرمایا عکاشہ تم سے سبقت لے گیا ہے۔

شرح: ستر ہزار سے مراد کثیر تعداد ہے، کیونکہ اس سے خصوص عدد مراد نہیں حضرت

۶۱۵۲ ـــ عکاشہ رضی اللہ عنہ کی درخواست منظور کرتے ہوئے فرمایا ہاں تم اُن میں سے ہو لیکن جب دوسرے شخص نے درخواست گزاری تو آپ نے اس کی درخواست باایں طور مسترد کی کہ حدیث میں مذکور چار صفات عکاشہ میں پائی جاتی تھیں جبکہ دوسرے آدمی میں یہ موجود نہ تھیں اور حضور نے یہ پسند نہ فرمایا کہ اس کو یہ فرمائیں کہ تم میں یہ اوصاف نہیں پائے جاتے اور اچھے طریقہ سے اس کو خاموش کر دیا کہ یہ سعادت صرف عکاشہ کے لئے تھی (تیسیر القاری) ہو سکتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ جانتے تھے کہ عکاشہ کے حق میں یہ سعادت ہے جو دوسرے کے لئے حاصل نہیں۔ ابن جوزی نے کہا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ عکاشہ نے صدق قلب سے درخواست گزاری تھی اس لئے قبول کی گئی۔ دوسرے کی درخواست کے عدم قبول ہونے کا یہ سبب ہو سکتا ہے کہ اگر اس کے لئے بھی حضور ہاں فرماتے تو تیسرا کھڑا ہو جاتا پھر چوتھا کھڑا ہو جاتا اس طرح سلسلہ لا الی نہایۃ شروع ہو جاتا اس لئے تسلسل کے مادہ کو ختم کرنے کے لئے دوسرے ہی پر معاملہ ختم کر دیا جبکہ ہر شخص اس کی صلاحیت نہیں رکھتا

اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ

۶۱۵۴ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ اَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِي سَبْعُونَ اَلْفًا اَوْ سَبْعُ مِائَةِ اَلْفٍ شَكَّ فِي اَحَدِهِمَا مُتَمَاسِكِينَ اٰخِذٌ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ حَتّٰى يَدْخُلَ اَوَّلُهُمْ وَاٰخِرُهُمُ الْجَنَّةَ وَ وُجُوهُهُمْ عَلٰى ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

سہیلی نے کہا میرے نزدیک اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وقت قبولیت کا تھا جسے حضور جانتے تھے۔ جب دوسرا شخص کھڑا ہوا وہ ساعت اجابت گزر چکی تھی اس لئے فرمایا عکاشہ سبقت لے گیا،، واللہ ورسولہ اعلم!

۶۱۵۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا میری امت میں سے ایک گروہ جنت میں داخل ہوگا جو ستر ہزار ہوں گے ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ ابوہریرہ نے کہا عکاشہ بن محسن فزاری کھڑا ہو گیا۔ اس حال میں کہ وہ اپنا لکیر دار کمبل اٹھا رہا تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعاء فرمائیں کہ مجھے اُن میں سے کر دیں فرمایا اے اللہ اس کو اُن میں سے کر دے پھر انصار میں سے ایک آدمی کھڑے ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے دعاء کریں کہ مجھے بھی اُن میں سے کر دے فرمایا تم سے عکاشہ سبقت لے گیا ہے۔

۶۱۵۴ — ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار یا سات لکھ (دونوں میں سے ایک میں شک ہے) جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے ہوں گے۔ حتی کہ اوّل و آخر اکٹھے جنت میں داخل ہوں گے ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی روشنی کی طرح چمکتے ہوں گے۔

۶۱۵۴ — شرح : یعنی وہ ایک صف میں ایک ہی دفعہ داخل ہوں گے۔ اگر یہ سوال پوچھا

۶۱۵۵ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْمُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ يَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ وَيَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ خُلُوْدٌ

۶۱۵۶ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ لَا مَوْتَ وَلِاَهْلِ النَّارِ يَا اَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ لَا مَوْتَ

جائے کہ اگر وہ دفعتاً اکٹھے داخل ہوں گے تو اول و آخر کے کیا معنیٰ ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اولیتُ آخریت اس صفت کے اعتبار سے ہے جس میں وہ پلصراط سے گزرے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت کا دروازہ بہت وسیع ہوگا۔ قاضی عیاض نے کہا "متماسکین" کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ باوقار داخل ہوں گے کوئی ایک دوسرے سے مسابقت نہ کرے گا بلکہ ان کا جنت میں داخل ہونا دفعتہً ہوگا۔ امام نووی نے کہا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے پہلو میں صف باندھے داخل ہوں گے۔

۶۱۵۵ — ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے پھر اعلان کرنے والا پکارے گا اے دوزخیو! موت نہیں ہے اے جنتیو! اس کے بعد موت نہیں ہے (ہمیشہ اسی حال میں رہو گے)

۶۱۵۶ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہلِ جنت سے کہا جائے گا اب اس میں ہمیشہ رہو گے موت نہیں ہے اور اہلِ نار سے کہا جائے گا اے دوزخیو! اب اس میں ہمیشہ رہو گے موت نہیں ہے (تمہارا یہ حال دائمی ہے اس میں ہمیشہ رہو گے)

بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

وَقَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ اَهْلُ الْجَنَّةِ زِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ عَدْنٌ خُلْدٌ عَدَنْتُ بِاَرْضٍ اَقَمْتُ وَمِنْهُ الْمَعْدِنُ فِيْ مَعْدِنِ صِدْقٍ فِيْ مَنْبَتِ صِدْقٍ

۶۱۵۷ — حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ

باب جنّت و دوزخ کی وصف

ابوسعید نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا پہلا کھانا جو جنّتی کھائیں گے مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہوگا۔ عدن بمعنی ہمیشگی ہے۔ (کہا جاتا ہے) عَدَنْتُ بِالْاَرْضِ، میں اس میں ہمیشہ رہا اسی سے معدن ہے مَعْدِنِ صِدْقٍ، یعنی فِیْ مَنْبَتِ صِدْقٍ،،

شرح: خُلد سے اس آیت کریمہ "جَنَّاتِ عَدْنٍ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر "خلد" سے کی خلد بمعنی دائمی بقا ہے۔ اور "عَدَنْتُ بِالْاَرْضِ،، سے یہ اشارہ کیا کہ عَدْن کے معنی اقامت کے ہیں اسی باب سے مَعْدِن ہے جس سے سونا، چاندی اور پیتل لوہا وغیرہ نکالا جاتا ہے اور معدنِ صدق سے لوگوں کے اس کلام "مَنْبَتِ صدق،، کی طرف اشارہ کیا یعنی جنّت سچا مقام ہے جس میں کوئی لغو بات نہیں اور نہ ہی گناہ کا مادہ ہے۔

۶۱۵۷ ترجمہ: عمران نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا میں نے جنّت میں نظر کی تو اس کے رہنے والے اکثر فقراء تھے۔ میں نے دوزخ میں جھانکا تو اس میں

۶۱۵۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنَ وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ ۶۱۵۹ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

رہنے والی اکثر عورتیں تھیں"

۶۱۵۷ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اکثر اہلِ جنت کا فقراء ہونا اور اکثر اہلِ نار کا عورتیں ہونا جنت اور دوزخ کی وصفیں ہیں۔ (حدیث ۲۰۲۹ ج: ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۱۵۸ — ترجمہ: اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا میں جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو عموماً جو اس میں داخل ہوئے تھے مساکین تھے اور مال دار لوگ روکے گئے تھے، لیکن دوزخیوں کو دوزخ میں جانے کا حکم دیا گیا۔ میں دوزخ کے دروازہ پر کھڑا ہوا اس میں داخل ہونے والی عموماً عورتیں تھیں۔

۶۱۵۸ — شرح: یعنی اغنیاء سے حساب لینے کے لئے پلصراط سے گزرنے کے بعد ان کو پل پر روکا جائے گا۔ وہ فقراء کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوں گے لیکن کافروں کو دوزخ کی طرف چلایا جائے گا جبکہ مومن میدان میں حساب کے لئے ٹھہرے ہوں گے اور فقراء اپنے فقر کے باعث جنت میں پہنچ گئے ہوں گے۔

۶۱۵۹ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت اہلِ جنت بہشت میں چلے جائیں گے اور اہل نار دوزخ میں ہوں گے تو موت کو لایا جائے گا اور جنت و دوزخ کے درمیان اسے ذبح کیا جائے گا پھر منادی اعلان کرے گا اے جنتیو!

قَالَ اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ وَاَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ جِيْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَيَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَيَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰى فَرَحِهِمْ وَيَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰى حُزْنِهِمْ **۶۱۶۰** حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ يَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَضِيْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ

موت نہیں اے دوزخ والو موت نہیں، تو اہلِ جنت کی خوشی اور زیادہ ہوجائے گی جبکہ دوزخ والوں کا غم اور زیادہ بڑھ جائے گا۔

۶۱۵۹ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ موت عرض ہے اس کا محل کے بغیر وجود ہی نہیں ہے تو موت پر آنے جانے اور ذبح کا اطلاق کیسے صحیح ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ موت کو جسم عطا کرے،، قرطبی نے بعض صوفیہ سے نقل کیا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں موت کو ذبح کریں گے یا یہ بطور تمثیل جنت میں خلود ظاہر کرنے کے لئے ہے۔

۶۱۶۰ — ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ اہلِ جنت سے فرمائے گا اے جنت والوں

نُعْطِ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ فَاَنَا اُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالُوْا يَا رَبِّ وَاَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا

۶۱۶۱ — حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ اُصِيْبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ فَجَاءَتْ اُمُّهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّيْ فَاِنْ يَكُ فِي الْجَنَّةِ اَصْبِرْ وَاَحْتَسِبْ وَاِنْ تَكُ الْاُخْرٰى تَرٰى مَا اَصْنَعُ

وہ کہیں گے اے رب ہمارے لبیک وسعدیک ،، اے ہمارے پروردگار ہم تیری خدمت میں کھڑے ہیں اور تیری خدمت میں بار بار مدد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم راضی ہو گئے ہو وہ کہیں گے ہمارا کیا حال ہے کہ ہم راضی نہ ہوں، حالانکہ تو نے ہمیں وہ دیا جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں اس سے بہترین نعمت تمہیں عطا کرتا ہوں پھر فرمائے گا میں نے تمہارے لئے اپنی رضامندی حلال کردی (اپنے فضل وکرم سے میں نے تمہارے لئے رضاء واجب کردی) اس کے بعد کبھی تم پر ناراض نہ ہوں گا۔

۶۱۶۰ — شرح: اس میں اس آیت کریمہ "رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ" کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ اللہ کی رضا ہر کامیابی کا سبب ہے جس شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا آقا و مالک اس سے راضی ہے تو وہ بہت خوش ہوتا ہے اور ہر نعمت کی نسبت اس کا دل زیادہ قرار پکڑتا ہے، کیونکہ اس کلام میں اس کی تعظیم وتکریم ہے۔ حدیث شریف میں ہے اللہ کی زیارت سے بڑھ کر جنت میں کوئی نعمت نہ ہوگی۔ آیت کریمہ میں رضوانٌ ،، کو نکرہ ذکر کیا اس میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی رضاء بہت بڑی نعمت ہے، کیونکہ اس میں تنوین تقلیل کے لئے ہے، لیکن اس کو تعظیم پر محمول کرنا زیادہ مناسب ہے تاکہ حدیث سے موافقت ہو جائے۔

فَقَالَ وَيْحَكِ أَوَهَبِلْتِ أَوَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ وَإِنَّهُ فِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ

۶۱۶۲ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا الْفُضَيْلُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ مَسِيرَةُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا قَالَ أَبُو حَازِمٍ فَحَدَّثْتُ بِهِ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۱۶۱ — ترجمہ : حمید نے کہا میں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا حارثہ بدر کی جنگ میں شہید ہو گئے جبکہ وہ کمسن تھے (نابالغ تھے) اس کی ماں "ربیع بنت نضر" حضور کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھ سے حارثہ کا مقام جانتے ہیں کہ وہ میرا بیٹا ہے، اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کرتی ہوں اور ثواب کی امیدوار رہتی ہوں اور اگر کوئی دوسرا حال ہے تو آپ دیکھیں گے میں کیا کرتی ہوں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری خرابی ہو کیا تو احمق ہو گئی ہے، کہ بچہ پر روئے گی، کیا جنت ایک ہی ہے وہ شان یہ ہے کہ جنتیں بہت ہیں اور وہ جنت الفردوس میں ہے۔

۶۱۶۱ — شرح : حارثہ سراقہ بن حارث انصاری کا بیٹا ہے۔ اس کی والدہ ربیع بنت نضر ہے جو انس بن مالک کا چچا ہے۔ قولہ تری ما اصنع، یعنی اگر وہ جنت میں نہیں تو میں غمناک لوگوں کی طرح مشہور واویلا کروں گی جس کو ہر ایک دیکھے گا۔ ویحک، شفقت کے لئے فرمایا قولہ اوھبلت، یہ معروف و مجہول دونوں طرح پڑھا جاتا ہے اس میں دو واؤ سے پہلے ہمزہ استفہام

قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ شَجَرَۃً یَسِیْرُ الرَّاکِبُ الْجَوَادُ الْمُضَمَّرُ السَّرِیْعُ مِائَۃَ عَامٍ مَا یَقْطَعُھَا

۶۱۶۳ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیَدْخُلَنَّ الْجَنَّۃَ

کے لئے ہے اور معطوف مقدر ہے۔ یعنی اَفَقَدْتِ عَقْلَكِ مِمَّا اَصَابَكِ مِنَ الثُّکْلِ بِابْنِكِ حَتّٰی جَہِلْتِ الْجَنَّۃَ "کیا بچہ کی مصیبت آنے سے تیری عقل جاتی رہی ہے حتیٰ کہ جنت سے جاہل ہوگئی ہو" جنتیں بہت ہیں اور حارثہ اعلیٰ جنت میں ہے۔ (حدیث ۳۷۲۰ ج : ۶ کی شرح دیکھیں)

۶۱۶۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر کے دونوں موڈھوں کے درمیان تیز رفتار سوار کے تین دن کی مسافت ہوگی۔ اسحاق بن ابراہیم نے کہا ہمیں مغیرہ بن سلمہ نے خبر سنائی کہ وُھیب نے ابوحازم کے ذریعہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سوار سو سال چلتا رہے گا۔ وہ سایہ ختم نہ ہوگا۔

۶۱۶۲ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ دوزخ میں کافر کے دونوں کندھوں کے درمیان اتنی مسافت ہونا کافر کا جسم عظیم ہونے کے اعتبار سے دوزخ کی اوصاف میں سے ایک وصف ہے۔ کافروں کی تعذیب کے اعتبار سے ان کے اجسام دوزخ میں بڑھا دیئے جائیں گے اسی لئے ایک روایت میں ہے کہ ایک کافر کی کان کی لو سے اس کے کندھے تک سات سو سال کی مسافت ہوگی۔ ابن مبارک نے زُہد میں ابوہریرہ سے روایت کی کہ قیامت میں کافر کی داڑھ اُحُد پہاڑ سے بڑی ہوگی تاکہ اُن سے دوزخ بھر جائے اور وہ اس کا عذاب چکھیں اس طرح مختلف روایات پائی جاتی ہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ترمذی میں جید سند سے عمرو بن شعیب کی روایت ہے کہ قیامت کے روز متکبر لوگ چیونٹیوں کی طرح مردوں کی صورتوں میں اُٹھائے جائیں گے اور ان کو دوزخ کی جیل میں بھیج دیا جائے گا جس کا نام بولس ہے اس کا جواب یہ ہے کہ شروع حشر میں ایسے ہی ہوگا پھر دوزخ میں استقرار کے بعد اُن کے اجسام حسبِ عذاب بڑھا دیئے جائیں گے تاکہ ان کو عذاب کی شدت ہو "جواد" تیز رفتار اچھا گھوڑا ہے۔ مضمر وہ گھوڑا ہے

مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَوْسَبْعُ مِائَةِ اَلْفٍ لَا یَدْرِیْ اَبُوْحَازِمٍ اَیُّهُمَا قَالَ مُتَمَاسِکُوْنَ اٰخِذٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَا یَدْخُلُ اَوَّلُهُمْ حَتّٰی یَدْخُلَ اٰخِرُهُمْ وُجُوْهُهُمْ عَلٰی صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ

۶۱۶۴ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ سَهْلٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَیَتَرَاءَوْنَ الْغُرَفَ فِی الْجَنَّةِ کَمَا تَرَاءَوْنَ الْکَوْکَبَ فِی السَّمَآءِ قَالَ

جس کو مزید چارہ کھلا کر موٹا کر دیا جائے پھر آہستہ آہستہ اصلی خوراک کی طرف لایا جائے یہ عمل چالیس روز کی مدت میں کیا جاتا ہے اس مدت کو مضمار کہتے ہیں یہ مضبوط اور قوی تر گھوڑا ہے جو بہت تیز دوڑتا ہے۔

۶۱۶۳ـــ ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت سے جنت میں ستر ہزار یا سات لاکھ داخل ہوں گے۔ ابوحازم نے نہ جانا کہ دو میں سے کونسا فرمایا وہ ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے ہوں گے ان میں سے پہلا شخص جنت میں داخل نہ ہوگا یہاں تک کہ آخری بھی اس کے ساتھ داخل ہوگا۔ (یعنی اول آخر اکٹھے داخل ہوں گے) ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔

۶۱۶۳ـــ شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے اس طرح جنت میں داخل ہونا کیسے متصور ہوگا یہ دخول دور کو مستلزم ہے کیونکہ دخولِ اول دخولِ ثانی پر موقوف ہے اسی طرح بالعکس ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ صفِ واحد میں ایک ہی دفعہ داخل ہوں گے۔ یہ اگرچہ دورِ معیت ہے لیکن یہ محال نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۱۶۴ـــ ترجمہ: سہل سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت والے جنت میں بالاخانے دیکھیں گے جیسے تم آسمان میں ستارہ دیکھتے ہو۔ عبدالعزیز نے کہا میرے باپ ابوحازم نے کہا میں نے یہ نعمان بن ابی عیاش سے بیان کیا تو انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ابوسعید سے سنا یہ وہ بیان کرتے تھے اور اس میں

اَبِی فَحَدَّثَتُ النُّعْمَانَ بْنَ اَبِی عَیَّاشٍ فَقَالَ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ اَبَا سَعِیْدٍ یُحَدِّثُ وَیَزِیْدُ فِیْهِ کَمَا تَرَاءَوْنَ الْکَوْکَبَ الْغَارِبَ فِی الْاُفُقِ الشَّرْقِیِّ وَالْغَرْبِیِّ ۶۱۶۵ — **حدثنی** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ الْجَوْنِیِّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰهُ لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَوْ اَنَّ لَكَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ اَکُنْتَ تَفْتَدِیْ بِهٖ فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیَقُوْلُ اَرَدْتُ مِنْكَ اَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَاَنْتَ فِیْ صُلْبِ اٰدَمَ اَلَّا تُشْرِكَ بِیْ شَیْئًا فَاَبَیْتَ اِلَّا اَنْ تُشْرِكَ بِیْ

یہ اضافہ کیا کہ جیسے تم شرقی اور غربی افق میں غروب ہونے والا ستارہ دیکھتے ہو۔

۶۱۶۴ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مشرق میں ستارہ غروب نہیں ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا لازم مراد ہے اور وہ بُعد وغیرہ ہے۔ طیبی نے کہا اس حدیث میں جنت میں بالاخانہ والے کو دیکھنے والے کی رؤیت کو دُور سے چمکنے میں ستارہ دیکھنے والے کی رُویت سے تشبیہ دی جو شرقی اور غربی جانب میں چمکتا ہے۔

۶۱۶۵ — ترجمہ : ابوعمران نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سُنا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دوزخیوں میں سے ہلکے عذاب والے سے فرمائے گا اگر تیرے لئے زمین میں ہر شیٔ ہو کیا تو عذاب کے عوض وہ فدیہ کر دے گا ؟ وہ کہے گا جی ہاں ! اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھ سے اس سے آسان کا ارادہ کیا تھا جبکہ تو آدم کی پشت میں تھا کہ میرا کسی کو شریک نہ ٹھہرا لیکن تو نے انکار کیا مگر یہ کہ میرا شریک بنائے گا ،،

(حدیث ۳۱۱۹ جلد : ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۱۶۶ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ كَأَنَّهُمُ الثَّعَارِيرُ قُلْتُ وَمَا الثَّعَارِيرُ قَالَ الضَّغَابِيسُ وَكَانَ قَدْ سَقَطَ فَمُهُ فَقُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَبَا مُحَمَّدٍ سَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَخْرُجُ بِالشَّفَاعَةِ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَمْ

۶۱۶۵ — **ترجمہ** : حضرت جابر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شفاعت کے ذریعہ لوگ آگ سے نکلیں گے گویا کہ وہ ثعاریر ہوں گے میں نے عرض کیا ثعاریر کیا ہیں فرمایا وہ ککڑیاں ہیں۔ حماد نے کہا اس کے دانت جھڑ گئے تھے۔ میں نے عمرو بن دینار سے کہا اے ابا محمد آپ نے جابر بن عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ شفاعت کے ذریعہ دوزخ سے لوگ نکلیں گے گویا کہ وہ ثعاریر، ہیں میں نے کہا ثعاریر کیا ہیں فرمایا صغابیس وہ چھوٹی چھوٹی ککڑیاں" عمرو کا منہ گر گیا تھا۔

۶۱۶۵ — **شرح** : ثعاریر، ثعرور بروزن عصفور کی جمع بمعنی چھوٹی چھوٹی ککڑیاں ہے، اس کے معنی ضعیف مرد بھی ہیں اس تشبیہ سے غرض دوزخ سے نکلنے والوں کا حال، تازگی صورت اور تجددِ خلقت ہے یعنی دوزخ سے نکلنے والے لوگوں کا حال ایسا ہوگا جیسے چھوٹی چھوٹی ککڑیاں ہیں ان کی صورت تازہ اور خلقت نئی ہوگی۔

حماد نے کہا عمرو کا منہ گر چکا تھا یعنی وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے اور بڑھاپے کے باعث اُن کے دانت نکل گئے تھے اور حروف کا حق ادا نہیں کر سکتے تھے اسی لئے اُن کا لقب اثرم تھا، "ثرم کے معنی دانتوں کا گر جانا ہے" ان کی کنیت ابو محمد ہے اسی لئے حماد نے کہا اے ابا محمد تم نے یہ جابر بن عبداللہ سے سُنا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ شفاعت سے لوگ دوزخ سے نکلیں گے عمرو نے کہا جی ہاں! معتزلہ شفاعت کا انکار کرتے ہیں۔ اس حدیث شریف میں ان کے مذہب کا ردّ ہے۔

۶۱۶۷ ـــ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بَعْدَ مَا مَسَّهُمْ مِنْهَا سَفْعٌ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فَيُسَمِّيْهِمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ

منکرین شفاعت کا ردّ

ابن بطال مالکی رحمہ اللہ نے کہا معتزلہ اور خارجی گناہ گار دوزخیوں کے شفاعت کے سبب دوزخ سے نکلنے کے منکر ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ، "دوزخیوں کو شفاعت کرنیوالوں کی شفاعت نفع نہ دے گی"، اہل سنّت وجماعت اس کے جواب میں کہتے ہیں یہ آیت کریمہ کافروں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو بتوں کی شفاعت کے قائل تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم امت کی شفاعت فرمائیں گے۔ اس میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔ قرآن کریم کی یہ آئت کریمہ "عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا"، سے مراد شفاعت ہے۔ جمہور علماء نے اس کی یہی تفسیر کی ہے اور اس پر اجماع قائم ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے طبری سے نقل کیا اکثر مفسرین کہتے ہیں مقام محمود وہ مقام ہے جہاں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں گے تاکہ لوگوں کو محشر کی سختیوں سے بچائیں اور انہیں آرام دلائیں۔

ابن عباس، ابوہریرہ، ابومسعود، حسن بصری، قتادہ رضی اللہ عنہم سے مرفوع روایات منقول ہیں کہ مقام محمود شفاعت ہے۔ طبری نے یہ بھی کہا کہ لیث نے مقام محمود کی تفسیر میں مجاہد سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ اپنے عرش پر بٹھائے گا۔ نقاش نے ابوداؤد صاحب سنن سے نقل کیا جو اس کا انکار کرے وہ جھوٹا ہے، حالانکہ ثعلبی نے ابن مسعود سے اور ابوالشیخ نے ابن عباس کے ذریعہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز رب العالمین کے حضور اللہ تعالیٰ کی کرسی پر ہوں گے جب گناہ گار شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب دوزخ سے باہر نکلیں گے تو کافر کہیں گے۔ وَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ہمارا کوئی شفاعت کرنے والا نہیں۔ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ، کے یہی معنی ہیں"، کہ ان کی کوئی شفاعت نہ ہوگی۔"

۶۱۶۸ ــ حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُوْلُ اللّٰهُ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيَخْرُجُوْنَ وَقَدِ امْتُحِشُوْا وَعَادُوْا حُمَمًا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهَرِ الْحَيٰوةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِيْ

۶۱۶۷ ــ ترجمہ : انس بن مالک نے روایت کی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا : دوزخ سے ایک قوم نکلے گی جبکہ دوزخ کی حرارت نے ان کو جلا دیا ہوگا اور وہ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کو جنت والے جہنمی کہیں گے ۔

۶۱۶۷ ــ شرح : "سَفْعٌ" کے معنی آگ کی حرارت ہے یعنی بعض لوگ دوزخ کا عذاب پانے کے بعد جنّت میں داخل ہوں گے تو جنّت والے ان کا نام جہنمی رکھیں گے اسی نام سے ان کو پکاریں گے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنّت والے ان کو جہنمی کہیں گے ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ "عُتَقَاءُ اللّٰہ" ہیں یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے آزاد کیا ہے ۔ مسلم نے ابوسعید سے روایت کی ہے وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے تو ان کا یہ نام جاتا رہے گا ۔

۶۱۶۸ ــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس وقت جنّت والے جنّت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخ والے دوزخ میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس کے دل میں رائی کے دانہ کی مقدار ایمان ہے اس کو دوزخ سے نکالو پس وہ دوزخ سے اس حال میں نکلیں گے کہ وہ جل سڑ کر کوئلہ کی مانند لوٹیں گے ان کو آبِ حیات کی نہر میں ڈالا جائے گا وہ ایسے نکلیں گے جیسے سیلاب خس وخاشاک میں سے دانہ اُگتا ہے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا تم نے دیکھا نہیں کہ دانہ پیچ وتاب کھاتا ہُوا زرد اُگتا ہے ۔

۶۱۶۸ ــ شرح : "اُمْتُحِشُوْا" ، امتحاش بمعنی احتراق ہے یعنی وہ جل جائیں گے ۔ "حُمَمٌ" ، حُمَمَہ کی جمع بمعنی کوئلہ ہے حمیل سیل سیلاب پر خس وخاشاک ہیں ۔

حَمِيلِ السَّيْلِ اَوْ قَالَ حَمِيَّةِ السَّيْلِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّهَا تَنْبُتُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً

۶۱۶۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَرَجُلٌ تُوْضَعُ فِيْ اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَةٌ يَغْلِيْ مِنْهَا دِمَاغُهٗ

حمیۃ بمعنی سیلاب کی تیزی اور تندی ہے۔ مراد یہ ہے کہ یہ دانہ بہت جلد ایک دن رات میں اُگ پڑتا ہے۔ لوگوں کے بدنوں کے لوٹنے کو اس دانہ سے تشبیہ دی تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح سیلاب کے خس وخاشاک میں تیزی سے اگنے والا اپنے حال پہ آجاتا ہے اسی طرح دوزخی آبِ حیات میں ڈالے جانے کے بہت جلد اپنے اصلی بدنوں کی طرف لوٹ آئیں گے۔ (حدیث ۲۱ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۱۶۹ — ترجمہ: نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا قیامت کے دن سب سے آسان ترین عذاب والا ایک آدمی ہے کہ اس کے پاؤں تلے آگ کا کوئلہ رکھا ہو گا جس کے سبب اس کا دماغ جوش مارتا ہو گا۔

۶۱۶۹ — شرح: عینی نے ابن تین سے نقل کیا کہ ہو سکتا ہے کہ اس آدمی سے مراد ابوطالب ہوں لرجلٌ کا لام مفتوح برائے تاکید ہے۔ قولہ فِیْ اَخْمَصِ قَدَمَیْہ اخمص پاؤں کا نچلہ حصہ ہے جو چلتے وقت زمین پر نہیں لگتا۔ بخاری کی روائت میں "جمرۃ" ایک کوئلہ مذکور ہے جبکہ مسلم کی روائت میں "جمرتان" دو کوئلے مذکور ہیں؛ چنانچہ اس کے بعد متصل حدیث میں بھی جمرتان مذکور ہیں۔ ابن تین نے کہا ایک جمرہ پر اقتصار کیا اس سے دوسرے جمرہ پر دلالت ہو جاتی ہے؛ کیونکہ سامع جانتا ہے کہ ہر شخص کے دو قدم ہوتے ہیں۔ کرمانی نے کہا قدمین سے معلوم ہوتا ہے کہ جمرہ سے جمرتان مراد ہیں۔

۶۱۷۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ عَلَى أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ بِالْقُمْقُمِ

۶۱۷۱ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ النَّارَ فَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ وَتَعَوَّذَ مِنْهَا ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ وَتَعَوَّذَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ

۶۱۷۲ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي

۶۱۷۰ — ترجمہ : نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن دوزخ والوں سے سب سے آسان ترین عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کے دونوں قدموں کے نیچے دو کوئلے رکھے جائیں گے جس سے اس کا دماغ جوش مارے گا جیسے ہانڈی اور شیشہ کا برتن جوش مارتا ہے ۔

۶۱۷۱ — شرح : قمقم کے دونوں قاف مضموم ہیں اور ان کے درمیان میم ساکن ہے اس پر باء تعدیہ کے لئے مصاحبت کے لئے بھی ہو سکتی ہے اس کے معنی تنگ منہ والا شیشے کا برتن ہے جس میں پانی گرم ہوتا ہے ۔ تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح آگ ہانڈی کو جوش دیتی ہے اسی طرح دوزخ کی آگ انسان کے بدن کو سخت گرم کرے گی اس کا اثر دماغ تک پہنچے گا ۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ قمقم بمعنی کثیر پانی ہے اور قمقام بزرگ آدمی کو کہتے ہیں ۔

۶۱۷۲ — ترجمہ : عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کو ذکر کیا اور چہرہ انور دوسری طرف پھیر لیا اور اس سے پناہ مانگی پھر فرمایا

حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهٗ عَمُّهٗ اَبُوْطَالِبٍ فَقَالَ لَعَلَّهٗ تَنْفَعُهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُجْعَلُ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ تَغْلِيْ مِنْهُ اُمُّ دِمَاغِهٖ

۶۱۷۳ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِاسْتَشْفَعْنَا عَلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ الَّذِيْ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ

آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ٹکڑا صدقہ کرنے سے اور جو یہ نہ پائے وہ اچھے کلام سے۔

(حدیث ۱۳۳۲ ج: ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۱۷۲ ـــ ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جبکہ آپ کے پاس آپ کے چچا ابو طالب کا ذکر کیا گیا تو حضور نے فرمایا قیامت کے دن یقیناً انہیں میری شفاعت نفع دے گی اور ان کے قدموں کے نیچے آگ کا کوئلہ رکھا جائے گا جو ان کے ٹخنوں کو پہنچے گا اس سے اُن کا دماغ کھولے گا۔

۶۱۷۲ ـــ شرح: ابو طالب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کافروں کو کسی شفاعت کرنے والی شفاعت نفع نہ دے گی،، اس کا جواب یہ ہے کہ ابو طالب اس آیت کریمہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مخصوص ہیں۔ نیز یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ کافروں کو ان کے کفر اور گناہوں پہ عذاب دیا جائے گا ہو سکتا ہے کہ شفاعت کرنے والوں کی اطمینانِ قلب کے لئے بعض کافروں کو اُن کے گناہوں کا عذاب نہ ہو اور کفر کے باعث عذاب میں گرفتار ہوں، کیونکہ کافر کی نیکیاں کفر پہ مرنے کے باعث بیکار ہو جاتی ہیں لہٰذا انہیں ثواب

مِنْ رُوْحِهٖ وَ اَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ

هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ اِيْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ

لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ اِيْتُوْا اِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ اتَّخَذَهُ اللّٰهُ خَلِيْلًا

فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ اِيْتُوْا مُوْسٰى الَّذِيْ كَلَّمَهُ

اللّٰهُ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ اِيْتُوْا عِيْسٰى فَيَاْتُوْنَهٗ

فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ اِيْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ غُفِرَ لَهٗ

مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَاِذَا رَاَيْتُهٗ

وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُقَالُ لِيْ اِرْفَعْ رَاْسَكَ فَسَلْ تُعْطَهْ

وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَحْمَدُ رَبِّيْ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْ ثُمَّ

اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا ثُمَّ اُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ

فَاَقَعُ سَاجِدًا مِثْلَهٗ فِي الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ حَتّٰى مَا بَقِيَ فِي النَّارِ اِلَّا مَنْ

حاصل نہ ہوگا۔ (حدیث ۱۲۸۰ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۱۷۴ — ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوگوں کو قیامت کے دن جمع کرے گا پس لوگ کہیں گے اگر ہم اپنے پروردگار کے حضور شفاعت طلب کرتے تاکہ وہ ہم کو اس جگہ سے آرام دے جس میں ہم اب ہیں تو بہتر ہوتا؛ چنانچہ وہ آدم "علیہ الصلوٰۃ والسلام" کے پاس آئیں گے اور کہیں گے آپ وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور آپ میں روح ڈالی اور فرشتوں کو حکم دیا انہوں نے آپ کو سجدہ کیا آپ ہمارے پروردگار کے حضور ہماری شفاعت کریں وہ کہیں گے میں اس پوزیشن میں نہیں کہ تمہاری شفاعت کروں اور وہ اپنی خطاء ذکر کریں گے اور کہیں گے تم نوح "علیہ السلام" کے پاس جاؤ وہ پہلے رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث

حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَكَانَ قَتَادَةُ يَقُولُ عِنْدَ هٰذَا اَيْ وَجَبَ عَلَيْهِمُ الْخُلُودُ

فرمایا ہے لوگ نوح کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطاء ذکر کریں گے تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطاء ذکر کریں گے تم موسیٰ "علیہ السلام" کے پاس جاؤ اُن سے اللہ نے کلام کیا ہے۔ لوگ موسیٰ "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں کہ تمہاری شفاعت کروں اور اپنی خطاء ذکر کریں گے۔ تم عیسیٰ "علیہ السلام" کے پاس جاؤ لوگ عیسیٰ "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس پوزیشن میں نہیں کہ تمہاری شفاعت کروں تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اللہ تعالیٰ نے اُن کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ لوگ میرے پاس آئیں گے میں اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کروں گا۔ جب میں اپنے پروردگار کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے جتنا وقت چاہے گا سجدہ میں رہنے دے گا پھر مجھے کہا جائے گا اپنا سر اُٹھائیں سوال کریں وہ آپ کو دیا جائے گا جو چاہیں گفتگو کریں وہ سُنی جائے گی شفاعت کریں قبول کی جائے گی میں اپنا سر اُٹھاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی وہ حمد کروں گا جس کا اللہ مجھے علم دے گا پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی پھر ان کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا پھر میں اللہ کے حضور جاؤں گا اور سجدہ میں گر جاؤں گا۔ دوسری اور تیسری بار اُسی طرح سجدہ میں رہوں گا یہاں تک کہ دوزخ میں کوئی باقی نہ رہے گا۔ مگر وہ شخص جس کو قرآن نے روک رکھا ہو (مشرک ہو) اس وقت قتادہ نے کہا ان لوگوں پر دوزخ میں ہمیشہ رہنا واجب ہو گیا ہوگا۔

۶۱۷۳ — شرح: قولہ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا "اگر لَو شرطیہ ہو تو جزاء محذوف ہے وہ یہ ہے کہ بہتر ہوگا" اگر تمنیٰ کے لئے ہو تو معنی یہ ہوں گے کاش ہم کسی کی شفاعت طلب کرتے اس تقدیر پر جزاء کی احتیاج نہ ہوگی مسلم کی روایت میں ہے کہ ان کو شفاعت طلب کرنے کا الہام ہوگا۔ قولہ علی ربنا یعنی ہم اپنے رب کے حضور مدد طلب کریں اس وقت "کلمہ علی" استعانت کے معنی کو متضمن ہوگا "قولہ یُرِیحُنَا" یعنی ہم کو محشر کے مصائب سے آرام دے اور مصائب سے باہر نکالے اور لوگوں میں فیصلہ کرے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تواضع و انکساری کے طور فرمائیں گے میرا یہ مقام نہیں اور میں اس پوزیشن میں نہیں کہ تمہاری شفاعت کروں اس میں یہ اشارہ ہے کہ یہ مقام میرے لئے نہیں میرے سوا کسی اور اعلیٰ شخصیت کے لئے ہے لہٰذا تم نوح کے پاس چلے جاؤ وہ پہلے رسول معبوث ہوئے ہیں اور اپنی خطاء ذکر کریں گے جو انہوں نے شجرہ ممنوعہ سے تناول کیا تھا اور اس کے سبب جنت سے زمین پر تشریف لے آئے تھے" راقم الحروف کی رائے میں حضرت آدم علیہ السلام کا شجرہ ممنوعہ سے تناول فرمانا

جبری تھا اور وہ اس میں مجبور رہتے ؛ کیونکہ اُن کی خلقت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا :
میں زمین میں اپنا خلیفہ بنا رہا ہوں ؛ لیکن جب ان کو پیدا کیا تو اُن کو جنّت میں جگہ دی کہ جو چاہیں کھائیں
پیئیں اور فلاں درخت سے تناول نہ کریں ۔ اب اگر وہ شجرۂ ممنوعہ سے تناول نہ فرماتے تو بحکم خداوند قدوس
ہمیشہ جنّت میں رہتے اور زمین پر تشریف نہ لاتے اس تقدیر پر جو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو خبر دی تھی کہ وہ زمین
میں خلیفہ بنا رہا ہے خلافِ واقع ہوجاتی اور اللہ کی خبر کا خلاف واقع ہونا محال ہے لہٰذا آدم علیہ السلام
کا شجرہ ممنوعہ سے تناول نہ کرنا محال تھا جبکہ ایک محال دوسرے محال کو مستلزم ہوتا ہے بنتیجۂ شجرۂ ممنوعہ
سے تناول کرنا آدم علیہ السلام کے لئے فرض تھا اور فرض کی تکمیل خطاء نہیں ہوتی ۔ الحاصل حضرت
آدم علیہ السلام کو صورۃً شجرہ ممنوعہ سے روکا گیا تھا اور معنیً وہ مامور بہ تھے ” صاوی “

غایت ما فی الباب یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کی خطاء شجرہ ممنوعہ سے تناول کرنا تھا ۔ نوح علیہ السلام کی
خطاء اپنی قوم کی ہلاکت کی دعا دہی تھی ۔ ابراہیم علیہ السلام کی خطاء تین معاریض ہیں جن کو ثلاث کذبات سے
تعبیر کیا گیا ہے ۔ موسیٰ علیہ السلام کی خطاء قبطی کو قتل کرنا تھا ۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا خطایا
کو اپنی طرف منسوب کرنا تواضع و انکساری اور کسرِ نفس کے طور پر تھا ؛ ورنہ درحقیقت وہ کبائر اور صغائر
سے معصوم ہیں ۔ قولہ اوّل رُسُل “ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمام رسُولوں سے پہلے رسول حضرت آدم علیہ السلام
ہیں ۔ نوح علیہ السلام پہلے رسُول نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مختلف فیہ ہے یا مراد یہ ہے کہ پہلا
رسُول جس نے اپنی قوم کو ہلاکت سے ڈرایا ہے یا مراد وہ پہلا رسُول ہے جس کی قوم تھی ۔ اگر یہ سوال پوچھا
جائے کہ شفاعت طلب کرنے والوں کو ابتداء سے ہی کیوں نہ الہام کیا گیا کہ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ سے شفاعت طلب کریں اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی فضیلت کا اظہار ہوتا ہے ؛ کیونکہ شفاعت کبریٰ صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی منصب اعلیٰ ہے
آپ کے سوا اور کوئی اس پر اقدام نہ کرسکتا تھا ۔

قولہ مَا بَقِیَ فِی النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَہ القرآن “ یعنی دوزخ میں وہی لوگ رہ گئے ہیں جو بحکم قرآن اس میں
پڑے ہیں ؛ چنانچہ یہ وہ مشرک ہیں جن کے حق میں قرآن نازل ہے کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے “ ، امام غزالی
رحمہ اللہ تعالیٰ نے کشف العلوم الاخرہ میں ذکر کیا کہ لوگوں کے آدم علیہ السلام کے پاس آنے پھر اس کے بعد
نوح علیہ السلام کے پاس جانے کی مدت ایک ہزار سال ہوگی ۔ اسی طرح ایک نبی سے دوسرے نبی کے پاس
جانے کی مدت ایک ایک ہزار سال ہوگی ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوّلاً اللہ تعالیٰ میرے لئے حد مقرر کردے گا جس سے میں تجاوز نہ کروں گا

۶۱۷۴ ـــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَيُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّينَ

۶۱۷۵ ـــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ حَارِثَةَ أَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ هَلَكَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ عَلِمْتَ مَوْقِعَ حَارِثَةَ مِنْ قَلْبِي فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ لَمْ أَبْكِ عَلَيْهِ وَإِلَّا سَوْفَ تَرَى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ لَهَا هَبِلْتِ أَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ وَإِنَّهُ لَفِي الْفِرْدَوْسِ الْأَعْلَى وَقَالَ غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ

مثلاً اللہ فرمائے گا میں آپ کی شفاعت ان لوگوں کے بارے میں قبول کرتا ہوں جنہوں نے نماز باجماعت میں قصور کئے ہیں۔ پھر ان کے بارے میں جنہوں نے نمازوں میں کمی کی ہے پھر ان کے بارے میں جنہوں نے شراب پی ہے پھر ان کے بارے میں جنہوں نے زناء کئے ہیں، چنانچہ اسی اسلوب پر حدیں مقرر ہوں گی۔

۶۱۷۴ ـــــ ترجمہ: عمران بن حصین نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ایک قوم نکلے گی وہ جنت میں آئیں گے تو ان کو جہنمی کہا جائے گا۔

۶۱۷۵ ـــــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُمِّ حارثہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی جبکہ حارثہ جنگ بدر میں شہید ہو چکے تھے ان کو نامعلوم تیر لگا تھا۔ ام حارثہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے دل میں حارثہ کا مقام

أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ أَوْ مَوْضِعُ قَدَمِهِ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا وَلَنَصِيفُهَا يَعْنِي الْخِمَارَ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

۶۱۷۶ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ الْجَنَّةَ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ لَوْ أَسَاءَ لِيَزْدَادَ شُكْرًا وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ أَحْسَنَ لِيَكُونَ عَلَيْهِ حَسْرَةً ـــــ

جانتے ہیں (مجھے اس سے بہت محبت ہے) اگر وہ جنت میں ہے تو میں اس پر نہیں روؤں گی ورنہ آپ عنقریب دیکھ لیں گے کہ میں کس قدر اس پہ گریہ وزاری کروں گی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اے بچہ کو گم پانے والی خاتون کیا ایک جنت ہے بے شک جنتیں بہت ہیں اور حارثہ جنت الفردوس میں ہے اور فرمایا اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بہتر ہے۔ جنت میں تم میں سے کسی ایک کی کمان کی مقدار جگہ یا اس کے کوڑے کی جگہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سے بہتر ہے اگر جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو زمین و آسمان کو روشن کر دے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کو خوشبو سے بھر دے۔ اور جنت کی عورت کا دوپٹہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سے بہتر ہے۔

۶۱۷۵ شرح: "سہم غرب" وہ تیر ہے جس کے پھینکنے والے کا علم نہ ہو۔ سہم مضاف اور غرب مضاف الیہ ہے۔ قد بمعنی کوڑا ہے بعض نسخوں میں "او موضع قدم" ہے۔ نصیف بمعنی دوپٹہ ہے (حدیث ۲۶۰۳ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۱۷۷ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَلَّا يَسْئَلُنِيْ أَحَدٌ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَوَّلَ مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيْثِ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قِبَلِ نَفْسِهٖ

۶۱۷۶ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جنت میں کوئی شخص داخل نہ ہوگا مگر دوزخ میں اس کی جگہ اُسے دکھائی جائے گی اگر وہ بُرائی کرتا (ایمان نہ لاتا) تاکہ وہ شکر زیادہ کرے اور کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا مگر جنت میں اس کی جگہ دکھائی جائے گی اگر وہ مخلص ہوتا (اسلام قبول کرتا) تاکہ اس کی حسرت زیادہ ہوجائے۔

۶۱۷۶ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنت شکر کا مقام نہیں بلکہ وہ دارِ جزا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جنت میں شکر بطور تکلیف نہیں بلکہ لذت حاصل ہونے کے طور پر ہوگا یا شکر سے اس کا لازم خوشی اور رضامندی مراد ہے، کیونکہ کسی شئ پر شکر کرنے والا اُس سے خوش ہوتا ہے۔ دوزخی کو جنت اور جنتی کو دوزخ دکھانے میں حکمت یہ ہے کہ دوزخی کی حسرت اور تعذیب میں اضافہ ہو کہ اگر وہ اچھے عمل کرتا اور مسلمان ہوتا تو یہ عظیم مقام حاصل کرتا اسی طرح جنتی کی خوشی میں اضافہ ہوتا ہے کما لایخفیٰ۔

۶۱۷۷ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن آپ کی شفاعت کے سبب کون زیادہ نیک بخت ہوگا (یہ سعادت کس کا نصیب ہوگا) سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا ہریرہ! میرا گمان تھا کہ اس حدیث کے متعلق کوئی شخص تم سے پہلے مجھ سے نہ پوچھے گا، کیونکہ میں حدیث میں تمہاری حرص جانتا ہوں۔ قیامت کے روز میری شفاعت کی سعادت کا سب سے زیادہ نصیب اس کا ہوگا جو خلوص قلب سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہوگا

۶۱۷۸ — حَدَّثَنِیْ عُثْمٰنُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَبِیْدَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْهَا وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّۃِ دُخُوْلًا رَجُلٌ یَّخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَیَقُوْلُ اللّٰہُ لَہٗ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّۃَ فَیَاْتِیْهَا فَیُخَیَّلُ اِلَیْہِ اَنَّهَا مَلْاٰی فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰی فَیَقُوْلُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّۃَ فَیَاْتِیْهَا فَیُخَیَّلُ اِلَیْہِ اَنَّهَا مَلْاٰی فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰی فَیَقُوْلُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّۃَ فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْیَا وَعَشَرَۃَ اَمْثَالِهَا اَوْ اِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَۃِ اَمْثَالِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ تَسْخَرُ مِنِّیْ اَوْ تَضْحَكُ مِنِّیْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ وَكَانَ یُقَالُ ذَاكَ اَدْنٰی اَهْلِ الْجَنَّۃِ مَنْزِلَۃً

۶۱۷۸ — ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آخری دوزخی کو جانتا ہوں جو سب سے آخر دوزخ سے نکلے گا اور آخری جنتی کو جانتا ہوں جو سب سے آخر جنّت میں داخل ہوگا وہ آدمی ہے جو دوزخ سے سرینوں کے بل چلتا ہُوا نکلے گا اس کو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جا جنّت میں داخل ہو جا وہ جنّت میں آئے گا تو وہ اس کو لوگوں سے بھری ہُوئی محسوس ہوگی وہ واپس ہوگا اور کہے گا اے پروردگار! میں نے جنّت کو بھرا ہُوا پایا ہے۔ اللہ فرمائے گا جا جنّت میں داخل ہو جا تیرے لئے دنیا کی مثل اور اس کی دس مثلیں ہیں یا فرمایا تیرے لئے دنیا کی دس مثلوں کی مثل جنّت ہے۔ وہ کہے گا اے میرے پروردگار تو مجھ سے تمسخر کرتا ہے یا کہا تو مجھ سے ہنسی کرتا ہے، حالانکہ تو بادشاہ ہے (اور یہ بادشاہوں کے لائق نہیں) میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہنسے حتیٰ کہ آپ کے دانت شریف ظاہر ہوگئے کہا جائے گا یہ شخص مرتبہ میں

۶۱۷۹ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنِ الْعَبَّاسِ أَنَّهٗ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ

تمام جنتیوں سے ادنیٰ ہوگا۔

۶۱۷۸ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنت کی چوڑائی سارے آسمانوں اور زمینوں کے عرض جیسی ہے تو دُنیا کی دس مثلیں کیسے ہوگی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صرف مثال کے طور پہ ذکر کیا ہے اور ہماری سمجھ کے مطابق اس کی فراخی بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سخریّت کی نسبت بطورِ مقابلہ ہے۔ اگرچہ دوسری جانب استہزاء کا ذکر نہیں، لیکن جب اُس نے بار بار معاہدہ کرکے اس کے خلاف کیا تو اس کا یہ فعل مذاق کرنے والے جیسا ہوگا؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اس کو فرمانا کہ جنت میں داخل ہوجا اور اس کا جنت کی طرف بار بار آنا اور اس کو بھری ہُوئی خیال کرنا مذاق کی صورت ہے جو اس کے فعل کی جزاء ہے لہٰذا سخریّت کی جزاء کا نام سخریت دیا گیا ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ہنسی اور مذاق کی نسبت اللہ کی طرف کیسے صحیح ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے اطلاقات سے اُن کے لوازم مراد ہوتے ہیں جیسے رحمٰن و رحیم کا اطلاق غایت کے اعتبار سے ہے اور وہ تفضّل و احسان ہے۔

نواجذ سے مراد وہ دانت ہیں جو ہنستے وقت ظاہر ہوتے ہیں اگرچہ مشہور یہ ہے کہ نواجذ داڑھیں ہیں۔ قولہ تَضْحَكُ مِنِّيْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ اَتَسْتَهْزِئُ عَلَيَّ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ، تو مجھ سے استہزاء کرتا ہے؛ حالانکہ تو رب العالمین ہے۔ اُس شخص نے یہ کلام غایت سرور میں آکر کہا جس کو اس کی زبان ضبط نہ کرسکی۔ اور یہ کلام اس کی زبان پر حسبِ عادت لوگوں سے مکالمہ کے وقت جاری ہُوا جیسے توبہ کی حدیث میں زادِ سفر سے لادھی ہُوئی اونٹنی گم کرنے والے نے اس کو پایا تو غایت فرح و سرور میں آکر کہا، اے اللہ تو میرا عبد ہے اور میں تیرا رب ہوں، جبکہ خوشی کے باعث اس کی زبان ضبط نہ کرسکی تھی۔

۶۱۷۹ـــ ترجمہ : حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا آپ نے ابوطالب کو نفع دیا ہے؟ (اختصار کے باعث جواب محذوف ہے جبکہ دوسری حدیث میں جواب کی تصریح مذکور ہے)

بَابُ الصِّرَاطُ جِسْرُ جَهَنَّمَ

۶۱۸۰ ــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي سَعِيْدٌ وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُمَا ح وَحَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ نَاسٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُوْنَهُ سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيْتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْاُمَّةُ فِيْهَا مُنَافِقُوْهَا فَيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ فِيْ غَيْرِ الصُّوْرَةِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَاْتِيَنَا رَبُّنَا فَاِذَا اَتَانَا رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ فِي الصُّوْرَةِ

باب صراط جہنّم کا پل ہے

۶۱۸۰ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا لوگوں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم قیامت کے روز اپنے رب کو دیکھیں گے حضور نے فرمایا کیا تمہیں سُورج دیکھنے میں منازعت یا مزاحمت ہوتی ہے؟ جبکہ اس کے آگے بادل نہ ہوں۔

الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتْبَعُونَهُ وَيُضْرَبُ
جِسْرُ جَهَنَّمَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ
يُجِيزُ وَدُعَاءُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَبِهِ كَلَالِيبُ مِثْلُ
شَوْكِ السَّعْدَانِ أَمَا رَأَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ
قَالَ فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهَا لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ
فَتَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ مِنْهُمُ الْمُوبَقُ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ ثُمَّ
يَنْجُو حَتَّى إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ عِبَادِهِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ مِنَ النَّارِ
مَنْ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَهُ مِمَّنْ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ
أَنْ يُخْرِجُوهُمْ فَيَعْرِفُونَهُمْ بِعَلَامَةِ آثَارِ السُّجُودِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ
أَنْ تَأْكُلَ مِنِ ابْنِ آدَمَ أَثَرَ السُّجُودِ فَيُخْرِجُونَهُمْ قَدِ امْتُحِشُوا فَيُصَبُّ

لوگوں نے کہا نہیں ،، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا کیا تمہیں چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں مزاحمت ہوتی ہے جبکہ اس کے قریب بادل نہ ہو؟ لوگوں نے کہا نہیں! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا تم قیامت کے دن اللہ کو ایسے ہی دیکھو گے (اللہ کو دیکھنے میں کوئی مزاحمت نہ ہو گی) اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کرے گا اور فرمائے گا جو کوئی کسی کی عبادت کرتا تھا وہ اس کی متابعت کرے (اس کے پیچھے چلا جائے) پس جو سورج کی عبادت کرتا تھا وہ سورج کا پیچھا کرے گا اور جو کوئی چاند کی پوجا کرتا تھا وہ چاند کا پیچھا کرے گا۔ اور جو کوئی بتوں کا پجاری ہو گا وہ اُن کے پیچھے چلا جائے گا یہ اُمت باقی رہ جائے گی۔ اس میں منافق بھی ہوں گے اُن کے پاس اللہ تعالیٰ اُس شان کے علاوہ ظہور فرمائے گا جسے وہ پہچانتے تھے اور فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے نعوذ باللہ منک ،، ہم تجھ سے پناہ چاہتے ہیں یہ ہمارا مقام ہے حتیٰ کہ ہمارا رب یہاں ظہور فرمائے گا جب وہ ظہور فرمائے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ایسی شان اور صفت

عَلَيْهِمْ مَاءٌ يُقَالُ لَهُ مَاءُ الْحَيٰوةِ فَيَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ فِىْ حَمِيْلِ السَّيْلِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهٖ عَلَى النَّارِ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ قَدْ قَشَبَنِىْ رِيْحُهَا وَ اَحْرَقَنِىْ ذَكَاؤُهَا فَاصْرِفْ وَجْهِىْ عَنِ النَّارِ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوا اللّٰهَ فَيَقُوْلُ لَعَلَّكَ اِنْ اَعْطَيْتُكَ اَنْ تَسْئَلَنِىْ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْئَلُكَ غَيْرَهٗ فَيَصْرِفُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ ثُمَّ يَقُوْلُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَارَبِّ قَرِّبْنِىْ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اَلَيْسَ قَدْ زَعَمْتَ اَلَّا تَسْئَلَنِىْ غَيْرَهٗ وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ

میں ظہور فرمائے گا جسے وہ پہچانتے تھے اور فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے تو ہمارا رب ہے وہ اس کی اتباع کریں گے اور جہنم پر پل رکھا جائے گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اُن لوگوں میں سے سب سے پہلے اس پر سے گزروں گا۔ اس روز رسولوں کی دعا یہ ہوگی۔ اللّٰھم سلّم واللھم سَلّم اے اللہ سلامتی سے گزار دے۔ اے اللہ سلامتی سے گزار دے اور پل کے ساتھ سعدان کے کانٹوں کی طرح کانٹے ہوں گے کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہم نے شوکِ سعدان دیکھے ہیں) فرمایا وہ کانٹے سعدان کے کانٹوں کی شکل ہوں گے سوا اس کے کہ ان کی بڑائی کی مقدار صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ وہ لوگوں کو اُن کے اعمال کے مطابق پکڑے گی اُن میں سے بعض تو اپنے عمل کے باعث ہلاک ہو جائیں گے اور بعض کاٹے جائیں گے پھر نجات پا جائیں گے یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں فیصلہ سے فارغ ہوگا اور ارادہ کرے گا کہ دوزخ سے اُن لوگوں کو نکالے جو یہ گواہی دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حق معبود نہیں تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ ان کو نکالیں فرشتے سجدہ کے نشانوں کی علامت سے انہیں پہچانیں گے جبکہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ آدم کے بیٹے سے سجدہ کے نشان کو کھائے فرشتے ان کو (دوزخ سے) نکالیں گے حالانکہ وہ جل کر کوئلہ کی طرح ہو گئے ہوں گے پس اُن پر پانی ڈالا جائے گا جسے آبِ حیات کہا جاتا ہے تو وہ ایسے تازہ ہو جائیں گے جیسے سیلاب کے خس و خاشاک میں سے دانہ اُگتا ہے اِن میں سے صرف ایک آدمی باقی رہ جائے گا جو اپنا چہرہ دوزخ کی طرف کرنے والا ہوگا وہ کہے گا اے میرے پروردگار مجھے دوزخ کی گرم ہوا نے جھلسا دیا ہے اور اس کی

مَا اَغْدَرَكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو فَيَقُوْلُ لَعَلِّيْ إِنْ اَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ تَسْئَلُنِيْ غَيْرَهٗ
فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهٗ فَيُعْطِى اللّٰهَ مِنْ عُهُوْدٍ وَمَوَاثِيْقَ
اَلَّا يَسْئَلَهٗ غَيْرَهٗ فَيُقَرِّبُهٗ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَاِذَا رَاٰى مَا فِيْهَا سَكَتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ
اَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ يَارَبِّ اَدْخِلْنِيْ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اَلَيْسَ قَدْ زَعَمْتَ اَلَّا
تَسْئَلُنِيْ غَيْرَهٗ وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا اَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ لَا تَجْعَلْنِيْ
اَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ حَتّٰى يَضْحَكَ فَاِذَا ضَحِكَ مِنْهُ اَذِنَ لَهٗ

تیزی نے جلا دیا ہے۔ میرا چہرہ دوزخ سے پھیر دے وہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا یقیناً اگر میں تجھے یہ دوں تو اس کے علاوہ تُو اور سوال کرے گا وہ کہے گا اے میرے پروردگار تیری عزت اور بزرگی کی قسم اس کے علاوہ میں تجھ سے کوئی سوال نہ کروں گا پس اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ دوزخ سے پھیر دے گا۔ پھر اس کے بعد وہ کہے گا اے میرے پروردگار! مجھے جنّت کے دروازہ کے قریب کر دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو نے نہیں کہا تھا کہ اس کے علاوہ مجھ سے کوئی سوال نہیں کرے گا؟ اے آدم کے بیٹے تیرے لئے ہلاکت ہو تو کتنا عہد شکن ہے وہ دعائیں کرتا رہے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا یقیناً اگر میں تجھے یہ دے دوں تو اس کے علاوہ تُو اور سوال کرے گا وہ کہے گا تیری عزت اور بزرگی کی قسم میں اس کے علاوہ اور کوئی سوال نہیں کروں گا وہ اللہ تعالیٰ کو مضبوط عہد و پیمان دے گا کہ وہ اس کے علاوہ اور کوئی سوال نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنّت کے دروازہ کے قریب کر دے گا جب وہ جنّت کی اشیاء دیکھے گا تو اللہ کے چاہے کے مطابق خاموش رہے گا پھر کہے گا اے میرے پروردگار مجھے جنّت میں داخل کر دے اللہ پھر فرمائے گا کیا تو نے یہ نہیں کہا تھا کہ تو اس کے علاوہ اور کوئی سوال نہیں کرے گا۔ اے ابنِ آدم! تیرے لئے ہلاکت ہو تو کتنا عہد شکن ہے وہ کہے گا اے میرے پروردگار! مجھے اپنی مخلوق میں سے سب سے بڑا بدبخت نہ کر وہ دعائیں کرتا رہے گا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے گا جب اس سے راضی ہو جائے گا تو اس کو جنّت میں داخل ہونے کی اجازت دے دے گا جب وہ جنّت میں داخل ہو گا تو اس سے کہا جائے گا ایسی ایسی شیٔ کی خواہش کر وہ خواہش کرے گا پھر اسے کہا جائے گا تو ایسی ایسی شیٔ کی خواہش کر وہ خواہش کرے گا حتیٰ کہ اس کی

بِالدُّخُولِ فِيهَا فَإِذَا دَخَلَ فِيهَا قِيلَ لَهُ تَمَنَّ مِنْ كَذَا فَيَتَمَنَّى ثُمَّ يُقَالُ لَهُ تَمَنَّ مِنْ كَذَا فَيَتَمَنَّى حَتَّى تَنْقَطِعَ بِهِ الْأَمَانِيُّ فَيَقُولُ لَهُ هٰذَا لَكَ وَ مِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا قَالَ وَأَبُوسَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ جَالِسٌ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يُغَيِّرُ عَلَيْهِ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى قَوْلِهِ هٰذَا لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُوسَعِيدٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ حَفِظْتُ مِثْلَهُ مَعَهُ

ساری خواہش ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا یہ تیرے لئے ہے اور اس کے ساتھ اس کی مثل تیرے لئے ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آدمی سب سے آخری جنتی جنت میں داخل ہو گا۔ عطاء نے کہا جبکہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ابوہریرہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے وہ اس کی حدیث میں کسی شیٔ کو ترد ید نہ کرتے تھے یہاں وہ اس کلام "یہ تیرے لئے ہے اور اس کے ساتھ اس کی مثل تیرے لئے ہے" تک پہنچے تو ابوسعید نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "یہ تیرے لئے ہے اور اس کی دس مثلیں تیرے لئے ہیں" ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے تو اس کے ساتھ اس کی مثل محفوظ کی ہے۔

۶۱۸۰ شرح: جسر بفتح الجیم وکسرہ دوزخ پر پل نصب کیا جائے گا جس سے مسلمان عبور کر کے جنت میں جائیں گے اسے پلصراط کہتے ہیں۔ یہ تلوار سے تیز اور بال سے باریک ہے۔ اس کے دونوں طرف لمبے لمبے کانٹے ہیں ان میں سے ایک کانٹا ہزاروں کو پکڑ لے گا۔ ابن عساکر نے فضیل بن عیاض سے نقل کیا کہ پل صراط کی مسافت پندرہ ہزار سال کا سفر ہے پانچ ہزار سال کی راہ بلندی پانچ ہزار سال کی راہ مستوی اور پانچ ہزار سال کی راہ اترنے کی ہے یہ دوزخ کی پشت پر نصب ہو گی اس کو کمزور انسان اللہ کے خوف سے عبور نہ کر سکیں گے۔ اے عزیز! اپنے دل میں غور کر اور نظر و فکر کو راہ دے کہ جب تو پلصراط پر ہو گا جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے اس کے دونوں طرف وہم و گمان میں آنے والے عظیم ترین کانٹے ہیں جب تو ایسے حال میں ہو گا اور اس کے نیچے جہنم میں تیری نظر پڑے اور تیرا کان دوزخیوں کی بلند و پست

آوازیں سنے اور اس کا دھوڈاں اور جلن نظر آئے اس وقت تیرا کیسا حال ہوگا جبکہ ایک پاؤں اس پر رکھے گا اور اس کی تیزی کو محسوس کرے گا اور دوسرا قدم اٹھانے میں مجبور ہوگا اور لوگ تیرے آگے پل پر سے پھسلتے ہونگے اور اس کے کانٹے لوگوں کو اُچکتے ہوں گے یہ سب کچھ تو دیکھتا ہوگا ۔ ہائے وہ کیسا خطرناک منظر ہوگا اور کیسا اُوپر چڑھنے کا مشکل مقام ہوگا اور کیسی تنگ گزرگاہ ہوگی ۔ فَنَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ وَالسَّلَامَةَ ، علامہ قسطلانی نے نقل کیا کہ یحییٰ بن یمان نے ایک نوجوان کو دیکھا جو سورہا تھا اس کے سر اور داڑھی کے بال کالے تھے جب وہ بیدار ہُوا تو سر اور داڑھی کے بال سفید تھے ۔ جب اس سے پوچھا گیا تو اُس نے کہا کہ اُس نے خواب میں محشر دیکھا کہ لوگ جمع ہیں اچانک آگ کی نہر ہے اور ایک پل ہے جس پر سے لوگ گزرتے ہیں اسے بُلایا گیا اور وہ پل کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ تلوار کی طرح تیز تھا اسے دیکھ کر اس کے بال سفید ہوگئے ہیں ۔

قولہ فانکم ترونہ کذالک ،، میں کاف بطورِ وضاحت رُؤیت کی رُؤیت سے تشبیہ کے لئے ہے یہ دیکھنے والے کا فعل ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ ایسی رُؤیت ہوگی جس میں شک وشبہ نہ ہوگا جیسے سُورج اور چاند کی رُؤیت میں شک نہیں ہوتا ۔ امام نودی نے کہا اہلِ سُنت وجماعت کا یہ مذہب ہے کہ مومنوں کا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ممکن ہے معتزلے اور خارجی اس کے مُنکر ہیں یہ ان کی جہالت ہے ۔ اس حدیث سے علانیہ واضح ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے ۔ اللہ تعالیٰ پر صورت کا اطلاق متشابہات سے ہے اس کی مراد اللہ اور اس کا رسُول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں یا صورت سے مراد شان اور صفت ہے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلے تو اُنہوں نے اللہ کو دیکھا ہی نہیں ۔ ان کا یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا کہ وہ اللہ کو پہچانتے ہوں گے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں اُن سے اللہ کی صفت بیان کرتے تھے وہ اُن کے ذہنوں میں ہوگا یا اللہ تعالیٰ ان کو الہام کرے گا اور انہیں علم عطاء کرے گا ۔ قیامت میں تمام تجدیدی اور واضح ہوں گے اس لئے ان کے لئے اللہ کو پہچاننا مشکل نہ ہوگا ۔ اللہ تعالیٰ بطور امتحان مختلف صفات میں ظہور کرے گا ۔ اور جنت میں اللہ کی رؤیت بطور اکرام ہوگی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امتحان تکلیف ہے قیامت کے دن لوگ مکلف نہ ہوں گے اس کا جواب یہ ہے کہ جنت و دوزخ میں جانے کے بعد تکلیف کے آثار ختم ہوجائیں گے ۔ عینی نے طیبی سے نقل کیا کہ دنیا کا دارِ تکلیف ہونا اور آخرت کا دارِ جزاء ہونے کو یہ لازم نہیں کہ ان میں سے ایک میں وہ شئ واقع نہ ہو جو دوسرے کے لئے مخصوص ہو ، کیونکہ قبر آخرت کی منزل ہے اس میں ابتلاء و تکلیف اور سوال وجواب اور ان کے علاوہ بھی امور واقع ہیں ۔ قولہ منھم المخردل ،، مخردل وہ جو اوندھے منہ گرے اور اس کے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہوکر رائی کے دانہ کے برابر ہوجائیں اس کے معنی گرنے کے قریب کے بھی ہیں ۔ قولہ حتّٰی اِذَا فَرَغَ ،، فراغ کے معنی کسی اہم شئ سے خلاصی پانے کے ہیں اس اعتبار سے فراغت کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر محال ہے لہٰذا اس کے معنی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کِتَابُ الۡحَوۡضِ

بَابُ قَوۡلِ اللّٰہِ اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ وَقَالَ عَبۡدُ اللّٰہِ بۡنُ زَیۡدٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اصۡبِرُوۡا حَتّٰی تَلۡقَوۡنِیۡ عَلَی الۡحَوۡضِ

یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں حکم پورا کردے گا۔

قولہ فاصۡرِفۡ وَجۡھِیۡ "یعنی میرا چہرہ دوزخ سے پھیر دے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ وہ شخص اس طرح کیسے کہے گا؛ حالانکہ وہ جنت طلب کرنے کے لئے پلصراط سے گزر کر آیا ہے تو اس کا چہرہ یقیناً جنّت کی طرف ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اِھدنا الصِّراطَ المستیم "کے قبیلہ سے ہے یعنی وہ کہے گا میرا چہرہ دوزخ سے پھیر دے؛ کیونکہ جب وہ جنّت کی طرف متوجہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرے گا کہ اس کا چہرہ ہمیشہ کے لئے دوزخ سے پھرا رہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتابُ الحوض

بابُ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا حوض اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہم نے تجھے کوثر عطاء کیا ہے

یہ حوض کوثر ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حضور سے وعدہ کیا ہے اس میں متواتر المعنی احادیث وارد ہیں اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ یہ جنّت کے دروازہ پر ہے جس سے مومن پانی پئیں گے وہ اب موجود ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

۶۱۸۱ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ ح وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ

کے دو حوض ہیں ایک حشر کے میدان میں ہے جس سے پلطراط پر سے گزرنے سے پہلے لوگ پانی پیئیں گے اور کافروں کو اس سے دُور کیا جائے گا اس سے صرف شمع رسالت کے پروانے ہی پانی پئیں گے اگرچہ کتنے گناہ گار ہوں گے دوسرا حوض جنت میں ہے دونوں حوضوں کو کوثر کہا جاتا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہم نے تجھے حوض کوثر عطاء کیا ہے"

عبداللہ بن زید نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "صبر کرو حتّٰی کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کرو۔" شرح : کوثر بروزن فوعل معنی کثرت ہے۔ عرب ہر کثیر التعداد شئ کو کوثر کہتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہر نبی کا حوض ہے اور وہ اپنے حوض پر ہاتھ میں عصا لئے کھڑا ہوگا۔ اپنی امّت سے جس کو پہچانیں گے اپنے پاس بلائیں گے اور وہ اس بات پر فخر کریں گے کہ کس کے امتی زیادہ ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ میرے فرمانبردار امتی سب سے زیادہ ہوں گے۔ خوارج اور بعض معتزلہ حوض کا انکار کرتے ہیں وہ اس قول میں گمراہ ہیں اور اجماع کے خلاف ہیں۔ حوض کے اثبات میں صحیح احادیث وارد ہیں۔

۶۱۸۱ ترجمہ : عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں حوض پر تم سے پہلے موجود ہوں گی تم میں سے چند لوگ میرے پاس لائے جائیں گے پھر ان کو میرے سامنے روک دیا جائے گا۔ میں کہوں گا یارب! یہ میرے ساتھی ہیں کہا جائے گا آپ نہیں جانتے ہیں جو آپ کے بعد اُنہوں نے کیا ہے۔ عاصم بن ابی نجود نے ابووائل سے روایت کرنے

وَلَيُرْفَعَنَّ رِجَالٌ مِنْكُمْ ثُمَّ لَيُخْتَلَجُنَّ دُونِي فَأَقُولُ يَا رَبِّ أَصْحَابِي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ تَابَعَهُ عَاصِمٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ وَقَالَ حُصَيْنٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۱۸۲ — **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَامَكُمْ حَوْضٌ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ

میں سلیمان اعمش کی متابعت کی ہے اور حصین نے ابو وائل، حذیفہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے

۶۱۸۲ — ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے آگے حوض ہے جس کی مساحت اتنی ہے جتنی جرباء سے اَذْرُح تک ہے

۶۱۸۱ — ۶۱۸۲ — شرح : فَرَط وہ ہے جو مسافروں سے آگے جا کر ان کے لئے حوض اور ڈول وغیرہ کا انتظام کرتا ہے۔ اس میں امت کے لئے عظیم خوشخبری ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس کے فَرَط ہیں۔ یہ اس امت کی بہت خوش قسمتی ہے۔ قیامت کے روز جن لوگوں کو حوض سے پانی لینے سے روکا جائے گا۔ وہ اَعراب ہیں جو مُسَیلمہ کذاب سے مل گئے تھے۔ قولہ قال حُصین یعنی حصین نے سلیمان اعمش اور عاصم کی مخالفت کی ہے، چنانچہ حصین نے ابو وائل کے ذریعہ حذیفہ سے روایت کی ہے۔ قولہ جرباء و اَذْرُح، شام میں یہ دو گاؤں ہیں ان کے درمیان تین دن کی مسافت ہے بعض روایات میں حوض کا عرض ایک ماہ کی مسافت مذکور ہے، لیکن یہ تضاد نہیں کیونکہ جس وقت حضور نے تین دن کی مسافت ذکر فرمائی تھی۔ اس وقت اتنی ہی مقدار تھی پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر تفضّل واحسان فرمایا اور حوض کو اس سے وسیع کر دیا تو جس قدر حوض وسیع ہوتا گیا اس اعتبار سے حضور خبر دیتے رہے اسی لئے روایات میں مختلف مقادیر مذکور ہیں۔ جیسے ہی راوی نے سنا وہی روایت کر دی۔ یہ دراصل پروردگار عالم کا تفضّل و احسان ہے جس سے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ عظیم منصب عطاء فرمایا ہے۔

۶۱۸۲ـــــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ وَعَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْكَوْثَرُ الْخَيْرُ الْكَثِيرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ قَالَ أَبُو بِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِيدٍ إِنَّ أُنَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيدٌ النَّهَرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ

۶۱۸۳ـــــ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ مَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيزَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ مَنْ يَشْرَبُ مِنْهَا فَلَا يَظْمَأُ أَبَدًا

۶۱۸۲ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کوثر خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو عطا فرمائی ہے۔ ابو بشر نے کہا میں نے سعید سے کہا لوگ کہتے ہیں کوثر جنّت میں نہر ہے۔ سعید نے کہا نہر جو جنّت میں ہے اس خیر سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور کو عطا فرمائی ہے۔

۶۱۸۳ــــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض ایک ماہ کی راہ ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ اچھی ہے اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں جو اس سے پی لے وہ کبھی پیاسا نہ ہو گا۔

۶۱۸۴ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ ابْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ قَدْرَ حَوْضِي كَمَا بَيْنَ اَيْلَةَ وَصَنْعَاءَ مِنَ الْيَمَنِ وَاِنَّ فِيْهِ مِنَ الْاَبَارِيْقِ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ

۶۱۸۵ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا اَنَا اَسِيْرُ فِي الْجَنَّةِ اِذَا اَنَا بِنَهَرٍ

۶۱۸۴ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے حوض کی مساحت کی مقدار اتنی ہے جتنی اَیلہ اور صنعاء یمن کے درمیان مساحت ہے اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں۔

۶۱۸۲ تا ۶۱۸۴ — شرح : نحوی کہتے ہیں۔ عیب اور لون سے اسم تفضیل افعل کے وزن پر نہیں آتا۔ ایسے افعال کے اسم تفضیل میں مصادر سے پہلے اشدّ ذکر کرتے ہیں، چنانچہ بہت سفید کی تعبیر "اَشَدُّ بیاضاً" سے کرتے ہیں۔ اس حدیث سے اِن کا قاعدہ منقوض ہے۔ حدیث میں حوض کے کوزوں کو آسمان کے ستاروں کے ساتھ تشبیہ عدد اور کثرت میں ہے لیکن اس تقدیر پر لازم آئے گا کہ حوض آسمان سے بڑا ہے اگر تشبیہ صرف نورانیت میں دی جائے تو زیادہ موزوں ہوگا اور دونوں روائتوں میں مخالفت نہ ہوگی، "حوض سے پانی پینے والے کا کبھی پیاسا نہ ہونا اس حوض کے کمالات سے نہیں کیونکہ پانی کی لذت پیاس کے بعد ہوتی ہے۔ البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ دُنیا کے پانی کا خاصہ ہے یا عدم تشنگی سے عدمِ ایذاء مراد ہے کہ حوض کا پانی پینے سے کوئی تکلیف نہ ہوگی"، صنعاء کے یمن کو ذکر کرنے میں صنعاءِ شام سے احتراز ہے کیونکہ شام میں بھی صنعاء ہے۔

حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ اَعْطَاكَ رَبُّكَ فَاِذَا طِيْبُهٗ اَوْ طِيْنُهٗ مِسْكٌ اَذْفَرُ شَكَّ هُدْبَةُ

٦١٨٥ ـــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِي الْحَوْضَ حَتّٰى عَرَفْتُهُمْ اُخْتُلِجُوْا دُوْنِيْ فَاَقُوْلُ اُصَيْحَابِيْ فَيَقُوْلُ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ

٦١٨٦ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ مُطَرِّفٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَاْ اَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنِيْ ثُمَّ

٦١٨٥ ـــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت میں جنت کی سیر کر رہا تھا اچانک ایک نہر دیکھی جس کے دونوں کنارے موتی ہیں جو اندر سے خالی ہیں۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا یہ کوثر ہے۔ آپ کو آپ کے رب نے عطاء کیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس کی مٹی کی خوشبو کستوری جیسی ہے جو بہت خوشبودار ہے۔ ہُدبَہ نے شک کیا ہے۔ ھُدبہ بخاری کے شیخ ہیں۔ "اَذفر" ذفر سے مشتق ہے اس کے معنیٰ ہیں بہت اچھی خوشبو"

٦١٨٦ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت سے کچھ لوگ میرے پاس حوض پر آئیں گے حتی کہ میں ان کو پہچانوں گا ان کو مجھ سے دُور کیا جائے گا میں کہوں گا یہ میری امت سے ہیں (ان کو دُور کیوں

يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ قَالَ اَبُو حَازِمٍ فَسَمِعَنِي النُّعْمٰنُ بْنُ اَبِي عَيَّاشٍ فَقَالَ
هٰكَذَا سَمِعْتَ مِنْ سَهْلٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ اَشْهَدُ عَلَى اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
لَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَزِيدُ فِيهَا فَاَقُولُ اِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا
اَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَاَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
سُحْقًا بُعْدًا اسحيقٌ بَعِيدٌ سَحَقَهُ وَاَسْحَقَهُ اَبْعَدَهُ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ
ابْنِ سَعِيدٍ الْحَبَطِيُّ حَدَّثَنَا اَبِي عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ
الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ يَرِدُ عَلَيَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَهْطٌ مِنْ اَصْحَابِي فَيُحَلَّئُونَ عَنِ الْحَوْضِ فَاَقُولُ
يَارَبِّ اَصْحَابِي فَيَقُولُ اِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا اَحْدَثُوا بَعْدَكَ اِنَّهُمْ ارْتَدُّوا

کیا گیا ہے) اللہ تعالیٰ کہے گا آپ وہ شئ نہیں جانتے ہیں جو انہوں نے آپ کے بعد کی تھی ،، (مرتد ہو گئے تھے)

۶۱۸۶ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں گا جو میرے پاس سے گزرے گا وہ پئے گا اور جو کوئی پئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہو گا۔ میرے پاس کچھ لوگ آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا وہ مجھے پہچانتے ہوں گے پھر میرے اور ان کے درمیان مانع حائل ہو گا۔ ابو حازم نے کہا مجھ سے نعمان بن عیاش نے سنا اور کہا تم نے سہل سے اسی طرح سنا ہے ؟ میں نے کہا جی ہاں ! اس نے کہا میں ابو سعید خدری پر یقیناً گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ان سے سنا ہے کہ وہ اس حدیث میں اضافہ کرتے تھے (وہ یہ کہ) میں کہوں گا وہ میرے ساتھیوں سے ہیں۔ ــــ

ــــــــــــــــ

اللہ تعالیٰ فرمائے گا آپ نہیں جانتے ہیں جو چیز انہوں نے آپ کے بعد پیدا کی تھی۔ میں کہوں گا اس شخص کے لئے دوری ہے جس نے میرے بعد میرا دین تبدیل کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا سُحْقًا بمعنی بُعْدًا بمعنی دوری ہے۔ سَحِیق بمعنی بعید ہے۔ سَحَقَهٗ وَ اَسْحَقَهٗ بمعنی اَبْعَدَهٗ (لازم و متعدی مستعمل ہے) احمد بن شبیب

عَلٰٓی اَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰی ح وَقَالَ شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ کَانَ اَبُوْهُرَیْرَةَ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُجْلَوْنَ وَقَالَ عُقَیْلٌ فَیُحَلَّئُوْنَ وَقَالَ الزُّبَیْدِیُّ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۶۱۸۷ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّهٗ کَانَ یُحَدِّثُ عَنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَرِدُ

ابن سعید حبطی نے کہا (اپنے اسناد سے) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ بیان کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میرے پاس میری امت سے ایک گروہ آئے گا ان کو میرے حوض سے روکا جائے گا۔ میں کہوں گا اے میرے پروردگار یہ میری امت سے ہیں تو اللہ تعالیٰ کہے گا آپ نہیں جانتے جو انہوں نے آپ کے بعد نئی شئی پیدا کی تھی یہ لوگ آپ کے بعد اپنی پشتوں کے بل پھر گئے تھے (مرتد ہو گئے تھے) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیجلون بیان کرتے ہیں کہ ان کو جلاوطن کیا جائے گا، عقیل نے فیحلئون، ذکر کیا ہے۔ زبیدی نے اپنے اسناد کے ذریعہ ابوہریرہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

۶۱۸۶ شرح: سُحْقًا میں تکرار برائے تاکید ہے اور مفعول مطلق کے طور پر منصوب ہے۔ یُحَلَّئُوْنَ تَحْلِیَۃ سے بمعنی منع ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے حَلَاهُ مِنَ الْمَآءِ، جب اس کو پانی سے دور کر دیا۔ حَلَاهُ مِنَ الْمَاءِ، بتخفیف اللام اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی کو پانی سے ہٹا دیا جائے اور فَیُجْلَوْنَ، جلاوطن سے ہے۔

۶۱۸۷ ترجمہ: ابن مسیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس حوض پر میری امت سے کچھ لوگ آئیں گے ان کو حوض سے دور کر دیا جائے گا میں کہوں گا اے میرے پروردگار

عَلَیَّ الْحَوْضَ رِجَالٌ مِنْ اَصْحَابِیْ فَیُحَلَّئُوْنَ عَنْهُ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ اَصْحَابِیْ فَیَقُوْلُ اِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ اِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا عَلٰی اَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰی

۶۱۸۸ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَیْحٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَا اَنَا قَائِمٌ اِذَا زُمْرَةٌ حَتّٰی اِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَیْنِیْ وَبَیْنِهِمْ فَقَالَ هَلُمَّ فَقُلْتُ اَیْنَ قَالَ اِلَی النَّارِ وَاللّٰهِ قُلْتُ وَمَا شَاْنُهُمْ قَالَ اِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا بَعْدَكَ عَلٰی اَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰی ثُمَّ اِذَا زُمْرَةٌ حَتّٰی اِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَیْنِیْ وَبَیْنِهِمْ فَقَالَ هَلُمَّ قُلْتُ اَیْنَ قَالَ اِلَی النَّارِ وَاللّٰهِ قُلْتُ وَمَا شَاْنُهُمْ قَالَ اِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا عَلٰی اَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰی فَلَا اُرَاهُ یَخْلُصُ فِیْهِمْ اِلَّا مِثْلُ هَمَلِ النَّعَمِ

تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا آپ کو علم نہیں جو کچھ انہوں نے آپ کے بعد کیا تھا یہ لوگ اپنی پشتوں پر پھر گئے تھے (مرتد ہو گئے تھے)

۶۱۸۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت میں کھڑا تھا میں نے اچانک لوگوں کا ایک گروہ دیکھا حتیٰ کہ جب میں نے ان کو پہچانا تو ایک آدمی میرے اور اس گروہ کے درمیان سے باہر نکلا اور کہا آؤ میں نے کہا کہاں اس نے کہا دوزخ کی طرف بخدا میں نے کہا ان کا حال کیسا ہے ؟ اس نے کہا یہ گروہ آپ کے بعد اپنی پشتوں کے بل پھر گئے تھے۔ پھر ایک اور گروہ دیکھا حتیٰ کہ جب میں نے ان کو پہچانا تو میرے اور ان کے درمیان سے ایک آدمی نکلا اور کہا آؤ میں نے کہا کہاں ؟ اس نے کہا دوزخ کی طرف۔

۶۱۸۹ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ

بخدا میں نے کہا ان کا حال کیسا ہے؟ اُس نے کہا یہ گروہ آپ کے بعد اپنی پشتوں کے بل پھر گئے تھے۔ میں اُن میں سے کسی کو نہیں دیکھتا ہوں کہ وہ نجات پائے۔ مگر چار پایہ کے ہمل کی مانند جس کو مہمل چھوڑ دیتے ہیں۔

۶۱۸۸ — شرح: قولہ "مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ"، یعنی اُنہوں نے وہ گناہ کیا ہے جو حوضِ کوثر سے پانی پینے سے محرومی کا موجب ہے وہ یہ کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں اعراب مسیلمہ کذّاب کے معتقد ہو گئے تھے۔ یہ اُن کا ارتداد اور تبدیلِ دین تھا۔ اقول مسلم کی روایت میں ہے "اَمَا شَعَرْتَ اَنَّهُمْ لَنْ يَزَالُوْا اِرْتَدُّوْا بَعْدَكَ"، کیا آپ جانتے نہیں کہ یہ لوگ آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے؟ چونکہ یہ واقعہ واحد ہے لہٰذا اس حدیث میں جہاں بھی لاتدری یا ماشعرت ہوگا وہاں ہمزہ مقدر ہوگا جس کے معنی یہ ہیں کیا آپ کو شعور نہیں یا کیا آپ جانتے نہیں؟ کہ یہ لوگ آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے"، شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ نے مدارج میں حدیث ذکر کی کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح و شام امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اس حدیث سے ظاہر ہے کہ حضور ان کے ارتداد کو جانتے تھے۔ عینی نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آخرت کے تمام احوال کو دیکھا، حالانکہ نبی کا خواب قطعی ہوتا ہے اسی لئے ابراہیم علیہ السلام نے جب خواب میں اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرتے دیکھا تو بیدار ہونے کے بعد اُن کو ذبح کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اور صمیمِ قلب سے ان کو ذبح کرنا شروع کر دیا۔ معلوم ہُوا کہ نبی کا خواب عام لوگوں کی طرح ظنی نہیں ہوتا بلکہ قطعی ہوتا ہے۔ قولہ "خَرَجَ رَجُلٌ"، اس رجل سے فرشتہ مراد ہے جو انسانی شکل میں تھا۔ قولہ "اِلَّا مِثْلَ هَمَلِ النَّعَمِ"، هَمَل بفتح الہاء والمیم ہے جس کو مہمل چھوڑ دیا جائے اور اس کو چارہ نہ دیا جائے حتیٰ کہ وہ ضائع ہو جائے یعنی اُن میں سے کوئی دوزخ سے نجات نہ پائے گا مگر تھوڑے سے لوگ"، اس کے معنی یہ بھی ہیں جو اُونٹ رات یا دن کو چرواہے کے بغیر چرتے پھریں"، چنانچہ کہا جاتا ہے "اِخْتَلَطَ الْمَرْعٰى بِالْهَمَلِ"، یعنی چراگاہ میں اونٹ بغیر چرواہے کے مل گئے"، واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اَعْلَمُ"۔

۶۱۹۰ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَی الْحَوْضِ

۶۱۸۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغات میں سے باغ ہے اور میرا منبر حوض کوثر پر ہے۔

۶۱۹۰ — ترجمہ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حوض پر تمہارا پیش خیمہ ہوں۔

۶۱۸۹ — ۶۱۹۰ — شرح : قولہ منبری" سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف سے مراد بعینہ وہی منبر ہے جو دنیا میں تھا۔ بعض علماء نے کہا حضور کا حوض پر ایک اور منبر ہے جس پر لوگوں کو حوض کی طرف بلائیں گے۔

قولہ رَوْضَۃٌ" یعنی حجرۂ مطہرۂ نبوت و رسالت اور منبر شریف کے درمیان والی جگہ بعینہ جنت میں منتقل کر دی جائے گی ؛ لہٰذا اس جگہ سے حقیقی معنی مراد ہے اور اصول بھی یہ ہے کہ جب کلام کو حقیقت پر محمول کرنا ممکن ہو تو حقیقت ہی اولیٰ ہوتی ہے۔ یا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ طیبہ اور منبر شریف کے درمیان عبادت جنت کے باغ کی طرف پہنچاتی ہے۔ لہٰذا مآل کے اعتبار سے مجازی معنیٰ مراد ہے۔ یعنی اس مقام میں عبادت کرنے کا مآل جنت ہے یا اس مقام کو جنت کے باغ سے تشبیہ دی ہے۔ یعنی هُوَ كَرَوْضَةِ الْجَنَّةِ ،، یہ مقام جنت کے باغ کی طرح ہے۔ اس مبارک مقام کو باغ اس لئے فرمایا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کرنے والے فرشتے انسان اور جنات اس مقام میں اللہ کے ذکر میں گردنیں جھکائے ہوتے ہیں۔

عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطابی سے نقل کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ مدینہ منورہ افضل ہے اور یہاں اقامت اور حضور کی مسجد شریف میں کثرتِ ذکر کی ترغیب دلائی ہے اور یہ کہ جو کوئی اس مقام میں طاعت لازم کرے گا وہ اس کو جنت میں پہنچا دے گی اور جو کوئی منبر شریف کے پاس اللہ کی عبادت کرے اس کو قیامت میں حوض کوثر سے پلایا جائے گا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارا حوض پر پیش خیمہ ہوں۔ (حدیث ۱۲۶ ج : اکی شرح دیکھیں)

۶۱۹۱ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلوٰتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيْحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِي وَلٰكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا

۶۱۹۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ سَمِعَ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ

۶۱۹۱ — ترجمہ : عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور اُحُد کے شہداء پر نماز جنازہ پڑھی جیسے میّت پر پڑھی جاتی ہے پھر سلام پھیرنے کے بعد منبر شریف پر تشریف لائے اور فرمایا میں تمہارا پیش رَو ہوں اور میں نیک و بد پر گواہ ہوں بخدا میں اب اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا فرمایا زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ خُدا کی قسم مجھے تم پر یہ ڈر نہیں کہ تم میرے بعد شرک کروگے ، لیکن مجھے ڈر یہ ہے کہ تم رغبت کرنے لگوگے۔

۶۱۹۱ — شرح : یعنی مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم عبادت میں میرا شریک کروگے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بعض اعراب مرتد ہو گئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خطاب تمام کے لئے لہٰذا بعض لوگوں کا مرتد ہو جانا اس کے منافی نہیں (حدیث عنہ ۳۳ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۱۹۲ — ترجمہ : حارثہ بن وہب نے کہا میں نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا جبکہ آپ نے حوض کوثر کو ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا اس کی مسافت ایسی ہے جیسے مسافت مدینہ منورہ اور صنعاء یمن کے درمیان مسافت ہے۔ ابن ابی عدی نے شعبہ ، معبد بن خالد کے ذریعہ حارثہ سے

يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْحَوْضَ فَقَالَ كَمَا بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَصَنْعَاءَ وَزَادَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ حَارِثَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَوْضُهُ مَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ أَلَمْ تَسْمَعْهُ قَالَ الْأَوَانِي قَالَ لَا قَالَ الْمُسْتَوْرِدُ تُرَى فِيهِ الْآنِيَةُ مِثْلَ الْكَوَاكِبِ

۶۱۹۳ ــــ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي عَلَى الْحَوْضِ حَتَّى أَنْظُرَ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ وَسَيُؤْخَذُ نَاسٌ دُونِي فَأَقُولُ يَا رَبِّ مِنِّي وَمِنْ أُمَّتِي فَيُقَالُ هَلْ شَعَرْتَ مَا عَمِلُوا بَعْدَكَ وَاللهِ مَا بَرِحُوا يَرْجِعُونَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ فَكَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ اللَّهُمَّ

روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ کا حوض صنعاء اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے۔ اس سے مستورد نے کہا کہ تم نے حضور سے اس کے برتنوں کی وصف کے متعلق نہیں سنا؟ حارثہ نے کہا نہیں۔ مستورد نے کہا اس میں ستاروں کی طرح برتن دیکھے جائیں گے۔

۶۱۹۳ ــــ ترجمہ : اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حوض پر ہوں گا یہاں تک کہ تم میں سے جو میرے پاس آئے گا اس کو دیکھوں گا۔ میرے سامنے چند لوگوں کو پکڑا جائے گا تو میں کہوں گا۔ اے میرے پروردگار یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میری امت سے ہیں کہا جائے گا کیا آپ وہ شئی جانتے ہیں جو انہوں نے آپ کے بعد کیا تھا۔ خدا کی قسم! یہ لوگ اپنی پشتوں کے بل پھر گئے تھے (مرتد ہو گئے تھے) ابن ابی ملیکہ کہتے تھے اے اللہ! ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اس سے کہ ہم اپنی پشتوں کے بل پھریں اور اپنے دین سے فتنہ میں گرفتار ہوں۔ امام بخاری

اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَنْ نَرْجِعَ عَلٰی اَعْقَابِنَا اَوْ نُفْتَنَ عَنْ دِیْنِنَا قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ تَرْجِعُوْنَ عَلَی الْعَقَبِ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا "عَلٰی اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ" ، تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاتے ہو۔

۶۱۹۳ — شرح : قولہ اَلْعِقَب ،، بکسر القاف ،، قسطلانی نے تذکرہ سے نقل کیا کہ علماء کہتے ہیں جو اپنے دین سے پھر جائے یا دین میں کوئی ایسی ایجاد کرے جس سے اللہ تعالیٰ راضی نہ ہو اور نہ ہی اس کی اجازت دی ہو وہ قیامت میں ان لوگوں میں سے ہوگا جن کو حوض کوثر سے دُور کیا جائے گا ان لوگوں میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو مسلمانوں کے اجماع کا خلاف کرتے ہیں جیسے معتزلے، خارجی اور رافضی فرقے ہیں اسی طرح ظالم لوگ جو بے پناہ ظلم کرتے ہیں اور حق کو مٹاتے ہیں اور نیک لوگوں کو قتل کرتے ہیں اور انہیں ذلیل کرتے ہیں اور جو علانیہ کبائر کا ارتکاب کرتے ہیں اور صغائر خفیۃً کرتے ہیں۔

ترمذی میں کعب بن عُجرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے کعب بن عجرہ میں تجھے اللہ کے ذریعہ اُن اُمراء سے پناہ دیتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے جو ان کے دروازوں پر جائے گا اور اُن کے جھوٹ کی تصدیق کرے گا ان کے ظلم پر ان کی اعانت کرے گا وہ مجھ سے نہیں اور میں اُن سے نہیں اور حوض کوثر پر میرے نزدیک نہیں آسکے گا اور جو کوئی امراء کے دروازوں پر جائے گا اور ان کے جھوٹ پر ان کی تصدیق نہ کرے گا اور ان کے ظلم پر ان کی اعانت نہ کرے گا وہ مجھ سے اور میں اس سے ہوں (وہ میرے طریقہ پر ہوگا) وہ حوض کوثر سے پانی پیئے الخ

اے اللہ ہمارا خاتمہ اچھا کر اور ہمیں اُن لوگوں میں سے کر جو تیری بارگاہ میں کامیاب ہیں جن پر کوئی حُزن و ملال نہ ہوگا۔"

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کِتَابُ الْقَدَرِ

۶۱۹۴ — حَدَّثَنَا اَبُوالوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کِتَابُ الْقَدَرِ

قَدَر بفتح القاف والدال بمعنی تقدیر ہے اور قضاء بمعنی تفصیل اور قطع ہے۔ کرمانی نے کہا قضاء ازل میں اجمالی کلی حکم ہے اور قدر اس اجمالی کلی حکم کے جزئیات اور تفصیلی امور ہیں جو مستقبل میں واقع ہونے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ" تمام اشیاء کے خزانے ہمارے پاس ہیں ہم معلوم اندازہ سے ان کو نازل کرتے ہیں،، اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ ایمان، کفر، خیر و شر، نفع، ضرر وغیرہ ایسے تمام امور اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر سے ہیں اس کی ملکیت میں وہی واقع ہوتا ہے جو اُس نے مقدر کیا ہے۔ اہل سنت نے کہا اللہ تعالیٰ تمام اشیاء کے مقادیر اور احوال و زمان کو ان کی ایجاد سے پہلے جانتا ہے۔ پھر اپنے علم کے مطابق ان کو پیدا کرتا ہے۔ زمین و آسمان میں جو بھی ظاہر ہوتا ہے وہ اس کے علم قدرت اور ارادے سے ہوتا ہے۔ مخلوق کو کسب حاصل ہے جو اللہ کی قدرت اور الہام سے انہیں حاصل ہوتا ہے۔ خالق صرف اللہ ہے۔ اس مسئلہ میں قیاس اور عقل کو دخل نہیں صرف کتاب و سنت کے آگاہ کرنے سے ہی حل ہو سکتا ہے۔

تقدیر کا مسئلہ: یہ اہم موضوع ہے اکثر لوگ اس میں پھسل جاتے ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تقدیر میں شغف سے منع فرمایا ہے۔ بعض لوگ کلام میں جسارت

قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَنْبَأَنِیْ سُلَیْمٰنُ الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ زَیْدَ بْنَ وَهْبٍ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ
الْمَصْدُوْقُ اِنَّ اَحَدَكُمْ یُجْمَعُ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ثُمَّ عَلَقَةً مِثْلَ
ذٰلِكَ ثُمَّ یَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَكًا فَیُؤْمَرُ بِاَرْبَعٍ
بِرِزْقِهٖ وَاَجَلِهٖ وَشَقِیٌّ اَوْ سَعِیْدٌ فَوَاللّٰهِ اِنَّ اَحَدَكُمْ اَوِ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ
النَّارِ حَتّٰی مَا یَكُوْنُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَهَا غَیْرُ ذِرَاعٍ اَوْ ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْهِ الْكِتَابُ
فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَیَدْخُلُهَا وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰی

کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہر شئی کا فیصلہ کر دیا ہے جنت دوزخ میں ان کے اہل متعین ہو چکے ہیں
تو ہم نے اعمال کس لئے کرنے ہیں جو ہونا تھا وہ ہو گیا ہے۔ بندۂ مسکین کم بضاعت علمی کے باوجود اس مسئلہ
سے غبار اُٹھاتے ہوئے رقم طراز ہے کہ خالقِ کائنات ہر شئی ازل ہی جانتا ہے۔ اُس نے ازل میں ارواح کو
اختیار عطاء فرمایا کہ یہ اعمال اچھے ہیں اور یہ بُرے ہیں۔ یہ کرنے میں تم کو اختیار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
"هَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ"، ہم نے انسان کو دونوں راہ بتا دیئے۔ ارواح نے اپنے اختیار سے جو پسند کیا،
اللہ تعالیٰ نے وہ لکھ دیا۔ یہ اجمالی کلی حکم ہے۔ جب انسان پیدا ہوا تو وہ اپنے اختیار کردہ اعمال کا
کسب کرتا ہے۔ یہ اجمالی کلی حکم کے جزئیات ہیں جو انسان کسب کرتا ہے۔ الحاصل انسان ازل میں خود اختیار کردہ
امور کو دنیا میں کسب کرتا ہے۔ وہ اپنے لکھوائے ہوئے پر عمل کرتا ہے یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو لکھ دیا ہے
انسان وہ کرتا ہے۔ لہٰذا انسان نہ تو مجبور محض ہے اور نہ ہی علی الاطلاق مختار ہے بلکہ لکھوانے کا پابند ہے۔ واللہ اعلم

۶۱۹۴ — ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی جبکہ حضور سچے ہیں اور آپ کی سچائی
مصدقہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس روز نطفہ کی حالت میں جمع رہتا ہے پھر اسی طرح چالیس
روز خون بستہ رہتا ہے۔ چالیس روز پھر گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اس کو
چار امور اس کا رزق، مدتِ حیات، بدبخت یا نیک بخت لکھنے کا حکم دیتا ہے۔ بخدا! تم میں سے کوئی یا تم سے

مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذِرَاعٍ أَوْ ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ قَالَ آدَمُ إِلَّا ذِرَاعٌ

کوئی مرد دوزخیوں کے عمل کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک گز فاصلہ باقی رہ جاتا ہے تو فرشتے کا لکھا ہوا اس پر غالب آتا ہے تو وہ اہل جنت کے عمل کرنے لگتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور تم میں سے کوئی آدمی جنتیوں کے کام کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک گز باقی رہ جاتا ہے تو اس پر نوشتۂ فرشتہ غالب آتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ امام بخاری نے کہا "آدم نے إلا ذِرَاع" روایت کیا ہے۔

۶۱۹۴ — شرح: عینی نے قرطبی سے ملخص نقل کیا کہ عورت کے رحم میں منی شہوت کی قوت سے واقع ہو کر رحم میں بکھر جاتی ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ رحم میں مقام ولادت میں جمع کرتا ہے۔ پھر اس کی مختلف حالتیں بدلتی رہتی ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے صادق و مصدوق ذکر کرنے کا کیا مقصد ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا مضمون اطباء کے اصول کے خلاف ہے، کیونکہ وہ کہتے ہیں رحم میں بیس دن سے چالیس دن تک بچہ متصور ہوتا ہے، حالانکہ حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی خلقت چار ماہ بعد ہوتی ہے اور یہ اطبا کے اصول کے خلاف ہے اس لئے اُن کے رد کے لئے کہ جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ صحیح ہے سچ ہے کیونکہ آپ فی نفسہٖ صادق ہیں اور ہر ایک آپ کی تصدیق کرتا ہے اور اطباء کا قول باطل ہے یا حضور کی عظیم وصف بیان کر کے لذت حاصل کی ہے یا بطور تبرک و افتخار ذکر کیا ہے۔ انسان کا رزق اس کی غذا ہے حلال ہو یا حرام ہو حرام بھی رزق ہے۔ اگر حرام کو رزق نہ کہا جائے تو لازم آئے گا کہ جو شخص ساری عمر بھر حرام کھاتا رہا ہے۔ وہ مرزوق نہ ہو، حالانکہ ہر ایک کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔ قرآن کریم میں ہے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا، بعض نے کہا اللہ تعالیٰ بندے کے نفع کے لئے جو اسے دے وہ رزق اس میں علم وغیرہ بھی داخل ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے اس حدیث کا مدلول یہ ہے کہ ان چار امور کا حکم ازل میں نہیں بلکہ مضغہ ہونے کے بعد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ازل میں ہو چکا ہے اور وہ لکھا گیا ہے۔ یہ حکم فرشتہ کو خبردار کرنے کے لئے ہے کہ ازل میں مقتضیٰ اس طرح ہے حتیٰ کہ وہ اس کی پیشانی پر لکھا جاتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ تین امور ہیں چار نہیں اس کا جواب یہ

۶۱۹۵ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَكَّلَ اللهُ بِالرَّحِمِ مَلَكًا فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ نُطْفَةٌ اَيْ رَبِّ عَلَقَةٌ اَيْ رَبِّ مُضْغَةٌ فَاِذَا اَرَادَ اللهُ اَنْ يَّقْضِيَ خَلْقَهَا قَالَ يَا رَبِّ اَذَكَرٌ اَمْ اُنْثٰى اَشَقِيٌّ اَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْاَجَلُ فَيُكْتَبُ كَذٰلِكَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ

یہ ہے کہ چوتھا امر اس کا مذکر و مؤنث ہونا ہے جیسا کہ حدیث ۳۱۴ ج ۱ میں مذکور ہے یا اس کی شہرت کے باعث حدیث میں اختصار کیا ہے۔ قولہ غیر ذراع " ذراع سے مراد گز کا متعین فاصلہ نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ جنت کے بہت قریب آجاتا ہے تو ازلی قضاء اس پر غلبہ کر جاتی ہے جو اُس نے ازل میں اختیار کیا تھا۔ (اسی حدیث کی مزید تفصیل جلد اول ص ۳۱۴ پر دیکھیں)

ترجمہ ۶۱۹۵ — انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے وہ کہتا ہے اے میرے پروردگار یہ نطفہ ہے اے میرے پروردگار یہ خون بستہ ہے اے رب یہ گوشت ہے جب اللہ تعالیٰ اس کی خلقت کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے اے رب! یہ مذکر ہے یا مؤنث (مرد و زن) کیا بدبخت ہے یا نیک بخت ہے۔ اس کا رزق کیا ہے اس کی مدتِ حیات کیا ہے۔ اسی طرح اس کی ماں کے پیٹ میں لکھا جاتا ہے۔

شرح ۶۱۹۵ — عورت کا پیٹ محلِ کتابت نہیں بلکہ بچہ کی پیشانی یا اس کے سر پر لکھا جاتا ہے، حالانکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے قسطلانی نے مظہری سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ عورت کے پیٹ میں انسان کو مختلف حالات میں تبدیل کرتا ہے، حالانکہ اس کو ایک لمحہ میں پیدا کر سکتا ہے، کیونکہ اس تبدیلی کے کچھ منافع اور کچھ عبرتیں ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ انسان کو شکم مادر میں ایک ہی دفعہ پیدا کر دے تو ماں کے لئے یہ مشکل ہوگا کیونکہ

بَابٌ جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰی عِلْمِ اللّٰہِ

وَقَوْلُهٗ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لَاقٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَهَا سَابِقُوْنَ سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ

اس بوجھ کو اُٹھانے کی اس کی عادت نہیں اسی لئے انسان اطوار بدلتا ہے تاکہ تدریجاً بوجھ اُٹھانے کی عادت ہو جائے ۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اللہ اپنی قدرت اور نعمت کا اظہار کرتا ہے تاکہ لوگ اس کی عبادت کریں اور اس کی نعمت کا شکر ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مختلف اطوار میں تبدیل کر کے خوبرو بنایا اس کو عقل دی ۔ اور فہم و فراست عطاء فرمائی ۔ تیسرے یہ کہ لوگوں کو خبردار کرنا ہے وہ حشر و نشر پر قادر ہے ؛ کیونکہ جو ذات ستودہ صفات کمزور پانی سے انسان کی تخلیق پر قادر ہے اس کو مختلف اطوار میں تبدیل کرنے پر قادر ہے اور اس میں نفخ روح پر اسے قدرت ہے تو اس کو مٹی بنا دینے پھر اس کو زندہ کرنے اور حساب کے لئے محشر میں جمع کرنے پر بھی قادر ہے ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب اللہ کے علم پر قلم خشک ہو چکا ہے ،،

یعنی جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہے اور اپنے علم کے مطابق لکھ دیا ہے اس پر قلم خشک ہو چکا ہے اس میں تغیرّ و تبدیلی نہیں ہو سکتی ؛ کیونکہ جب کاتب لکھ لے تو قلم کو خشک کر دیتا ہے یعنی جو اللہ کے حکم کے مطابق لکھا گیا ہے اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ ،، اللہ جو چاہے مٹاتا ہے جو چاہے ثابت رکھتا ہے ۔ یہی تو تبدیل و تغیرّ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ قلم وہ لکھنے سے فارغ ہو چکا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کرنے کے بعد حکم دیا تھا کہ جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے وہ لکھ دے ، اس کے بعد لکھے ہوئے سے جس کو تبدیل کرنا چاہے اس کو مٹا دیتا ہے ؛ چنانچہ فرمایا یمحو اللہُ ما یشاءُ ویثبتُ علیٰ علمِ اللہِ ،، کا معنیٰ اللہ کا حکم ہے ؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا معلوم ضرور واقع ہوتا ہے ورنہ جہل لازم آئے گا ۔

۶۱۹۶ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الرِّشْكُ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُعْرَفُ اَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلِمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ قَالَ كُلٌّ يَعْمَلُ لِمَا خُلِقَ لَهٗ اَوْ لِمَا يُسِّرَ لَهٗ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ نے اس کو علم پر گمراہ کیا

یعنی اللہ تعالیٰ کو اس کی گمراہی اور رسوائی کا ازل میں علم ہے اس کے مطابق اس کی گمراہی کا حکم کیا اس آیت کریمہ میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ کا علم اس کا حکم ہے۔ بعض علماء نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خبردار کیا اور اس کے لئے وضاحت کر دی جسے اُس نے قبول نہ کیا تو اس کو گمراہ کر دیا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو تو ملنے والا ہے اس کے ساتھ قلم خشک ہو چکا ہے " یہ طویل حدیث کا حصہ ہے یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " مجھے اپنے نفس پر زنا کا خوف ہے میں کوئی عورت نہیں پاتا جس سے نکاح کروں تو کیا میں خصی ہو جاؤں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا ھریرہ جس سے تو ملنے والا ہے اس کے ساتھ قلم خشک ہو چکا ہے (حکم ہو چکا ہے) تو خصی ہو یا چھوڑ دے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ " اُولٰٓئِكَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُوْنَ " کی تفسیر میں ذکر کیا کہ اُن کے لئے سعادت اور نیک بختی سبقت کر چکی ہے۔ اس تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ سعادت پہلے ہے اور آیت کریمہ کا مدلول یہ ہے کہ خیرات یعنی سعادت بعد میں ہے اس کا جواب یہ ہے آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ سعادت کے باعث لوگوں پر سبقت لے گئے ہیں اس کے معنی یہ نہیں کہ وہ سعادت سے آگے بڑھ گئے اور سعادت مسبوقہ یعنی بعد میں ہے (عینی)

ترجمہ : عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ

۶۱۹۶ — " صلی اللہ علیہ وسلم " کیا جنتی دوزخیوں سے پہچان لئے گئے ہیں وہ ایک

بَابٌ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ

۶۱۹۷ ــــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ

دوسرے سے ممتاز ہو گئے ہیں) فرمایا ہاں (ممتاز ہو گئے ہیں) اس آدمی نے کہا پھر لوگ کیوں عمل کرتے ہیں حضور نے فرمایا ہر ایک وہی عمل کرتا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے یا جو اس کے لئے آسان کیا گیا ہے۔

۶۱۹۶ ــــ شرح: سوال کا مفہوم یہ ہے کہ کیا اہل جنت اور اہل نار کا باہم امتیاز ہو چکا ہے کہ یہ جنتی ہے اور وہ دوزخی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ معرفت پہچان عمل سے ہوتی ہے کیا عمل اس کی علامت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہماری معرفت عمل سے ہے یعنی کسی کو نیک بخت یا بدبخت اس کے عمل سے معلوم کرتے ہیں، لیکن فرشتوں کی معرفت عمل سے پہلے ہے وہ عمل سے پہلے سعادت و شقاوت پہچان لیتے ہیں۔ سائل کی غرض یہ ہے کہ کیا اللہ کی قضاؤ قدر کے تحت ان دونوں گروہوں میں امتیاز ہو چکا ہے؟

قولہ فلم یعمل العاملون" کے معنی یہ ہیں کہ جب قلم نے انسان کی تقدیر لکھ دی ہے اور اس کے جنتی اور دوزخی ہونے کا فیصلہ لکھا جا چکا ہے تو لوگ عمل کس لئے کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ فرمایا کہ جس کے لئے انسان پیدا ہوا ہے وہ اس کے لئے کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ بندہ اپنے مآل کو نہیں جانتا، کیونکہ وہ وہی عمل کرتا ہے جو اللہ کے علم میں ثابت ہو چکا ہے اس لئے بندہ پر واجب ہے کہ اس عمل میں کوشش کرے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے، کیونکہ عمل اس کے مآل کی علامت ہے۔

باب اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ (اولادِ مشرکین) عمل کرنے والے تھے

۶۱۹۷ ــــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جناب رسول اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی (نابالغ) اولاد کے متعلق سوال عرض کیا گیا (کہ وہ جنت میں ہوں گے یا دوزخ میں)

۶۱۹۸ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ

۶۱۹۹ — حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ كَمَا تُنْتِجُونَ الْبَهِيمَةَ هَلْ تَجِدُونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ حَتَّى تَكُونُوا أَنْتُمْ تَجْدَعُونَهَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَرَأَيْتَ مَنْ يَمُوتُ وَهُوَ صَغِيرٌ قَالَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ عمل کرنے والے تھے۔

۶۱۹۷ — شرح: امام نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا مشرکوں کی نابالغہ اولاد میں تین مذاہب ہیں۔ اکثر علماء کہتے ہیں وہ دوزخ میں ہوں گے ایک جماعت ان کے متعلق توقف کرتی ہے تیسرا مذہب یہ ہے کہ وہ جنت میں ہوں گے۔ یہی صحیح ہے۔ کرمانی نے بیضاوی سے نقل کیا کہ ثواب و عذاب اعمال کے سبب نہیں؛ ورنہ لازم آئے گا کہ چھوٹی اولاد جنت و دوزخ میں نہ ہو بلکہ اس کا موجب صرف لطفِ ربانی اور خذلان الٰہی ہے جو ان کے لئے ازل میں مقدر ہو چکا ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کے متعلق توقف کیا جائے (حدیث ۱۳۰۴ ج: ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۱۹۸ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی نابالغہ اولاد سے متعلق سوال عرض کیا گیا تو حضور نے فرمایا اللہ جانتا ہے جو وہ بڑے ہو کر عمل کرنے والے ہوں گے۔

۶۱۹۸ — شرح: اس حدیث سے امام بخاری کا مقصد جہمیہ کا رد کرنا ہے جو کہتے ہیں اللہ

بَابٌ قَوْلُهُ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَقْدُوْرًا

۶۲۰۰ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مٰلِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْئَلِ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحْ فَاِنَّ لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا

بندوں کے اعمال ان کے عمل کرنے کے بعد جانتا ہے عمل سے پہلے نہیں جانتا ہے (معاذ اللہ) اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شیٔ موجود نہ ہو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔

۶۱۹۹ ـــ **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ فطرتِ اسلام پہ پیدا ہوتا ہے اس کے ماں باپ اس کو یہودی اور نصرانی بناتے ہیں جیسے تم چار پایوں کو صحیح وسلامت جنم دلاتے ہو کیا تم ان میں کوئی کان کٹا پاتے ہو ؟ حتیٰ کہ تم ان کے کان کاٹتے ہو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! اس شخص کی خبر ارشاد فرمائیں جو نابالغ مرجائے فرمایا ! اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ کام کرنے والے تھے۔

۶۱۹۹ ـــ **شرح** : یعنی ہر مولود اسی وصف پہ پایا جاتا ہے کہ وہ اسلام میں پیدا ہوتا ہے۔ فطرت بمعنی اسلام ہے۔ یعنی وہ دینِ حق کو قبول کرنے والا پیدا ہوتا ہے اگر اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے تو یقیناً وہ دینِ حق کو قبول کرے گا۔ دوسرا کوئی دین پسند نہ کرے گا اور اس کے ماں باپ اگر یہودی ہوں تو اس کو یہودیت کی طرف مائل کر لیتے ہیں یا نصرانی ہوں تو نصرانی بنا لیتے ہیں جیسے چارپایہ پیدائش کے وقت صحیح وسالم اعضاء والا ہوتا ہے پھر لوگ اس کے کان کاٹ دیتے ہیں۔ قولہ تنتجون ,, مضارع معروف کا صیغہ ہے یعنی تم چارپایہ کو جنم دیتے ہو جیسے دایہ بچہ پیدا کرتی ہے گویا کہ تم ان کے لئے بمنزلہ دایہ ہو۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد اللہ تعالیٰ کا حکم معین تقدیر ہے

یعنی جو قضاء مقرر کی گئی ہے۔ اس کا وقوع حتمی اور قطعی ہے اور تمام مخلوق اللہ کے حکم سے پیدا ہے۔ لوگوں کے حرکات وسکنات نیکیوں اور گناہوں میں ان کے اعمال وقت اور مکان میں مقدر ہیں،

۶۲۰۱ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَسُولُ إِحْدَى بَنَاتِهِ وَعِنْدَهُ سَعْدٌ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذٌ أَنَّ ابْنَهَا يَجُودُ بِنَفْسِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهَا لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلِلّٰهِ مَا أَعْطَى كُلٌّ بِأَجَلٍ فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ

۶۲۰۲ — حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ

اس میں زیادتی اور کمی نہیں ہوسکتی ہے اور نہ ہی کوئی شئی اپنے وقت سے مقدم اور مؤخر ہوسکتی ہے۔

۶۲۰۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا سوال نہ کرے تاکہ اس کا پیالہ فارغ کرے وہ نکاح کرلے اس کے لئے وہی ہے جو اس کا مقدر ہے۔

۶۲۰۰ — شرح : اخت (بہن) سے مراد اسلامی بہن ہے، کیونکہ تمام عورتیں دینی بہنیں ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اس سے منع فرمایا کہ وہ شادی شدہ مرد جس سے نکاح کرنا چاہتی ہے کہ وہ پہلی بیوی کو طلاق دیدے تاکہ یہ اس کی تنہا بیوی ہو۔ اور نان ونفقہ اور معاشرت میں دوسری کوئی عورت اس کی شریک نہ ہو۔ مجازاً اس کی تعبیر پیالہ فارغ کرنے سے کی ہے۔

۶۲۰۱ — ترجمہ : اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ اچانک آپکے پاس آپ کی ایک شاہزادی کا قاصد آیا جبکہ حضور کے پاس سعد بن عبادہ، اُبَی بن کعب اور معاذ بن جبل تھے کہ شاہزادی کا صاحبزادہ قریب الوفات ہے۔ حضور نے انہیں پیغام بھیجا اللہ ہی کی چیز ہے جو اُس نے لی ہے اور اسی ہی کی ہے جو اُس نے دی ہے۔ ہر شئی ایک مدت تک وابستہ ہے پس چاہیئے کہ صبر کرے اور ثواب پر نظر رکھے۔" (حدیث ۱۲۱۲ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۲۰۲ — ترجمہ : زہری نے کہا مجھے عبداللہ بن محیریز نے خبر دی کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک وقت وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک انصاری مرد آپ کے پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم قیدی پاتے ہیں اور

حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُحَيْرِيزٍ الْجُمَحِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نُصِيبُ سَبْيًا وَنُحِبُّ الْمَالَ كَيْفَ تَرَى فِي الْعَزْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَإِنَّكُمْ لَتَفْعَلُونَ ذٰلِكَ لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ لَيْسَتْ نَسَمَةٌ كَتَبَ اللّٰهُ أَنْ تَخْرُجَ إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ ۶۲۰۲ — **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا تَرَكَ فِيهَا شَيْئًا إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ

مال سے محبت کرتے ہیں آپ عزل کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم عزل کرتے ہو؟ نہ کرو تو تم پر کوئی حرج نہیں، کیونکہ کوئی مخلوق نہیں جس کا مقدر پیدا ہونا ہے مگر وہ پیدا ہو کر رہے گی۔"

۶۲۰۱ — شرح : یہ انصاری مرد ابوصرمہ یا مجدی ضمری تھا۔ اس نے کہا ہم لونڈیاں پاتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ان کو فروخت کریں اور مال حاصل کریں اگر ان سے جماع کے وقت نطفہ ان کے رحم میں نہ ڈالیں اور عزل کریں یعنی بوقت انزال آلہ تناسل باہر کرلیں تاکہ انزال رحم میں نہ ہو تو کیا یہ ہمارے لئے جائز ہے؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا، یعنی تم پر عزل کرنے میں حرج نہیں اس تقدیر پر "لا" زائد ہے لہذا عزل جائز ہے یا "لا" زائدہ نہیں اس تقدیر پر عزل کرنا ممنوع ہے۔ لا سے سائل کا کلام رد فرمایا اور علیکم ان لا تفعلوا، کلام مستانف ہے۔ یعنی جو کچھ تقدیر میں آچکا ہے وہ یقیناً ہو کر رہے گا تم عزل کرو یا نہ کرو۔

۶۲۰۲ — ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا قیامت قائم ہونے تک ہونے والی کوئی شے نہ چھوڑی مگر اس کو

اِنْ كُنْتُ لَاَرَى الشَّيْءَ قَدْ نَسِيْتُ فَاَعْرِفُ مَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ اِذَا غَابَ عَنْهُ فَرَاٰهُ فَعَرَفَهُ

۶۲۰۳ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِىْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عُوْدٌ يَنْكُتُ فِى الْاَرْضِ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا قَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ اَوْ مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اَلَا نَتَّكِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَاَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى الْاٰيَةَ ـــ

ذکر کر دیا جس نے جانا اس نے جانا اس کو فراموش کیا جس نے فراموش کیا۔ میں کوئی چیز دیکھتا ہوں جس کو میں نے فراموش کر دیا تھا تو اس کو میں ایسے پہچانتا ہوں جیسے کوئی آدمی کو پہچانتا ہے جبکہ وہ اس سے غائب ہو گیا ہو اور پھر اس کو دیکھے۔

۶۲۰۲ ـــ شرح: یعنی کائنات میں جتنے امور مقدرہ تھے وہ تمام بیان فرما دیئے کوئی چیز بھی نہ تھی جس کو ذکر نہ کیا ہو۔ مقامِ نبوت سے یہ بعید نہیں کہ قلیل ترین وقت میں ہر شئی کو ذکر کر دیا جائے، چنانچہ آپ سے مستفیض حضرت علی رضی اللہ عنہ اس سے قلیل وقت میں قرآن کریم ختم کر لیا کرتے تھے۔ بدء الخلق کے باب میں حضرت عمر فاروق سے منقول حدیث میں اس کی تفصیل درج ہے (حدیث ۲۹۸۰ ج: ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۲۰۳ ـــ ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ کے دستِ اقدس میں چھڑی تھی جس سے زمین کریدرہے تھے فرمایا تم میں سے کوئی شخص نہیں مگر اس کا ٹھکانا دوزخ یا جنت میں لکھا گیا ہے لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، کیا ہم اپنے لکھے پر بھروسہ نہ کر لیں فرمایا نہیں۔ تم عمل کرتے رہو (جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے) اس کے لئے ہر شئی آسان کی گئی ہے۔ پھر حضور نے یہ تلاوت فرمائی ,, فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى" (الآیۃ)

بَابُ اَلْعَمَلُ بِالْخَوَاتِيْمِ

۶۲۰۴ ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَہٗ يَدَّعِي الْاِسْلَامَ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِہِ الْجِرَاحُ فَاَثْبَتَتْہُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَيْتَ الَّذِيْ تُحَدِّثُ اَنَّہٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰہِ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِہِ الْجِرَاحُ فَقَالَ

۶۲۰۳ ـــ شرح : قولہ یتکل، یعنی ازل میں جو اللہ نے مقدر کیا ہے اس پر اعتماد کرلے اور عمل ترک کردے فرمایا ایسا ہرگز نہیں، کیونکہ جس عمل کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے اور اس کی قضاء جاری ہوگئی ہے وہ اس کے لئے آسان ہوگا۔ الحاصل تم پر شریعت کی متابعت واجب ہے حقیقت کی جستجو تم پر لازم نہیں ظاہر کو باطن کے باعث ترک نہ کیا جائے۔

باب عمل خاتمہ کے ساتھ ہے

یعنی موت کے وقت عذاب کے فرشتوں کو دیکھنے سے پہلے شخص کے حال کا اعتبار ہے

۶۲۰۴ ـــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر میں تھے

تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے متعلق فرمایا جو مسلمان ہونے کا دعویدار تھا کہ یہ شخص دوزخی ہے جب جنگ شروع ہوئی تو اس آدمی نے

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اَنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ
يَرْتَابُ فَبَيْنَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ اَلَمَ الْجِرَاحِ فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ اِلٰى
كِنَانَتِهٖ فَانْتَزَعَ مِنْهَا سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهٖ فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى
رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ صَدَّقَ اللهُ حَدِيْثَكَ
قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ
قُمْ فَاَذِّنْ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ فَاِنَّ اللهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ
الْفَاجِرِ **۶۲۰۵ ــ حَدَّثَنَا** سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ
قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَعْظَمِ الْمُسْلِمِيْنَ
غَنَاءً عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ

سخت جنگ کی اور اس کو بہت زخم لگے جنہوں نے اس کو کھڑا کر دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے ایک آدمی (حضور کی خدمت میں) آیا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کی خبر دیں جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے اُس نے اللہ کی راہ میں سخت جنگ کی ہے اس کو بہت زخم آئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! وہ دوزخی ہے قریب تھا کہ بعض مسلمان اس بات میں شک کرنے لگتے وہ اسی حال میں تھا جبکہ اس نے زخموں کی تکلیف پائی تو اپنا ہاتھ ترکش کی طرف مائل کیا اور اس سے ایک تیر نکالا۔ جس کے ساتھ اپنے آپ کو ذبح کر دیا۔ مسلمانوں میں سے چند لوگ دوڑتے ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کی تصدیق کر دی ہے۔ اس شخص نے اپنے آپ کو ذبح کر لیا ہے اور خودکشی کر لی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال اُٹھو! اعلان کرو کہ جنت میں صرف مؤمن ہی داخل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ فاجر لوگوں سے اس دین کی تائید کروا دیتا ہے۔ حدیث ۲۸۵۴ کی شرح دیکھیں

مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا فَاتَّبَعَهٗ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَجَعَلَ ذُبَابَةَ سَيْفِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتّٰى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْرِعًا فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ قُلْتَ لِفُلَانٍ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ اِلَيْهِ فَكَانَ مِنْ اَعْظَمِنَا غَنَاءً عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ لَا يَمُوْتُ عَلٰى ذٰلِكَ فَلَمَّا جُرِحَ اسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ

۶۲۰۵ — ترجمہ : سہل سے روایت ہے کہ ایک آدمی غناء کے اعتبار سے تمام مسلمانوں سے عظیم تر ایک جنگ میں شریک تھا جو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جنگ لڑی تھی۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو دیکھا تو فرمایا جو شخص خواہش کرتا ہے کہ اہلِ نار سے کسی آدمی کو دیکھے تو وہ اس شخص کو دیکھ لے لوگوں میں سے ایک آدمی اس کے پیچھے ہوگیا۔ وہ آدمی اسی حال پر رہا جو مشرکوں سے سخت لڑتا رہا حتیٰ کہ وہ زخمی ہوگیا اور مرنے میں جلدی کی اور اپنی تلوار کی دھار دونوں پستانوں کے درمیان زور سے دبائی یہاں تک کہ وہ دونوں کندھوں کے درمیان سے نکل گئی وہ آدمی دوڑتا ہوا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا " اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ! فرمایا یہ کس لئے کہہ رہے ہو اس نے کہا آپ نے فلاں شخص کے متعلق فرمایا تھا جو کوئی دوزخی شخص کو دیکھنا چاہے وہ اس کو دیکھ لے اور وہ تمام مسلمانوں کی طرف سے زیادہ جنگ کرنیوالا تھا۔ میں نے جانا کہ وہ کفر پہ نہ مرے گا جب وہ سخت زخمی ہوگیا تو مرنے میں جلدی کی اور اپنے آپ کو قتل کردیا اس وقت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا انسان دوزخیوں کے عمل کرتا ہے، حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے اور اہل جنت کے عمل کرتا ہے، حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے۔ اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے۔

بَابُ اِلْقَاءِ النَّذْرِ الْعَبْدَ اِلَى الْقَدَرِ

۶۲۰۶ ـــ حَدَّثَنَا ابُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ اِنَّهٗ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَاِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِيْلِ

۶۲۰۵ ـــ شرح : غَنَا بفتح العین والنون ہے مسلمانوں کو لڑنے سے مستغنی کرنے والا کہا جاتا ہے "اَغْنٰی عَنْہُ غَنَا فُلَانٍ"، یعنی اس کے قائم مقام ہوا یعنی وہ لڑنے میں مسلمانوں کے قائم مقام تھا۔ اس شخص کا نام قزمان تھا۔ ذبابہ تلوار کا کنارا ہے"، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلی حدیث میں ہے "نَحَرَ نَفْسَہٗ بِالسَّھْمِ"، اس نے تیر سے اپنے آپ کو ذبح کر لیا اور یہاں تلوار کی دھار کا ذکر ہے اس کا جواب یہ ہے ہو سکتا ہے کہ اس نے دونوں طریقے استعمال کئے ہوں"، قولہ انما الاعمال" یعنی اعمال کا اعتبار خاتمہ پہ ہے اس میں قدریہ کا رد ہے جو کہتے ہیں انسان اپنے نفس کا مالک ہے اور خیر و شر میں مختار ہے (حدیث ۲۶۹۹ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب نذر کا بندے کو تقدیر کی طرف لے جانا

یعنی جب بندہ شر دفع کرنے کے لئے یا نفع حاصل کرنے کے لئے نذر مانے تو اس کی نذر اس کو اس تقدیر کی طرف لے جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ازل میں لکھی ہے اور اس سے فراغت ہو چکی ہے جو اللہ نے تقدیر کر دی ہے وہی ہو گی اسی لئے حضور نے ارشاد فرمایا نذر کسی شئ کو رد نہیں کر سکتی اس سے تو صرف بخیل سے مال نکالا جاتا ہے جو اس کا خلاف کرے وہ اپنے نفس کو اللہ کی مخلوق میں اس کا شریک کرتا ہے؛ کیونکہ جو اللہ نے مقدر نہیں کیا اس کو مقدر جانتا ہے۔

۶۲۰۶ ـــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر سے منع فرمایا اور فرمایا نذر کوئی شئ رد نہیں کرتی اس سے تو صرف بخیل سے مال نکالا جاتا ہے"،

۶۷۰۷ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ ابْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَأْتِي ابْنَ اٰدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَمْ يَكُنْ قَدَّرْتُهُ وَلٰكِنْ يُلْقِيهِ الْقَدَرُ وَقَدْ قَدَّرْتُهُ لَهُ اَسْتَخْرِجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ

۶۷۰۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نذر بندے کے پاس وہ شئی نہیں لاتی جو میں نے اس کا مقدر نہیں کیا لیکن اس کے پاس تقدیر آتی ہے جو میں نے اس کی تقدیر لکھ دی ہے اس سے میں بخیل کا مال نکالتا ہوں۔

۶۷۰۶ — ۶۷۰۷ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نذر قربت کا التزام کرنا ہے اس سے منع کیوں کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے قربت سے منع نہیں کیا گیا لیکن اس کا التزام کرنا ممنوع ہے، کیونکہ کبھی انسان اس کو پورا نہیں کر سکتا۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صدقہ بلاء اور مصیبت کو رد کرتا ہے یہ بھی تو صدقہ کا التزام کرنا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صدقہ کا بلاء کو رد کرنے کو یہ لازم نہیں کہ یہ التزام ہے۔ عینی نے خطابی سے نقل کیا کہ یہ علم کا انوکھا باب ہے کہ کسی شئی سے منع کیا جاتا ہے لیکن اس کو کرے تو واجب ہو جاتی ہے اور یستخرج من البخیل کا مدلول یہ ہے کہ نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔ توضیح میں ہے نذر ماننا ابتداءً جائز ہے اور معلق نذر ممنوع ہے وہ یہ کہ کہے اے اللہ میں اچھا کام نہ کروں گا حتیٰ کہ تو میرا یہ کام کر دے جب اس نے یہ کہہ دیا تو اس پر نذر کی وفاء واجب ہو جاتی ہے۔ قسطلانی نے ذکر کیا یستخرج بہ من البخیل،، کے معنی یہ ہیں کہ بخیل کسی چیز کے عوض صدقہ کرتا ہے جس کو وہ حاصل کرتا ہے اور نذر کبھی تقدیر کے موافق ہوتی ہے تو وہ مال باہر نکالتا ہے اگر یہ نذر نہ ہوتی تو وہ مال باہر نہ نکالتا جس نذر سے منع کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ نذر ماننے والا یہ اعتقاد کرتا ہے کہ نذر سے بذاتِ خود کام ہو جاتا ہے جیسا کہ ان کا گمان ہوتا ہے بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ جب نذر ماننے سے غالباً ان کے کام ہو جاتے ہیں تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ نذر ماننے سے کام ہوا ہے، حالانکہ یہ محض ایک اتفاق تھا اور اگر یہ اعتقاد ہو کہ نفع و نقصان دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور نذر محض وسیلہ اور ایک ذریعہ ہے تو یہ جائز ہے اس کو پورا کرنا واجب ہے یہ منع نہیں۔

بَابُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

۶۲۰۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُوالْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزَاةٍ فَجَعَلْنَا لَا نَصْعَدُ شَرَفًا وَلَا نَعْلُوْا شَرَفًا وَلَا نَهْبِطُ فِيْ وَادٍ اِلَّا رَفَعْنَا اَصْوَاتَنَا بِالتَّكْبِيْرِ قَالَ فَدَنَا مِنَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّمَا تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَةً هِيَ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

باب طاعت پر قوت صرف اللہ کے طاقت دینے سے ہے

حول اور قوت دونوں ہم معنیٰ ہیں۔ حَوْل کے معنیٰ یہ بھی کیے گئے ہیں "کہ گناہ سے پھیر دینا"، یعنی بندہ اللہ کی نافرمانی سے اللہ کے بچانے سے بچتا ہے اور اللہ کی توفیق سے ہی اس کی طاعت پر قادر ہوتا ہے بعض نے حَوْل کے معنیٰ حیلہ کے کئے ہیں نووی نے کہا "لاحول ولاقوۃ" کلمۂ استسلام وتفویض ہے یعنی اللہ کے سپرد کرنا۔ اس تقدیر پر معنیٰ یہ ہیں۔ بندہ اپنے کام کا مالک نہیں نہ وہ اپنے سے شر دفع کرنے میں حیلہ کرسکتا ہے اور نہ اس میں خیر حاصل کرنے کی قوت ہے مگر صرف خداوند قدوس کے ارادے سے۔ قرآن کریم میں ہے "وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ"، تم وہی کرسکتے ہو جو اللہ کا ارادہ ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۲۰۸ — ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ایک جنگ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جب ہم کسی اونچی جگہ چڑھتے اس پر بلند ہوتے یا کسی نیچی وادی میں اُترتے تو تکبیر کے ساتھ آوازیں بلند کرتے (بلند آواز سے اللہ اکبر کہتے) ابوموسیٰ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قریب تشریف لائے اور فرمایا: اے لوگو! اپنی جانوں پر مہربانی

بَابٌ الْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ عَاصِمٌ لَا مَانِعَ

قَالَ مُجَاهِدٌ سُدًى عَنِ الْحَقِّ يَتَرَدَّدُوْنَ فِي الضَّلَالَةِ دَسّٰهَا أَغْوٰهَا

۶۲۰۹ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ

کرو تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو تم تو صرف سُننے اور دیکھنے والے کو پکارتے ہو پھر فرمایا اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تجھے ایک کلمہ نہ سکھاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ہے وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" ہے۔ حیلہ اور طاقت صرف اللہ کی طرف سے ہے۔

۶۲۰۸ ـــــ شرح : اِرْبَعُوْا، کے معنی ہیں اپنی جانوں پر نرمی کرو، مہربانی کرو اور آواز کو پست کرو۔ لاحول ولا قوۃ جنت کا خزانہ اس لئے ہے کہ جیسے خزانہ میں نفیس مال ہوتا ہے اس کا بھی ثواب عمدہ ذخیرہ ہے۔ نووی نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ کہنے سے عمدہ ثواب حاصل ہوتا ہے کہ کہنے والے کے لئے جنت میں ذخیرہ ہو جاتا ہے۔ حدیث ۲۷۹۲ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

بابٌ معصوم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ بچائے

یعنی اس کو ہلاک ہونے سے منع کرے اور اس کی حفاظت کرے نبیوں اور مومنوں کی عصمت میں فرق یہ ہے کہ نبیوں کی عصمت واجب اور مومنوں کی عصمت بطریق جواز ہے۔ اول نبی معصوم اور مؤمن محفوظ ہوتے ہیں۔ یعنی نبی وہ کام بھی نہیں کرتے جو مباح ہوتے ہیں اور ولی مباح کر لیتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

عاصم کے معنی مانع ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے اس کلام "لَا عَاصِمَ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ"، میں عاصم بمعنی مانع ہے یعنی اللہ کا حکم کوئی روک نہیں کر سکتا۔

مجاہد نے کہا اس آیت کریمہ "أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى"، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ وہ گمراہی میں متحیر پھرتے ہیں۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں "کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ اس کو مہمل چھوڑ دیا جائے گا اور وہ گمراہی میں متحیر رہے گا یعنی اس پر کوئی حکم واجب نہ کیا جائے گا اور نہ اس کو جزا دی جائے گی"، دسّاھا کے معنی ہیں اس کو گمراہ کر دیا۔

۶۲۰۹ ـــــ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جو بھی خلیفہ بنایا جاتا ہے۔ اس کے دو خفیہ مشیر ہوتے ہیں ایک اس کو اچھا مشورہ دیتا ہے اور اس پر اسے اُبھارتا ہے اور دوسرا شر کا مشورہ دیتا ہے اور اسے اس پر اُبھارتا ہے۔ معصوم وہ شخص

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اسْتُخْلِفَ خَلِيْفَةٌ اِلَّا لَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالْخَيْرِ وَتَحُضُّهٗ عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهٗ عَلَيْهِ وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ وَقَوْلِهٖ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا وَقَالَ مَنْصُوْرُ بْنُ النُّعْمَانِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحِرْمٌ بِالْحَبَشِيَّةِ وَجَبَ

ہے جس کو اللہ تعالیٰ بچائے"

۶۲۰۹ — شرح : بِطَانَةٌ خُفیہ مشیر ہے۔ یہ اسم جنس ہے واحد اور جمع کو شامل ہے کرمانی نے کہا "تَاْمُرُهٗ" سے پتہ چلتا ہے کہ امر میں علوّ اور استعلاء شرط نہیں۔

باب جن لوگوں کو ہم نے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا اُن پر واپس آنا حرام ہے۔ تیری قوم سے کوئی ہرگز ایمان نہیں لائے گا مگر جو ایمان لے آیا وہ فاجر اور کافر کے سوا کسی کو جنم نہیں دیں گے

(ان آیات سے مقصد یہ ہے کہ ایمان وکفر اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہیں (کرمانی)
منصور بن نعمان نے عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حبشی زبان میں "حِرْمٌ" معنی وجوب ہے۔ یعنی ان پر یہ ثابت اور واجب ہو چکا ہے کہ وہ توبہ نہیں کریں گے۔ بعض نے کہا اس کے معنی یہ

٦٢١٠ ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَى أَدْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَ فَزِنَى الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَى اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ وَيُكَذِّبُهُ وَقَالَ شَبَابَةُ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہیں کہ ان کے عملوں کا قبول ہونا حرام ہے، کیونکہ وہ توبہ نہیں کریں گے۔ بعض نے کہا حرام بمعنی منع ہے یعنی اُن پر دُنیا کی طرف لوٹنا ممنوع ہے۔ حرم اور حرام بمعنی واحد ہیں۔ یعنی جس شہر والوں کو ہم نے ہلاک کرنے کا ارادہ کر لیا ہے ان کا کفر سے لوٹنا حرام ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے «تیری قوم سے کوئی ہرگز ایمان نہیں لائے گا مگر جو ایمان لے آیا» یعنی نوح کی قوم کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ علم ہے کہ جو ایمان لے آئے اُن کے سوا کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ اسی لئے نوح علیہ السلام نے کہا زمین پر کسی کافر کو زندہ رہنے والا نہ چھوڑ۔

٦٢١٠ ـ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ لمم کے مشابہ اس سے زیادہ میں نے کوئی شیٔ نہیں دیکھی جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم پر زناء سے اس کا حصّہ لکھا ہے جس کو وہ ضرور کرے گا پس آنکھ کا زناء (غیر محرم) کو دیکھنا زبان کا زناء بولنا اور نفس خواہش کرتا ہے شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

٦٢١٠ ـ شرح: باب مذکور آیات اور حدیث قدر کی گرفت سے خارج نہیں، کیونکہ زناء اور اس کی طرف رغبت دلانے آدمی کی تقدیر میں لکھے گئے ہیں وہ اُن سے باہر نہیں نکل سکتا ہے۔ لمم چھوٹے چھوٹے گناہ ہیں اور غیر محارم کو بنظرِ شہوت دیکھنا اور زناء کی باتیں کرنا ہے ان کو زناء اس لئے کہا ہے کہ یہ زناء کا مقدمہ ہیں درحقیقت زناء شرمگاہ میں ہوتا ہے اگر اُس نے مذکور دواعی کے مطابق زناء کر لیا تو ان کی تصدیق کر دی ورنہ تکذیب کر دی۔

باب وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

۶۲۱۱ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهٖ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْاٰنِ قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ —

شبابہ نے کہا ہم سے ورقاء نے ابن طاؤس نے اُنہوں نے اپنے والد طاؤس اور ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی اس سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ طاؤس نے ابن عباس سے یہ حدیث سماعت کی پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماعت کی ہے

باب ہم نے جو خواب آپ کو دکھایا ہے وہ صرف لوگوں کے امتحان کے لئے ہے

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے شبِ اسریٰ میں جو عجائب اور آیات دیکھیں وہ سر مبارک کی آنکھوں سے بیداری میں دیکھا۔ اس میں لوگوں کا امتحان تھا معراج مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ تک تو نصِ قطعی سے اور وہاں سے آسمانوں تک خبر مشہور سے ثابت ہے اس میں بعض مسلمان فلاسفہ کے پاؤں پھسل گئے اور اُنہوں نے معراج آسمانی کا انکار کر دیا۔ اور بعض لوگ مرتد ہو گئے۔ عینی نے بعض علماء سے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے خواب میں بنی اُمیّہ کو دیکھا کہ وہ آپ کے منبر شریف پہ بندروں کی طرح ناچ رہے ہیں اس سے حضور غمناک ہوئے اور وصال پانے تک کھل کر نہیں ہنسے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ بعض لوگ اس لئے مرتد ہو گئے کہ رات کے تھوڑے سے حصہ میں سارے آسمانوں کی سیر کر کے کیسے واپس آ گئے نیز لوگوں کے امتحان کا دوسرا سبب دوزخ کا درخت ہے جو دوزخیوں کا کھانا ہوگا اور وہ "شجرۃ الزقوم" تھوہر کا درخت ہے۔ انہوں نے کہا آگ میں درخت کیسے ہو سکتا ہے، لیکن اس امتحان و ابتلاء میں سب سے زیادہ کامیاب ہونے والے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

بَابُ تَحَاجَّ اٰدَمَ وَمُوْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی

۶۲۱۲ ـــــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوٗسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّ اٰدَمُ وَمُوْسٰی فَقَالَ مُوْسٰی یَا اٰدَمُ اَنْتَ اَبُوْنَا خَیَّبْتَنَا وَاَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهٗ اٰدَمُ یَا مُوْسٰی اَصْطَفٰكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهٖ وَخَطَّ لَكَ بِیَدِهٖ

تھے۔ انہوں نے بلا تامل اس کی تصدیق کی۔ اس سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ یہ رؤیا محض خواب نہ تھا بلکہ بیداری میں تھا؛ کیونکہ خواب میں دیکھی شئ کا کوئی انکار نہیں کرتا اور نہ ہی اس سے محال کا تعلق ہوتا ہے۔

۶۲۱۱ ـــــ ترجمہ: عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اس آیت کریمہ میں جو رؤیا واقع ہے یہ آنکھ کا دیکھنا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رات دکھایا گیا جس میں بیت المقدس تک سیر کی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: قرآن کریم میں "شجرۃ ملعونہ" یہ تھوہر کا درخت ہے۔

۶۲۱۱ ـــــ شرح: اس حدیث کی کتاب القدر سے مطابقت اس طرح ہے کہ اللہ تعالی نے مشرکوں کا مقدر یہ کیا کہ وہ سچے نبی کے سچے خواب کی تکذیب کریں یہ ان کی سرکشی میں مزید اضافہ ہے کہ انہوں نے کہا رات کے تھوڑے سے حصہ میں بیت المقدس کی سیر کر کے رات ہی رات کیسے واپس آگئے ایسے شجرہ ملعونہ آگ میں کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ درخت آگ میں جل جاتا ہے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مذکورہ شجرہ کو آگ کے جوہر سے پیدا کیا ہے جس کو آگ نہیں جلاتی جیسے دوزخ کے سانپ اور بچھوؤں کو آگ نہیں جلاتی؛ کیونکہ وہ آگ کے جوہر سے پیدا ہیں آخرت کے احوال کو دنیا کے احوال پر قیاس نہیں کیا جاتا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب حضرت آدم اور موسٰی علیہما السلام کا اللہ کے پاس باہم حجت قائم کرنا اور مباحثہ کرنا،،

۶۲۱۲ ـــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آدم اور

اَتَلُوْمُنِیْ عَلٰی اَمْرٍ قَدَّرَہُ اللّٰہُ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَنِیْ بِاَرْبَعِیْنَ سَنَۃً فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰی ثَلَاثًا قَالَ سُفْیَانُ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

موسیٰ ”علیہما السلام“ نے بحث کی موسیٰ نے آدم سے کہا اے آدم! تم ہمارے باپ ہو تم نے ہمیں خسارہ میں ڈال دیا اور ہم کو جنت سے نکال دیا۔ آدم نے موسیٰ سے کہا اے موسیٰ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے کلام میں منتخب فرمایا اور تیرے لئے اپنے دستِ قدرت سے تورات لکھی کیا مجھے اس بات پر ملامت کرتے ہو جو اللہ نے مجھے پیدا کرنے سے چالیس سال پہلے میرا مقدر کیا تھا۔ آدم موسیٰ ”علیہما السلام“ پر غالب آگئے۔ یہ تین بار فرمایا۔ سفیان نے بیان کیا کہ ہم کو ابو الزناد نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح خبر دی۔“

۶۲۱۲ — شرح : ہر شئی کی تقدیر ازلی ہے جو اللہ کے علم میں ہے یہاں تقدیر سے مراد لوح محفوظ میں لکھی ہوئی یا تورات میں لکھی ہوئی ہے۔ عینی نے ابن جوزی سے نقل کیا کہ مخلوقات کے وجود سے پہلے تمام معلومات اللہ کے علم میں تھے لیکن ان کو مختلف اوقات میں لکھا۔ صحیح مسلم میں ہے زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مقادیر لکھے ہو سکتا ہے کہ آدم علیہ السلام کا واقعہ خصوصًا ان کی پیدائش سے چالیس سال پہلے لکھا ہو یہ بھی ممکن ہے کہ یہ قدر مٹی اور پانی میں منجدل ہونے لیکن ان میں پڑے رہنے کی مدت ہو، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے آدم علیہ السلام کے مٹی میں رہنے اور ان میں نفخ روح کی مدت چالیس سال ہے یہ عمومی تقادیر کی کتابت کے منافی نہیں جو زمین و آسمان کی خلقت سے پچاس ہزار سال پہلے لکھی گئی تھیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آدم علیہ السلام نے کہا کیا تم مجھے ایسی شئی پر ملامت کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کرنے سے پہلے میرا مقدر کر دیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چالیس سال کی مدت کا تعلق کتابت کے ساتھ ہے عمومی تقدیر سے نہیں

حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام میں کب مباحثہ ہوا؟

بعض علماء نے کہا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں آدم علیہ السلام کو زندہ کیا ہو تو ان کی آپس میں گفتگو ہوئی ہو یا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے آدم علیہ السلام کی قبر منکشف کر دی ہو۔

بَابٌ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَى اللّٰهُ

۶۲۱۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ مُعٰوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ اكْتُبْ إِلَيَّ مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَلْفَ الصَّلٰوةِ فَأَمْلٰى عَلَيَّ الْمُغِيرَةُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَلْفَ الصَّلٰوةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ أَنَّ وَرَّادًا أَخْبَرَهُ بِهٰذَا ثُمَّ وَفَدْتُ بَعْدُ إِلَى مُعٰوِيَةَ فَسَمِعْتُهُ يَأْمُرُ النَّاسَ بِذٰلِكَ الْقَوْلِ

. یا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو آدم علیہ السلام کی روح دکھائی ہو جیسے شب اسریٰ میں تمام نبیوں کی روحیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی تھیں یا خواب میں موسیٰ علیہ السلام نے آدم کو دیکھا ہو جبکہ نبیوں کے خواب قطعی ہوتے ہیں یا موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد یہ گفتگو ہوئی ہو جبکہ آسمان میں دونوں کی روحیں آپس میں ملی ہوں ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب جو شئ اللہ تعالیٰ نے دی ہو اس کو کوئی منع نہیں کر سکتا

۶۲۱۳ — ترجمہ : مغیرہ بن شعبہ کے مولیٰ (آزاد کردہ) وراد نے کہا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ کو خط لکھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے بعد جو فرماتے ہوئے تم نے سنا ہے وہ مجھے لکھو مغیرہ نے مجھے لکھوایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز

بَابُ مَنْ تَعَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنْ دَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَقَوْلُهٗ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

۴۲۱۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِی صَالِحٍ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ

کے بعد یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں جو تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو منع کرے اس کو کوئی دینے والا نہیں۔ کوشش کرنے والے کو تیری طاعت کے بدلہ اس کی کوشش نفع نہیں دے سکتی۔ ابن جریج نے کہا مجھے عَبدہ نے خبر دی کہ ورّاد نے اس کو یہ خبر دی پھر اس کے بعد میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو میں نے ان کو سُنا کہ وہ لوگوں کو یہ حکم کر رہے تھے (کہ نماز کے بعد یہ دعا کیا کریں)

۴۲۱۳ — شرح : جدّ انسان کا نصیبہ ہے اور کلمہ "من" بدلیہ ہے جیسے قرآن کریم میں ہے : اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ "کیا تم آخرت کے بدلہ میں دنیاوی زندگی سے خوش ہو گئے۔ اس تقدیر پر مذکور دعاء کے معنیٰ یہ ہیں۔ تیری طاعت کے بدلہ کسی کو نصیبہ نفع نہیں دے سکتا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جدّ بمعنی دادا ہو یعنی کسی کو اس کا نسب نفع نہیں دے سکتا اگر جِدّ بکسر الجیم ہو تو اس کے معنی کوشش کے ہیں کسی کوشش کرنے والے کو اس کی کوشش نفع نہ دے گی اس کو تیری رحمت ہی نفع پہنچا سکتی ہے (حدیث ع ۸۰۸ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے بدبختی کے پا لینے اور بُری قضاء سے اللہ کی پناہ مانگی۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! کہہ دیجئے میں مخلوق کی شر سے صبح کے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔"

بَابٌ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ

۶۲۱۵ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَثِيرًا مِمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ

۶۲۱۴ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مصیبت کی شدت، بدبختی کے پالینے، بری قضاء اور دشمنوں کے خوش ہونے سے اللہ کی پناہ مانگو " (حدیث ۶۸۵۸ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

باب "اللہ" آدمی اور اُس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے

یعنی یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ کافر کے ایمان لانے اور مومن کے کفر کرنے کے درمیان حائل ہے۔ مقصد یہ ہے کہ باب کے عنوان میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے اچھے بُرے افعال کا خالق ہے اور وہ اس پر قادر ہے کہ کافر اور ایمان کے درمیان حائل ہو اور مومن کو کفر پر قادر کردے اور مومن اور کفر کے درمیان حائل ہو اور کافر کو ایمان پر قادر کردے جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرے یہ اس کا عدل و انصاف ہے، کیونکہ اس نے ان کو حق سے منع نہیں کیا اور ان کو اپنے ارادہ پر پیدا کیا ہے ان کے ارادہ پر پیدا نہیں کیا۔

۶۲۱۵ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت یہ قسم کھاتے تھے " دلوں کے پھیرنے والے کی قسم ہے "۔

۶۲۱۵ ـــ شرح : مقلب القلوب کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کے دل کو ایمان اختیار کرنے سے کفر اختیار کرنے کی طرف اور اس کے برعکس پھیرنا ہے۔ اس میں اللہ کا فعل عدل و انصاف ہے۔ تقلیب قلوب سے مراد دل کا ارادہ وغیرہ پھیرنا ہے، کیونکہ دل کی حقیقت منقلب نہیں ہوتی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دلوں کے اعمال اور اغراض و ارادوں وغیرہ کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔

۶۲۱۶ ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ وَبِشْرُ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ صَيَّادٍ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا قَالَ الدُّخُّ قَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِي فَأَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ دَعْهُ إِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَا تُطِيقُهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ

بَابٌ قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا قَضَى وَقَالَ مُجَاهِدٌ بِفَاتِنِينَ بِمُضِلِّينَ إِلَّا مَنْ كَتَبَ اللّٰهُ أَنَّهُ يَصْلَى الْجَحِيمَ قَدَّرَ فَهَدَى قَدَّرَ الشَّقَاءَ وَالسَّعَادَةَ وَهَدَى الْأَنْعَامَ لِمَرَاتِعِهَا

۶۲۱۶ ــــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے فرمایا دو میں نے تیرے لئے دل میں مخفیہ شیٔ چھپا رکھی ہے بتاؤ وہ کیا ہے ۔ اُس نے کہا وہ دُخ ؛ ہے "دھواں"، حضور نے فرمایا دُور ہو تو اپنی قدر سے آگے نہیں بڑھ سکتا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا حضور مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اُڑاؤں فرمایا اس کو چھوڑو اگر یہ وہی ہے تو تم اس کو قتل نہیں کر سکتے ہو اگر یہ وہ نہیں تو اس کو قتل کرنے میں بہتری نہیں ہے۔

۶۲۱۶ ــــ شرح : یعنی اگر یہ وہی دجال ہے جس کا خروج اور لوگوں کو گمراہ کرنا اللہ کے علم میں ہے تو تمہارا خالق و مالک تمہیں اس کو قتل کرنے پر قادر نہیں کرے گا جس کے متعلق اللہ کے علم میں اس کا خروج اضلال ہے ، کیونکہ اگر اللہ تجھے اس کو قتل کرنے پر قادر کرے تو اللہ کے علم میں انقلاب لازم آئے گا جو محال ہے اس طرح حدیث عنوان کے مطابق ہے (حدیث ۱۲۷۵ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب کہہ دیں ہمیں کچھ نہیں پہنچ سکتا مگر جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے لکھا ہے

۶۲۱۷ ــــ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونِ فَقَالَ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ فَجَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَكُوْنُ فِي بَلْدَةٍ يَكُوْنُ فِيْهِ وَيَمْكُثُ فِيْهِ لَا يَخْرُجُ مِنَ الْبَلْدَةِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيْبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيْدٍ

كتب بمعنی قضی ہے (فیصلہ کر دیا) مجاہد نے اس آیت کریمہ " مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِيْنَ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ " کی تفسیر میں ذکر کیا تم کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے مگر اس شخص کو جس کے متعلق اللہ کا فیصلہ ہے کہ وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور مجاہد نے " قَدَّرَ فَهَدٰى " کی تفسیر میں ذکر کیا اللہ نے بدبختی اور سعادتمندی مقدر کی اور چارپایوں کو ان کی چراگاہوں کی طرف ہدایت دی۔ باب کے عنوان میں کتب کی تفسیر " قضی " سے کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خبردار کیا ہے کہ ان کو دنیا میں جو حوادثات مصائب قحط سالی اور خوشحالی آتی ہے سب اللہ کی طرف سے ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے جو چاہے کرتا ہے اور ان کو خیر و شر میں مبتلا کرتا ہے یہ تمام امور لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں۔

۶۲۱۷ ــــ ترجمہ : عبداللہ بن بُریدہ نے یحییٰ بن یعمر سے روایت کی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر سنائی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق دریافت کیا تو حضور نے فرمایا طاعون عذاب ہے جو اللہ تعالیٰ جس پر چاہے بھیجتا ہے اس کو مومنوں کے لئے رحمت کرتا ہے کوئی آدمی نہیں جو کسی شہر میں ہو جہاں طاعون پڑی ہو وہ وہاں ہی رہے اس حال میں کہ صبر کرتے ہوئے ثواب کا طلبگار رہو اور شہر سے باہر نہ نکلے جبکہ وہ یہ یقین کرلے کہ اس کو وہی پہنچے گا جو اللہ نے اس کے لئے فیصلہ کیا ہے مگر اس کو شہید کے ثواب کی مثل ثواب ہوگا۔ طاعون کو رحمت اس لئے فرمایا ہے کہ بظاہر اگرچہ اس میں سخت تکلیف ہوتی ہے لیکن اس پر صبر کرنے والے کے لئے

بَابُ قَوْلِهٖ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۶۲۱۸ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا ٭ وَلَا صُمْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا ٭ وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا وَالْمُشْرِكُوْنَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

باب "ہم ہدائت پانے والے نہ ہوتے اگر ہمارے لئے اللہ کی ہدایت نہ ہوتی اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو میں پرہیزگاروں میں سے ہوتا"

ان دونوں آیتوں اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کے لئے ہدایت و گمراہی پیدا کرتا ہے اور اپنے بندوں کو اُن اعمال کے کسب پر قادر کرتا ہے جو اُن سے چاہتا ہے کہ وہ ایمان لائیں یا کفر کریں اور اعمال لوگوں کی مخلوق نہیں۔ اس میں قدریہ کا ردِّ بلیغ ہے جو کہتے ہیں کہ اعمال لوگوں کی مخلوق ہیں اور لوگ اپنے افعال کے خالق خود ہیں۔

۶۲۱۸ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ خندق کے روز دیکھا کہ آپ ہمارے ساتھ مٹی اٹھا رہے تھے اور فرماتے تھے۔ اللہ کی قسم اگر اللہ کی توفیق نہ ہوتی تو ہم ہدائت نہ پاتے ٭ نہ روزے رکھتے نہ نمازیں پڑھتے ٭ اے اللہ ہم پر آرام و سکون نازل فرما اگر ہم دشمن سے لڑیں تو ہمیں ثابت قدم رکھ ٭ مشرکوں نے ہم پر بہت زیادتی کی ہے ٭ جس وقت انہوں نے فتنہ کرنے کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کر دیا۔ (حدیث ۲۶۳۸ ج: ۴ کی شرح دیکھیں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْاَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ اِلٰى قَوْلِهٖ تَشْكُرُوْنَ

۶۲۱۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قسمیں کھانا اور نذریں (منتیں) ماننا

اَیمان یمین کی جمع معنی قوت ہے قرآن کریم میں ہے اَخَذْنَا مِنْہُ بِالْیَمِیْنِ، ہم ان کو قوت کے ساتھ پکڑیں گے۔ کرمانی نے کہا "یمین وہ ہے جس کا وجود اللہ کے ذکر سے واجب ہوجاتا ہے اور مکلف اپنے پر عبادت لازم کرلیتا ہے۔ احناف کہتے ہیں نذر عبادت یا صدقہ وغیرہ کو تبرعًا اپنے پر واجب کرلینا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ تمہیں غلط فہمی کی قسموں پر نہیں پکڑتا ہاں اُن قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا تو ایسی قسموں کا

لَمْ يَكُنْ يَحْنَثُ فِيْ يَمِيْنٍ قَطُّ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ كَفَّارَةَ الْيَمِيْنِ وَقَالَ لَا اَحْلِفُ
عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتُ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّكَفَّرْتُ عَنْ
يَمِيْنِيْ ۶۲۲۰ — حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ
حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ
سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْئَلِ
الْاِمَارَةَ فَاِنَّكَ اِنْ اُوْتِيْتَهَا عَنْ مَسْئَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا وَاِنْ اُوْتِيْتَهَا مِنْ غَيْرِ
مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَكَفِّرْ
عَنْ يَمِيْنِكَ وَائْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ

کفارہ دس مساکین کو کھانا دینا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑے دینا
یا غلام آزاد کرنا تو جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے یہ تمہاری
قسموں کا کفارہ ہے جب قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اسی طرح اللہ تم سے
اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ تم شکر کرو۔

۶۱۱۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
قسم میں ہرگز حانث نہیں ہوئے حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کا کفارہ نازل فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں کسی چیز پر قسم نہیں کھاتا پس
میں اس کا غیر اس سے بہتر دیکھوں مگر بہتر کرتا ہوں اور اپنی قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں ''

۶۲۲۹ — شرح : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ اس لئے فرمایا کہ وہ مسطح بن اثاثہ سے کسی قسم کی نیکی نہیں
کریں گے جبکہ مسطح اُن لوگوں میں شریک تھے جنہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ الْاٰيَة

۶۲۲۰ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبدالرحمٰن بن سمرہ

۶۲۲۱ ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَهْطٍ مِّنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِیْ مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ قَالَ ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ نَّلْبَثَ ثُمَّ اُتِیَ بِثَلٰثِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰی فَحَمَلَنَا عَلَيْهَا فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا اَوْ قَالَ بَعْضُنَا وَاللّٰهِ لَا يُبَارَكُ لَنَا اَتَيْنَا النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ اَنْ لَّا يَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلَنَا فَارْجِعُوْا بِنَا اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُذَكِّرُهُ فَاَتَيْنَاهُ فَقَالَ مَا اَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللّٰهُ حَمَلَكُمْ وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ

امارت طلب نہ کر کیونکہ اگر طلب کرنے سے امارت تجھے دی گئی تو تو اس کے سپرد کر دیا جائے گا اور اگر طلب کرنے کے بغیر تجھے دی گئی تو تیری مدد کی جائے گی اور جب کوئی قسم کھائے پھر اس کا غیر اس سے بہتر دیکھے تو اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور جو بہتر ہے وہ کر۔

۶۲۲۰ ــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کسی کام کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے لیکن قسم توڑ دینا بہتر ہو تو اس پر واجب ہے کہ قسم توڑ کر بہتر کام کرے اور قسم کا کفارہ ادا کر دے اور کفارہ قسم توڑنے کے بعد دے کیونکہ کفارہ گناہ کو چھپاتا ہے اور قسم توڑنے سے پہلے گناہ ہی نہیں لہٰذا حانث ہونے سے پہلے کفارہ جائز نہیں اور یہ حدیث ”من حلف علی یمین ثم رای غیرھا خیرا منھا فلیحنث ثم لیکفر عن یمینہ“ کہ جو کوئی قسم کھائے پھر محلوف علیہ کا غیر بہتر دیکھے تو قسم توڑ دے پھر اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔ مذکور تقریر کی تاکید کرتی ہے۔ لہٰذا قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینا جائز نہیں۔

۶۲۲۱ ــــ ترجمہ : ابو بردہ نے اپنے والد ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں اشعریوں کے چند لوگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ وَاَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ

وَاَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ

۶۲۲۲ — حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ

ہؤا آپ سے سواری طلب کرتا تھا۔ حضور نے فرمایا بخدا! میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور نہ میرے پاس کوئی چیز ہے جس پر تمہیں سوار کروں۔ ابو موسیٰ نے کہا پھر ہم ٹھہرے جو اللہ نے چاہا کہ ہم ٹھہریں پھر تین اونٹ سفید کوہانوں والے حضور کے پاس لائے گئے تو آپ نے ہمیں اُن پر سوار کر دیا جب ہم چلنے لگے تو ہم نے کہا یا ہم سے کسی نے کہا خدا کی قسم! ہمارے لئے برکت نہیں ہوگی۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے آپ سے سواری طلب کرتے تھے آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سوار نہ کریں گے پھر ہم کو سوار کر دیا۔ ہمارے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹو ہم آپ کو قسم یاد دلائیں ہم حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا میں نے تم کو سوار نہیں کیا بلکہ اللہ نے تم کو سوار کیا ہے اور خدا کی قسم! میں ان شاء اللہ کسی شئ پر قسم نہیں کھاتا پھر اس کے غیر کو بہتر دیکھتا ہوں تو اپنی قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں اور وہ کام کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے یا بہتر کام کرتا ہوں اور اپنی قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں۔

۶۲۲۱ — شرح: یعنی عطا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ میں تو اللہ کے حکم سے اس کا مال تمہیں دیتا ہوں، کیونکہ آپ بذریعہ وحی عطاء فرماتے تھے۔ قولہ ولا احلف الخ یہ دو جملے ہیں جو ان کے اسم اور اس کی خبر کے درمیان واقع ہیں۔ قولہ اَوْ اَتَيْتُ، راوی کو شک ہے کہ اَتَيْتُ کفرت سے مقدم ہے یا مؤخر یا کفارہ کی دونوں صورتیں مذکور ہیں لہٰذا اس حدیث میں کفارہ کے قسم سے پہلے اور بعد کی طرف اشارہ ہے (حدیث ۲۹۲۴ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۲۲۲ — ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا "ہم" دنیا میں آنے میں سب سے آخر ہیں اور قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم! تم میں سے کوئی اپنے گھر کے معاملہ میں اپنی قسم پر اڑا رہے اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ گناہگار ہے کہ اپنی قسم کا کفارہ دے جو اللہ نے اس پر عائد کیا ہے۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ لَاَنْ یَّلَجَّ اَحَدُکُمْ بِیَمِیْنِہٖ فِیْ اَھْلِہٖ اٰثَمُ لَہٗ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ اَنْ یُّعْطِیَ کَفَّارَتَہُ الَّتِیْ افْتَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْہِ

۶۲۲۳ — حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی ابْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعٰوِیَۃُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَلَجَّ فِیْ اَھْلِہٖ بِیَمِیْنٍ فَھُوَ اَعْظَمُ اِثْمًا لَیْسَ تُغْنِیْ الْکَفَّارَۃُ بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَایْمُ اللّٰہِ

۶۲۲۲ — شرح : یعنی جب کوئی قسم کھائے جو اس کے گھر سے متعلق ہو اور اس کے قسم نہ توڑنے سے گھر والوں کو ضرر پہنچتی ہو اور قسم توڑنے میں کوئی مصیبت بھی نہیں آتی تو قسم توڑ کر کفارہ ادا کر دینا چاہیے۔ اگر وہ کہے میں حانث نہیں ہوتا ہوں مجھے گناہ کا خوف ہے تو وہ غلطی کرے گا۔

۶۲۲۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے گھر والوں کے معاملہ میں قسم پر اڑا رہے وہ بہت گناہ گار ہے چاہیئے کہ وہ نیکی کرے یعنی کفارہ دے۔

۶۲۲۴ — شرح : یعنی اگر اس کے قسم پر قائم رہنے سے گھر والوں کو ضرر پہنچتی ہو تو وہ قسم پر اڑے رہنا ترک کر دے اور کفارہ دے تاکہ یہ گمان نہ ہو کہ قسم پر اڑے رہنا نیکی ہے۔ لہٰذا ایسے حال میں قسم توڑ دے اور کفارہ دے تاکہ اس کے گھر والے ضرر سے محفوظ رہیں۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "اللہ کی قسم"

۶۲۲۴ ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمْرَتِهِ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمْرَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمْرَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ وَأَيْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ

بَابٌ كَيْفَ كَانَ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَقَالَ سَعْدٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ وَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاهَا اللّٰهِ إِذًا يُقَالُ وَاللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَتَاللّٰهِ

۶۲۲۴ ــــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اُن پر اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امیر مقرر کیا تو بعض لوگوں نے اسامہ کی امارت میں طعن کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا «اگر تم اُسامہ کی امارت میں طعن کرتے ہو تو تم اس سے پہلے اس کے والد زید کی امارت میں بھی طعن کرتے تھے اللہ کی قسم! یہ امارت کے بہت لائق ہے اور وہ مجھے لوگوں سے زیادہ محبوب تھا اور یہ اس کے بعد سب لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔

۶۲۲۴ ــــ شرح : ایمُ اللہ کے معنی یمینُ اللہ کے ہیں اس کے معنی قسم کھانے والے کا اللہ کی قسم کھانا ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو قسم سے موصوف کرنا جائز نہیں کہ اللہ قسم کھاتا ہے یہ تو صرف مخلوق کی صفت ہے۔

۶۲۲۵ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ مُوسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ يَمِيْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ

۶۲۲۶ ـــ حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوْزَهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

باب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قسم کس طرح کی تھی

سعد نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا والذی نفسی بیدہ ،، ابوقتادہ نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہا ،، لَاهَا اللّٰهِ اِذًا يُقَالُ وَاللّٰهِ، بِاللّٰهِ، تَاللّٰهِ

۶۲۲۵ ـــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم لَا وَ مُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ ،، تھی دلوں کو پھیرنے والے کی قسم ،،

(حدیث ۵۸۵۰ ج : پر دیکھیں)

۶۲۲۶ ـــ ترجمہ : جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ جب کسریٰ ہلاک ہوگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے ۔تم ان کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کروگے ۔

۶۲۲۶ ـــ شرح : کسریٰ بکسر الکاف وفتحہا یہ فارس کے بادشاہوں کا لقب ہے جبکہ قیصر روم کے بادشاہ کا نام ہے ۔یعنی کسریٰ کی ہلاکت کے بعد قیصر و کسریٰ نہ ہوں گے یہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ جیسے حضور نے خبر دی وہی ہوا ،،

(حدیث ۲۹۴۳ ج : ۴ اور حدیث ۲۸۲۴ کی شرح دیکھیں)

۶۲۲۷ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

۶۲۲۸ ـــ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا

۶۲۲۹ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ

۶۲۲۷ ـــ ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہوگیا تو اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوگیا تو اس کے بعد قیصر نہ ہوگا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے تم ان کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے

۶۲۲۸ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" کی امت اللہ کی قسم! اگر تم جانو جو میں جانتا ہوں تو زیادہ روتے اور تھوڑا ہنستے۔ (حدیث ع ـــ جلد کی شرح دیکھیں)

۶۲۲۹ ـــ ترجمہ: عبداللہ بن ہشام نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جبکہ حضور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے تو عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میری جان کے سوا ہر شئی سے مجھے زیادہ محبوب ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ ھِشَامٍ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ اٰخِذٌ بِیَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا نَفْسِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْکَ مِنْ نَفْسِکَ فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ فَاِنَّہُ الْاٰنَ وَاللّٰہِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاٰنَ یَا عُمَرُ

۶۲۲۹ ــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَزَیْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّھُمَا اَخْبَرَاہُ اَنَّ رَجُلَیْنِ اخْتَصَمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَدُھُمَا اقْضِ بَیْنَنَا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَقَالَ الْاٰخَرُ وَھُوَ اَفْقَھُھُمَا اَجَلْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اقْضِ بَیْنَنَا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَاْذَنْ لِیْ اَنْ اَتَکَلَّمَ قَالَ تَکَلَّمْ قَالَ

نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ حتیٰ کہ تمہاری جان سے بھی میں زیادہ محبوب ہوں۔ عمر فاروق نے حضور سے عرض کیا اللہ کی قسم! اب آپ میری جان سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اے عمر"

۶۲۲۸ ــــ **شرح** : یعنی اے عمر تمہارا ایمان کامل نہیں جب تک کہ تیری جان سے بھی میں تجھے زیادہ محبوب نہ ہوں جب عمر فاروق نے یہ اقرار کر لیا تو فرمایا اب تمہارا ایمان کامل ہُوا ہے۔ (حدیث ۱۳-۱۴ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۲۲۹ ــــ **ترجمہ** : ابوہریرہ اور زید بن خالد سے روایت ہے انہوں نے خبر دی کہ دو آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جھگڑا لے گئے اُن میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے فیصلہ کریں۔ دوسرے نے کہا جبکہ وہ اُن دونوں

إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَىٰ هٰذَا قَالَ مَالِكٌ وَالْعَسِيفُ الْأَجِيرُ زَنٰى بِامْرَأَتِهِ
فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَجَارِيَةٍ لِي ثُمَّ
إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ
وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَالَّذِي
نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ
عَلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً وَغَرَّبَهُ عَامًا وَأَمَرَ أُنَيْسًا الْأَسْلَمِيَّ أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ
الْآخَرِ فَإِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا

میں سے زیادہ سمجھدار تھا ہاں یا رسول اللہ! ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے فیصلہ صادر فرمائیں اور مجھے اجازت فرمائیں کہ میں کلام کروں حضور نے فرمایا بات کرو اُس نے کہا میرا بیٹا اس شخص کا خادم تھا مالک نے کہا "عسیف" کے معنیٰ اجیر (مزدور) کے ہیں۔ اُس نے اس شخص کی بیوی سے زناء کیا ہے اور لوگوں نے مجھے خبر دی ہے کہ میرے بیٹے پر رجم ہے تو میں نے اس کے بدلہ سو بکری اور اپنی ایک لونڈی اس کا فدیہ ادا کیا پھر میں نے اہلِ علم سے پوچھا تو اُنہوں نے مجھے خبر دی کہ میرے بیٹے پر رجم ہے تو میں نے اس کے بدلہ سو بکری اور اپنی ایک لونڈی اس کا فدیہ ادا کیا۔ پھر میں نے اہلِ علم سے پوچھا تو اُنہوں نے مجھے خبر دی کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال کے لئے جلاوطن ہونا ہے۔ رجم صرف اس کی بیوی پر ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں تمہاری بکریاں اور تمہاری لونڈی تمہیں واپس کی جائیں گی اور اس کے بیٹے کو سو کوڑے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کر دیا اور اُنیس اسلمی کو حکم دیا گیا کہ وہ دُوسرے شخص کی بیوی کے پاس جائے اگر وہ زناء کا اعتراف کرے تو اس کو سنگسار کر دے؛ چنانچہ اُس نے زناء کا اعتراف کر لیا تو اس کو رجم کر دیا"

شرح: امام مالک اور شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا صرف مطلق اعتراف زناء حد کو واجب کرتا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا ایک یا چار مجالس میں چار بار اعتراف کرنے سے حد واجب ہوتی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا چار

۶۲۲۹

۶۲۳۰ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي يَعْقُوبَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ كَانَ اَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِنْ تَمِيمٍ وَعَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ وَغَطَفَانَ وَاَسَدٍ خَابُوا وَخَسِرُوا قَالُوا نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ اِنَّهُمْ خَيْرٌ مِنْهُمْ

مجالس میں چار بار اعتراف کرنے سے حد واجب ہوتی ہے۔ اگر ایک مجلس میں ہزار بار اعتراف زنا کرے وہ ایک ہی اعتراف ہوگا اس کی دلیل ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ جب اس نے چار بار اپنے نفس پر گواہی دی، بخاری، مسلم، نیز صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی صحیح مسلم میں اسی طرح مذکور ہے۔ صحیح بخاری میں عسیف کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اے انیس کل اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ معہود اعتراف کرے "چار بار" تو اس کو سنگسار کر دو۔ بزار نے اپنے مسند میں غامدیہ کی حدیث کے بعض طرق میں ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غامدیہ کو چار بار واپس کیا۔ چار مجالس میں چار بار اعتراف کرنے کی دلیل حضرت ماعز اسلمی کی حدیث ہے کہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور زنا کا اقرار کیا۔ حضور نے اس کو رد کر دیا تو اس نے دوسرے روز آکر یہی اقرار کیا حتی کہ جب چوتھی بار آکر اعتراف کیا تو اس کو رجم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

۶۲۳۰ ترجمہ: عبدالرحمن نے اپنی والدہ ابوبکرہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا مجھے بتایا اگر قبیلہ اسلم، غفار، مزینہ اور قبیلہ جہینہ، قبیلہ تمیم، عامر بن صعصعہ، غطفان اور اسد سے بہتر ہوں تو وہ خسارہ میں ہوں گے لوگوں نے کہا جی ہاں فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ وہ ان سے بہتر ہیں۔

۶۲۳۰ شرح: مشہور آٹھ قبائل ہیں عبارت میں دو احتمال ہیں ایک توزیع (تقسیم) ہے یعنی اسلم تمیم سے بہتر ہے۔ غفار عامر سے بہتر ہے اسی طرح باقی القسام ہے یا بطور اجتماع ہے یعنی اسلم چاروں سے بہتر ہے ایسے ہی غفار وغیرہ تو تیسری وجہ یہ ہے کہ چار اجتماعی طور پر ہر ایک سے قطع نظر کرتے ہوئے آخری چاروں سے بہتر ہے اور "خابوا" میں ضمیر پہلے چار کی طرف راجع ہے جو مناقب قریش میں صراحۃً مذکور ہو چکا ہے کہ پہلے چار بہتر ہیں اور آخری چار خسارہ میں ہیں۔

۶۲۳۱ ــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ عَامِلًا فَجَاءَهُ الْعَامِلُ حِينَ فَرَغَ مِنْ عَمَلِهِ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِي فَقَالَ لَهُ أَفَلَا قَعَدْتَ فِي
بَيْتِ أَبِيكَ وَأُمِّكَ فَنَظَرْتَ أَيُهْدٰى لَكَ أَمْ لَا ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةً بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَتَشَهَّدَ وَأَثْنٰى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ
أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ الْعَامِلِ نَسْتَعْمِلُهُ فَيَأْتِينَا فَيَقُولُ هٰذَا مِنْ عَمَلِكُمْ وَهٰذَا
أُهْدِيَ لِي أَفَلَا قَعَدَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ فَنَظَرَ هَلْ يُهْدٰى لَهُ أَمْ لَا
فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
يَحْمِلُهُ عَلٰى عُنُقِهِ إِنْ كَانَ بَعِيرًا جَاءَ بِهِ لَهُ رُغَاءٌ وَإِنْ كَانَتْ بَقَرَةً جَاءَ بِهَا

۶۲۳۱ ــ ترجمہ: ابو حمید ساعدی نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو عامل مقرر کیا جب وہ اپنے عمل سے فارغ ہوا تو حضور کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ مال آپ کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ حضور نے اسے فرمایا کیا تو اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھا پس دیکھے کہ تیرے لئے ہدایا آتے ہیں یا نہیں۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کو نماز کے بعد خطبہ دیا۔ شہادتین کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی جس کے وہ اہل ہے۔ پھر فرمایا اما بعد! اس عامل کا کیسا حال ہے جس کو ہم عامل بناتے ہیں وہ ہمارے پاس آتا ہے اور کہتا ہے یہ تمہارا عمل ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے وہ اپنی ماں اور باپ کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھا پس دیکھے کیا اس کو ہدایا دیئے جاتے ہیں یا نہیں اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے تم میں کوئی اس مال میں سے خیانت نہیں کرتا مگر وہ قیامت کے دن اس کو اپنی گردن پر اٹھاتے ہوئے آئے گا اگر وہ

لَهٗ خُوَارٌ وَاِنْ كَانَتْ شَاةً جَاءَ بِهَا تَيْعَرُ فَقَدْ بَلَّغْتُ فَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ ثُمَّ رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ حَتّٰى اِنَّا لَنَنْظُرُ اِلٰى عُفْرَةِ اِبْطَيْهِ قَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ وَقَدْ سَمِعَ ذٰلِكَ مَعِىَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مِنَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلُوْهُ

۶۲۳۲ — **حَدَّثَنَا** اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُو الْقٰسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا

اونٹ ہوگا تو اُس کو گردن پر اُٹھا کر لائے گا اور وہ بلبلاتا ہوگا۔ اگر وہ گائے ہوگی تو اُس کو لائے گا تو ڈکراتی ہوگی اگر وہ بکری ہے تو اس کو لائے گا جبکہ وہ ممیاتی ہوگی۔ میں نے تم کو اللہ کا حکم پہنچا دیا ہے۔ ابوحمید نے کہا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس اٹھایا حتی کہ ہم آپ کی بغلوں کی سپیدی دیکھتے تھے۔ ابوحمید نے کہا یہ حدیث میرے ساتھ زید بن ثابت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے۔ اُن سے پوچھ لو،،

۶۲۳۱ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عامل کا ہدیہ اور نذرانہ بیت المال میں واپس کیا جائے گا۔ صاحبِ توضیح نے کہا صاحب حاوی صغیر نے کیا عمدہ کہا ہے کہ عامل کا ہدیہ حرام ہے اس کا کوئی مالک نہیں۔ (عینی) نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی فراہمی کرنے والوں کا وظیفہ بیت المال سے دیا جائے اور وہ صدقہ کے مال سے امام کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں لے سکتے۔ رُغَاء،، اونٹ کی آواز ہے۔ خُوار گائے کی آواز اور تیعر بکری کی آواز کا نام ہے۔

۶۲۳۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر تم جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روتے رہو اور کم ہنسو،،

(یعنی جو افعال و احوال اور آخروی شدائد میں جانتا ہوں اگر تم معلوم کرلو تو روتے ہی رہو)

۶۲۳۳ ـــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ قُلْتُ مَا شَأْنِي أَيُرَى فِيَّ شَيْءٌ مَا شَأْنِي فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ فَمَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَسْكُتَ وَتَغَشَّانِي مَا شَاءَ اللَّهُ فَقُلْتُ مَنْ هُمْ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا

۶۲۳۳ ـــ ترجمہ : معرور نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اُنہوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا جبکہ آپ کعبہ کے سایہ میں یہ فرما رہے تھے رب کعبہ کی قسم! وہ لوگ خسارہ میں ہیں رب کعبہ کی قسم! وہ لوگ خسارہ میں ہیں۔ میں نے کہا میرا کیسا حال ہے کیا مجھ میں کوئی شئی دیکھی گئی ہے جو میری شان ہے؟ میں حضور کے پاس بیٹھ گیا جبکہ آپ یہی فرما رہے تھے مجھے خاموش رہنے کی طاقت نہ رہی اور میں اس حال میں رہا جب تک اللہ نے چاہا (غمناک رہا) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون لوگ ہیں؟ میری ماں اور باپ آپ پر قربان ہوں فرمایا وہ مالدار لوگ ہیں مگر جس نے اس طرح اس طرح اس طرح اشارہ کیا وہ مال خرچ کیا،،

۶۲۳۳ ـــ شرح : یعنی جس نے دائیں بائیں مستحقین پر خرچ کیا وہ خسارہ میں نہ ہوگا۔ قلت ماشانی ،، یعنی میرا حال کیسا ہے أیری فی شئی یعنی کیا مجھ میں کوئی شئی دیکھی گئی ہے جو خسارہ کا سبب ہے۔ اگر یَرَیٰ معروف کا صیغہ ہو تو معنیٰ یہ ہیں کیا میرے حق میں قرآن کی آیت نازل ہوئی ہے؟

معرور

معرور بن سُوید اسدی ہیں انہوں نے ایک سو بیس سال عمر پائی اس عمر میں ان کی داڑھی اور سر کے بال سفید تھے،،

۶۲۳۴ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُلَيْمَانُ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى تِسْعِينَ امْرَأَةً كُلُّهُنَّ تَأْتِي بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَطَافَ عَلَيْهِنَّ جَمِيعًا فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَايْمُ الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُونَ

۶۲۳۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أُهْدِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَةٌ مِنْ حَرِيرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَدَاوَلُونَهَا بَيْنَهُمْ وَيَعْجَبُونَ مِنْ حُسْنِهَا وَلِينِهَا فَقَالَ

۶۲۳۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلیمان "علیہ السلام" نے کہا میں آج رات نوّے بیویوں سے جماع کروں گا۔ ہر ایک بچہ جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ سلیمان "علیہ السلام" کے ساتھی نے کہا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ کہو" انہوں نے اِنْ شَاءَ اللّٰہ نہ کہا سلیمان "علیہ السلام" نے تمام سے جماع کیا تو اُن میں سے ایک عورت کے سوا کوئی بھی حاملہ نہ ہوئی جس نے ناتمام بچہ کو جنم دیا۔ اللہ کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر وہ اِنْ شَاءَ اللّٰہ" کہتے (تو تمام عورتیں بچوں کو جنم دیتیں) وہ سب شہسوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرتے"۔ (حدیث ۳۲۰۶ ج : ۵ کی شرح دیکھیں) سلیمان علیہ السلام کا ساتھی فرشتہ ہے"

۶۲۳۴ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی ٹکڑا نذرانہ پیش کیا گیا۔ لوگ اس کو ہاتھوں میں پکڑتے اور اس کی خوبصورتی

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْھَا قَالُوْا نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَمَنَادِیْلُ سَعْدٍ فِی الْجَنَّۃِ خَیْرٌ مِّنْ ھٰذَا قَالَ
اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ لَمْ یَقُلْ شُعْبَۃُ وَاِسْرَائِیْلُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ

۶۲۲۵ ـــ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یُوْنُسَ
عَنِ ابْنِ شِھَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَۃَ قَالَتْ اِنَّ ھِنْدَ
بِنْتَ عُتْبَۃَ بْنِ رَبِیْعَۃَ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا کَانَ مِمَّا عَلٰی ظَھْرِ الْاَرْضِ

اور نرمی پر تعجب کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو۔ اُنہوں نے کہا جی ہاں، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ سعد بن معاذ کے جنت میں رومال اس سے بہتر ہیں شعبہ اور اسرائیل نے ابو اسحاق سے روایت میں وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ نہیں کہا۔

۶۲۲۴ ـــ شرح: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ ان کے رومال اس ریشمی ٹکڑے کی جنس سے تھے یا اس وقت کا مقتضیٰ یہ تھا کہ سعد بن معاذ کا دل مائل کریں یا ریشمی ٹکڑے کو پکڑ کر تعجب کرنے والے انصار تھے جبکہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصار کے سردار تھے۔ اس لئے فرمایا تمہارے سردار کے جنت میں رومال اس سے بہتر ہیں یا حضرت سعد اس کپڑے کی جنس کو اچھا سمجھتے تھے یا انہیں اس کا رنگ پسند تھا۔ اس حدیث میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی منقبت ہے اور ان کے ادنیٰ کپڑے بھی جنت میں ہیں کیونکہ رومال انسان کا ادنیٰ کپڑا ہے جس سے وہ میل اور پسینہ وغیرہ زائل کرتا ہے اور کھانے کے وقت اس سے ہاتھ صاف کئے جاتے ہیں۔ جنت کے رومال اس لئے بہتر ہیں کہ وہ فنا نہ ہوں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۲۲۵ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہند بنت عُتبہ بن ربیعہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! زمین کی سطح پر کوئی اہل خیمہ یا خیمہ مجھے پسند نہ تھا کہ آپ کے خیمہ والوں یا خیمہ سے زیادہ ذلیل ہوں یحییٰ نے شک کیا ہے پھر آج میرا یہ حال ہو گیا ہے

اَهْلُ اَخْبَاءٍ اَوْخِبَاءٍ اَحَبَّ اِلَىَّ اَنْ يَذِلُّوْا مِنْ اَهْلِ اَخْبَائِكَ اَوْخِبَائِكَ شَكَّ يَحْيٰى ثُمَّ مَا اَصْبَحَ الْيَوْمَ اَهْلُ اَخْبَاءٍ اَوْخِبَاءٍ اَحَبَّ اِلَىَّ اَنْ يَعِزُّوْا مِنْ اَهْلِ اَخْبَائِكَ اَوْخِبَائِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَيْضًا وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَىَّ حَرَجٌ اَنْ اُطْعِمَ مِنَ الَّذِىْ لَهٗ قَالَ لَا اِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ

۶۲۳۶ ــــ **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضِيْفٌ ظَهْرَهٗ اِلٰى

کہ کوئی بھی اہل خیمہ یا خیمہ مجھے پسند نہیں نہ ہے کہ آپ کے اہل خیمہ یا خیمہ سے زیادہ عزیز اور پیارے ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اس میں اور بھی اضافہ ہوگا۔ ہند نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابوسفیان بخیل آدمی ہے کیا مجھ پر یہ حرج تو نہیں کہ اس کے مال سے میں بچوں کو کھلاؤں؟ فرمایا نہیں لیکن عرف اور عادت کے مطابق دو۔

۶۲۳۵ ــــ شرح: ہند بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ فتح مکہ کے روز مشرف باسلام ہوئیں۔ حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ ہند نے کہا جب میں نے شرف اسلام نہ پایا تھا اس وقت آپ کے پاس بیٹھنے والے زمین پر بسنے والوں سے ذلیل نظر آتے تھے لیکن شرف اسلام کے بعد دل کی کیفیت بدل گئی بایں طور اب آپ کے ہم نشین ساری دنیا کے لوگوں سے مجھے زیادہ عزیز ہیں اس کے جواب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی اسلام کا مقتضی باقی ہے اور جب تیرے دل میں نور ایمان مستحکم ہوگا تو اس وقت میری محبت میں مزید اضافہ ہوگا جیسا کہ حضور نے فرمایا تم میں سے جب تک اپنی اولاد، ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت مجھ سے نہ کرے گا ایمان میں کامل نہ ہوگا یعنی ایمان کی حقیقت اور اعلیٰ درجہ اسے جب ہی نصیب ہوگا کہ ساری مخلوق سے زیادہ محبت مجھ سے کرے گا۔ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قُبَّۃٍ مِنْ اَدَمٍ یَمَانٍ اِذْ قَالَ لِاَصْحَابِہٖ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَکُوْنُوْا رُبُعَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ قَالُوْا بَلٰی قَالَ اَفَلَمْ تَرْضَوْا اَنْ تَکُوْنُوْا ثُلُثَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ تَکُوْنُوْا نِصْفَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ

۶۲۳۷ — **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا یَقْرَأُ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ یُرَدِّدُھَا فَلَمَّا اَصْبَحَ جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ وَکَانَ الرَّجُلُ یَتَقَالُّھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّھَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ

۶۲۳۶ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمنی چمڑے کے قبہ کے ساتھ اپنی پیٹھ لگائے ہوئے تھے کہ اچانک اپنے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم اس سے خوش ہو کہ تم اہلِ جنت کا چوتھا حصہ ہو؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں "ہم خوش ہیں"۔ فرمایا کیا تم راضی نہیں کہ تم اہلِ جنت کا تیسرا حصہ ہو؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ تم اہلِ جنت کا تیسرا حصہ ہو؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ تم اہلِ جنت کا نصف ہو گے۔

۶۲۳۶ — شرح : ایک روایت میں اہلِ جنت سے اکثر بھی مذکور ہے۔ ان میں تطبیق یہ ہے کہ یہ حاضر لوگوں کے لئے فرمایا اور وہ قیامت تک ہونے والی ساری امت کے اعتبار سے ہے۔ تدریجاً وحی کے نزول کے اعتبار سے ربع ثلث اور نصف فرمایا ہے

۶۲۳۷ — ترجمہ : ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آدمی نے ایک شخص کو سنا کہ وہ "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" بار بار پڑھتا ہے جب صبح ہوئی تو وہ

۶۲۳۸ ــــــ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَتِمُّوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِيْ اِذَا مَا رَكَعْتُمْ وَاِذَا مَا سَجَدْتُمْ ۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ آپ سے ذکر کیا اور وہ آدمی اس کو قلیل گمان کرتا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اس سورت کا ثواب قرآن کریم کی تہائی ثواب کے برابر ہے ۔

۶۲۳۷ ــــ شرح : اس سورت کا ثواب قرآن کریم کے تیسرے حصہ کے ثواب کے برابر اس لئے ہے کہ تمام قرآن کا تعلق مبداء یا معاش یا معاد سے ہے بعض نے کہا قرآن کریم تین اقسام پر ہے اس میں پہلی امتوں کے واقعات ، احکام اور اللہ کے صفات ہیں اور سورۂ اخلاص میں صرف اللہ تعالیٰ اور اللہ کی صفات کا ذکر ہے ۔ لہٰذا یہ قرآن کی تہائی ہے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ سورت تہائی قرآن کے برابر کیسے ہوگی ؛ حالانکہ سارا قرآن پڑھنے میں مشقت سورۂ اخلاص پڑھنے سے بہت زیادہ ہے اور ثواب مشقت کے اعتبار سے ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی قرأت کا ثواب تہائی قرآن کی قرأت کے ثواب کے برابر ہے اور تہائی کی قرأت کا ثواب اس کی دس مثلیں ہے (کرمانی)

(حدیث ۷۱۳ ج ۷ کی شرح دیکھیں)

۶۲۳۸ ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ رکوع وسجود مکمل کرو اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں تمہیں پیچھے سے دیکھتا ہوں جبکہ تم رکوع اور سجود کرتے ہو ۔

۶۲۳۸ ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضور پیچھے سے کیسے دیکھتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ رُؤیت (دیکھنا) ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے اس میں دیکھنے والے اور شئی کے درمیان عقلاً مقابلہ اور مواجہۃ شرط نہیں ہے ۔ حتیٰ کہ اشعریہ نے کہا جائز ہے کہ چین کا اندھا اندلس کا مچھر دیکھ لے (حدیث ۴۱۰ ، ۴۱۱ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۲۳۹ ــــ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ امْرَأَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا اَوْلَادٌ لَهَا فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّكُمْ لَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ قَالَهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ

بَابُ لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ

۶۲۴۰ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَسِيْرُ فِيْ رَكْبٍ يَحْلِفُ بِاَبِيْهِ فَقَالَ اَلَا اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ

۶۲۳۹ ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاریہ عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری ہوئی اس کے ساتھ اس کے بچے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے تم تمام لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب ہو یہ تین بار فرمایا۔

۶۲۳۹ ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انصار عام مہاجرین سے افضل ہیں۔ خصوصًا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق سے افضل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے یہ عام مخصوص البعض ہے حضرات شیخان رضی اللہ عنہما کی فضیلت کے دلائل نے ان کو اس عموم سے خارج کر دیا ہے۔ صرف اللہ کا علم عام ہے جو مخصوص البعض نہیں

باب اپنے باپ دادوں کی قسم نہ کھاؤ

۶۲۴۰ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب

۶۲۴۱ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِرًا وَّلَا اٰثِرًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ يَاْثُرُ عِلْمًا تَابَعَهٗ عُقَيْلٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَاِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَمَعْمَرٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو پایا جبکہ وہ ایک قافلہ کے ساتھ چل رہے تھے اس حال میں اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے آباء کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے جو کوئی قسم کھائے وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

۶۲۴۰ — شرح : باپ دادوں کی قسم کھانے سے ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ قسم کا مقتضیٰ محلوف علیہ کی تعظیم ہے اور حقیقی عظمت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے لہٰذا اس کے مشابہ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَفْلَحَ وَاَبِيْهِ" اس کے باپ کی قسم وہ فلاح پا گیا اس کا جواب یہ ہے یہ کلمہ حضور کی زبان شریف پر جاری ہوا تھا اس سے قسم مقصود نہ تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کی قسمیں کھائی ہیں، چنانچہ فرمایا والصافات، والطور، والسماء، والطارق، والتین والزیتون والعادیات "، اس کا جواب یہ ہے۔ ان قسموں میں لفظ "رب" مقدر ہے یعنی ورب السماء ورب الطارق الخ یا اللہ تعالیٰ مخلوق کی شرافت کے لئے جو چاہے قسم کھائے اس پر اعتراض نہیں۔ کعبہ کی قسم کھانا ایسے ہی قرآن، عتق اور طلاق کی قسم کھانا مکروہ ہے اگر کسی نے کہا اگر اس نے وہ کام کیا تو وہ یہودی ہے یا نصرانی ہے یا مجوسی ہے۔ امام مالک اور شافعی نے کہا وہ توبہ کرے حسن بصری اور شعبی نے کہا اس پر قسم کا کفارہ ہے۔ اگر یہ کہا کہ اگر اس نے یہ کام نہ کیا تو اس پر اللہ کی لعنت ہے پھر وہ کام نہ کیا تو امام اوزاعی نے کہا اس پر قسم کا کفارہ ہے (کفارہ عینی)

۶۲۴۱ — ترجمہ : سالم نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے عمر فاروق کو یہ کہتے

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ

۶۲۴۲ــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ

۶۲۴۳ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَالْقٰسِمِ التَّمِيمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ وَبَيْنَ الْأَشْعَرِيِّينَ وُدٌّ وَإِخَاءٌ فَكُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فِيهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللّٰهِ أَحْمَرُ

ہوئے سُنا کہ مجھے جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں اپنے آباء کی قسمیں کھانے سے منع کرتا ہے عمر فاروق نے کہا جب سے میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا میں نے آباء کی قسم نہیں کھائی۔ اس حال میں کہ میں اسے یاد کروں یا کسی سے حکایت کروں۔ مجاہد نے اَوْ اَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ (کی تفسیر میں) کہا پہلے لوگوں کی خبر نقل کرتا ہے۔ عُقیل، زبیدی اور اسحاق کلبی نے زُہری سے روایت کرنے میں یونس کی متابعت کی سفیان بن عیینہ نے اور معمر نے زہری سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ اُس نے سالم اور ابن عمر کے ذریعہ سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا (سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قسم حضرت عمر فاروق سے سنی)

۶۲۴۲ــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے آباء کی قسم نہ کھاؤ ،،

۶۲۴۲ــ شرح : قسطلانی نے مہلب سے نقل کیا جاہلیت کے زمانہ میں عرب اپنے آباء اور بتوں کی قسمیں کھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ ان کے دلوں اور زبانوں سے اپنے سوا ہر شئی کا ذکر زائل کرے اور صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر باقی رہے، کیونکہ وہ حق معبود ہے اور سنت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے ،،

۶۲۴۳ــ ترجمہ : زہدم نے کہا جرم کے اِس قبیلہ اور اشعریوں کے درمیان محبت اور بھائی چارہ تھا

كَاَنَّهٗ مِنَ الْمَوَالِيْ فَدَعَاهُ اِلَى الطَّعَامِ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُهٗ يَاْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ اَنْ لَا اٰكُلَهٗ فَقَالَ قُمْ فَلَاُحَدِّثْكَ عَنْ ذَاكَ اِنِّيْ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهٗ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِيْ مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ اِبِلٍ فَسَاَلَ عَنَّا فَقَالَ اَيْنَ النَّفَرُ الْاَشْعَرِيُّوْنَ فَاَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا حَلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْمِلُنَا وَمَا عِنْدَهٗ مَا يَحْمِلُنَا ثُمَّ حَمَلَنَا تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ وَاللّٰهِ لَا نُفْلِحُ اَبَدًا فَرَجَعْنَا اِلَيْهِ فَقُلْنَا لَهٗ اِنَّا اَتَيْنَاكَ لِتَحْمِلَنَا فَحَلَفْتَ اَنْ لَا تَحْمِلَنَا وَمَا عِنْدَكَ مَا تَحْمِلُنَا قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ اَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ وَاللّٰهِ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا

ہم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو اُن کے پاس کھانا لایا گیا جس میں مرغ کا گوشت تھا۔ ابو موسیٰ کے پاس قبیلہ بنی تیم اللہ سے ایک سُرخ رنگ کا آدمی تھا گویا کہ وہ غلاموں سے ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کو طعام کھانے کے لئے بلایا تو اُس نے کہا میں نے اس مرغ کو دیکھا تھا کہ یہ کوئی (گندی) شئ کھا رہا تھا۔ جب سے میں نے قسم کھائی ہے کہ میں مرغ نہیں کھاؤں گا ابو موسیٰ نے کہا یہاں سے اُٹھ جا میں تجھے اس سے خبردار کرتا ہوں میں اشعریوں کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا ہم آپ سے اُونٹ طلب کرتے تھے۔ حضور نے فرمایا میں تمہیں اونٹ نہیں دوں گا اور نہ ہی میرے پاس اونٹ ہیں جو میں تمہیں اُن پر سوار کرو پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غنیمت کے اونٹ لائے گئے تو حضور نے ہمارے متعلق دریافت فرمایا کہ اشعری لوگ کہاں ہیں۔ آپ نے سفید کوہانوں والے پانچ اونٹ عطاء کرنے کا حکم فرمایا جب ہم لے کر چلے تو ہم نے "آپس میں" کہا ہم نے کیا کیا ہے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی کہ ہمیں اونٹ نہیں دیں گے اور نہ ہی آپ کے پاس اونٹ

بَابُ لَا يُحْلَفُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى وَلَا بِالطَّوَاغِيْتِ

۶۲۴۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلْفِهٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ اُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ

ہیں جن پر ہمیں سوار کریں پھر ہم کو اونٹوں پر سوار بھی کر دیا ہے۔ ہم نے آپ کو قسم سے غافل کر دیا ہے۔ اللہ کی قسم ہم کبھی کامیاب نہ ہوں گے ہم آپ کی طرف لوٹے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ کے پاس آئے تھے کہ آپ ہمیں سواریاں دیں تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہمیں سواریاں نہیں دیں گے اور نہ ہی آپ کے پاس کچھ تھا جس پر ہم کو سوار کرتے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں سوار نہیں کیا لیکن اللہ نے تم کو سوار کیا ہے۔ اللہ کی قسم! میں کسی شئی کی قسم نہیں کھاتا پھر میں اس کے غیر کو اس سے بہتر دیکھوں مگر وہ کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے اور قسم سے حلال ہو جاتا ہوں (قسم توڑ دیتا ہوں) اور اس کا کفارہ دے دیتا ہوں

۶۲۴۳ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ باب کا عنوان سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کی کیفیت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم یہ تھی جو حدیث میں مذکور ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ غزوۂ تبوک میں یہ حدیث مذکور ہے اس میں سعد سے اونٹ خریدنے کا ذکر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت سے سعد کے حصہ میں جو اونٹ آئے تھے وہ اُن سے خرید کر اشعریوں کو دیئے ہوں گے یا یہ علیحدہ علیحدہ دو واقع ہیں ان میں سے ایک اشعریوں کے آنے کا واقعہ اور دوسرا جنگ تبوک کا واقعہ ہے۔

باب لات وعزّیٰ اور بتوں کی قسم نہ کھائی جائے

۶۲۴۴ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قسم کھائے اور قسم میں لات وعزّیٰ کو ذکر کرے تو فوراً کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ" کہے اور جس نے اپنے ساتھی کہا آ میں تیرے ساتھ جُوا کھیلتا ہوں تو وہ صدقہ کرے"

بَابُ مَنْ حَلَفَ عَلَى الشَّيْءِ وَإِنْ لَمْ يُحَلَّفْ

۶۲۴۵ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَكَانَ يَلْبَسُهُ فَيَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ فَصَنَعَ النَّاسُ ثُمَّ أَنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَعَهُ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ أَلْبَسُ هٰذَا الْخَاتَمَ وَاجْعَلُ فَصَّهُ مِنْ دَاخِلٍ فَرَمٰى بِهِ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ

۶۲۴۴ ـــ شرح : طَوَاغِيت طاغوت کی جمع بمعنی صنم اور شیطان ہے اور جو کوئی گمراہی کا سرغنہ ہو اس کو بھی طاغوت کہا جاتا ہے ۔ صحیح مسلم میں اس کو طاغیہ کی بھی جمع کہا ہے ۔ اس کے معنی بھی صنم کے ہیں ۔ یہ دراصل طغیوت تھا یاء کو غین پر مقدم کیا تو طیغوت ہو گیا پھر یا کو ماقبل مفتوح ہونے کے سبب الف سے بدل کیا ۔ کلمہ طیبہ کہنے کا حکم اس لئے ہے کہ جب اُس نے لات و عزیٰ کی قسم کھائی تو اس میں بتوں کی تعظیم کی صورت پائی گئی ۔ اس کے دفاع کے لئے فرمایا کہ اس کا کفارہ دے اور وہ صرف کلمہ طیبہ ہے اور زبان پر قمار بازی لانے کی صورت میں فرمایا کہ صدقہ دے کیونکہ زبان پر یہ کلمہ جاری کرنا معصیت ہے اس کا کفارہ صدقہ ہے لیکن یہ مستحب ہے کیونکہ جو کوئی صدقہ کرنے کا ارادہ کرنے والا صدقہ نہ کرے تو اس پر صدقہ وغیرہ ضروری نہیں بلکہ اس کی نیکی لکھی جاتی ہے (عینی)

باب جس شخص نے کسی شئ کی قسم کھائی اگرچہ اس کو قسم نہ دی جائے

۶۲۴۵ ـــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے سونے کی انگوٹھی بنانے کا حکم دیا حضور وہ پہنا کرتے تھے اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کرتے تھے ۔ لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں ۔ پھر آپ منبر شریف پر بیٹھے اور اس انگوٹھی کو اُتار دیا پھر فرمایا

میں سونے کی یہ انگوٹھی پہنتا تھا اور اس کا نگینہ کفِ دست کی طرف کرتا تھا پھر اس کو پھینک دیا اور فرمایا خدا کی قسم میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اُتار کر پھینک دیں

۶۲۴۶ — شرح : یعنی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ سونے کی انگوٹھی کبھی نہیں پہنیں گے حالانکہ کسی نے آپ کو قسم نہ دی تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان جو کوئی فعل کرنا چاہے یا اسے ترک کرنا چاہے تو اس میں قسم ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تبرعاً کلام میں قسم ذکر فرمایا کرتے تھے تاکہ جاہلیت کی رسم کو ختم کریں جو وہ اپنے کلام میں لات و عزّیٰ کی قسم یا اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں کھایا کرتے تھے تاکہ لوگوں کے لئے واضح کریں کہ اللہ کے سوا کوئی قسم نہیں کھانی چاہیے آپ بکثرت کلام میں اللہ کی قسم اسی لئے ذکر کرتے تھے تاکہ لوگ اللہ کی قسم کھایا کریں اور جاہلیت کی قسمیں ترک کر دیں۔

اَللَّاتُ وَالْعُزّٰی

اللّات پر الف و لام زائد اور لازم ہے اور لاتہا ،، سے اضافت کے باعث حذف کر دیا جاتا ہے۔ ان دونوں کے علم اور صفت ہونے میں اختلاف ہے۔ اسی لئے ان سے الف و لام حذف کیا جاتا ہے یا ذکر کیا جاتا ہے۔ اگر یہ کہیں کہ یہ دونوں اصل میں وصف نہیں تو ان سے ال حذف نہیں کیا جاتا اور اگر ان کو صفت کہیں اور ال صفت کی وضاحت کے لئے ہو جائز ہے بہر کیف ان پر الف و لام زائد ہیں پھر ،، لات ،، کی تاء میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا اس میں تاء اصل ہے یہ لَاتَ یَلِیْتُ ،، سے ہے اَلِف یا سے بدل ہے بعض نے کہا تاء زائدہ ہے اور یہ ،، لَوٰی یَلْوِیْ ،، سے ہے کیونکہ مشرک ان کی طرف اپنی گردنیں مائل کرتے تھے یا ان کے پاس بیٹھے رہا کرتے تھے۔ یہ قبیلہ ثقیف کا طائف میں بُت تھا۔ عُزّیٰ بر وزن فُعْلیٰ عزت سے ماخوذ اَعَز کی تانیث ہے جیسے فُضْلیٰ افضل کی تانیث ہے یہ بُت کا نام ہے بعض کہتے ہیں یہ درخت ہے جس کی پوجا کی جاتی تھی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو اس کی طرف بھیجا تو انہوں نے اس کو کلہاڑوں سے کاٹ ڈالا اور اس کو کاٹتے وقت یہ شعر پڑھتے تھے۔

یَا عِزُّ کُفْرَانَکَ لَا سُبْحَانَکَ ‌ ∴ ‌ اِنِّیْ رَئَیْتُ اللّٰہَ قَدْ اَھَانَکَ

،، اے عزّیٰ ہم تیرا انکار کرتے ہیں تجھے پاک و صاف نہیں جانتے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے کہ اس نے تیری اہانت کی ہے ،،

قسطلانی نے شرح مشارق سے نقل کیا کہ قسم صرف اللہ کی ہے لات و عزّیٰ کی قسم کھانے والا اس میں کافروں کے برابر ہوتا ہے اسی لئے اس کے تدارک کے لئے فرمایا کہ فوراً ،، لا الٰہ الا اللہ ،، کہہ دے اس سے

بَابُ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْاِسْلَامِ

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَلْیَقُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَمْ یَنْسُبْہُ اِلَی الْکُفْرِ

۶۲۴۷ — حَدَّثَنَا مُعَلَّی بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُھَیْبٌ عَنْ اَیُّوبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاکِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ مِلَّۃِ الْاِسْلَامِ فَھُوَ کَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَہٗ بِشَیْءٍ عُذِّبَ بِہٖ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ کَقَتْلِہٖ وَمَنْ رَمٰی مُؤْمِنًا بِکُفْرٍ فَھُوَ کَقَتْلِہٖ

یہ واضح ہوتا ہے کہ اس قسم سے انسان کافر ہو جاتا ہے، کیونکہ یہ مشرکوں کا معبود تھا اور امر وجوب کے لئے ہے لہٰذا یہ قسم کھانے والا کافر ہو جاتا ہے اگر اس کے معبود ہونے کا خیال نہ ہو تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صرف اس لئے ہے کہ اس میں ان لوگوں سے تشبیہ ہوتی ہے جو ان کی پوجا کرتے تھے، لیکن اس صورت میں کافر ہو جانے، مباح الدم ہونے، بیوی کے جدا ہو جانے اور حج باطل ہو جانے میں کلام ہے۔ واللہ اعلم

باب جس نے اسلام کے سوا کسی دین کی قسم کھائی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص لات و عزّیٰ" کی قسم کھائے وہ فوراً کہے "لا الہ الا اللہ" اور کفر کی طرف منسوب نہیں کیا۔ "یہ کلمہ توہم کفر کے دفع کے لئے ہے"

۶۲۴۷ — ترجمہ: ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اسلام کے سوا کسی دین کی قسم کھائی وہ وہی ہے جو اس نے کہا اور جس نے کسی شئی سے اپنے آپ کو قتل کیا اس کو دوزخ کی آگ میں اس شئی سے عذاب دیا جائے گا مومن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کی طرح ہے۔ جس نے مومن کو کفر کی طرف منسوب کیا وہ اس کو قتل کرنے کی طرح ہے۔

بَابٌ لَا يَقُولُ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ وَهَلْ يَقُولُ أَنَا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ

قَالَ عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ مَلَكًا فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ تَقَطَّعَتْ بِي الْحِبَالُ فَلَا بَلَاغَ لِي إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

۶۲۴۷ —— شرح : یعنی دینِ اسلام کے سوا کسی اور دین کی قسم کھانے سے اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ کرمانی نے بیضاوی سے نقل کیا اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی قسم کھانے والے کا اسلام مختل ہو جاتا ہے اور وہ مثلاً یہودی ہو جائے گا جیسا کہ اُس نے کہا تھا ہو سکتا ہے کہ حضور کے ارشاد سے مراد زجر، تہدید اور وعید ہو گویا کہ فرمایا وہ اس جیسے عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اور لفظ بہ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اس کو اس کے عمل کی جنس سے عذاب دیا جائے گا۔ مومن کو لعنت کرنا اس کے قتل کی طرح۔ اس لئے ہے کہ لعنت کے معنی اللہ کی رحمت سے دُور کرنا ہے اور یہ معنوی زندگی ہے۔ گویا کہ اس کو حسی زندگانی سے دُور کرنے کی طرح معنوی زندگی سے دُور کرنا ہے یہ امر معقول کی امر محسوس کے ساتھ تشبیہ ہے۔ اسی طرح کسی کو کافر کہنا اس کو قتل کرنے کی طرح ہے، کیونکہ کفر قتل کا سبب ہے۔

باب یہ نہ کہے کہ جو اللہ چاہے اور جو تو چاہے

کیا یہ کہہ سکتا ہے کہ میں اللہ سے التجاء کرتا ہوں پھر تجھ سے التجاء کرتا ہوں۔ عمرو بن عاصم نے ہمام کا اسحاق بن عبد اللہ عبد الرحمٰن بن ابی عمرہ کے ذریعہ ذکر کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے بیان کیا کہ انہوں نے

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالیٰ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ فَوَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَتُحَدِّثَنِّیْ بِالَّذِیْ اَخْطَأْتُ فِی الرُّؤْیَا قَالَ لَا تُقْسِمْ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے تین آدمیوں کا امتحان لینے کا ارادہ کیا تو اُن کے پاس فرشتہ بھیجا وہ کوڑھے کے پاس آیا اور اس سے کہا میرے تمام اسباب منقطع ہو چکے ہیں میرے لئے اللہ کے سوا پھر تیرے سوا پہنچنا نہیں ہے پھر پوری حدیث ذکر کی۔

شرح: یعنی کوئی شخص اپنے کلام میں مَاشَاءَ اللّٰہُ وَشِئْتَ ،، کو جمع نہ کرے ، کیونکہ واؤ دونوں معنوں میں مشترک ہے اور یہ ادب کے خلاف ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ماشاء اللہ اور شاء فلان ،، نہ کہے لیکن یہ کہے ،، ماشاء اللہ ثم شاء فلان ،، یعنی واؤ کی جگہ ثُمَّ لانا جائز ہے کیونکہ اللہ کی مشیت اس کی مخلوق کی مشیت سے مقدم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ ،، آداب کا مقتضیٰ بھی یہی ہے کہ اللہ کی مشیت کو مقدم رکھا جائے۔ لہٰذا ماشاء اللہ ثم شئت کہنا جائز ہے۔ اسی طرح اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَبِکَ جائز نہیں اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ ثُمَّ بِکَ جائز ہے ، کیونکہ واؤ سے اشتراک لازم آتا ہے اور ثُمَّ ،، میں اشتراک لازم نہیں آتا ، کیونکہ ثُمَّ تراخی کو چاہتا ہے لہٰذا اللہ کی مشیت مخلوق کی مشیت سے مقدم ہے فَلَا اِشْتِرَاکَ ، تین شخص کوڑھا ، گنجا اور نابینا ہیں ،، امام بخاری رحمہ اللہ نے اُن کی حدیث سے استدلال کیا کہ مَاشَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ شِئْتَ جائز ہے ، کیونکہ حدیث کے یہ الفاظ ہیں لَا بَلَاغَ لِیَ اِلَّا بِاللّٰہِ ثُمَّ بِکَ ،، اور یہ کہنا جائز نہیں۔ مَاشَاءَ اللّٰہُ وَشِئْتَ ، کیونکہ اس میں خالق و مخلوق کی مشیت میں اشتراک ہے

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! انھوں نے پوری کوشش سے اللہ کی قسمیں کھائیں

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم آپ مجھے خبر دیں جو میں نے خواب کی تعبیر میں خطا کی ہے۔ حضور نے فرمایا: قسم نہ دو !،،

شرح: باب کے عنوان میں منافقوں کی قسموں کا انکار ہے ، کیونکہ وہ اُس میں جھوٹے تھے اور ابن عباس

۶۲۷۵ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ ۶۲۷۶ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ

رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اس قسم کا انکار ہے جو ابوبکر نے قسم کھائی تھی۔ دونوں قسموں میں فرق واضح ہے۔ یہ طویل حدیث کا حصہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھانے والے کو قسم پورا کرنے کا حکم دیا ہے تو ابوبکر صدیق نے قسم کو پورا کیوں نہیں کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اُس وقت مستحب ہے جب مانع نہ ہو ممکن ہے یہاں کوئی مانع ہوگا۔ نیز شارع علیہ السلام کا حکم استحبابی ہے وجوبی نہیں؛ کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم دی اور آپ نے اس کو پورا نہ کیا اگر حکم وجوبی ہوتا تو ضرور پورا کرتے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مہلب سے نقل کیا کہ قسم کھانے والے کو اُس وقت پورا کرنا مستحب ہے جب محلوف علیہ پر ضرر نہ ہو یا دیندار لوگوں کو ضرر نہ پہنچتی ہو، کیونکہ جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق کی تعبیر میں خطاء کا مقام بیان کرنے سے سکوت کیا تھا وہ مسلمانوں پر عائد ہونا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۲۷۵ — ترجمہ: براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو قسم پورا کرنے کا حکم دیا۔

۶۲۷۶ — ترجمہ: حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی زینب رضی اللہ عنہا نے حضور کو پیغام بھیجا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُسامہ بن زید، سعد بن عبادہ خزرجی اور اُبی بن کعب انصاری تھے کہ میرا بیٹا قریب الوفات ہے آپ تشریف لائیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام بھیجا کہ جبکہ آپ انہیں سلام فرماتے تھے کہ اللہ ہی کا ہے جو اُس نے لیا اور دیا ہر شئی اس کے پاس مدت مقررہ تک ہے وہ صبر کریں اور ثواب طلب کریں شہزادی نے پھر پیغام بھیجا اور حضور کو قسم دی کہ "ضرور تشریف لائیں"، آپ اُٹھے اور ہم بھی

قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ اُسَامَةَ اَنَّ ابْنَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُسَامَةُ وَسَعْدٌ وَ اُبَيٌّ اَنَّ ابْنِيْ قَدِ احْتُضِرَ فَاشْهَدْنَا فَاَرْسَلَ يَقْرَأُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَمَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهٗ فَلَمَّا قَعَدَ رُفِعَ اِلَيْهِ فَاَقْعَدَهٗ فِيْ حِجْرِهٖ وَنَفْسُ الصَّبِيِّ تَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ مَا هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ هٰذِهٖ رَحْمَةٌ يَضَعُهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ ۔ ۶۲۷۶ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمُوْتُ لِاَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلٰثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ تَمَسُّهُ النَّارُ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ

آپ کے ساتھ اُٹھے جب آپ بیٹھے تو بچّہ آپ کے پاس لایا گیا۔ حضور نے اس کو اپنی آغوش مبارک میں بٹھایا جبکہ اس کی سانس اکھڑ رہی تھی " یہ دیکھ کر " جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم! یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جن کے دلوں میں چاہے رکھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ایک دوسرے پر رحم کرنے والوں پر رحم کرتا ہے۔ (حدیث ۱۲۱۲ ج: ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۲۷۶ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم

۶۲۷۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ وَأَهْلِ النَّارِ كُلُّ جَوَّاظٍ عُتُلٍّ مُسْتَكْبِرٍ

نے فرمایا جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں اس کو آگ مس نہ کرے گی مگر صرف قسم پوری کرنے کے لئے (وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا")

(حدیث ۱۱۷۹ ج: ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۲۷۷ — ترجمہ : حارثہ بن وہب خزاعی نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کیا میں تمہیں اہل جنت نہ بتلاؤں وہ ہر ناتوان ہے جس کو ضعیف اور حقیر گمان کرتے ہیں اگر وہ کسی بات پر اللہ کی قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کو پورا کر دیتا ہے کیا دوزخیوں کی خبر دوں وہ ہر وہ شخص ہے جو فخر سے چلتا ہے۔ بدخلق متکبر ہے۔

۶۲۷۷ — شرح : متضعف وہ شخص ہے جس کو لوگ دنیا میں اس کے ضعفِ حال کے باعث کمزور سمجھتے ہیں اور اگر عین کو مکسور پڑھا جائے تو اس کے معنی متواضع اور کمزوری ظاہر کرنے والے ہیں۔ جواظ خیر کو منع کرنے والا بعض نے کہا جواظ وہ ہے جس میں گوشت زیادہ اور گردن موٹی ہو اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ جس میں گوشت زیادہ ہو اور وہ فخر سے چلے۔

مستکبر وہ ہے جو حق سے تکبر کرے اس سے مراد یہ ہے کہ غالباً جنتی لوگ ایسے ہوں گے جیسے دوزخی ایسے ہیں یعنی ہر کمزور مسلمان جنتی ہے اس کا عکس نہیں اسی طرح ہر دوزخی جواظ و متکبر ہے اس کا عکس نہیں۔

(حدیث ۴۵۹۷ ج: ۷ کی شرح دیکھیں)

بَابٌ اِذَا قَالَ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اَوْشَهِدْتُ بِاللّٰهِ

۶۲۷۸ — حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهٗ وَيَمِيْنُهٗ شَهَادَتَهٗ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَكَانَ اَصْحَابُنَا يَنْهَوْنَا وَنَحْنُ غِلْمَانٌ اَنْ نَحْلِفَ بِالشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ —

باب جب کوئی کہے میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں یا کہے میں نے اللہ کو گواہ بنایا،،

یعنی کوئی شخص کہے میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں یہ کام کروں گا یا میں نے اللہ کو گواہ بنایا ہے کہ میں یہ کام کروں گا ۔ میں گواہ بناتا ہوں یا میں قسم کھاتا ہوں یا کہے میں عزم کرتا ہوں یہ قسم کے الفاظ ہیں ان تمام میں کفارہ واجب ہے ۔ امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری کا یہی مذہب ہے ۔ بعض نے کہا اگر یہ کہے کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں تو قسم ہے ورنہ نہیں ۔ اگر یہ کہا میں کعبہ کو یا نبی کو گواہ بناتا ہوں تو یہ قسم نہیں (عینی)

۶۲۷۸ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا گیا کہ لوگوں میں سے کون بہتر ہے فرمایا میرے زمانہ کے لوگ بہتر ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے پھر وہ جو اُن کے بعد آئیں گے پھر ایسے لوگ ہوں گے کہ اُن کی گواہی اُن کی قسم سے اور اُن کی قسم ان کی گواہی سے سبقت کرے گی ۔ ابراہیم نخعی نے کہا جب ہم کمسن تھے ہمارے ساتھی ہم کو گواہی اور عہد میں قسم کھانے سے منع کرتے تھے ۔

۶۲۷۸ — شرح : یعنی وہ لوگ گواہی دینے میں پرواہ نہ کریں گے اور گواہی

بَابُ عَهْدِ اللهِ

۶۲۷۹ ـــــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَیْمَانَ وَمَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ کَاذِبَةٍ لِیَقْطَعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ اَوْ قَالَ اَخِیْهِ لَقِیَ اللهَ وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ فَاَنْزَلَ اللهُ تَصْدِیْقَهٗ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا قَالَ سُلَیْمَانُ فِیْ حَدِیْثِهٖ فَمَرَّ الْاَشْعَثُ بْنُ قَیْسٍ فَقَالَ مَا یُحَدِّثُکُمْ عَبْدُ اللهِ قَالُوْا لَهٗ فَقَالَ الْاَشْعَثُ نَزَلَتْ فِیَّ وَفِیْ صَاحِبٍ لِّیْ فِیْ بِئْرٍ کَانَتْ بَیْنَنَا

میں قسمیں کھائیں گے کبھی تو گواہی سے پہلے قسمیں کھائیں گے اور کبھی گواہی دے کر قسمیں کھائیں گے یا وہ گواہی اور قسم میں جلدی کریں گے وہ گواہی دینے میں حریص ہوں گے حتی کہ انہیں یہ معلوم نہ ہو گا کہ پہلے گواہی دیں یا پہلے قسم کھائیں اور لا پرواہی کے باعث ایک دوسرے پر سبقت کریں گے۔

(حدیث ۲۴۷۵ - ۲۴۷۶ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

الحاصل وہ لوگ شریعت پر نہ چلیں گے یا اُن کو شرعی ضابطہ کا علم نہ ہو گا اور گواہی کی جگہ قسم کھائیں گے اور قسم کی جگہ گواہی دیں گے

باب اللہ کا عہد

۶۲۷۹ ـــــ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جھوٹی قسم کھائے تاکہ اس وجہ سے مسلمان مرد کا مال یا فرمایا اپنے بھائی کا مال جدا کرے (ہضم کرے) وہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا ، حالانکہ وہ اس پر غضبناک ہو گا اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت کریمہ " جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں قلیل سے قم خریدتے ہیں نازل فرمائی ۔ اشعث بن قیس کندی گزرے اور کہا عبد اللہ بن مسعود تم سے

بَابُ الْحَلْفِ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهٖ وَكَلَامِهٖ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ
وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْقٰى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ
فَيَقُوْلُ يَارَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا قَالَ
اَبُوْسَعِيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ
وَقَالَ اَيُّوْبُ وَعِزَّتِكَ لَا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ

کیا بیان کرتے ہیں اُنہوں نے کہا ایسا ایسا بیان کرتے ہیں۔ اشعث نے کہا یہ آیت کریمہ میرے اور میرے ساتھی کے بارے میں کنوئیں کے متعلق نازل ہوئی جس میں میرے اور اس کے درمیان نزاع تھا اور اس نے جھوٹی قسم کھا کرلے لیا تھا)

۶۲۷۹ — شرح: اللہ تعالیٰ جَلَّ وعَلَا کے عہد کی پانچ صورتیں ہیں ان میں سے دو میں کفارہ لازم ہے۔ دو میں نہیں اور ایک میں اختلاف ہے اگر اس نے کہا مجھ پر اللہ کا عہد ہے اس میں کفارہ ہے اور اگر کہا اللہ کا وعدہ ہے۔ اس میں بھی امام مالک اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما کے نزدیک کفارہ ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا اگر ان سے قسم کا ارادہ کیا ہو تو کفارہ ہے ورنہ نہیں۔ دمیاطی نے کہا اگر اللہ کا وعدہ کہے تو کفارہ نہیں اللہ کا عہد کہے تو کفارہ ہے یا کہے میں نے تجھے اللہ کا عہد دیا تو کفارہ ہے۔ اور اگر کہے میں اللہ کا عہد کرتا ہوں تو اس پر قسم کا کفارہ ہے۔ ابن شعبان نے کہا اس پر کفارہ نہیں۔ امام مالک نے کہا اگر کہے مجھ پر اللہ کا عہد اور میثاق ہے تو اس پر دو کفارے ہیں اور اگر میثاق کو بطور تاکید ذکر کرے تو ایک ہی قسم ہوگی۔ امام شافعی نے کہا اس میں ایک کفارہ ہے۔ مُطَرِّف اور ابن ماجشون بھی یہی کہتے ہیں (عینی) (حدیث ۲۲۰۳ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کی عزت، صفات اور اس کے کلمات کی قسم کھانا

یعنی کہے مجھے اللہ کی عزت کی قسم میں یہ کام کروں گا یہ قسم ہے اس میں کفارہ لازم ہے۔ عینی نے ابن لطال سے

۶۲۷۹ — حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيهَا قَدَمَهُ فَتَقُولُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ

نقل کیا کہ اللہ کی صفات کی قسم کھانے میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام مالک نے مقدمہ میں ذکر کیا اللہ تعالیٰ کی تمام صفات واسماء کی قسم لازم ہے۔ جیسے سمیع، بصیر، علیم، خبیر اور لطیف کی قسم کھائے یا کہے اللہ کی کبریائی، قدرت وامانت کی قسم یہ تمام قسمیں ہیں ان میں کفارہ لازم ہے اور اگر کہے اللہ کی عظمت اور اس کی کبریائی، جلال وامانت کی قسم ہے تو قسم توڑنے کی صورت میں کفارہ لازم ہے۔ ابوبکر رازی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ اللہ کے حق اور اس کی امانت کی قسم قسم نہیں، کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قسم کھانا چاہے وہ اللہ کی قسم کھائے اللہ کے کلمات کی قسم یہ ہے کہ کہے قرآن کی قسم، مصحف کی قسم، جو اللہ نے نازل کیا اس کی قسم جو شخص قرآن کی یا مصحف یا جو اللہ نے نازل کیا ہے کی قسم کی قسم کھائے اس کے بارے میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس پر ہر آئت میں قسم کا کفارہ ہے جس نے مصحف کی قسم کھائی اس پر قسم کا کفارہ ہے امام شافعی نے فرمایا جو قرآن کی قسم کھائے اس پر کفارہ ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی جنت اور دوزخ کے درمیان ایک آدمی باقی رہ جائے گا وہ کہے گا اے میرے رب میرا چہرہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے تیری عزت کی قسم اس کے سوا میں کوئی سوال نہیں کروں گا اور ابوسعید نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تیرے لئے یہ اور اس کی دس مثلیں ہیں،، حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا ،، تیری عزت کی قسم مجھے تیری برکت سے استغناء نہیں ہے (حدیث ۲۶۷ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۲۷۹ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لَعَمْرُ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَعَمْرُكَ لَعَيْشُكَ

۶۲۸۰ ـــ حَدَّثَنَا الْاُوَيْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْاِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّاَهَا اللّٰهُ وَكُلٌّ حَدَّثَنِيْ

نے فرمایا دوزخ ہمیشہ یہ کہتی رہے گی اور زیادہ کر یہاں تک کہ رَبُّ العزت اس میں قدم قدرت رکھے گا تو وہ کہے گی بس بس تیری عزت کی قسم اور اس کا بعض دوسرے بعض سے مل جائے گا اس کی شعبہ نے قتادہ سے روایت کی۔

۶۲۷۹ ـــ شرح : اللہ کا قدم متشابہات سے ہے (کرمانی) مہلب نے کہا اس کے معنیٰ ہیں اس سے پہلے جو اللہ کی مخلوق ہوئی ہے اور اللہ کی مشیت میں ہے کہ وہ دوزخ میں داخل ہوں گے۔ نضر بن شمیل نے کہا مد یہاں قدم کے معنی کافر ہیں جو اللہ کے علم میں دوزخی ہیں۔ انہوں نے قدم کو متقدم پر محمول کیا ہے، کیونکہ عرب متقدم کو قدم کہتے ہیں۔ عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے کہا جو اللہ کے علم میں دوزخی ہیں وہ قدم ہیں جو پہلے گزرا ہو وہ قدم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ یعنی ان کے لئے نیک اعمال ہیں جو انہوں نے پہلے کئے ہیں۔ وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے پہلے ایک قوم پیدا کی ہے ان کو قدم کہا جاتا ہے۔ ان کے سر کتوں اور چوپایوں کے سروں جیسے ہیں اور باقی اعضاء انسانوں کے اعضاء جیسے ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو ان کو ہلاک کر دیا۔ جب دوزخ زیادہ طلب کرے گی تو اسے اُن سے بھرا جائے گا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ دوزخ میں اپنا رجل رکھے گا تو اس وقت دوزخ بس بس کہے گی اور بھر جائے گی اس کا جواب یہ ہے کہ رجل سے مراد لوگوں کی کثیر تعداد ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ملک کے طور پر ہے کہ تمام اس کی ملک ہیں۔

طَائِفَةٌ مِنَ الْحَدِيثِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ لَعَمْرُ اللهِ لَنَقْتُلَنَّهُ

بَابُ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ وَاللهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ

۶۲۸۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ

باب آدمی کا کہنا لعمر اللہ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تیری عیش کی قسم،، یعنی تیری حیات کی قسم عیش اور جہالت ہم معنیٰ ہیں،،

۶۲۸۰ — **ترجمہ**: زہری نے کہا میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جس وقت بہتان سازوں نے جو کچھ کہا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بری کیا۔ ہر ایک شخص نے مجھے حدیث کے کچھ حصہ کی خبر دی۔ اس حدیث میں یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور عبد اللہ بن اُبیّ (رئیس المنافقین) سے انتقام کے متعلق فرمایا تو اُسید بن حضیر کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ سے کہا اللہ کی حیات کی قسم ہم اس کو ضرور قتل کریں گے۔

(حدیث ۲۴۸۵ ج: ۴ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ لغو قسموں میں تمہارا مؤاخذہ نہیں کرے گا لیکن ان قسموں پر مؤاخذہ کرے گا جو تم نے دل سے کسب کیا ہے اللہ غفور بردبار ہے

هِشَامٌ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَۃَ لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِکُمْ قَالَتْ اُنْزِلَتْ فِیْ قَوْلِہٖ لَا وَاللّٰہِ وَبَلٰی وَاللّٰہِ

بَابُ اِذَا حَنِثَ نَاسِیًا فِی الْاَیْمَانِ

وَقَوْلُ اللّٰہِ وَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ فِیْمَا اَخْطَاْتُمْ بِہٖ وَقَالَ وَلَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ ۶۲۸۲ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا زُرَارَۃُ بْنُ اَوْفٰی عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ یَرْفَعُہٗ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا وَسْوَسَتْ اَوْ حَدَّثَتْ بِہٖ اَنْفُسَھَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِہٖ اَوْ تَکَلَّمْ

۶۲۸۱ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِکُمْ ،، کی تفسیر میں ذکر کیا یہ آیت کریمہ آدمی کے کلام لَا وَاللّٰہِ وَبَلٰی وَاللّٰہِ ،، میں نازل ہوئی ،،

۶۲۸۱ — شرح : یمین لغو یہ ہے کہ قصد کے بغیر بطور عادت زبان پر جاری ہو جائے اس میں گناہ نہیں اور نہ ہی کفارہ ہے ۔ دوسری یمین غموس ہے وہ یہ کہ ماضی میں کسی کام کرنے یا نہ کرنے کی جھوٹی قسم کھائے اس میں گناہ ہے کفارہ نہیں تیسری قسم منعقدہ ہے وہ یہ کہ مستقبل میں کوئی کام کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے یہ قسم توڑنے سے گناہ اور کفارہ دونوں لازم ہیں ۔

باب جب بھول کر قسم توڑ دی

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! تمہیں اس پر گناہ نہیں جو تم بھول کر کرو اور فرمایا اس کے سبب میرا مؤاخذہ نہ کر جو میں نے بھول کر کیا ،،

۶۲۸۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۲۸۳ — حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ الْهَيْثَمِ اَوْ مُحَمَّدٌ عَنْهُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ شِهَابٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ عِيْسٰى بْنُ طَلْحَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ اِذْ قَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ كُنْتُ اَحْسِبُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَذَا اَوْ كَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ قَامَ اٰخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنْتُ اَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا لِهٰؤُلَاۤءِ الثَّلٰثِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْعَلْ وَلَا حَرَجَ لَهُنَّ كُلِّهِنَّ يَوْمَئِذٍ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا قَالَ اِفْعَلْ وَلَا حَرَجَ —

نے فرمایا،، اللہ تعالیٰ نے میری امت سے وسوسے اور ان کے دل کی باتوں سے درگزر کیا ہے جب وہ اس پر عمل نہ کریں یا کلام نہ کریں۔

۶۲۸۲ — شرح : یعنی شئی کے وجود ذہنی کا کوئی اعتبار نہیں۔ اعتبار صرف وجود قولی کا ہے جن کا تعلق قولیات سے ہے یا وجود عملی کا اعتبار ہے جس کا تعلق عملیات سے ہے اور اگر گناہ پر اصرار کیا تو اصرار کرنے پر عذاب دیا جائے گا۔ معصیت پر عذاب نہ دیا جائے گا، کیونکہ معصیت پر اصرار وسوسہ نہیں اور نہ ہی دلی خیال ہے بلکہ یہ قلب کا عمل ہے۔ واللہ اعلم!

۶۲۸۳ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو بن عاص نے بیان کیا کہ ایک وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نحر کے روز خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آپ کے آگے کھڑا ہوگیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں گمان کرتا تھا کہ فلاں فلاں رکن فلاں فلاں رکن سے پہلے ہے پھر دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں گمان کرتا تھا کہ فلاں فلاں رکن فلاں فلاں رکن سے پہلے ہے ان تین رکنوں کے متعلق کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کرو کچھ حرج نہیں اسی روز تینوں کے لئے فرمایا اس دن کسی سے متعلق نہ پوچھا گیا مگر فرمایا کرو کوئی حرج نہیں

۶۲۸۳ — شرح : یعنی ان تین ارکان، ذبح، حلق اور طواف کے متعلق فرمایا کہ مقبول کر تقدیم

۶۲۸۴ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ لَاحَرَجَ قَالَ اٰخَرُ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ قَالَ لَاحَرَجَ قَالَ اٰخَرُ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ لَاحَرَجَ

۶۲۸۵ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يُصَلِّيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَجَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى

تاخیر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (حدیث ۸۱ ج ا کی شرح دیکھیں)

۶۲۸۴ ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے پتھر مارنے سے پہلے طواف زیارت کر لیا ہے حضور نے فرمایا کوئی حرج نہیں ایک اور نے کہا میں نے رمی (پتھر مارنے) سے پہلے ذبح کر دیا ہے فرمایا کوئی حرج نہیں

۶۲۸۴ ـــ شرح: خطاء کرنے والے اور بھولنے والے پر کوئی گناہ نہیں اور نہ ہی ان پر کوئی مؤاخذہ ہے۔ بعد میں آنے والی احادیث سے یہی واضح ہوتا ہے کہ فرض کے ادا کرنے میں بھول کر تقصیر ہو جانے پر مؤاخذہ نہیں ہے۔ اور ناسی اور مخطی سے قلم مرتفع ہے۔

۶۲۸۵ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آیا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے کونہ میں تشریف فرما تھے۔ وہ شخص آیا اور آپ کو سلام عرض کیا حضور نے اسے فرمایا لوٹ جا اور نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی اس نے تیسری بار عرض کیا آپ مجھے نماز کی تعلیم دیں فرمایا جب نماز کے لئے کھڑا

ثُمَّ سَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ فَاَعْلِمْنِي قَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ وَاقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاْسَكَ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاْسَكَ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ وَتَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلٰوتِكَ كُلِّهَا

ہونے کا ارادہ کرے تو پورا وضو کر پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہو اور تکبیر تحریمہ کہہ اور جس قدر تجھے آسان ہو پڑھ پھر رکوع کر یہاں تک کہ اطمینان سے رکوع کرے پھر اپنا سر اٹھا حتیٰ کہ قیام میں سیدھا کھڑا ہو جائے پھر سجدہ کر حتیٰ اطمینان سے سجدہ کرے پھر سر اُٹھا حتیٰ کہ اطمینان سے کھڑا ہو جائے پھر ساری نماز اس طرح کر۔

۶۲۸۵ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں جلسۂ استراحت نہیں جس کے امام شافعی رحمہ اللہ پہلی اور تیسری رکعت کے بعد قائل ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں مذکور تعلیم سے مقصود نماز کے فرض اور واجبات بیان کرنا ہے۔ جلسۂ استراحت واجبات سے نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ رکوع وسجود اور قومہ وجلسہ بھی تو اسی قبیلے سے ہیں۔ اس حدیث سے امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ نماز میں وہ قرأت جائز ہے جو آسان ہو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث کی عنوان سے مناسبت کس طرح ہے، حالانکہ اس میں قسم کا ذکر نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث ۷۲۶ ج : ا یہی حدیث ہے اس میں قسم کا ذکر ہے؛ چنانچہ اس شخص نے کہا "والذی بعثک بالحق" ، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس کے سوا نماز اچھی نہیں پڑھ سکتا" اس سے حدیث اور ترجمہ میں مناسبت واضح ہے (حدیث ۷۲۶ ج : ا کی شرح دیکھیں)

۴۲۸۶ ــــ حدثنی فروۃ بن ابی المغراء قال حدثنا علی ابن مسھر عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت ھزم المشرکون یوم احد ھزیمۃ تعرف فیھم فصاح ابلیس ای عباد اللہ اخراکم فرجعت اولاھم فاجتلدت ھی و اخراھم فنظر حذیفۃ بن الیمان فاذا ھو بابیہ فقال ابی ابی فواللہ ما انحجزوا حتی قتلوہ فقال حذیفۃ غفر اللہ لکم قال عروۃ فواللہ ما زالت فی حذیفۃ منھا بقیۃ حتی لقی اللہ

۴۲۸۶ ــــ **ترجمہ** : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جنگِ اُحد میں مشرک لوگ شکست کھا گئے اُن میں یہ شکست معروف تھی علانیہ شکست ہوئی، شیطان لعین زور سے چلایا اے اللہ کے بندو! اپنے پیچھے لوگوں کا خیال کرو وہ پیچھے کی طرف پلٹے وہ اور پچھلے باہم ایک دوسرے سے مصروف پیکار ہو گئے ۔ حذیفہ بن یمان نے دیکھا کہ اچانک اس کا والد اس جماعت میں ہے ۔ حذیفہ نے کہا میرا باپ ہے میرا باپ ہے ۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ کی قسم! لوگ نہ رُکے حتی کہ اس کو قتل کر دیا ۔ حذیفہ نے کہا اللہ تمہیں معاف کرے ۔ عروہ نے کہا بخدا! باقی عمر حذیفہ کو ہمیشہ یہ غم رہا حتی کہ وفات پا گئے ۔

۴۲۸۶ ــــ **شرح** : یعنی جنگِ اُحد میں مشرکوں کو علانیہ شکست ہوئی جو اُن میں معروف تھی اس وقت شیطان نے حیلہ سازی کی اور بلند آواز سے چلایا اور مسلمانوں سے کہا اے اللہ کے بندو ان لوگوں سے ڈرو جو تمہارے پیچھے ہیں اور ان کو قتل کرو اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو قتل کریں ، چنانچہ پہلے لوگ واپس لوٹے اور یہ گمان کیا کہ پچھلے مشرک ہیں ، چنانچہ مسلمانوں کی دونوں جماعتیں ایک دوسری پر پلٹ پڑیں اور گھمسان کی لڑائی میں حذیفہ کے والد بھی قتل ہو گئے اور وہ بقیہ ساری زندگی باپ کے قتل سے غمناک رہے ۔ ہو سکتا ہے کہ شیطان نے مشرکوں کو للکارا ہو ، چنانچہ اُنہوں نے پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور جنگ کا پانسہ بدل گیا ۔

٦٢٨٧ — حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَوْفٌ عَنْ خِلَاسٍ وَمُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ

٦٢٨٨ — حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ فَمَضٰى فِي صَلٰوتِهٖ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ انْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيمَهُ فَكَبَّرَ فَسَجَدَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ وَسَلَّمَ

٦٢٨٧ — ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بھول کر کھا لیا، حالانکہ وہ روزے سے تھا وہ اپنا روزہ پورا کرے اس کو اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔

٦٢٨٨ — ترجمہ: عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور پہلی دو رکعتوں میں بیٹھنے سے پہلے کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھتے رہے جب نماز پوری کر لی تو لوگوں نے سلام کا انتظار کیا۔ حضور نے تکبیر کہی اور سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ کیا پھر سر مبارک اٹھایا پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا پھر سر مبارک اُٹھایا اور سلام پھیر دیا۔

٦٢٨٨ — شرح: اس حدیث کی اور اس سے پہلی حدیث کی عنوان سے مناسبت لفظ "ناسیا" میں ہے۔

(سجود سہو کے باب میں حدیث ۱۱۵۴ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۲۸۹ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ سَمِعَ عَبْدَ الْعَزِيْزِ بْنَ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ صَلٰوةَ الظُّهْرِ فَزَادَ اَوْ نَقَصَ مِنْهَا قَالَ مَنْصُوْرٌ لَا اَدْرِىْ اِبْرَاهِيْمُ وَهِمَ اَمْ عَلْقَمَةُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ اَمْ نَسِيْتَ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَاتَانِ السَّجْدَتَانِ لِمَنْ لَا يَدْرِىْ زَادَ فِىْ صَلٰوتِهٖ اَوْ نَقَصَ فَيَتَحَرَّى الصَّوَابَ فَيُتِمُّ مَا بَقِىَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ

۶۲۸۹ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ظہر کی نماز پڑھائی تو اس میں کچھ زیادتی یا کمی کی منصور نے کہا معلوم نہیں ابراہیم نے وہم کیا ہے یا علقمہ نے کیا ہے۔ راوی نے کہا عرض کیا گیا : یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ! نماز چھوٹی ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں فرمایا کیا چیز ہے؟ لوگوں نے کہا آپ نے ایسی ایسی نماز پڑھی ہے۔ راوی نے کہا حضور نے لوگوں کے ساتھ دو سجدے کئے پھر فرمایا یہ دو سجدے اس شخص کے لئے ہیں جس کو یہ معلوم نہ ہو کہ اُس نے نماز میں زیادتی کی ہے یا کمی کی ہے وہ درستی کا قصد کرے اور جو باقی رہ گئی ہو اس کو پورا کرے پھر دو سجدے کرے۔

۶۲۸۹ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ۱۱۵۸ ج : ۲ میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا تو ذوالیدین نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ! نماز چھوٹی ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں۔ اس سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں نقصان ہُوا تھا۔ کرمانی نے ان دونوں حدیثوں میں اتفاق کی یہ صورت ذکر کی کہ اس حدیث میں غلط ہے کتاب الصلوٰۃ میں اس طرح ہے کہ " اَحَدَثَ فِى الصَّلٰوةِ شَىْءٌ "، کیا نماز میں کوئی نئی شئی پیدا ہوئی ہے؟ یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ یہاں قصر کا لازم معنٰی مراد ہے اور وہ تغیّر ہے گویا کہ کہا کیا نماز میں کوئی تغیّر واقع ہُوا ہے؟ یعنی یہ تردد اس روایت میں ہے جو کتاب الصلوٰۃ میں ہے کہ کیا نماز میں کوئی شئی

۶۲۹۰ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ حَدَّثَنَا اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا قَالَ كَانَتِ الْاُوْلٰى مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ كَتَبَ اِلَيَّ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَكَانَ عِنْدَهُمْ ضَيْفٌ لَهُمْ فَاَمَرَ اَهْلَهٗ اَنْ يَّذْبَحُوْا قَبْلَ اَنْ يَّرْجِعَ لِيَاكُلَ ضَيْفُهُمْ فَذَبَحُوْا قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّعِيْدَ الذَّبْحَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ عَنَاقٌ جَذَعٌ عَنَاقُ لَبَنٍ هِيَ خَيْرٌ مِّنْ شَاتَيْ لَحْمٍ وَكَانَ ابْنُ عَوْنٍ يَقِفُ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ عَنْ حَدِيْثِ الشَّعْبِيِّ

۶۲۹۰ ترجمہ : سعید بن جبیر نے کہا میں نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے کہا ابن عباس نے کہا مجھ سے اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کریمہ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا (موسیٰ علیہ السلام نے کہا اس چیز میں مجھ سے مواخذہ نہ کریں اور میرے کام میں تنگی نہ کریں،، کی تفسیر میں فرمایا: موسیٰ علیہ السلام سے پہلی مخالفت بھول نے کے باعث تھی۔ ابوعبداللہ بخاری نے کہا محمد بشار نے مجھے لکھا کہ معاذ بن معاذ نے ہمیں خبر دی کہ ابن عون نے شعبی کے ذریعہ کہا کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جبکہ اُن کے پاس ان کا مہمان تھا انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ ان کے واپس آنے تک ذبح کریں تاکہ مہمان کھانا کھائیں۔ انہوں نے نماز سے پہلے ہی ذبح کر دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا تو حضور نے اسے حکم دیا

وَيُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيثِ وَيَقِفُ فِي هٰذَا الْمَكَانِ وَيَقُولُ لَا أَدْرِي أَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ غَيْرَهُ أَمْ لَا رَوَاهُ أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۲۹۱ ـــــ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ عِيدٍ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ قَالَ مَنْ ذَبَحَ فَلْيُبْدِلْ مَكَانَهَا وَمَنْ لَمْ يَكُنْ ذَبَحَ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ

کہ قربانی کا اعادہ کریں۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس بکری کا بچہ ہے جو گوشت کی دو بکریوں سے بہتر ہے۔ ابن عون شعبی کے طریقہ سے بیان کرتے ہوئے اس جگہ ٹھہر جاتے تھے۔ اور محمد بن سیرین سے اس حدیث کی مثل روایت کرتے تھے اور کہتے تھے معلوم نہیں کہ دوسروں کو بھی یہ رخصت پہنچی ہے یا نہیں۔ اس کو ایوب نے ابن سیرین، انس کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

۶۲۹۰ ـــــ شرح : حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر تشریع امر اور اجراء حکم کے لئے نسیان جائز ہے لیکن اس میں استقرار نہیں ہوتا حکم جاری ہوتے ہی نسیان رفع ہوجاتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب العید میں ہے کہ ابو بردہ بن نیار نے ذبح کا حکم دیا تھا۔ اس حدیث میں براء بن عازب مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ابو بردہ براء بن عازب کے ماموں ہیں اور وہ ایک ہی مکان میں رہتے تھے لہٰذا اس واقعہ کی نسبت کبھی اپنی طرف کرتے ہیں کبھی اپنے ماموں کی طرف کر دیتے ہیں۔ اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ وقت ذبح جاہل ناسی کی طرح ہے۔

۶۲۹۱ ـــــ ترجمہ : ترجمہ : جندب نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے عید کی نماز پڑھی پھر خطبہ دیا پھر

بَابُ الْيَمِيْنِ الْغَمُوْسِ وَلَا تَتَّخِذُوْا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا اِلٰى عَذَابٌ عَظِيْمٌ دَخَلًا مَكْرًا وَّخِيَانَةً

۶۲۹۲ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا فِرَاسٌ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا فِرَاسٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَبَائِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ

فرمایا جس نے (نماز سے پہلے) ذبح کیا وہ اس کا بدل اور ذبح کرے اور جس نے ذبح نہیں کیا وہ اللہ کے نام سے ذبح کرے۔

۶۲۹۱ ـــ شرح : براء اور جندب حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ ذبح کے وقت میں حکم سے جاہل اور ناسی برابر ہیں۔

(حدیث ۹۱۲-۹۱۳ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب جھوٹی قسم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اپنی قسموں کو آپس میں مکر و خیانت نہ بناؤ کہ اس کے ثبوت کے بعد تمہارے قدم پھسل جائیں اور اللہ کی راہ سے روکنے کے سبب تم بُرا عذاب چکھو اور تمہارے لئے دردناک عذاب ہو۔ دَخَلًا بمعنی مکر و خیانت ہے "

۶۲۹۲ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کبیرے گناہ اللہ کا شریک بنانا اور والدین کی نافرمانی کرنا، جان کو قتل کرنا، اور جھوٹی قسم ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اِلٰی قَوْلِهٖ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وقوله وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِاَیْمَانِکُمْ الآیة وقوله وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا الآیة وقوله وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِهَا الآیة

۶۲۹۲ — **شرح** : کبائر کبیرہ کی جمع ہے۔ اس حدیث میں کبائر چار ذکر کئے، حالانکہ بعض روایات میں سات اور بعض میں دس مذکور ہیں لیکن یہ تضاد نہیں کیونکہ ایک عدد کا ذکر دوسرے کے منافی نہیں ہوتا۔ جبکہ اقل اکثر میں داخل ہوتا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعے قلیل قیمت خریدتے ہیں۔ ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ قیامت میں اللہ اُن سے کلام نہ کرے گا اور نہ ہی ان کو گناہوں سے پاک کرے گا ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا نشان نہ بناؤ کہ تم نیکی پرہیزگاری اور لوگوں میں صلح کرنے کی قسم کرلو اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کے عہد کے ذریعہ تھوڑی قیمت نہ لو جو اللہ کے پاس ہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔ جب تم اللہ سے عہد کرو تو اس کا عہد پورا کرو اور قسموں کو مضبوط کرنے کے بعد نہ توڑو، حالانکہ تم نے اپنے اُوپر اللہ کو کفیل بنایا ہے۔

۶۲۹۳ ـــــ حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنِ صَبْرٍ لِیَقْتَطِعَ بِھَا مَالَ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ لَقِیَ اللّٰہَ وَھُوَ عَلَیْہِ

شرح : ان ایات سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ اشارہ کیا ہے کہ یمین غموس میں کفارہ نہیں، کیونکہ ان میں کفارہ کہیں بھی ذکر نہیں۔ جمہور نے انہی آیات سے یمین غموس میں عدم کفارہ پر استدلال کیا ہے۔ کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یمین کا مقصود ذکر کیا ہے جو گناہ اور عصیان ہے۔ اس میں کفارہ ذکر نہیں کیا اگر اس میں کفارہ ہوتا تو یمین منعقدہ کی طرح ذکر کیا جاتا جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمین منعقدہ میں فرمایا فَلْیُکَفِّرْ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَلْیَاْتِ الَّذِیْ ھُوَ خَیْرٌ۔ قولہ عُرْضَۃً الخ یعنی اپنی قسموں کو نیکی، تقوی اور اصلاح سے مانع کی علت نہ بناؤ۔ عبداللہ بن رواحہ نے اپنے بہنوئی نعمان بن بشیر کے گھر جانے اور اُن سے کلام کرنے اور اُن کے خصوم کے ساتھ ان کی صلح کرانے سے قسم کھائی تھی جب اس کے متعلق اُن سے کہا جاتا تھا۔ تو کہہ دیتے تھے کہ میں قسم کھا چکا ہوں اس لئے یہ کام نہیں کرسکتا اس بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور نیک کام سے قسم کھا لینے کی ممانعت فرمائی گئی۔

۶۲۹۳ ـــــ **ترجمہ :** عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جھوٹی قسم کھائی کر اس کے سبب مسلمان آدمی کا مال روک لے وہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا حالانکہ وہ اس پر سخت غضبناک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق نازل فرمائی وہ بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعے تھوڑی قیمت لیتے ہیں الآیۃ پس اشعث بن قیس آئے اور کہا تم سے ابوعبدالرحمٰن کیا بیان کرتا ہے؟ لوگوں نے کہا ایسا ایسا کہتے ہیں۔

غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَدَخَلَ الْاَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ مَا حَدَّثَكُمْ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالُوْا كَذَا وَكَذَا فَقَالَ فِيَّ اُنْزِلَتْ كَانَتْ لِيْ بِئْرٌ فِيْ اَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِّيْ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَيِّنَتُكَ اَوْ يَمِيْنُهٗ قُلْتُ اِذَنْ يَّحْلِفُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ وَّهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ يَّقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ

اشعث نے کہا میرے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے۔ میرے چچے کے بیٹے کی زمین میں میرا کنواں تھا۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا گواہ پیش کرو یا وہ قسم کھائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ قسم کھا جائے گا۔ حضور نے فرمایا جو جھوٹی قسم کھائے کہ اس کے ذریعہ مسلمان آدمی کا مال روک لے وہ قیامت میں اللہ سے ملے گا؛ حالانکہ وہ اس پر سخت غضبناک ہوگا۔

۴۲۹۳۔ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سورۂ آلِ عمران کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ یہ اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی۔ جس نے عصر کے بعد سامان فروخت کرنے کی غرض سے جھوٹی قسم کھائی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے یہ آیت دونوں مواقع میں ایک ہی وقت نازل ہوئی۔ اس کے لفظ عام ہیں دونوں مواقع کو شامل ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ہے کہ اشعث داخل ہوا۔ کتاب میں ہے کہ اشعث ہمارے پاس آیا اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ایک مقام سے نکلے

بَابُ الْیَمِیْنِ فِیْ مَا لَا یَمْلِکُ وَفِی الْمَعْصِیَةِ وَالْیَمِیْنِ فِی الْغَضَبِ

۶۲۹۴ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ اَرْسَلَنِیْ اَصْحَابِیْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْأَلُهُ الْحُمْلَانَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَحْمِلُکُمْ عَلٰی شَیْءٍ وَّافَقْتُهٗ وَهُوَ غَضْبَانُ فَلَمَّا اَتَیْتُهٗ قَالَ انْطَلِقْ اِلٰی اَصْحَابِکَ فَقُلْ اِنَّ اللّٰهَ اَوْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ یَحْمِلُکُمْ

اور دوسرے مکان میں داخل ہوئے جہاں لوگ تھے۔

قولہ یمینہ یعنی تمہارا گواہ مطلوب ہے یا اس کی قسم مطلوب ہے۔ اگر تمہارے پاس گواہ نہیں تو اس کی قسم مطلوب ہے۔

باب اس شئ میں قسم کھانا جس کا مالک نہ ہو معصیت اور غصّہ میں قسم کھانا،،

یعنی اس بارے میں قسم کھانا جس کا مالک نہ ہو۔ معصیت اور غصّہ کی حالت میں قسم کھانا اس باب کے یہ تین عنوان ہیں۔ تو اسی ترتیب پر تین احادیث ذکر کی ہیں جن سے ہر ایک کا حکم سمجھا جاتا ہے۔

۶۲۹۴ — ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے میرے ساتھیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بھیجا کہ میں آپ سے سواریاں مانگوں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا بخدا! میں تمہیں کسی شئ پر سوار نہ کروں گا میں نے حضور کو اس حال میں پایا کہ

آپ غصہ میں تھے۔ جب میں آپ کے پاس آیا " حضور کے بلانے کے بعد" تو فرمایا اپنے ساتھیوں کے پاس جاؤ اور کہو اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو سوار کرتا ہے۔

۶۲۹۴ — شرح : حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی کہ اشعریوں کو سواریاں نہ دیں گے اس وقت جو انہوں نے مانگا آپ اس کے مالک نہ تھے پھر جب اس کے بعد آپ کے پاس اونٹ آئے تو حضرت بلال کو بھیجا کہ ان کو بلائیں اور ان کو چھ اونٹ دیئے پھر قسم سے عذر کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی قسم منعقد ہوگئی تھی عینی نے ابن بطال سے نقل کیا کہ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی آدمی یہ قسم کھائے کہ وہ ہبہ نہ کرے گا نہ صدقہ کریگا اور نہ ہی غلام آزاد کرے گا حالانکہ اس وقت کسی شئ کا مالک نہیں پھر اس کے بعد مال آجائے تو ہبہ، صدقہ اور آزاد کرے تو فقہاء کی ایک جماعت کے نزدیک اس پر کفارہ لازم ہے جیسے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشعریوں سے کیا تھا کہ آپ قسم سے حلال ہوئے اور بہتر کام کیا۔ اور اگر قسم کھائی کہ جب تک اس کے پاس کوئی شئ نہ ہو وہ ہبہ نہ کریگا اور نہ ہی صدقہ کرے گا اور یہ افعال نہ کرنے کی عدم کو علت بنایا پھر اس کے بعد اسے مال حاصل ہوگیا اور ہبہ اور صدقہ کیا تو فقہا کے نزدیک اس پر کفارہ لازم نہیں؛ کیونکہ یہ قسم مال کے عدم کی حالت میں واقع ہوئی تھی وجود کی حالت میں نہ تھی

جمہور فقہاء غاضب پر کفارہ لازم کرتے ہیں اور اس کے غصہ کو قسم کا مؤکد قرار دیتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ غضب کی حالت میں یمین لغو ہے۔ اس میں کفارہ نہیں۔ مسروق اور شعبی سے مروی ہے کہ غصہ کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی اور نہ ہی عتاق صحیح ہے اس کی دلیل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "لا طلاق فی اغلاق ولا عتق قبل ملك لیکن اشعریوں کی حدیث اس قول کا رد ہے؛ کیونکہ شارع علیہ السلام نے قسم کھائی؛ حالانکہ آپ غصہ میں تھے پھر فرمایا " اللہ کی قسم اب قسم نہیں کھاتا ہوں پھر اس کا غیر بہتر پاتا ہوں تو بہتر کرتا ہوں اور قسم کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں اور لا طلاق فی اغلاق " والی حدیث ثابت نہیں اور نہ ہی یہ اشعریوں کی حدیث کا معارضہ کرسکتی ہے (عینی) (حدیث ۴۱۱۴ ج : ۶ کی شرح دیکھیں)

۶۲۹۵ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوا كُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا فِي بَرَاءَتِي قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَاللّٰهِ لَا أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا

۶۲۹۵ ـــ ترجمہ : زہری نے کہا میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیّب، علقمہ بن وقاص اور عُبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سُنی جبکہ اُن کے بارے میں بہتان سازوں نے جو کچھ کہا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس بہتان سے پاک کیا جو کچھ اُنہوں نے کہا تھا۔ ان میں سے ہر ایک نے مجھے حدیث کا کچھ حصّہ بیان کیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ "، دس آیات نازل فرمائیں وہ تمام میری برآءت کے بارے میں تھیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا جبکہ وہ مسطح پر اُن کے ساتھ اس کی قرابت کی وجہ سے خرچ کیا کرتے تھے۔ خُدا کی قسم میں مسطح پر کبھی خرچ نہیں کروں گا۔ یہ اس کے بعد کہا جو مسطح نے ام المؤمنین کے بارے میں کہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ یاتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِى الْقُرْبٰى اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ "، تم میں سے فضل و کمال اور فراخی مال والے قسمیں نہ کھائیں کہ وہ اپنے اقارب پر خرچ نہ کریں گے۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تم کو بخشے"، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم کیوں نہیں۔ ہم یہ پسند کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں بخشے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر مسطح پر خرچ کرنا شروع کر دیا اور کہا اللہ کی قسم! میں مسطح سے خرچہ کبھی بند نہیں کروں گا۔

بَعْدَ الَّذِیْ قَالَ لِعَائِشَةَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰی اَلْاٰیَۃَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ بَلٰی وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لِیْ فَرَجَعَ اِلٰی مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِیْ کَانَ یُنْفِقُ عَلَیْهِ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَنْزِعُهَا عَنْهُ اَبَدًا

۴۲۹۶ ـــــ **حَدَّثَنَا** اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ کُنَّا عِنْدَ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ

۴۲۹۵ ـــــ شرح : مِسْطَحْ بن اثاثہ قرشی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ کی بیٹی سلمی کے بیٹے ہیں یہ بھی اُن لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھا تھا۔ اس حدیث کی عنوان کے جزو ثانی سے مطابقت اس طرح ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا وَاللّٰهِ لَا اُنْفِقُ عَلٰی مِسْطَحٍ شَیْئًا اَبَدًا ، بخدا میں مسطح کبھی بھی کچھ خرچ نہ کروں گا۔ یہ معصیت میں قسم ترک کرنے کے مطابق ہے کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ وہ مسطح پر خرچ نہیں کریں گے جبکہ اُس نے ام المؤمنین پر بہتان لگایا تھا یہ ان کی ترکِ طاعت پر قسم تھی اس لئے ان کو قسم پر قائم رہنے سے منع کیا گیا پس اس میں بطریق اولیٰ فعلِ معصیت پر قسم کھانے سے ممانعت ہے

مِسْطَح بکسر المیم واسکان السین ہے طاء مفتوح ہے۔ یہ قرشی ہیں ان کی والدہ سلمیٰ ہے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ کی لڑکی ہے۔ جن لوگوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا تھا اُن میں سے مسطح بھی تھے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہ کی براءت نازل ہونے پر اصحاب افک کو حد لگائی تھی۔ جن میں مسطح بھی شامل تھے۔

اس حدیث میں ام المؤمنین کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ ان کی برأت کا اللہ نے اعلان کیا اور اُن کے ذریعہ عام پاکدامن عورتوں کی بھی بھلائی ہوئی۔ پھر اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بھی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اولوالفضل فرمایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حدیث ۳۸۲۵ ج ۶،

۴۲۹۶ ـــــ ترجمہ : زہدم نے کہا ہم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ ابوموسیٰ نے کہا میں اشعریوں کے چند لوگوں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نَفَرٍ مِّنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ اَنْ لَّا يَحْمِلَنَا ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ وَّ تَحَلَّلْتُهَا

بَابُ اِذَا قَالَ وَاللّٰهِ لَا اَتَكَلَّمُ الْيَوْمَ

فَصَلّٰى اَوْ قَرَاءَ اَوْ سَبَّحَ اَوْ كَبَّرَ اَوْ حَمِدَ اَوْ هَلَّلَ فَهُوَ عَلٰى نِيَّتِهٖ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْكَلَامِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَقَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت غصہ کی حالت میں پایا ہم نے آپ سے سواریاں طلب کیں آپ نے قسم کھائی کہ ہم کو سواریاں نہیں دیں گے پھر فرمایا اللہ کی قسم! اگر اللہ نے چاہا میں کسی پر قسم نہیں کھاتا پھر اس کے غیر کو اس سے بہتر دیکھتا ہوں مگر وہ کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے اور قسم سے حلال ہو جاتا ہوں۔

۶۲۹۶ — شرح: اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ میں اللہ کی مشیت کے ذریعہ قسم کھاتا ہوں کہ وہ کام کروں پھر اس کے غیر کو اس سے بہتر دیکھتا ہوں تو اس کو اختیار کر لیتا ہوں اور اپنی قسم توڑ دیتا ہوں اور کفارہ ادا کر دیتا ہوں۔

باب جب کسی نے قسم کھائی اللہ کی قسم میں آج کلام نہیں کروں گا

پھر اس نے نماز پڑھی یا قرآن پڑھا یا تسبیح کی یا تکبیر کہی یا الحمد للہ کہا یا لا الٰہ الا اللہ کہا وہ اپنی نیت پر ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو خط لکھا: تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ، مجاہد نے کہا: کلمۃ التقوی لا الٰہ الا اللہ، ہے۔

اِلٰی ھِرَقْلَ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ وَقَالَ مُجَاھِدٌ کَلِمَةُ التَّقْوٰی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ـــــ

شرح الباب : یعنی اگر کلام سے مراد عرف میں کلام ہو تو مذکورۂ اذکار، قرأت اور نماز سے حانث نہ ہوگا اور اگر عام کلام مراد ہو تو ان سے حانث ہو جائے گا۔ صاحب توضیح نے کہا اگر یہ نیت کرے کہ کسی شئی دنیاوی امر کی بات نہیں کرے گا تو تسبیح کرنے سے حانث نہ ہوگا۔ ابن بطال نے کہا قسم کھانے والے کا یہ کہنا کہ وہ آج کلام نہیں کرے گا اس سے مراد لوگوں کا کلام ہے۔ تلاوت و تسبیح پر محمول نہیں۔ احناف کے نزدیک اگر کسی نے قسم کھائی کہ کلام نہ کرے گا تو نماز میں قرآن پڑھنے اور تسبیح کہنے سے حانث نہ ہوگا اگر نماز کے بغیر قرآن پڑھا تو حانث ہو جائے گا۔ قیاس یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں حانث ہو جائے۔ فقیہ ابو اللیث نے کہا اگر عربی کلام میں قسم کھائی تو یہی جواب ہے اور اگر فارسی میں قسم کھائی تو غیر نماز میں قرآن پڑھنے اور تسبیح کہنے سے حانث نہ ہوگا۔

قولہٗ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ! اَفْضَلُ الْکَلَامِ الخ ،، اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ اذکار وغیرہ تمام کلام وکلمہ ہیں لہٰذا ان سے حانث ہو جائے گا اور ان کے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے صفاتِ وجودیہ اور صفات عدمیہ کی طرف اجمالاً اشارہ ہے؛ کیونکہ تسبیح سے اللہ تعالیٰ کی نقائص سے تنزیہہ اور پاکدامنی کی طرف اشارہ ہے اس میں نقصان کی نفی ہے اور تحمید سے اللہ تعالیٰ کے صفات کمالیہ سے موصوف ہونے کی طرف اشارہ ہے اس میں کمال کا اثبات ہے اور "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" ،، میں اصلِ دین اور اساسِ ایمان یعنی توحید کی طرف اشارہ ہے اور "اللہ اکبر" میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ کی معرفت اس کو ہمارے پہچاننے سے زیادہ ہے۔ سُبْحَانَكَ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ ،، اے اللہ تو ہر نقص وعیب سے پاک ہے تیری معرفت کا جو حق ہے ہم نے تجھے نہیں پہچانا،،

قولہ قَالَ اَبُوْ سُفْیَانَ الخ اس میں یہ اشارہ ہے کہ کبھی لفظ کلمہ کا اطلاق کلام پر بھی ہوتا ہے۔ یہ بعض کا کل پر اطلاق ہے، کیونکہ جب لفظ کلمہ کا اطلاق مثلاً "سبحان اللہ والحمد للہ ،، پر ہوا تو اس سے کلام مراد ہوگی جیسے لا الہ الا اللہ پر کلمۂ توحید کا اطلاق ہوتا ہے حالانکہ یہ کئی کلمات پر مشتمل ہے۔

قولہ قال مجاھد الخ ،، اس میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول وَاَلْزَمَهُمْ کَلِمَةَ التَّقْوٰی ،، یعنی لا الہ الا اللہ کلام ہے اس پر کلمہ کا اطلاق کیا ہے۔

۶۲۹۷ — حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ اَبَا طَالِبِ الْوَفَاةُ جَاءَهٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کَلِمَةً اُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰہِ

۶۲۹۸ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

۶۲۹۷ — ترجمہ : سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابو طالب کو موت قریب آئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس آئے اور فرمایا "لا الہ الا اللہ" کہہ دیں اس کلمہ کے سبب میں اللہ کے پاس تمہارے لئے دلیل پیش کروں گا۔

۶۲۹۷ — شرح : یعنی اس حدیث میں لا الہ الا اللہ پر کلمہ کا اطلاق کیا ہے۔ کرمانی نے کہا بخاری کی یہ شرط ہے کہ وہ اس شخص کی روایت ذکر کریں گے جس سے دو راوی روایت کریں حالانکہ مسیّب سے صرف ایک راوی ان کے بیٹے سعید روایت کرتے ہیں اس سے بخاری کا قاعدہ منقوض ہو جاتا ہے۔

۶۲۹۸ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کلمے زبان پہ ہلکے ترازو میں بھارے ہیں اللہ مہربان کو بہت پیارے ہیں وہ یہ ہیں "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ"

۶۲۹۹ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةً وَقُلْتُ أُخْرٰى مَنْ مَاتَ يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا أُدْخِلَ النَّارَ وَقُلْتُ أُخْرٰى مَنْ مَاتَ لَا يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا أُدْخِلَ الْجَنَّةَ

بَابُ مَنْ حَلَفَ أَلَّا يَدْخُلَ عَلٰى أَهْلِهِ شَهْرًا وَكَانَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ

۶۳۰۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا

۶۲۹۹ — ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ فرمایا میں نے کہا دوسرا کلمہ کہا حضور نے فرمایا جو شخص مرے اس حال میں کہ اللہ کا شریک کرتا ہو تو دوزخ میں داخل ہوگا میں نے کہا دوسرا کلمہ یہ ہے کہ جو کوئی اسے اس حال میں کہ اللہ کا شریک نہ کرتا ہو جنت میں داخل ہوگا۔

۶۲۹۹ — شرح : اس میں بھی کلمہ کا کلام بہ اطلاق ہے یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ فرمایا کہ اللہ کا شریک بنانے والا دوزخ میں داخل ہوگا تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس پر قیاس کرتے ہوئے کہا کہ جو اللہ کا شریک نہ بنائے اور اسی حال پر مر جائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ کرمانی نے کہا صحیح عکس یہ تھا کہ عبد اللہ بن مسعود کہتے "جو کوئی مر جائے اس حال میں کہ اللہ کا شریک نہ بناتا ہو وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا، کیونکہ بسا اوقات اللہ کو ایک ماننے والے بھی دوزخ میں داخل ہوں گے لیکن ان کا جنت میں داخل ہونا یقینی ہے اگرچہ سزا بھگتنے کے بعد دیر سے جنت میں داخل ہوں گے۔

باب جس نے قسم کھائی کہ وہ اپنے گھر والوں کے پاس ایک مہینہ نہیں جائے گا جبکہ مہینہ انتیس روز کا ہو —"

سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اٰلٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَائِہٖ وَکَانَتِ انْفَکَّتْ رِجْلُہٗ فَاَقَامَ فِیْ مَشْرُبَۃٍ تِسْعًا وَّعِشْرِیْنَ لَیْلَۃً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اٰلَیْتَ شَھْرًا قَالَ اِنَّ الشَّھْرَ یَکُوْنُ تِسْعًا وَّ عِشْرِیْنَ

بَابُ اِنْ حَلَفَ اَلَّا یَشْرَبَ نَبِیْذًا

فَشَرِبَ طِلَاءً اَوْ سَکَرًا اَوْ عَصِیْرًا لَمْ یَحْنَثْ فِیْ قَوْلِ بَعْضِ النَّاسِ وَلَیْسَتْ ھٰذِہٖ بِاَنْبِذَۃٍ عِنْدَہٗ

۶۳۰۱ — حَدَّثَنِیْ عَلِیٌّ سَمِعَ عَبْدَ الْعَزِیْزِ بْنَ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ

یعنی قسم کھائی کہ ایک مہینہ اپنے گھر والوں کے پاس نہ جائے گا اور اتفاقاً وہ مہینہ انتیس روز کا تھا اس کے بعد گھر میں داخل ہُوا تو حانث نہ ہو گا کیونکہ کبھی مہینہ انتیس روز کا بھی ہوتا ہے یہ اس وقت ہے جبکہ مہینے کے پہلے جزء میں قسم کھائے اگر کچھ دن گزر جانے کے بعد قسم کھائے تو تیس دن پورے کرنے ضروری ہیں۔

۶۳۰۰ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے ایلاء فرمایا جبکہ حضور کا پاؤں شریف اُتر گیا تھا آپ نے بالاخانہ میں انتیس (۲۹) روز قیام فرمایا پھر اُتر آئے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے ایک ماہ ایلاء فرمایا تھا: (آپ نے قسم کھائی تھی کہ ایک ماہ نہیں اُتریں گے) فرمایا یہ مہینہ انتیس روز کا ہے۔

۶۳۰۰ — شرح : ایلاء کے معنی قسم کھانا کے ہیں شرعی ایلاء یہ ہے کہ قسم کھائے کہ وہ اپنی بیوی کے پاس چار ماہ نہ جائے گا اس کا حکم یہ ہے کہ اگر چار ماہ گزرنے سے پہلے بیوی کے پاس چلا گیا تو حانث ہو جائے گا اور قسم کا کفارہ ادا کرے گا اگر چار ماہ گزر گئے تو عورت کو ایک طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی۔ اس حدیث شریف میں ایلاء لغوی مراد ہے۔ جس مہینہ میں حضور نے ایلاء فرمایا تھا وہ انتیس روز کا تھا بظاہر یہ مہینہ پُورا نہیں ہُوا تھا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا مبنیٰ یہ ہے کہ جب مہینہ انتیس روز کا ہو تو اس حلف میں اسی پر محمول ہو گا۔

باب اگر قسم کھائی کہ نبیذ نہ پیئے گا

یعنی اگر کسی نے قسم کھائی کہ نبیذ نہیں پیئے گا اُس نے طلاء یا سکر یا عصیر پی لیا تو بعض لوگوں کے قول میں وہ حانث نہ ہوگا۔ اس کے نزدیک یہ نبیذ نہیں ہیں"

شرح : نبیذ بروزن فَعِیل بمعنی مَنْبُوُذ ہے یہ وہ شربت ہے جو کھجور، مُنَقّٰی، شہد، گندم، جَو، مکی اور چاول وغیرہ سے بنایا جاتا ہے۔ اس کو نبیذ اس لئے کہتے ہیں کہ مذکورہ اشیاء پر پانی ڈالا جاتا ہے تاکہ ان کی شیرینی نکلے وہ نشہ دے یا نہ دے اس کو نَبِیْذ کہتے ہیں۔ اس شراب کو بھی نبیذ کہتے ہیں جو انگور کا نچوڑ ہو جیسے نبیذ کو شراب کہتے ہیں طِلآء" انگور کا پانی ہے جسے پکایا جائے اور دو تہائی باقی رہ جائے اور اگر آدھا باقی رہ جائے تو اس کو منصف کہتے ہیں اگر تھوڑا سا پکایا جائے تو اس کو "باذق" کہتے ہیں جب یہ پکانے سے کھولنے لگیں اور سخت ہو کر جھاگ ماریں تو حرام ہو جاتے ہیں۔ سکر" تر کھجور کا پانی ہے وہ بھی جب کھولنے کے بعد سخت ہو جائے اور جھاگ مارنے لگے تو حرام ہے۔ سکر وہ ہے جو انگور سے نچوڑا جائے۔ عصیر وہ ہے جو کھجور سے نچوڑا جائے"۔

بَعْضُ النَّاسِ

بعض النّاس سے بخاری کی مراد امام ہمام سراج الائمہ حضرت امام ابو حنیفہ اور ان کے ساتھی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اُنہوں نے کہا "طلاء اور عصیر" نبیذ نہیں کیونکہ نبیذ وہ ہے جو پانی میں پھینکا جائے اور اس میں خوب ملا جائے اسی لئے ایک طرف پھینکے ہوئے کو منبوذ کہتے ہیں۔ لہٰذا جس نے یہ قسم کھائی کہ وہ نبیذ نہیں پیئے گا وہ طلاء یا سکر پینے سے حانث نہ ہوگا، کیونکہ یہ دونوں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک عرف میں نبیذ نہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی طلاء سے مراد وہ ہی طلاء ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ پیا کرتے تھے چنانچہ ابن ابی شیبہ نے اپنے اسناد سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ طلاء منصف پیا کرتے تھے اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کی تصویب و درستی ہے اُن پر اعتراض نہیں، کیونکہ اگر یہ امام پر اعتراض ہوتا تو باب کا عنوان اس طرح ذکر نہ کرتے۔ دراصل امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک طلاء، سکر اور عصیر علیحدہ نام سے موسوم ہو چکے ہیں اگرچہ اصل معنی کے اعتبار سے ان پر نبیذ کا اطلاق ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ نبیذ نہ پیئے گا تو عرف میں یہ پینے سے حانث نہ

اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ اَبَا اُسَیْدٍ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْرَسَ فَدَعَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعُرْسِہٖ فَکَانَتِ الْعَرُوْسُ خَادِمَہُمْ فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا سَقَتْہُ قَالَ اَنْقَعَتْ لَہٗ تَمْرًا فِیْ تَوْرٍ مِنَ اللَّیْلِ حَتّٰی اَصْبَحَ عَلَیْہِ فَسَقَتْہُ اِیَّاہُ ۶۳۰۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

ہوگا، کیونکہ عرف میں ان کو نبیذ نہیں کہا جاتا بلکہ ان کا علیحدہ نام ہے۔ اگرچہ اصل معنی کے لحاظ سے حانث ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اس میں امام ہمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۳۰۱ — ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابو اُسید نے شادی کی تو حضور کو اپنی شادی پہ بلایا تو ان کی نئی دلہن ان کی خدمت کر رہی تھی۔ سہل نے لوگوں سے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس نے کیا پلایا تھا؟ اُس نے حضور کے لئے رات کو پتھر کے برتن میں کھجوریں بھگو رکھی تھیں حتیٰ کہ جب صبح ہوئی تو آپ کو وہ پلایا۔

۶۳۰۱ — شرح: بعض علماء نے کہا سہل کی حدیث امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر ردّ ہے۔ اس کی تقریر یہ ہے کہ سہل نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ نئی دلہن نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبیذ پلایا تھا جو رات کو کھجوریں پانی میں بھگو رکھی تھیں یہ نبیذ پینا جائز ہے، چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رات کو کھجوریں بھگوئی جاتی تھیں تو وہ دن میں پیتے تھے اور جو دن کو بھگوئی جاتی تھیں وہ رات کو پیتے تھے۔ لیکن دراصل یہ امام پر ردّ نہیں کیونکہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھجور کے پانی کو نبیذ ہی کہتے ہیں۔ اُنہوں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ طلاء سکر اور عصیر عرف میں علیحدہ ناموں سے موسوم ہو چکے ہیں۔ اس لئے عرف میں انہیں نبیذ نہیں کہا جاتا جبکہ قسموں کا دارومدار عرف پہ ہوتا ہے۔ اسی لئے اصل معنی کے اعتبار سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یہ پینے سے حانث ہوجاتا ہے۔

۶۳۰۲ — ترجمہ: ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری بکری مرگئی۔ ہم نے اس کی کھال دباغت کی پھر ہمیشہ

مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا ثُمَّ مَا زِلْنَا نَنْبِذُ فِيْهِ حَتّٰى صَارَ شَنًّا

بَابُ اِذَا حَلَفَ اَنْ لَّا يَأْتَدِمَ فَاَكَلَ تَمْرًا بِخُبْزٍ وَمَا يَكُوْنُ مِنَ الْاُدُمِ

اس میں نبیذ بناتے رہے حتی کہ وہ پرانی ہو گئی"

شرح : اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اس کھال میں جو کھجوریں ڈالتے تھے ان کو نبیذ کہتے ہیں اس میں اُن کا رد ہے جو اس کو نبیذ نہیں کہتے ہیں

۶۲۰۲

باب جس نے قسم کھائی کہ سالن نہیں کھائے گا اُس نے روٹی کے ساتھ کھجور کھالی اور کس چیز سے سالن ہوتا ہے

اس باب کے دو عنوان ہیں دونوں میں حکم بیان نہیں کیا کیونکہ دونوں کا حکم احادیث مذکورہ سے معلوم ہو جاتا ہے؛ چنانچہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے جَو کی روٹی کا ٹکڑا ہاتھ میں لیا اور اس پر کھجور رکھ کر فرمایا یہ اس کا سالن ہے اور کھانا شروع کیا اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز گھر میں روٹی کے بغیر پائی جائے وہ سالن ہے تر کھجور ہو یا خشک کھجور ہو لہٰذا اگر کسی نے قسم کھائی کہ سالن نہیں کھائے گا تو روٹی کھجور کے ساتھ کھانے سے حانث ہو جائے گا لیکن اس کا محمل یہ ہے کہ اس زمانہ میں لوگ اقتصادی حالت کمزور ہونے کے باعث کھجور پر ہی گزارہ کرتے تھے اس کے علاوہ اور اشیاء پر قدرت اُن کی ہمت سے باہر تھی البتہ تھوڑے لوگ تھے جن کو رزق میں وسعت حاصل تھی ۔

باب کے دوسرے عنوان میں اہل علم میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے ۔ امام ہمام ابو حنیفہ اور ابو یوسف

۶۲۰۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُومٍ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ فَقَالَ ابْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِعَائِشَةَ بِهٰذَا ۶۲۰۴ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ

رضی اللہ عنہا نے فرمایا سالن وہ ہے جس سے روٹی مل کر کھائی جائے جیسے تیل، شہد، نمک اور سرکہ وغیرہ اور جس سے مل کر نہ کھائی جائے اس کو سالن نہیں کہا جاتا جیسے بریاں گوشت پنیر اور انڈہ وغیرہ لیکن امام محمد نے فرمایا یہ بھی سالن ہے یہی امام مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ فرماتے ہیں ایک روائت کے مطابق امام ابو یوسف بھی یہی فرماتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نمک کے ساتھ روٹی کیسے ملی جاتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نمک منہ میں پگل جانے سے روٹی کے ساتھ خلط ملط ہو جاتا ہے۔ دراصل قسم کے بارے میں ہر قوم کے عرف کا اعتبار ہے۔

۶۲۰۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آل محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے گندم کی سالن والی روٹی تین دن سیر ہو کر نہیں کھائی حتی کہ حضور اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم سے جا ملے،، ابن کثیر نے کہا سفیان نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روائت کی کہ انہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کے بعد یہ پوچھا،،

۶۲۰۳ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ کھجور اکثر اوقات سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہوتی تھی اور اسی سے سیر ہوتے تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ روٹی کھجور کے ساتھ کھاتے تھے یہی ان کا سالن تھا۔ قولہ قال ابن کثیر،، یعنی عبدالرحمٰن کے والد عابس نے ام المؤمنین سے پوچھا اس سے عنعنہ کا وہم دور کیا ہے۔

۶۲۰۴ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضعیف آواز سنی ہے میں نے

سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ
مَالِكٍ قَالَ قَالَ اَبُو طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا اَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ
فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ ثُمَّ اَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ
ثُمَّ اَرْسَلَتْنِي اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... اَرْسَلَكَ اَبُو طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهُ قُومُوا فَانْطَلَقُوا وَانْطَلَقْتُ
بَيْنَ اَيْدِيهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اَبُو طَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ
قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ
فَقَالَتْ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُو طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُو طَلْحَةَ حَتّٰى دَخَلَا فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّي يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ
الْخُبْزِ قَالَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ

قَالَ فَذَهَبْتُ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس میں بھوک کا اثر پایا ہے کیا تمہارے پاس "کھانے کی" چیز ہے اُم سلیم نے کہا ہاں اور جَو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اپنا دوپٹہ لیا اور اس کے ایک طرف لپیٹ دیں پھر مجھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا میں گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد شریف میں پایا جبکہ آپ کے ساتھ چند لوگ تھے میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والے لوگوں سے فرمایا اُٹھو پس وہ سب چل پڑے اور میں اُن کے آگے آگے چلا حتیٰ کہ ابوطلحہ کے پاس آیا اور انہیں خبر دی "کہ حضور سب لوگوں کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔

اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَّهَا فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُولَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ حَتّٰى شَبِعُوا وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ أَوْ ثَمَانُونَ رَجُلًا

بَابُ النِّيَّةِ فِي الْأَيْمَانِ

۶۳۰۵ ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ

ابوطلحہ نے کہا اے اُمِّ سُلیم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں، حالانکہ ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں جو انہیں کھلائیں ام سلیم نے کہا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانیں ابوطلحہ چلے حتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوطلحہ آئے حتی کہ گھر میں داخل ہوئے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ۔ ام سلیم وہ روٹیاں لے کر آئیں انس نے کہا حضور نے حکم دیا تو روٹیوں کے ٹکڑے کئے گئے اور ام سلیم نے اپنی کپی سے گھی نچوڑا اور ان میں ملایا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اللہ نے چاہا پڑھا پھر فرمایا دس آدمیوں کو اجازت دو کہ آئیں ان کو اجازت دی انہوں نے کھایا اور سیر ہو گئے اور چلے گئے پھر فرمایا اور دس کو اجازت دو انہیں اجازت دی گئی انہوں نے بھی سیر ہو کر کھایا پھر فرمایا اور دس کو اجازت دو تو تمام لوگوں نے سیر ہو کر کھایا جبکہ وہ ستر یا اسی آدمی تھے۔ (حدیث ۳۳۵۰ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

باب قسموں میں نیت کرنا

امام عینی نے مہلب سے نقل کیا کہ اگر قسم بندے اور اللہ کے درمیان ہو تو اتفاقاً بندے کی نیت پر محمول ہوگی اور جب بندے اور دیگر لوگوں کے درمیان ہو اور وہ غیر ظاہر کی نیت کا دعویٰ کرے تو اس کی بات ناقابل قبول ہوگی اور ظاہر کلام پر محمول ہوگی جبکہ اس کی کوئی ظاہر دلیل ہو۔"

قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى بْنَ سَعِيْدٍ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ

بَابُ اِذَا اَهْدٰى مَالَهٗ عَلٰى وَجْهِ النَّذْرِ وَالتَّوْبَةِ

۶۳۰۶ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

۶۳۰۵ — ترجمہ: علقمہ نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ اعمال کا ثواب نیت کے ساتھ ہے ہر انسان کو وہی حاصل ہوگا جس کی وہ نیت کرے پس جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے اس کی ہجرت مقبول ہے اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے جسے وہ حاصل کرنا چاہتا ہے یا عورت کے لئے ہے جس سے وہ نکاح کی خواہش رکھتا ہے۔ تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی۔ (حدیث ع۱ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب جب کوئی اپنا مال نذر اور توبہ کے طور پر ہدیہ دے

۶۳۰۶ — ترجمہ: عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِي حَدِيثِهِ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا فَقَالَ فِي اٰخِرِ حَدِيثِهِ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِي اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِي صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ

بَابٌ اِذَا حَرَّمَ طَعَامًا

وَقَوْلُهُ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ اَزْوَاجِكَ وَقَوْلُهُ لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ

وہ کعب کے بیٹوں میں سے ان کے عصا کش تھے جس وقت وہ نابینا ہو گئے تھے۔ عبداللہ نے کہا میں نے کعب بن مالک سے ان کی حدیث میں سُنا اور ان شخصوں کے متعلق جو تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ اُنھوں نے حدیث کے آخر میں کہا میری منجملہ توبہ یہ ہے کہ میں اپنا مال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں صدقہ کر کے اس سے خالی ہو جاتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا بعض مال روک رکھو وہ تمہارے لئے بہتر ہو گا۔

۶۲۰۶ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مال سے باہر ہو جانے میں نذر کا معنی نہیں پایا جاتا لہٰذا عنوان سے حدیث کی مطابقت نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ مذکور حدیث میں مال سے خالی ہونے میں التزام کا معنی پایا جاتا ہے یعنی وہ اپنے پر مال سے باہر ہونے کا التزام کرتا ہے اور التزام میں نذر کا معنی ہے لہٰذا مطابقت واضح ہے۔ انخلاع کے معنی ہیں مال سے خالی ہو جانا جیسے جب انسان کپڑے اُتار دے تو وہ کپڑوں سے خالی ہو جاتا ہے۔ اگر کسی نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میرے مریض کو شفا دی یا میں گھر میں داخل ہُوا تو میرا سارا مال اللہ کی راہ میں صدقہ ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قیاس یہ چاہتا ہے کہ وہ سارا مال صدقہ کرے (حدیث ۲۱۳۴ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب جو کوئی کھانا حرام کرے

۶۳۰۷ ـــ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ زَعَمَ عَطَاءٌ اَنَّهٗ سَمِعَ عُبَیْدَ بْنَ عُمَیْرٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَزْعُمُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَمْکُثُ عِنْدَ زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَیَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَیْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ اَنَّ اَیَّتَنَا دَخَلَ عَلَیْهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ اِنِّیْ اَجِدُ مِنْكَ رِیْحَ مَغَافِیْرَ اَکَلْتَ مَغَافِیْرَ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے پیارے نبی "صلی اللہ علیہ وسلم" اللہ نے جو چیز تمہارے لئے حلال کی ہے اس کو اپنے اُوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو اپنی بیویوں کی رضاء چاہتے ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم پاک چیزیں حرام نہ کرو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں ،،

شانِ نزول : جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ شہد پیش کرتیں اس ذریعہ سے اُن کے یہاں زیادہ دیر تشریف فرما رہتے ۔ یہ بات ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار خاطر گذری اور انہیں رشک ہُوا انھوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضور تشریف فرما ہوں تو عرض کیا جائے کہ دہن مبارک سے مغافیر کی بُو آتی ہے اور مغافیر کی بُو حضور کو ناپسند تھی ، چنانچہ ایسا کیا گیا حضور کو ان کا منشا معلوم تھا فرمایا مغافیر تو میرے قریب نہیں آیا زینب کے یہاں میں نے شہد پیا ہے اس کو میں اپنے اوپر حرام کرتا ہوں ۔ مقصود یہ کہ حضرت زینب کے گھر شہد کا شغل ہونے سے تمہاری دل شکنی ہوتی ہے تو ہم شہد ہی ترک کر دیتے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی ۔

۶۳۰۷ ـــ ترجمہ : ابن جُریج نے کہا عطاء نے کہا اُنھوں نے عُبید بن عُمیر کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سُنا کہ وہ فرماتی تھیں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش کے پاس ٹھہرا کرتے تھے اور اُن کے پاس شہد پیا کرتے تھے میں نے اور حفصہ نے اتفاق کیا کہ جس کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں وہ

فَدَخَلَ عَلٰی اِحْدَاھُمَا فَقَالَتْ ذٰلِكَ لَہٗ فَقَالَ لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ اَعُوْدَ لَہٗ فَنَزَلَتْ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَكَ اِلٰی قَوْلِہٖ اِنْ تَتُوْبَا اِلَی اللّٰہِ لِعَائِشَۃَ وَحَفْصَۃَ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا لِقَوْلِہٖ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا وَقَالَ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ مُوْسٰی عَنْ ھِشَامٍ وَلَنْ اَعُوْدَ لَہٗ وَقَدْ حَلَفْتُ فَلَا تُخْبِرِیْ بِذٰلِكَ اَحَدًا

کہے میں آپ سے مغافیر کی بُو پاتی ہوں کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے ؛ چنانچہ آپ اُن میں سے ایک کے گھر تشریف لائے تو اُس نے یہ ہی کہا۔ حضور نے فرمایا میں نے مغافیر نہیں کھایا بلکہ زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا ہے آئندہ ہرگز نہیں پیئوں گا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَكَ ،، ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ سے خطاب فرمایا : حضور نے اپنی ایک بیوی سے خفیہ بات کی ،، بلکہ میں نے شہد پیا ہے ،، مجھے ابراہیم بن موسیٰ نے ہشام سے روائت کرتے ہُوئے کہا پھر میں ہرگز نہیں پیئوں گا میں نے قسم کھائی ہے تم یہ قسم کسی سے ذکر نہ کرنا۔

۶۳۰۷ — **شرح** : مغافیر مغفور کی جمع بمعنی صمغ ہے۔ یہ ایک قسم کے درخت سے نکل کر اس پر جم جاتی ہے۔ شہد کی طرح میٹھی ہوتی ہے اس کی بُو مکروہ ہوتی ہے اس کو مغاثیر بالثاء بھی کہا جاتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ملائکہ سے ہم کلام ہونے کے باعث مکروہ بُو کو پسند نہ کرتے تھے اس لئے بیبیوں کے گمان کے مطابق اس کو اپنے اوپر حرام کردیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کا ایسا کہنا کیسے مناسب تھا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عورتوں کی طبعی غیرت کا مقتضیٰ ہے۔ یا یہ صغائر سے ہے عورتوں سے معاف ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب الطلاق کی حدیث ع۳۰۹ ج : ۸ میں اس طرح ہے کہ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر شہد پیا تھا اور جن بیبیوں نے تظاہر کیا تھا وہ امہات المؤمنین عائشہ، سودہ اور زینب تھیں، اس کا جواب یہ ہے کہ غالبًا یہ واقعہ متعدد ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ازواج سے جو خفیہ بات کی تھی وہ یہی تھی کہ میں نے شہد پیا ہے پھر نہ پیئوں گا اس کی کسی کو خبر نہ دینا اسی لئے قسم کا کفارہ ادا کیا تھا (حدیث ۳۰۹ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

بَابُ الْوَفَاءِ بِالنَّذْرِ وَقَوْلِهٖ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ

۶۲۰۸ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْحٰرِثِ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ اَوَلَمْ يُنْهَوْا عَنِ النَّذْرِ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ النَّذْرَ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَلَا يُؤَخِّرُهٗ وَاِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِالنَّذْرِ مِنَ الْبَخِيْلِ

باب نذر پوری کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ نذریں پوری کرتے ہیں

عنوان میں بعض آیت کے ذکر کرنے میں اشارہ ہے کہ نذر پوری کرنے والا ثنا کا مستحق ہے لیکن اس سے طاعت کی نذر مراد ہے کیونکہ معصیت کی نذر پر تعریف نہیں کی جاتی اور طاعت کی نذر پوری کرنے پر اجماع ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ "، اپنے عقد پورے کرو نیز فرمایا وہ نذریں پوری کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نذر پوری کرنے والوں کی مدح فرمائی ہے۔ نذر ماننے کی ابتداء میں حضرات ائمہ کرام کی مختلف آراء ہیں۔ بعض نے مستحب کہا ہے۔ امام نووی نے مکروہ کہا ہے۔ امام شافعی نے اسے خلاف اولیٰ کہا ہے۔ بعض متاخرین نے کہا اچھی نذر مستحب ہے اور معصیت کی نذر ممنوع ہے (عینی)

۶۲۰۸ — ترجمہ : سعید بن حارث نے بیان کیا کہ انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا در کیا لوگوں کو نذر سے منع نہیں کیا گیا؟ بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نذر کسی شئ کو آگے پیچھے نہیں کرتی اس سے تو صرف بخیل سے مال نکالا جاتا ہے

۶۲۰۸ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نہی لعد منع حدیث سے مفہوم نہیں۔ غائت مافی الباب یہ ہے کہ نذر صدقات کی طرح عبادت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کبار صحابہ کرام سے ہیں وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہمیشہ رہتے تھے۔ اُنہوں نے سیاقِ کلام اور حضور کی اداء سے یہ سمجھا تھا، چنانچہ اس کے بعد والی حدیث میں یہ مفہوم صراحۃً واضح ہے۔

۶۳۰۹ — حَدَّثَنِیْ خَلَّادُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُرَّۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ نَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ اِنَّہٗ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَّلٰکِنَّہٗ یُسْتَخْرَجُ بِہٖ مِنَ الْبَخِیْلِ ۶۳۱۰ — حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَأْتِی ابْنَ اٰدَمَ النَّذْرُ بِشَیْءٍ لَّمْ اَکُنْ قَدَّرْتُہٗ وَلٰکِنَّہٗ یُلْقِیْہِ النَّذْرُ اِلَی الْقَدَرِ قَدْ قُدِّرَ لَہٗ فَیَسْتَخْرِجُ اللّٰہُ بِہٖ مِنَ الْبَخِیْلِ فَیُؤْتِیْنِیْ عَلَیْہِ مَا لَمْ یَکُنْ یُؤْتِیْنِیْ عَلَیْہِ مِنْ قَبْلُ

۶۳۰۹ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر ماننے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ نذر تقدیر میں کسی شئی کو رد نہیں کرتی لیکن اس کے ساتھ بخیل سے مال نکالا جاتا ہے۔

۶۳۱۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نذر ابن آدم کے پاس وہ چیز نہیں لاتی جو اس کی تقدیر میں نہیں لیکن نذر اس کو اس قدر میں ڈالتی ہے جو اس کی تقدیر میں لکھا گیا ہے۔ پس نذر کے ساتھ بخیل سے مال نکالا جاتا ہے۔ وہ مجھے نذر پر وہ شئی دیتا ہے جو نذر سے پہلے مجھے نہ دیتا تھا۔

۶۳۱۰ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امر برعکس ہے یعنی جو کچھ تقدیر میں لکھا گیا ہے وہ اس کو نذر کی طرف لے جاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نذر کی تقدیر اور انفاق "خرچ کرنا" کی تقدیر اور ہے۔ نذر کی تقدیر انسان کو نذر کی طرف لے جاتی ہے اور نذر انفاق اور اخراج مال کی طرف پہنچاتی ہے۔ الحاصل بعض لوگ صدقہ وخیرات نہیں کرتے لیکن جب کسی خوف یا حرص کے باعث کوئی شئی نذر مانتے ہیں تو مال خرچ کرتے ہیں اگر خوف یا طمع نہ ہوتا تو نہ کرتا

بَابُ اِثْمِ مَنْ لَا يَفِيْ بِالنَّذْرِ

۶۳۱۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰی عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ جَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ ابْنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ لَا اَدْرِیْ ذَكَرَ ثِنْتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا بَعْدَ قَرْنِهٖ ثُمَّ يَجِیْءُ قَوْمٌ يَنْذِرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ

باب اس شخص کو گناہ جو نذر پوری نہ کرے

۶۳۱۱ — ترجمہ : زہدم بن مضرب نے کہا میں نے عمران بن حصین کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ حضور نے فرمایا تم میں سے بہتر لوگ میرے زمانہ کے لوگ ہیں پھر وہ جو اُن سے متصل ہیں (تابعی) پھر وہ جو اُن سے متصل ہیں (تبع تابعی) عمران نے کہا میں نہیں جانتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے بعد دو یا تین کو ذکر کیا پھر وہ لوگ آئیں گے جو نذر مانیں گے اور ان کو پورا نہیں کریں گے خیانت کریں گے امانت کی حفاظت نہیں کریں گے وہ گواہی دیں گے حالانکہ اُن سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ اُن میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔

۶۳۱۱ — شرح : یعنی وہ لوگ عیش و عشرت میں زندگی گزاریں گے اور حلال و حرام کا اندیشہ نہ کریں گے اور دُنیا میں جانوروں کی طرح کھائیں گے اور پہلے لوگوں کی اقتدا نہ کریں گے جو دُنیا میں صرف قوت پر اکتفاء کرتے تھے اور ان کا مقصدِ حیات صرف اخروی زندگی کی اصلاح تھی۔ موٹاپے سے مراد کسبی ہے خلقی نہیں کیونکہ خلقی موٹاپا مذموم نہیں۔ (حدیث ۲۴۷۵ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

بَابُ النَّذْرِ فِي الطَّاعَةِ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ الآية

۶۳۱۲ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ

باب — طاعت میں نذر ماننا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو تم خرچ کرتے ہو یا نذر مانتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں "

اس آیت کریمہ میں یہ اشارہ ہے کہ جس نذر کو پورا کرنے میں ستائش حاصل ہوتی ہے وہ طاعت کی نذر ہے، کیونکہ جمہور علماء کے نزدیک نذر کی ایفاء پر قادر شخص پر نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔

نذر کے اقسام

نذر کی چار قسمیں ہیں ایک نذرِ طاعت جیسے نماز کی نذر ماننا دوسرے نذرِ معصیت جیسے زنا ہے تیسری مکروہ نذر جیسے نوافل ترک کرنے کی نذر ماننا چوتھی مباح جیسے مباح چیزیں کھانے اور پہننے کی نذر ماننا ان میں سے نذرِ طاعت لازم ہے اور اس کی وفاء واجب ہے اس کے علاوہ نذروں پر عمل لازم نہیں۔

۶۳۱۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نذر مانی کہ اللہ کی طاعت کرے گا وہ اس کو پورا کرے اور جس نے اللہ کی نافرمانی کرنے کی نذر مانی وہ نافرمانی نہ کرے "

بَابُ إِذَا نَذَرَ أَوْ حَلَفَ أَلَّا يُكَلِّمَ إِنْسَانًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَسْلَمَ

۶۳۱۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ أَوْفِ بِنَذْرِكَ

باب جس نے جاہلیت کے زمانہ میں نذر مانی یا قسم کھائی کہ کسی انسان سے بات نہیں کریگا پھر مسلمان ہو گیا۔

۶۳۱۳ — ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! میں نے جاہلیت کے زمانہ میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کروں گا حضور نے فرمایا اپنی نذر پوری کرلو!

۶۳۱۳ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف میں روزہ رکھنا شرط نہیں ؛ کیونکہ رات روزے کا وقت نہیں ،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نذر ماننے والے کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں امر استحباب کے لئے ہے۔

جاہلیت سے مراد حضرت عمر فاروق کے اسلام لانے سے پہلے کا زمانہ ہے ؛ کیونکہ ہر شخص کی جاہلیت اس کے اسلام کے اعتبار سے ہے۔ بعثت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل زمانہ جاہلیت مراد نہیں ،،

بَابُ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ

وَأَمَرَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَةً جَعَلَتْ أُمُّهَا عَلَى نَفْسِهَا صَلٰوةً بِقُبَاءٍ فَقَالَ صَلِّي عَنْهَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ

۶۳۱۴ — **حَدَّثَنَا** أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَأَفْتَاهُ أَنْ يَقْضِيَهُ عَنْهَا فَكَانَتْ سُنَّةً بَعْدُ

باب جو کوئی مرجائے حالانکہ اس کے ذمّہ نذر ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک عورت کو حکم دیا جس کی ماں نے اپنے اُوپر قباء میں نماز پڑھنا نذر مانی تھی اور فرمایا کہ تو اپنی ماں کی طرف سے نماز پڑھ لے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اسی طرح کہا ہے"

۶۳۱۴ — ترجمہ: سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نذر کے بارے فتویٰ طلب کیا جو ان کی والدہ کے ذمّہ تھی وہ پوری کرنے سے پہلے فوت ہوگئی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اپنی والدہ کی طرف سے نذر پوری کریں بعد میں یہ سنت بن گیا۔

۶۳۱۴ — شرح: اس حدیث سے ظاہریوں نے استدلال کیا کہ جو شخص مرجائے اور اس کے ذمّہ نذر ہو تو اس کا ولی نذر پوری کرے۔ میت کی نذر کی قضا اس کے وارثوں پر واجب ہے۔ نذر روزہ کی صورت میں ہو یا نماز کی صورت میں ہو شافعیہ کے نزدیک نماز روزہ حج وغیرہ میت سے بطور نیابت جائز ہیں۔ احناف کے نزدیک کوئی بھی کسی کی طرف سے نماز نہیں

۶۳۱۵ ـــ حدثنا آدم قال حدثنا شعبة عن ابی بشر قال سمعت سعید بن جبیر عن ابن عباس اتی رجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال له ان اختی نذرت ان تحج وانها ماتت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کان علیها دین اکنت قاضیه قال نعم قال فاقض الله فهو احق بالقضاء ـــ

پڑھ سکتا اور نہ ہی روزہ رکھ سکتا ہے۔ امام عینی نے ابن بطال سے نقل کیا کہ فقہا کا اس پر اجماع ہے کہ کوئی شخص کسی زندہ یا مردہ کی طرف سے فرض نماز نہیں پڑھ سکتا اور نہ ہی نفل پڑھ سکتا ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث "کہ کسی کی طرف سے بطور نیابت روزہ اور نماز پڑھنا صحیح ہے" کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کا خلاف ثابت ہے، چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے مؤطا میں ذکر کیا کہ ان کو یہ روایت پہنچی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کوئی شخص کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور نہ ہی نماز پڑھے۔ راوی جب اپنی روایت کے خلاف فتویٰ دے تو وہ روایت منسوخ ہوتی ہے اور عبداللہ بن عمر کے اثر "فقال صلی علیها" میں صلی یعنی ادعی ہے یعنی اس کے لئے دعاء کرے اور حضرت ابن عباس کی روایت "کہ جو کوئی مر جائے اور اس پر نذر ہو تو اس کا ولی اس کی طرف سے قضاء کرے" منسوخ ہے کیونکہ اُن سے اس کے خلاف روایت مذکور ہے کہ کوئی کسی کی طرف سے فرض و نفل نہ پڑھے اور نہ ہی روزہ رکھے۔ (نسائی شریف)

قولہ فکانت سنۃ بعدہ، یعنی وارث کا موروث کی نذر وغیرہ کو قضاء کرنا شرعی طریقہ ہو گیا (کرمانی) امام عینی نے کہا کہ کرمانی کی تفسیر اگر حاصل معنیٰ ہے، لیکن ترکیب کا معنیٰ یہ نہیں جو کرمانی نے کہا ہے۔ اس کے معنیٰ یہ نہیں جو کرمانی نے کہا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ سنت بن گیا جس پر حضور کے بعد عمل کیا جائے گا اور "کانت" میں ضمیر کا مرجع فتویٰ ہے اس کی دلیل "فافتاہ" ہے اور یہ "اعدلوا ہو اقرب للتقویٰ" کے قبیلہ سے ہے اور مرجع تضمناً مذکور ہے (حدیث ۲۵۶۲ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۳۱۵ ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا میری بہن نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گی اور وہ فوت

بَابُ النَّذْرِ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَفِيْ مَعْصِيَتِهٖ

۶۳۱۶ — حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَذَرَ اَنْ يُطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ يَعْصِيَهٗ فَلَا يَعْصِهٖ

ہو گئی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تو وہ ادا کرتا؟ عرض کیا جی ہاں! فرمایا اللہ کا قرض ادا کرو وہ ادا کئے جانے کا زیادہ مستحق ہے۔

۶۳۱۵ — شرح : اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو قیاس کی تعلیم دی ہے اور حضور کا ارشاد '' فَهُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ '' کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کا قرضہ زیادہ مستحق ہے کہ وہ ادا کیا جائے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب اللہ کا حق اور بندے کا حق جمع ہو جائے تو بندے کا حق مقدم ہے کہ وہ ادا کیا جائے اس کا جواب یہ ہے '' فَهُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ '' کے معنی یہ ہیں کہ جب تو لوگوں کے حق کی رعایت کرتا ہے تو اللہ کے حق کی رعایت اور حفاظت کرنا زیادہ بہتر ہے اس میں تقدیم و تاخیر کو کوئی دخل نہیں، کیونکہ اس کے معنی یہ نہیں کہ اللہ کا حق تقدیم کے زیادہ مستحق ہے۔ (حدیث ۱۷۳۴ ج ۰ کی شرح دیکھیں)

باب اس چیز کی نذر ماننا جس کا مالک نہ ہو اور معصیت کی نذر ماننا۔

۶۳۱۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نذر مانی کہ وہ اللہ کی طاعت کرے گا وہ طاعت کرے اور جس نے نذر مانی کہ وہ اس کی نافرمانی کرے گا وہ نافرمانی نہ کرے۔

۶۳۱۶ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ جس شئ کا انسان مالک نہ ہو اس کی نذر ماننا غیر کی ملکیت میں

۶۳۱۷ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيْبِ هٰذَا نَفْسَهٗ وَرَاٰهُ يَمْشِيْ بَيْنَ ابْنَيْهِ وَقَالَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِيْ ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ

۶۳۱۸ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ بِزِمَامٍ اَوْ غَيْرِهٖ فَقَطَعَهٗ

تصرف ہے یہ معصیت ہے۔ اسی لئے امام بخاری نے دونوں کو ایک باب میں جمع کیا ہے بعض شراح نے کہا حدیث کی مناسبت دوسرے جزء سے ہے پہلے کے ساتھ اس کی مناسبت نہیں۔

۶۳۱۶ — شرح : فزاری مروان بن معاویہ کوفی ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ حمید نے ثابت سے راویت میں تحدیث کی تصریح کی ہے جس میں فزاری سے محمد بن سلام کی روائت موصول ذکر کی ہے۔

۶۳۱۷ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کا اپنی جان کو عذاب دینے سے مستغنی ہے۔ حضور نے اس کو دیکھا تھا کہ وہ اپنے دونوں بیٹوں کے درمیان چل رہا تھا۔ فزاری نے حُمَید سے روائت کرتے ہوئے کہا مجھے ثابت نے انس سے خبر دی ہے۔

۶۳۱۸ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ لگام وغیرہ کے ساتھ کعبہ کا طواف کر رہا ہے۔ حضور نے رسی کو کاٹ ڈالا۔

۶۳۱۹ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ يَقُودُ إِنْسَانًا بِخِزَامَةٍ فِي أَنْفِهِ فَقَطَعَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَقُودَ بِيَدِهِ

۶۳۲۰ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوا أَبُو إِسْرَائِيلَ نَذَرَ أَنْ يَقُومَ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَيَصُومَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ مَنْ نَذَرَ أَنْ يَصُومَ أَيَّامًا فَوَافَقَ النَّحْرَ أَوِ الْفِطْرَ

۶۳۱۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کا طواف کر رہے تھے آپ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو ایک انسان کو کھینچ رہا تھا جس کی ناک میں رسّی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے اس کو کاٹ ڈالا پھر اس کو حکم دیا کہ اس کے ہاتھ سے اس کو کھینچے"

۶۳۲۰ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ایک وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ اچانک ایک آدمی کو کھڑے دیکھا اس کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے کہا یہ ابو اسرائیل ہے اس نے نذر مانی ہے کہ کھڑا رہے گا بیٹھے گا نہیں نہ سایہ لے گا نہ

۶۳۲۱ ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ الْمُقَدَّمِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَیْلُ بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَکِیْمُ بْنُ اَبِیْ حُرَّةَ الْاَسْلَمِیُّ اَنَّہٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ نَذَرَ اَلَّا یَاْتِیَ عَلَیْہِ یَوْمٌ اِلَّا صَامَ فَوَافَقَ یَوْمَ اَضْحٰی اَوْ فِطْرٍ فَقَالَ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لَمْ یَکُنْ یَصُوْمُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی وَلَا یَرٰی صِیَامَہُمَا ـــ

کلام کرے گا روزہ سے رہے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کہو کہ کلام کرے سایہ لے اور بیٹھ جائے اور روزہ پورا کرے۔ عبدالوہاب نے کہا ہمیں ایوب نے عکرمہ کے ذریعہ نبی کریم سے خبر دی۔

۶۳۲۰ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ بیٹھنا ترک کرنا سایہ نہ لینا اور کلام ترک کرنا، طاعت نہیں اور جو نذر طاعت میں نہ ہو معصیت ہوتی ہے جبکہ معصیت خلافِ طاعت ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مباح شئی یا اللہ کے ذکر سے سکوت کرنا طاعت نہیں اسی طرح دھوپ میں بیٹھے رہنا طاعت نہیں طاعت وہ ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہو۔

باب جس نے نذر مانی کہ وہ چند دن روزے رکھیگا اتفاقاً ان میں سے فطر یا نحر کا دن پایا،،

یعنی جس نے چند روز روزہ رکھنے کی نذر مانی اور ان دنوں میں عید الفطر، عید الضحٰی کا دن تھا تو کیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس دن روزہ رکھے ؟ فقہا کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ ان دنوں دنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں اگر ان دنوں میں روزہ کی نذر مانی تو امام شافعی کے نزدیک نذر صحیح نہیں امام مالک کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان دنوں میں روزہ کی نذر ماننے سے نذر منعقد ہو جاتی ہے لیکن اس کی قضاء واجب ہے۔ (حدیث ۱۸۷۰ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۳۲۲ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَالَ نَذَرْتُ أَنْ أَصُومَ كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثَا أَوْ أَرْبِعَاءَ مَا عِشْتُ فَوَافَقْتُ هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ أَمَرَ اللّٰہُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنُهِينَا أَنْ نَصُومَ يَوْمَ النَّحْرِ فَأَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ مِثْلَهُ لَا يَزِيدُ عَلَيْهِ

۶۳۲۱ ــــ ترجمہ : حکیم بن ابی حُرّہ اسلمی نے بیان کیا کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سُنا کہ اُن سے ایک آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے نذر مانی تھی کہ اس پر کوئی دن نہ آئے گا مگر وہ روزے سے ہوگا اتفاقاً عید اضحیٰ یا عید الفطر کا دن آجائے " تو کیا کرے" عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب میں کہا تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھی اقتداء ہے۔ حضور فطر اور اضحیٰ کے دن روزہ نہیں رکھتے تھے اور ان دو دنوں کے روزہ کے جواز کا اعتقاد نہ کرتے تھے۔"

۶۳۲۱ ــــ شرح : اہلِ علم کا اس پر اتفاق ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نفلی یا فرض یا نذر وغیرہ کا روزہ جائز نہیں اگر ان دنوں میں روزہ کی نذر مانی تو روزہ نہ رکھے اور قسم کا کفارہ دے اور اگر روزہ رکھ لیا تو اس کی نذر پوری ہو جائے گی۔

۶۳۲۲ ــــ ترجمہ : جُبیر بن مطعم نے کہا میں عبداللہ بن عمر کے ہمراہ تھا اُن سے ایک آدمی نے پوچھا میں نے نذر مانی ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں گا ہر منگل یا بدھ کو روزہ سے رہوں گا۔ اتفاقاً اس دن عید الضحیٰ کا دن پایا ہے اب میں کیا کروں" عبداللہ بن عمر نے کہا اللہ تعالیٰ نے نذر پوری کرنے کا حکم فرمایا ہے اور ہمیں نحر کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس آدمی نے سوال کا پھر اعادہ کیا تو عبداللہ وہی جواب دیتے رہے اور اس پر زیادہ بیان نہ کیا۔ (حدیث ۱۸۶۲ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

بَابٌ هَلْ يَدْخُلُ فِي الْاِيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ الْاَرْضُ وَالْغَنَمُ وَالزَّرْعُ وَالْاَمْتِعَةُ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَبْتُ اَرْضًا لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ اَنْفَسَ مِنْهُ قَالَ اِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ اَصْلَهَا وَصَدَّقْتَ بِهَا وَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اَمْوَالِيْ اِلَيَّ بَيْرُحَاءَ لِحَائِطٍ لَهُ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ

باب کیا قسموں اور نذروں میں زمین، بکریاں کھیتیاں اور ساماں داخل ہوں گے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر فاروق نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے زمین پائی ہے۔ اس سے عمدہ مال میں نے کبھی نہیں پایا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہو تو اصل زمین کو روکو اور اس کی پیداوار کا صدقہ کر دو۔ ابوطلحہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے سب سے محبوب مال بیرحاء ہے اس باغ کے متعلق کہا جو مسجد شریف کے سامنے تھا۔

شرح: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں یہ بیان کیا ہے کہ ہر مملوک شی پر مال کا اطلاق ہوتا ہے؛ چنانچہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے زمین پر مال کا اطلاق کیا اسی لئے انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے زمین پائی ہے اس سے عمدہ مال میں نے کبھی نہیں پایا ابوطلحہ نے باغ پر مال کا اطلاق کیا چنانچہ انہوں نے کہا میرا محبوب تر مال بیرحاء باغ ہے جو مسجد شریف کے سامنے ہے۔ عرب کی زبان کی معرفت اور فصاحت میں یہ حضرات ہمارے مقتدیٰ ہیں۔ باب کا عنوان یہ ہے کہ کیا قسموں اور نذروں میں اعیان "خارجی اشیاء" داخل ہیں چنانچہ قسم کی صورت یہ ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے کہ یہ چادر ہے جو اس پر آگ بھڑکا رہی ہے اور نذر کی صورت یہ ہے کہ کہے" یہ زمین اللہ کے لئے نذر ہے"

۶۳۲۳ ___ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ مَوْلٰى ابْنِ مُطِيْعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً اِلَّا الْاَمْوَالَ وَالثِّيَابَ وَالْمَتَاعَ فَاَهْدٰى رَجُلٌ مِنْ بَنِي الضُّبَيْبِ يُقَالُ لَهٗ رِفَاعَةُ ابْنُ زَيْدٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا يُقَالُ لَهٗ مِدْعَمٌ فَوَجَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى وَادِي الْقُرٰى حَتّٰى اِذَا كَانَ بِوَادِي الْقُرٰى بَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَهْمٌ عَائِرٌ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيْئًا لَهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِيْ اَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا فَلَمَّا سَمِعَ بِذٰلِكَ النَّاسُ جَاءَ

دراصل مال کے اطلاق میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور دیگر علماء کے نزدیک مال کا اطلاق اس پر ہے جس میں زکوٰۃ فرض ہے۔ بعض کے نزدیک ہر مملوک پر مال کا اطلاق ہے یہی بخاری کا مقصد ہے ''

۶۳۲۳ ___ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم خیبر کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے ہم نے سونا اور چاندی غنیمت نہ پائی مگر چارپائے، کپڑے اور سامان وغیرہ پایا۔ قبیلہ بنو ضبیب کے ایک آدمی جسے رفاعہ بن زید کہا جاتا تھا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غلام نذرانہ دیا جس کو مدعم کہا جاتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی القریٰ کی طرف متوجہ ہوئے حتی کہ ایک وقت آپ وادی القریٰ میں تھے اور مدعم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ اتار رہا تھا۔ اچانک اس کی پشت پر تیر لگا جس کے پھینکنے والے کا کسی کو علم نہ تھا''

رَجُلٌ بِشِرَاكٍ اَوْ شِرَاكَيْنِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شِرَاكٌ مِنْ نَارٍ اَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ

بَابُ كَفَّارَاتِ الْاَيْمَانِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ وَمَا اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ نَزَلَتْ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَطَاءٍ وَعِكْرِمَةَ مَا كَانَ فِي الْقُرْاٰنِ اَوْ اَوْ فَصَاحِبُهٗ بِالْخِيَارِ وَقَدْ خَيَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَعْبًا فِي الْفِدْيَةِ

اس نے مدعم کو قتل کر دیا لوگوں نے کہا خوشی ہو اس کے لئے جنت ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے وہ چادر جس کو اس نے خیبر کے دن غنیمت کے مال سے پکڑا تھا جبکہ غنیمتیں تقسیم نہ ہوئی تھیں۔ وہ چادر جس کو اس نے خیبر کے دن غنیمت کے مال سے پکڑا تھا جبکہ غنیمتیں تقسیم نہ ہوئی تھیں۔ وہ چادر اس پہ آگ روشن کر رہی ہے۔ جب لوگوں نے یہ سنا تو ایک آدمی تسمہ دوسرا آدمی دو تسمے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا۔ حضور نے فرمایا ایک تسمہ آگ کا ہے یا دو تسمے آگ کے ہیں۔

۶۳۲۳ — شرح : اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے استدلال کیا کہ مال کا اطلاق کپڑوں اور سامان پر ہوتا ہے، کیونکہ دو الا الاموال، مستثنیٰ منقطع ہے یعنی لیکن اموال پائے یعنی کپڑے اور سامان۔ یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قبیلہ دوس کی لغت میں ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب قسموں کے کفارے

کفّارات کفّارہ بتشدید الفاء کی جمع بروزن فعّالہ ہے۔ قسم کے کفارہ کو کفارہ اس لئے کہتے

۶۳۲۴ ـــــ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ

ہیں کہ کفر بمعنی ستر ہے یہ کفارہ گناہ ڈھانک لیتا ہے نیز یہ بمعنی ازالہ کفر بھی ہے ؛ چنانچہ تمریض بمعنی ازالۂ مرض ہے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ،، اگر بسنے والے لوگ ایمان لاتے اور ڈرتے تو ہم اُن کے گناہ زائل کر دیتے ۔ اس آیت کریمہ میں بمعنی ستر بھی ہو سکتا ہے ۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ

جو تم نے قسمیں کھائی ہیں ان کا کفارہ دس مساکین کو کھانا کھلانا ہے اور وہ ہر مسکین کے لئے نصف صاع (۲ ۱/۴ سیر) گندم ہے اگر جو یا کھجور دینا ہو تو وہ ایک صاع (۴ ۱/۲ سیر) ہے ۔ حضرت عمر فاروق ، علی المرتضیٰ ایک روایت کے مطابق زید بن ثابت بھی یہی کہتے ہیں" رضی اللہ عنہم " ان کے علاوہ حضرت ابراہیم نخعی ، شعبی ، سفیان ثوری ، امام ابو حنیفہ اور تمام علماء کوفہ بھی یہی کہتے ہیں ۔

اور جو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم فرمایا جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ"

اس آیت کریمہ میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف اشارہ ہے جبکہ حدیبیہ میں ان کے سر میں جوئیں پڑ گئیں اور ان کو تکلیف دیتی تھیں اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اگر تم میں سے کسی کے سر میں جوئیں پڑ جائیں تو سر منڈوا دے اور اس کا کفارہ ادا کرے وہ تین روزے رکھے یا بکری ذبح کرے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے ،، ان تینوں میں سے کوئی ادا کر دے ۔ ابن عباس ، عطاء اور عکرمہ رضی اللہ عنہم سے ذکر کیا جاتا ہے کہ جہاں قرآن میں اَوْ اَوْ ہے وہاں کفارہ دینے والے کو اختیار ہے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب ابن عجرہ کو فدیہ میں اختیار دیا تھا ۔"

یذکر عن ابن عباس اس لئے کہا کہ مجاہد نے ان سے روایت کی ہے ۔ قرآن کریم میں جہاں کوئی شئی اَوْ اَوْ کے ساتھ مذکور ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ،، اس میں کیا ایک میں اختیار ہے اور جہاں فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ ،، مذکور ہے وہاں کفارہ میں ترتیب ضروری ہے ۔

عُجْرَۃَ قَالَ اَتَيْتُہٗ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُدْنُ فَدَنَوْتُ فَقَالَ اَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فِدْيَۃٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَۃٍ اَوْ نُسُكٍ وَاَخْبَرَنِي ابْنُ عَوْنٍ عَنْ اَيُّوْبَ قَالَ صِيَامُ ثَلٰثَۃِ اَيَّامٍ وَالنُّسُكُ شَاۃٌ وَالْمَسَاكِيْنُ سِتَّۃٌ

بَابُ قَوْلِہٖ قَدْ فَرَضَ اللّٰہُ لَكُمْ تَحِلَّۃَ اَيْمَانِكُمْ وَاللّٰہُ مَوْلٰكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ وَمَتٰى تَجِبُ الْكَفَّارَۃُ عَلَى الْغَنِيِّ وَالْفَقِيْرِ

۶۳۲۵ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ

۶۳۲۴ — ترجمہ: کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا قریب آؤ میں قریب ہوا تو فرمایا کیا تیرے سر کی جوئیں تجھے اذیت پہنچاتی ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! حضور نے فرمایا (سر کا حلق کر) روزے یا صدقہ یا بکری فدیہ دو۔ مجھے ابن عون نے ایوب کے ذریعے سے خبر دی کہ فرمایا دو تین روزے رکھے یا بکری (ذبح کرے) یا چھ مساکین (کو کھانا کھلائے)

۶۳۲۴ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس کفارہ میں اختیار ہے کہ جو چاہے فدیہ دے ترتیب نہیں جیسے قسم کے کفارہ میں اختیار ہے۔ ھَوَام ھَامہ کی جمع بمعنی جوں ہے۔ یہ کعب کے سر سے گر رہی تھیں۔ ایوب سختیانی نے کہا صیام سے مراد تین روزے نسک سے مراد بکری اور صدقہ سے مراد چھ مساکین کو کھانا کھلانا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ تعالیٰ نے تم پر قسموں کو کفارہ سے کھولنا بیان کیا ہے۔ اللہ تمہارا مددگار ہے وہ جاننے والا دانا ہے۔ غنی اور فقیر پر کب کفارہ واجب ہے۔

۶۳۲۵ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ فِيهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ وَمَا شَأْنُكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُعْتِقَ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ اِجْلِسْ فَجَلَسَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ قَالَ أَعَلَى أَفْقَرَ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ أَطْعِمْهُ عِيَالَكَ

میں حاضر ہُوا اور کہا میں ہلاک ہوگیا۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تیرا حال کیسا ہے؟ عرض کیا میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے۔ فرمایا کیا تجھے غلام آزاد کرنے کی طاقت ہے؟ عرض کیا نہیں فرمایا کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ دو ماہ کے متواتر روزے رکھے۔ عرض کیا نہیں فرمایا کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے عرض کیا نہیں فرمایا بیٹھ جا۔ پھر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس عرق لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ عرق بہت بڑا زنبیل ہے۔ فرمایا یہ لے لو اور صدقہ کر دو اُس نے کہا کیا اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں؟ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کے دانت شریف ظاہر ہو گئے فرمایا اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔

۶۳۲۵ — شرح: اس حدیث سے امام ابوحنیفہ اور شافعی رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ رمضان کا روزہ رکھ کر بیوی سے جماع کرنے کا کفارہ مرتب ہے۔ یعنی پہلے اس پر غلام آزاد کرنا واجب ہے پھر دو ماہ کے مسلسل روزے واجب ہیں اگر یہ نہ کر سکے تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا واجب ہے۔ عرق زنبیل ہے جو کھجور کے پتّوں سے بنی ہوتی ہے۔ اس میں پندرہ صاع یا اس سے زیادہ کھجوریں سماتی ہیں۔ مذکور شخص کا نام سلمیٰ بن صخر بیاضی ہے۔ نواجد

بَابُ مَنْ اَعَانَ الْمُعْسِرَ فِي الْكَفَّارَةِ

۶۳۲۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ فَقَالَ وَقَعْتُ بِاَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيْعُ اَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ بِعَرَقٍ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فِيْهِ تَمْرٌ فَقَالَ اذْهَبْ بِهٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ اَعَلٰى اَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا اَهْلُ بَيْتٍ اَحْوَجُ مِنَّا ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ

پچھلے دانت ہیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ سامنے والے دانت ثنایا ہیں پھر رباعیات پھر انیاب پھر ضواحک پھر ارحاء پھر نواجذ ہیں نواجذ کو داڑھیں بھی کہا جاتا ہے۔ حدیث سے ظاہر یہی معنیٰ ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنسنے کا سبب یہ تھا کہ اس شخص پر کفارہ واجب تھا اُس نے اس کو اپنے پر صدقہ کر لیا ہے، حالانکہ اس کے لئے یہ گناہ بھی نہیں۔ بعض علماء نے کہا یہ اس شخص کے ساتھ مخصوص تھا بعض نے کہا یہ منسوخ ہے (اس کی تفصیل حدیث ۱۸۱۳-۱۲ ج : ۳ کی شرح میں دیکھیں)

باب جس نے تنگدست کی کفارہ میں مدد کی

۶۳۲۶ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا میں ہلاک ہو گیا۔ فرمایا کیا بات ہے؟

بَابٌ يُعْطِي فِي الْكَفَّارَةِ عَشَرَةَ مَسَاكِيْنَ قَرِيْبًا كَانَ أَوْ بَعِيْدًا

۶۳۲۷ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ وَمَا شَأْنُكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ

عرض کیا میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے فرمایا تو غلام پاتا ہے؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا کیا تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہے؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا تو طاقت رکھتا ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ عرض کیا نہیں۔ راوی نے کہا اس اثناء میں قبیلہ انصار کا ایک آدمی عرق لے کر آگیا۔ عرق ٹوکرا ہے جس میں کھجوریں تھیں فرمایا یہ لے جا اور ان کو صدقہ کر دے اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں؟ اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان ہم سے زیادہ محتاج کوئی نہیں پھر فرمایا جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

۶۳۲۶ ـــ شرح: اس باب سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ قسم کے کفارہ کو قریب و بعید میں مصرف کی تعمیم میں جماع کے کفارہ پر قیاس کیا ہے۔ جیسا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے گھر والوں کو کھلا دے"، یہ مطلق ہے اور دس مسکینوں کا عدد نصِ قرآن سے ثابت ہے (تیسیر القاری)

باب قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں کو دے وہ بعید ہوں یا قریب ہوں!

۶۳۲۷ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

فَقَالَ هَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ اَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ اَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا اَجِدُ فَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ فَقَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ اَعَلٰى اَفْقَرَ مِنَّا مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا اَفْقَرُ مِنَّا ثُمَّ قَالَ خُذْهُ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ

بَابُ صَاعِ الْمَدِيْنَةِ وَمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَرَكَتِهٖ وَمَا تَوَارَثَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذٰلِكَ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ

کے پاس آیا اور عرض کیا حضور میں ہلاک ہوگیا ہوں فرمایا تیرا حال کیسا ہے۔ عرض کیا رمضان کے دن میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے۔ فرمایا کیا تو غلام پاتا ہے جس کو آزاد کرے؟ عرض کیا نہیں فرمایا کیا تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہے؟ عرض کیا نہیں پاتا، اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ٹوکرہ لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں فرمایا یہ لے اور اس کو صدقہ کر دے۔ عرض کیا کیا اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں۔ مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان ہم سے زیادہ محتاج کوئی نہیں پھر حضور نے فرمایا یہ لے جا اور اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

باب مدینہ منوّرہ کا صاع اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مُدّ اور اُن کی برکت،، اور جو ہر زمانہ میں اہلِ مدینہ منورہ میں آرہا ہے"

اس باب کے دو عنوان ہیں ایک یہ کہ اس باب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ کے صاع اور مُدّ اور ان کی برکت کا بیان ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ واجبات ادا کرنے میں اہلِ مدینہ کا صاع ضروری ہے، کیونکہ پہلے اسی میں اجراء ہوا تھا پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں اس پہ

۶۳۲۸ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْقٰسِمُ ابْنُ مٰلِكٍ الْمُزَنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْجُعَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ السَّائِبِ ابْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانَ الصَّاعُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدًّا وَّثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ فَزِيْدَ فِيْهِ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ

اضافہ کیا گیا تھا۔ دُوسرا عنوان یہ ہے کہ اس باب میں یہ بیان ہے کہ جو ہر زمانہ میں بطور وراثت اہلِ مدینہ منورہ جاری رہا ہے اور اس میں تغیر نہیں ہُوا، چنانچہ امام ابویوسف اور امام مالک دونوں کا مدینہ منورہ میں صاع کی مقدار میں مناظرہ ہُوا۔ امام ابویوسف نے کہا صاع آٹھ رطل کا ہے امام مالک اُٹھے اور اپنے گھر جاکر صاع اُٹھا لائے اور کہا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صاع ہے۔ امام ابویوسف نے کہا میں نے اس میں پانچ رطل اور تہائی رطل پایا اور امام مالک رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کر لیا اور اس میں امام ابوحنیفہ اور امام محمد کی مخالفت کی۔ اس باب کی کفارات کے ساتھ مناسبت اس طرح ہے کہ قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں کو دس مُد کھانا کھلایا جاتا ہے اور جماع کے کفارہ میں ساٹھ مسکینوں کو ساٹھ مُد کھانا دیا جاتا ہے۔

۶۳۲۸ ـــــ **ترجمہ** : جُعید بن عبدالرحمٰن نے سائب بن یزید سے روایت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں صاع مُد اور آج کل تمہارے مُد کی تہائی تھا پھر عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس میں اضافہ کیا گیا۔

۶۳۲۸ ـــــ **شرح** : یعنی جس وقت سائب بن یزید نے اُن سے حدیث بیان کی تھی۔ اس وقت اُن کا مُد چار رطل تھا۔ جب اس میں تہائی رطل کا اضافہ کیا گیا جو ایک رطل اور تہائی رطل ہے تو صاع پانچ رطل اور ایک رطل ہو گیا۔ یہ بغدادی صاع ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مُد ایک رطل اور تہائی تھا اور صاع چار مُد تھا۔

(حدیث ۲۰۰ ج : ۱ شرح دیکھیں)

۴۳۲۹ ـ حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيْدِ الْجَارُوْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْقُتَيْبَةَ وَهُوَسَلْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِىْ زَكٰوةَ رَمَضَانَ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُدِّ الْاَوَّلِ وَفِىْ كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْقُتَيْبَةَ قَالَ لَنَا مَالِكٌ مُدُّنَا اَعْظَمُ مِنْ مُدِّكُمْ وَلَا نَرَى الْفَضْلَ اِلَّا فِىْ مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لِىْ مَالِكٌ لَوْجَاءَكُمْ اَمِيْرٌ فَضَرَبَ مُدًّا اَصْغَرَ مِنْ مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُعْطُوْنَ قُلْتُ كُنَّا نُعْطِىْ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَفَلَا تَرٰى اَنَّ الْاَمْرَ اِنَّمَا يَعُوْدُ اِلٰى مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۳۲۹ ـ ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رمضان کی زکوٰۃ (فطرانہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے مُد سے ادا کرتے تھے۔ اور قسم کے کفارہ میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مُد سے دیتے تھے۔ ابوقتیبہ نے کہا ہم سے امام مالک نے کہا ہمارا مُد تمہارے مُد سے بڑا ہے۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مُد میں ہی فضیلت دیکھتے ہیں اور مجھے امام مالک نے کہا اگر تمہارے پاس امیر آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مُد سے چھوٹا مُد مقرر کرے تو تم کس مُد سے دو گے میں نے کہا ہم تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مُد سے دیتے تھے۔ انہوں نے کہا کیا تم دیکھتے نہیں کہ آخر حساب وکتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مُد کی طرف لوٹتا ہے۔

۴۳۲۹ ـ شرح : یعنی نافع کی غرض یہ ہے کہ وہ اس مد سے نہیں دیتے جو ہشام بن حارث نے مقرر کیا ہے۔ کرمانی نے کہا مُد اول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مد ہے اور مُد ثانی وہ ہے جس میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اس کو مُد عمری کہتے ہیں قولہ لوجاءکم الخ

۶۳۳۰ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مٰلِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَصَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ وَاَيُّ الرِّقَابِ اَزْكٰى

اس سے غرض یہ ہے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ مقابل کو الزام دیتے ہیں کہ آخری فیصلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ کے مد پر ہے۔

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۶۳۳۰ ـــ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ ان کے ناپ، صاع اور مد میں برکت کر۔ (یعنی مدینہ منورہ والوں کے ناپ تول میں برکت فرما)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد!

یا غلام آزاد کرنا اور کونسا غلام بہتر ہے

باب کے اس عنوان میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ احناف کے قول کی طرف مائل ہیں کیونکہ ازکیٰ اسم تفضیل ہے وہ اصل تفضیل میں اشتراک چاہتا ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ہوسکتا ہے کہ بخاری کی "ازکیٰ" سے مراد اسلام ہو لہٰذا کافر غلام کفارہ میں ادا کرنا جائز نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوذر کی حدیث میں رقبہ مطلق ہے اور افضلیت کی تفسیر گراں قیمت اور عمدہ سے بھی کی گئی ہے۔

———

۴۲۳۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَرْجَانَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنَ النَّارِ حَتّٰى فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ

بَابُ عِتْقِ الْمُدَبَّرِ وَأُمِّ الْوَلَدِ وَالْمُكَاتَبِ فِي الْكَفَّارَةِ وَعِتْقِ وَلَدِ الزِّنَا

وَقَالَ طَاوُسٌ يُجْزِئُ أُمُّ الْوَلَدِ وَالْمُدَبَّرُ

۴۲۳۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسلمان غلام آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے عوض اس کا عضو دوزخ سے آزاد کرتا ہے حتیٰ کہ شرمگاہ کے عوض شرمگاہ آزاد کرتا ہے"

۴۲۳۱ — شرح : احناف کے نزدیک کفارہ میں کافر غلام آزاد کرنا جائز ہے ۔ شافعیہ نے کفارہ یمین کو کفارہ قتل پر محمول کیا ہے جبکہ کفارۂ قتل میں مومن غلام مذکور ہے ۔ لہٰذا کفارہ یمین میں بھی مومن غلام آزاد کرنا ضروری ہے ۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جس نے غلام آزاد کیا اس کو اللہ تعالیٰ دوزخ سے آزاد کرے گا

باب مدبّر، ام الولد اور مکاتب کو کفّارہ میں آزاد کرنا اور ولد زناء کو آزاد کرنا

طاؤس نے کہا ام ولد اور مدبّر کو کفارہ میں آزاد کرنا کافی ہے

۶۳۳۲ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوْكًا لَهٗ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ مَالٌ غَيْرُهٗ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيْهِ مِنِّيْ

اس مسئلہ میں فقہا کا اختلاف ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا مکاتب، مُدَبَّر، ام ولدہ کفارہ میں آزاد کرنا جائز نہیں اور نہ ہی وہ غلام آزاد کرنا جائز ہے جس کا بعض آزاد ہو چکا ہو۔ امام ابوحنیفہ اور اوزاعی نے کہا اگر مکاتب نے کتابت کا کچھ حصہ ادا کر دیا ہے تو جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا مدبّر کو آزاد کرنا جائز ہے۔ امام مالک، امام شافعی، ابوثور اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا رقاب واجبہ میں ام ولدہ کو آزاد کرنا جائز نہیں۔ تمام فقہاء کا یہی مسلک ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور احمد نے کہا رقابِ واجبہ میں ولد زناء کو آزاد کرنا جائز ہے۔ حضرت عمر فاروق ام المؤمنین عائشہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھی یہی کہتے ہیں۔ طاؤس اور شعبی نے کہا ولد زناء کو آزاد کرنا جائز نہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ ولد زناء تیسرا شر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ابن عباس اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم نے اس کا انکار کیا ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس کے والدین کا گناہ اس پر نہیں پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی، کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا (عینی)

مدبرہ وہ ہے جس کو اس کا مالک کہے کہ اس کے مرنے کے بعد وہ آزاد ہے۔ ام ولدہ وہ لونڈی ہے جس کا اس کے مالک سے بچہ پیدا ہو ان دونوں کو فروخت کرنا جائز نہیں۔ مکاتب وہ غلام ہے کہ اس کا مالک کہے اتنا ادا کر دے پھر وہ آزاد ہے جب تک اس پر ایک روپیہ باقی ہو اس کو غلام ہی کہا جاتا ہے۔

۶۳۳۲ — **ترجمہ**: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ انصار سے ایک آدمی نے اپنے مملوک غلام کو مدبر بنایا حالانکہ اس کے پاس اس کے علاوہ کچھ مال نہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا یہ غلام مجھ سے کون خریدتا ہے؟ نعیم نحام نے آٹھ سو درہم سے اسے خرید لیا۔ (عمرو نے کہا) میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ غلام عبد قبطی تھا جو پہلے ہی سال مر گیا تھا۔

فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ النَّحَّامُ بِثَمَانِيْ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُوْلُ عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ اَوَّلَ

بَابُ اِذَا اَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اٰخَرَ وَاَعْتَقَ فِي الْكَفَّارَةِ لِمَنْ وَلَاؤُهُ

۶۲۳۳ ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ فَاشْتَرَطُوْا عَلَيْهَا الْوَلَاءَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِيْهَا فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ

۶۲۳۲ ـــ شرح : یہ حدیث ترجمۂ باب تکلف سے خالی نہیں۔ غایت مافی الباب یہ کہا جاسکتا ہے کہ جب مُدبّر کی بیع جائز ہے تو اس کو آزاد کرنا بھی جائز ہے۔ باقی اصناف کو اس پر قیاس کیا گیا ہے۔

باب جب اپنے اور غیر کے درمیان مشترک عبد کو آزاد کیا

یعنی اس باب میں اس شخص کے حکم کا بیان ہے جس نے اپنے اور کسی دوسرے آدمی کے درمیان مشترک غلام کو کفارہ میں آزاد کیا تو کیا اس کے لئے یہ جائز ہے یا نہیں لیکن اس میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی، کیونکہ امام بخاری کو ان کی شرط کے مطابق حدیث نہیں ملی جو عنوان کے مناسب ہو یا امام کی عمر نے وفا نہ کی کہ خالی چھوڑے ہوئے ترجمۃ الباب میں حدیث ذکر کرسکیں۔

باب جب غلام کو کفارہ میں آزاد کیا تو ولاء کس کے لئے ہوگی؟

۶۲۳۳ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا تو اس کے

بَابُ الْاِسْتِثْنَاءِ فِي الْاَيْمَانِ

۶۲۳۴ ـــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ ابْنِ اَبِي مُوسٰى عَنْ اَبِي مُوسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ اَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِنَ الْاَشْعَرِيِّينَ

مالکوں نے شرط عائد کی کہ ولاء ان کی ہوگی۔ ام المؤمنین نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضور نے فرمایا اس کو خرید لو ولاء اسی کے لئے ہے جو آزاد کرے (حدیث ع ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

باب قسموں میں اِن شاء اللہ کہنا

استثناء کے معنی ہیں کسی شئ کو متعدد سے لفظ اِلّا اور اس جیسے الفاظ کے ساتھ باہر نکالنا جیسے جاء القوم الا زیدًا "لوگ آئے مگر زید نہیں آیا" نیز اللہ تعالیٰ کی مشیئت کے ساتھ معلق کرنے کو بھی مستثنیٰ کہتے ہیں۔ اس باب میں یہی معنیٰ مراد ہے یعنی جب کہے "واللہ لافعلنّ کذا ان شاء اللہ" اگر کام نہ کیا تو حانث نہ ہوگا۔ استثناء کے حکم کی شرط یہ ہے کہ مستثنیٰ کا لفظ متصل ہو محض قصد اور نیت سے حکم ثابت نہیں ہوتا یعنی استثناء قسم کے ساتھ متصل ہو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور جمہور فقہاء کا یہی مذہب ہے۔ اگر قسم کھانے کے بعد سکوت کیا یا کلام قطع کر دی تو استثناء کا حکم ختم ہو جائے گا۔ امام سے یہ منقول ہے کہ استثناء میں اتصال شرط ہے اگر درمیان کلام قطع کیا یا دوسری کلام میں شروع ہو گیا استثناء نہ ہوگا۔ اگر یاد کرتے یا سانس رُک جانے سے سکوت ہو گیا تو یہ اتصال سے مانع نہیں۔ علاوہ ازیں طلاق میں استثناء کے جواز میں بھی اختلافِ فقہاء ہے۔ مثلاً بیوی سے کہے "تجھے طلاق ہے انشاء اللہ"، امام ابوحنیفہ اور اُن کے ساتھی، ابراہیم نخعی، حسن بصری اور عطاء اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کہتے ہیں جائز ہے امام مالک، اوزاعی اور لیث کہتے ہیں جائز نہیں، یعنی مذکور مثال میں امام ابوحنیفہ اور شافعی اور دیگر علماء رضی اللہ عنہم کے نزدیک طلاق واقع نہ ہوگی امام مالک اور لیث کے نزدیک واقع ہو جائیگی۔

۶۲۳۴ ـــ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں اشعریوں کے چند آدمیوں میں جناب رسول اللہ

أَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَاءَ اللّٰهُ فَأُتِيَ بِإِبِلٍ فَأَمَرَ لَنَا بِثَلٰثِ ذَوْدٍ فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ لَا يُبَارِكُ اللّٰهُ لَنَا أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ لَا يَحْمِلُنَا فَحَمَلَنَا فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللّٰهُ حَمَلَكُمْ إِنِّيْ وَاللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ وَأَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا آپ سے سواری طلب کرتا تھا۔ حضور نے فرمایا خدا کی قسم ابھی تم کو سواری نہیں دوں گا اور نہ ہی میرے پاس کوئی سواری ہے جس پر تمہیں سوار کروں پھر جس قدر اللہ نے چاہا ہم ٹھہرے تو حضور کے پاس اونٹ لائے گئے آپ نے ہم کو تین اونٹ دیئے جانے کا حکم فرمایا جب ہم دو اونٹ لے کر، چلے تو ہم نے ایک دوسرے سے کہا ہمارے لیئے "ان اونٹوں میں" برکت نہ ہوگی ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے۔ اس حال میں کہ آپ سے سواری طلب کرتے تھے۔ حضور نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے پھر آپ نے ہم کو سواری دی ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ ذکر کیا تو حضور نے فرمایا میں نے تم کو سواری نہیں دی بلکہ اللہ نے تم کو سواری دی ہے اللہ کی قسم! اِنْ شَاءَ اللّٰہُ، میں کسی شئی پر قسم نہیں کھاتا پھر میں اس کے غیر کو اس سے بہتر دیکھوں مگر میں اپنی قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں اور وہ کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے پھر کفارہ دے دیتا ہوں

۶۲۳۴ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب المغازی میں پانچ اونٹوں کا ذکر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے تین اونٹ دیئے جانے کا حکم دیا تھا۔ پھر دو اور زیادہ کر دیئے۔ اس حدیث میں لفظ "کفرت" مکرر ذکر کیا ہے۔

۶۳۳۵ — حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَقَالَ اِلَّا كَفَّرْتُ يَمِيْنِىْ وَاَتَيْتُ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ اَوْ اَتَيْتُ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ وَّكَفَّرْتُ

۶۳۳۶ — حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ حُجَيْرٍ عَنْ طَاؤُسٍ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ بِتِسْعِيْنَ اِمْرَاَةً كُلٌّ تَلِدُ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ قَالَ سُفْيٰنُ يَعْنِى الْمَلَكَ قُلْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَنَسِىَ فَاَطَافَ بِهِنَّ فَلَمْ تَاتِ امْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ بِوَلَدٍ اِلَّا وَاحِدَةٌ بِشِقِّ غُلَامٍ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَرْوِيْهِ لَوْ قَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ دَرَكًا لَّهٗ فِىْ حَاجَتِهٖ وَقَالَ مَرَّةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَثْنٰى قَالَ وَحَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ مِثْلَ حَدِيْثِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

۶۳۳۵ — ترجمہ : ابو نعمان نے کہا ہم سے حماد نے بیان کیا وہ کہ حضور نے فرمایا مگر میں اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہوں اور وہ کرتا ہوں جو بہتر ہے یا وہ کرتا ہوں جو بہتر ہے اور کفارہ دے دیتا ہوں"

۶۳۳۵ — شرح : ابو نعمان کے طریق کے ذکر سے غرض حنث سے پہلے کفارہ دینے یا اس کے بعد کفارہ دینے میں تخییر کا بیان ہے۔ اس میں فقہاء کی مختلف آراء ہیں۔

۶۳۳۶ — ترجمہ : طاؤس سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو ہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں آج رات نوّے بیویوں کے پاس جاؤں گا ان میں سے ہر ایک کے لڑکا پیدا ہوگا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا اُن کے

بَابُ الْكَفَّارَةِ قَبْلَ الْحِنْثِ وَبَعْدَهُ

۶۳۳۶ ـــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ

ساتھی نے کہا سفیان نے کہا یعنی فرشتے نے کہا "ان شاء اللہ"، کہیے وہ بھول گئے "ان شاء اللہ نہ کہا" تمام بیویوں کے پاس گئے اُن میں سے کسی بیوی کے ہاں بچہ پیدا نہ ہُوا مگر ایک عورت نے آدھے بچہ کو جنم دیا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ ان شاء اللہ کہتے تو حانث نہ ہوتے اور اپنا مقصد پالیتے کبھی یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"لَوِاسْتَثْنٰی"، اگر استثنا کرتے (ان شاء اللہ)

۶۳۳۵ ـــ شرح : کرمانی نے کہا صحیح حدیث میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں کی تعداد کے اختلاف سے زیادہ کوئی اختلاف نہیں، چنانچہ ان کی ایک سَو، نناوے اور ساٹھ بیویاں مذکور ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عدد کے مفہوم کا اعتبار نہیں لہٰذا اس میں منافات نہیں۔ قولہ لم یحنث، عدمِ حنث سے مراد معصیت نہیں کیونکہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام صغائر اور کبائر سے معصوم ہیں بلکہ عدمِ حنث سے مراد عدم وقوع ہے یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو ارادہ کیا تھا اس کا وقوع نہ ہُوا۔ یہ حدیث ابتداء میں ابوہریرہ پر موقوف ہے۔ لیکن "یرویہ" سے اس کو مرفوع کر دیا، کیونکہ یہ رفع حدیث سے کنایہ ہے۔

وَحَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ مِثْلَ حَدِیْثِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ

یعنی سفیان بن عُیَیْنہ نے کہا ہم سے ابوالزناد نے اعرج سے ابوہریرہ کی حدیث کی طرح بیان کیا۔ اس میں یہ اشارہ کیا کہ ابوہریرہ کی طرف سفیان کی دو سندیں ہیں ایک ہشام کی طاؤس سے دُوسری ابوالزناد کی اعرج سے سند ہے۔

باب حنث (قسم توڑنے) سے پہلے یا بعد کفارہ

حضرات فقہاء کرام میں قسم توڑنے سے پہلے یا بعد کفارہ دینے میں اختلاف پایا جاتا ہے امام مالک سفیان ثوری، اوزاعی اور امام لیث نے کہا حنث سے پہلے کفارہ دینا جائز ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ

عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ الْقٰسِمِ التَّيْمِيِّ عَنْ زَهْدَمَ الْجَرْمِيِّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِيْ مُوْسٰى وَبَيْنَنَا وَبَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ اِخَاءٌ وَّمَعْرُوْفٌ قَالَ فَقُدِّمَ طَعَامُهٗ قَالَ وَقُدِّمَ فِيْ طَعَامِهٖ لَحْمُ دَجَاجٍ قَالَ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ اَحْمَرُ كَاَنَّهٗ مَوْلًى قَالَ فَلَمْ يَدْنُ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْمُوْسٰى اُدْنُ فَاِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ مِنْهُ قَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُهٗ يَاْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ اَلَّا اَطْعَمَهٗ اَبَدًا قَالَ اُدْنُ اُخْبِرْكَ عَنْ ذٰلِكَ اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ مِّنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اَسْتَحْمِلُهٗ وَهُوَ يَقْسِمُ نَعَمًا مِّنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ قَالَ اَيُّوْبُ اَحْسِبُهٗ قَالَ وَهُوَ غَضْبَانُ قَالَ وَاللّٰهِ لَا اَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِيْ مَا اَحْمِلُكُمْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ اِبِلٍ فَقَالَ اَيْنَ هٰؤُلَاءِ الْاَشْعَرِيُّوْنَ اَيْنَ هٰؤُلَاءِ الْاَشْعَرِيُّوْنَ فَاَتَيْنَا فَاَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى قَالَ فَانْدَفَعْنَا فَقُلْتُ لِاَصْحَابِيْ اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

نے کہا غلام آزاد کرنا، کپڑے دینا اور کھانا کھلانا حنث سے پہلے جائز ہیں۔ روزہ پہلے جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ اور اُن کے ساتھی فرماتے ہیں۔ حنث سے پہلے کفارہ جائز نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ "جب تم قسمیں کھاؤ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے۔ یعنی جب قسمیں کھاؤ اور حانث ہوجاؤ تو یہ کفارہ دو!"

ترجمہ: زہدم جرمی نے کہا ہم ابوموسیٰ اشعری کے پاس تھے ہمارے اور اس

٦٣٣٦ —— جرم قبیلہ کے درمیان بھائی چارہ اور احسان وغیرہ تھا کہا اُن کے پاس

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ اَنْ لَّا يَحْمِلَنَا ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَيْنَا فَحَمَلَنَا نَسِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهُ وَاللّٰهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهُ لَا نُفْلِحُ اَبَدًا ارْجِعُوْا بِنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْنُذَكِّرْ يَمِيْنَهُ فَرَجَعْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَيْنَاكَ نَسْتَحْمِلُكَ فَحَلَفْتَ اَنْ لَّا تَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلْتَنَا فَظَنَنَّا اَوْ فَعَرَفْنَا اَنَّكَ نَسِيْتَ يَمِيْنَكَ قَالَ انْطَلِقُوْا فَاِنَّمَا حَمَلَكُمُ اللّٰهُ اِنِّيْ وَاللّٰهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّتَحَلَّلْتُهَا تَابَعَهُ حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ وَالْقٰسِمِ بْنِ عَاصِمٍ الْكُلَيْبِيِّ

کھانا لایا گیا اور کھانے میں مُرغ کا گوشت تھا کہا لوگوں میں بنی تیم اللہ سے ایک سُرخ رنگ کا آدمی تھا گویا کہ وہ غلام ہے وہ کھانے کے قریب نہ آیا۔ ابوموسیٰ نے اسے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کھاتے دیکھا ہے اُس نے کہا میں نے مُرغ کو دیکھا تھا کہ یہ گندگی کھاتا تھا اس لئے میں اس سے نفرت کرتا ہوں اور میں نے قسم کھائی تھی کہ یہ کبھی نہیں کھاؤں گا۔ ابوموسیٰ نے کہا آگے آؤ میں تمہیں اس سے آگاہ کرتا ہوں ہم اشعریوں کی جماعت کے ہمراہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے حضور سے سواری طلب کرتے تھے جبکہ حضور صدقہ کے چار پائے تقسیم فرما رہے تھے ایوب نے کہا میرا خیال ہے کہ حضور غصّہ کی حالت میں تھے۔ حضور نے فرمایا اللہ کی قسم میں تم کو سواری نہ دوں گا اور نہ ہی میرے پاس کوئی شئی ہے جو تمہیں دوں۔ ابوموسیٰ نے کہا ہم چلے گئے اس کے بعد حضور کے پاس غنیمت کے اونٹ آئے پس کہا گیا اشعری کہاں ؟ یہ اشعری کہاں ہیں ؟ ہم کو حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے سفید کوہانوں والے پانچ اونٹ ہم کو دیئے جانے کا حکم دیا۔

ابوموسیٰ نے کہا ہم جلدی سے چلے گئے پھر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ہم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے آپ سے سواری طلب کرتے تھے تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری

۶۲۳۷ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَالْقٰسِمِ التَّمِيمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ بِهٰذَا

۶۲۳۸ ـــ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ الْقٰسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ بِهٰذَا

۶۲۳۹ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ بْنِ فَارِسٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ

نہیں دیں گے پھر ہمارے پاس کسی کو بھیجا اور ہم کو سواری دی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قسم بھول گئے ہیں۔ اللہ کی قسم اگر ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قسم سے غافل رکھا تو ہم کبھی کامیاب نہ ہوں گے ہمارے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلو ہم حضور کو اپنی قسم یاد دلائیں ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ کے پاس سواری لینے آئے تھے آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہیں دیں گے پھر حضور نے ہم کو سواری دی ہم نے خیال کیا ہے کہ شائد آپ قسم بھول گئے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ تم کو اللہ ہی نے سوار کیا ہے اللہ کی قسم! اگر مشیت الٰہی ہو میں قسم نہیں کھاتا ہوں پھر میں اس کا غیر اس سے بہتر دیکھوں مگر میں وہ شئ کرتا ہوں جو اس سے بہتر ہو اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں۔ حماد بن زید نے ایوب، ابوقلابہ اور قاسم بن عاصم کلبی سے روایت کرنے میں اسماعیل بن ابراہیم کی متابعت کی ہے۔

۶۲۳۶ شرح: اس حدیث اور اس کے بعد والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ حانث ہونے کے بعد ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ یہی فرماتے ہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے قسم توڑنا گناہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ کیسے متصور ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ جس شئ کی قسم کھائی جائے اس سے بہتر کوئی اور شئ کرنے میں معصیت نہیں ہے خصوصاً جب حانث ہونے کے بعد کفارہ دیا جائے

۶۲۷۳ ـــ ۶۲۳۸ ترجمہ: قُتَیْبَہ نے کہا ہم سے عبدالوہاب نے ایوب اور ابوقلابہ کے

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْئَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْئَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ تَابَعَهُ أَشْهَلُ ابْنُ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ وَتَابَعَهُ يُونُسُ وَسِمَاكُ بْنُ عَطِيَّةَ وَسِمَاكُ ابْنُ حَرْبٍ وَحُمَيْدٌ وَقَتَادَةُ وَمَنْصُورٌ وَهِشَامٌ وَالرَّبِيعُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْفَرَائِضِ

کے ذریعہ قاسم بن عاصم کلیبی کے ذریعہ زہدم سے یہ خبر دی اور ابو معمر نے کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا کہ ہم کو ایوب نے قاسم کے ذریعہ زہدم سے یہ خبر دی۔

۶۳۳۹ — ترجمہ: عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امارت کا سوال نہ کرو، کیونکہ اگر تجھے سوال کرنے کے بغیر دی جائے اس پر تیری مدد کی جائے گی اور اگر تجھے مانگنے سے دی جائے تو تجھے اس کے حوالہ کیا جائے گا اور جب تو کسی شئ پر قسم کھائے پھر اس کا غیر اس سے بہتر دیکھے تو وہ کر جو بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔ اشہل نے ابن عون سے روایت کرنے میں عثمان بن عمر کی متابعت کی ہے اور یونس، سماک بن عطیہ، سماک بن حرب، حمید، قتادہ، منصور، ہشام اور ربیع نے حسن اور سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے میں ابن عون کی متابعت کی ہے (حدیث ۵۸۵۵ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْفَرَائِضِ میراث

بَابُ قَوْلِ اللہِ یُوْصِیْکُمُ اللہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ اَلْاٰیَتَیْنِ

فرائض فریضہ کی جمع ہے یہ اس شئی کو کہتے ہیں جو مکلّف پر فرض کیا جائے جیسے نماز و زکوٰۃ کے فرض ہیں۔ میراث کو بھی فریضہ اور فرض کہا جاتا ہے کیونکہ یہ وراثت کے مستحق لوگوں کے لئے مقرر حصے ہیں۔ قرآن کریم میں ذکر کئے گئے ہیں ان میں کمی بیشی جائز نہیں۔ یہ فرض بمعنی قطع، تقدیر سے مشتق ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں "

بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ پھر اگر صرف لڑکیاں اگرچہ دو سے اوپر ہوں تو ان کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا اور میت کی ماں اور باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا حصہ اگر میت کے اولاد ہو۔ اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا تہائی پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ بعد اس وصیت کے جو کر گیا اور قرض کے۔ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا یہ حصہ مقرر کیا ہوا ہے اللہ کی طرف سے۔ بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے۔

اور تمہاری بیبیاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو۔ پھر اگر اُن کی اولاد ہو تو اُن کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے۔ جو وصیت وہ کر گئیں اور قرض نکال کر اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے۔ اگر تمہاری اولاد نہ ہو پھر اگر تمہاری اولاد ہو تو اُن کا تمہارے ترکہ سے آٹھواں جو وصیت تم کر جاؤ اور قرض نکال کر اور اگر کسی ایسے مرد اور عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو اُن میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ۔ پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں میت کی وصیت اور قرض نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو۔ یہ اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علم والا اور حکمت والا ہے

تشریح: قرآن کریم کی ان دو آیتوں اور اسی سورت کی آخری آیت سے میراث کا علم نکالا گیا ہے۔ اس کے متعلق احادیث نبویہ صلی اللہ علیٰ صاحبہا انہی کی تفسیر ہیں۔ اسلام

۶۲۴۰ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَرِضْتُ فَعَادَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَاَتَانِي وَقَدْ اُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَبَّ عَلَيَّ وَضُوْءَهٗ فَاَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَصْنَعُ فِي مَالِي كَيْفَ اَقْضِي فِي مَالِي فَلَمْ يُجِبْنِي بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ اٰيَةُ الْمِيْرَاثِ

پہلے زمانۂ جاہلیت میں وراثت صرف مردوں میں تقسیم ہوتی تھی وہ عورتوں کو وراثت کا مستحق نہیں جانتے تھے ابتداء اسلام میں بھی وراثت ان لوگوں میں تقسیم ہوتی تھی جن کے ساتھ عقد حلف ہوتا تھا، چنانچہ قرآن کریم میں ہے وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ "یعنی جن سے تمہارا عقد حلف ہے ان کو میراث سے ان کا حصہ دو پھر اس کے بعد وراثت کا تعلق ہجرت سے ہوگیا پھر یہ تمام منسوخ ہُوا اور وراثت کا تعلق نسب اور سبب سے ہوگیا جبکہ سبب نکاح اور ولاء ہے اور نسب صرف قرابت ہے۔ علم میراث میں انہی کی بحث ہے۔

"جو کسی حال میں میراث سے محروم نہیں ہوتے"

ماں باپ، اولاد اور بیوی خاوند کسی حال میں میراث میں ساقط نہیں ہوتے اور چھ اشخاص کسی صورت وارث نہیں بنتے ہیں وہ غلام، مرتد، مکاتب، ام ولد، قاتل عمداور اختلافِ ملت میں ان کے علاوہ متبنّٰی، منہ بولے بہن بھائی بھی وارث نہیں بنتے ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں عورتوں کو وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا جبکہ اسلام نے انہیں مردوں سے نصف حصہ کا وارث کیا ہے، چنانچہ فرمایا: لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ "مرد کے لئے دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے۔

۶۲۴۰ — **ترجمہ**: محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ انہوں نے جابرؓ عبداللہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ میں بیمار ہوگیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میری عیادت کی وہ پیدل چلتے ہوئے میرے پاس آئے، حالانکہ مجھ پر بیہوشی طاری

بَابُ تَعْلِيْمِ الْفَرَائِضِ

وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ تَعَلَّمُوْا قَبْلَ الظَّانِّيْنَ يَعْنِي الَّذِيْنَ يَتَكَلَّمُوْنَ بِالظَّنِّ ۶۲۴۱ ــــ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کیا اور اس کا بچا ہُوا پانی مجھ پر ڈالا جس سے مجھے ہوش آیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے مال کا کیا کروں اپنا مال میں کیسے فیصلہ کروں؟ حضور نے مجھے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت کریمہ نازل ہوئی۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ آیت کریمہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں منافات نہیں، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس کا بعض جابر کے بارے میں نازل ہو اور بعض سعد کے بارے میں ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مریض کی عیادت مستحب ہے اور پیدل چل کر جانا بہتر ہے اور نیک لوگوں کے آثار سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے اور مستعمل پانی پاک ہے۔ اس حدیث سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر کی برکت کا ظہور ہے کہ وضوء سے بچا ہُوا پانی جابر کے لئے افاقہ کا موجب ہُوا۔

باب فرائض کی تعلیم

عقبہ بن عامر نے کہا گمان کرنے والوں سے پہلے علم حاصل کرو (یعنی جو لوگ ظن سے گفتگو کرتے ہیں۔ ان سے پہلے علم حاصل کرو)

شرح : یعنی ہر علم ان لوگوں سے پہلے حاصل کرو جو گمان سے گفتگو کرتے ہیں اس میں علم الفرائض بھی شامل ہے جبکہ تَعَلَّمُوْا سے عقبہ کا مقصد یہ ہے کہ یہ مخصوص علم حاصل کرو اور اس کا سختی سے اہتمام کرو کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نصف علم فرمایا اور فرمایا میری اُمت

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللهِ اِخْوَانًا

میری امت میں سب سے پہلے یہ علم فراموش کیا جائے گا۔ حاکم کی روایت میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم تین ہیں ان کے علاوہ باقی علوم کے حاصل کرنے میں فضیلت ہے ایک آیت محکمہ دوسرے سنت قائمہ اور تیسرے فریضہ عادلہ (علم میراث)" امام کرمانی نے کہا علم اور علماء کے مٹ جانے سے اور جاہلوں کے پیدا ہونے سے پہلے علم حاصل کرو جو اپنے فاسد گمانوں سے گفتگو کرتے ہیں۔

۶۲۴۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گمان سے بچو کیونکہ گمان بہت جھوٹی بات ہے اور کسی کا عیب نہ ڈھونڈو اور نہ کسی کی برائی کی تلاش میں لگے رہو اور نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ پیٹھ پیچھے بُرائی بیان کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔

۶۲۴۱ — شرح : یعنی کسی کے متعلق بدگمانی سے بچو اور مسلمانوں کے ساتھ سُوءِ ظن نہ رکھو کیونکہ ظن اکثر جھوٹ کا منشاء ہے۔ قولہ لاتدابروا، یعنی ایک دُوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور نہ ہی پیٹھ پیچھے برائی بیان کرو۔

جس وقت علم اور علما نہ رہیں گے لوگ جاہل رہ جائیں گے ان کے کلام کا دارو مدار اور اس کا منشا صرف ظن پر ہوگا تو ان کی زبانوں پر بہت جھوٹ جاری ہوگا۔ نیز یوں بھی ہوسکتا ہے کہ اخبار قطعیہ یقینیہ کی نسبت اخبار مظنونہ میں جھوٹ بہت ہوگا۔ اخبار یقینیہ میں جھوٹ کو راہ کم ملتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مجتہد کا اپنے ظن پر عمل کرنا واجب ہے اور مقلد اپنے مجتہد کے اجتہاد پر عمل کرنے میں مامور ہے تو ظن سے منع کیسے کرسکتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ منع اور تحذیر اس میں ہے جو واجب اور قطعی ہے چنانچہ اعتقادیات یقینیہ میں ممنوع ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ اہلِ لغت کے محاورات میں ظن سے مراد وہم ہے۔ (حدیث ۴۸۱۴ ج ۸ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ

۶۳۴۲ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہمارا کوئی وارث نہیں ہمارا ترکہ صدقہ ہے

یعنی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کسی کے وارث نہیں ہوتے اور نہ ہی کوئی ان کا وارث ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے سردر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا اور اس کے دین کی تبلیغ کا آپ سے وعدہ لیا اور حکم فرمایا کہ اس پر دنیاوی متاع اور اُجرت نہ لیں؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ،، میں تبلیغ دین پر تم سے اُجرت کا سوال نہیں کرتا ہوں۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ دنیا میں جو لوگوں کے نزدیک دنیاوی متاع یا اُجرت ہے آپ کی ذات ستودہ صفات کی طرف منسوب نہ ہو اور ان میں سے کوئی شئ حضور کے لئے حلال نہیں اور جو شئ انسان کے اہل کو پہنچے وہ اسی کو پہنچتی ہے اسی لئے اپنے اہل پر میراث کو حرام کیا تاکہ یہ گمان نہ ہو کہ حضور نے اپنے وارثوں کے لئے مال جمع کیا ہے۔ تمام انبیاء کرام اور رُسل عظام علیہم السلام کا بھی یہی حال ہے۔ قولہ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ ،، کلمہ ما موصولہ ہے اور ترکناہ صلہ ہے۔ موصولہ وصلہ مبتداء اور صَدَقَةٌ مرفوع اس کی خبر ہے۔ یعنی جو شئ ہم نے چھوڑی ہے وہ صدقہ ہے۔ اسی لئے حضور نے فرمایا آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم" کے لئے صدقہ حلال نہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نبیوں کی جماعت ہیں ہم کسی کے وارث نہیں بنتے اور نہ ہی کسی کو وارث بناتے ہیں جو کچھ ہم ترکہ چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ یہ تمام انبیاء کرام کو شامل ہے اور جو قرآن کریم میں ہے: وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ ،، سلیمان داؤد کے وارث ہوئے اس سے وراثت، نبوّت اور وراثت علم و حکمت مراد ہے۔ ایسے ہی زکریا علیہ السلام کے کلام در يَرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوْبَ سے بھی نبوت اور علم و حکمت کی وراثت مراد ہے۔ شیعہ کہتے ہیں در مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةً ،، میں کلمہ صدقہ منصوب ہے اور معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے چھوڑا ہے اس میں از روئے صدقہ وراثت کا حق نہیں ہے یعنی جو صدقہ کر کے ہم نے چھوڑا ہے۔ اس میں وراثت کا حق نہیں لیکن اس میں انبیاء کرام کی خصوصیت

قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ اَتَيَا اَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيْرَاثَهُمَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا يَوْمَئِذٍ يَطْلُبَانِ اَرْضَيْهِمَا مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ لَهُمَا اَبُوْ بَكْرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ اِنَّمَا يَاْكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَا اَدَعُ اَمْرًا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيْهِ اِلَّا صَنَعْتُهُ قَالَ فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى مَاتَتْ

نہیں ہے کیونکہ زندگی میں جو بھی ترکہ صدقہ کیا جائے یا وقف کر دیا جائے اس میں وراثت کا حق منقطع ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث جو حضرت عباس اور علی رضی اللہ عنہما کے واقعہ میں اور تنازعہ میں ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ "صدقہ" مرفوع ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۶۳۴۲ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ سے اپنی میراث طلب کرتے تھے اس وقت دونوں فدک سے اپنی زمین اور خیبر سے اپنا حصہ طلب کرتے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف اس مال سے کھائیں گے۔ ابوبکر صدیق نے کہا اللہ کی قسم! میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی امر کو نہ چھوڑوں گا جسے حضور کرتے تھے مگر وہ کروں گا۔ راوی نے کہا سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے ابوبکر صدیق سے مفارقت کر لی پھر اُن سے کلام نہ کیا یہاں تک کہ وفات پا گئیں۔ سلام اللہ علیہا ابدا

۶۳۴۲ — شرح : فدک مدینہ منورہ سے دو مرحلوں پر واقع ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر کو نصف بٹائی پر خیبر کی زمین دی تھی جبکہ

۶۳۴۳ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبَانٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّا لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ

۶۳۴۴ ـــ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ بُكَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَالِكُ بْنُ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ ابْنُ جُبَیْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِیْ مِنْ حَدِیْثِهٖ ذٰلِكَ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰی دَخَلْتُ عَلَیْهِ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ انْطَلَقْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ عَلٰی عُمَرَ فَاَتَاهُ حَاجِبُهٗ یَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِیْ عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَیْرِ وَسَعْدٍ قَالَ

وہ خالص آپ کی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو جنگ سے فتح کیا تھا۔ اس کا پانچواں حصہ (خمس) آپ کے لئے تھا اور وہ بھی اپنے اہل و اولاد اور مصالح عامہ میں خرچ کر دیتے تھے۔

قولہ من ھذا المال،، یہ اس مال کی طرف اشارہ ہے جو خمس خیبر سے حاصل ہوا تھا۔ کلمۂ مِن تبعیض کے لئے ہے یعنی اپنے نفقہ کی مقدار اس مال کا بعض کھائیں گے قولہ فَہجرتہٗ فاطمۃُ رضی اللہ عنہا،، یعنی ابوبکر کی ملاقات سے انقباض کر لیا۔ شرعی ہجران مراد نہیں کہ بالکل کلام ہی ترک کر دیا، کیونکہ یہ حرام ہے۔ اس کے چھ ماہ بعد سیدہ سلام اللہ علیہا انتقال فرما گئیں (حدیث ۲۸۸۴ ج: ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۳۴۳ ــ ترجمہ: عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم وارث نہیں بنائے جاتے جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

۶۳۴۴ ــ ترجمہ: محمد بن جبیر بن مطعم نے مجھ سے مالک بن اوس کی حدیث سے یہ ذکر کیا میں چلا حتی کہ مالک بن اوس کے پاس آیا (تاکہ بلا واسطہ حدیث سنوں) میں نے مالک سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ میں گیا اور عمر فاروق کے پاس آیا۔ ان کا دربان یرفا اُن کے پاس آیا اور کہا کیا عثمان، عبدالرحمٰن

نعم فاذن لهم ثم قال هل لك في علي وعباس قال نعم قال عباس

يا امير المؤمنين اقض بيني وبين هذا قال انشدكم بالله الذي باذنه

تقوم السماء والارض هل تعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال انا لا نورث ما تركنا صدقة يريد رسول الله صلى الله عليه وسلم نفسه

فقال الرهط قد قال ذلك فاقبل على علي وعباس فقال هل تعلمان

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد قال ذلك قالا قد قال ذلك قال

عمر فاني احدثكم عن هذا الامر ان الله كان قد خص رسول الله صلى الله

عليه وسلم في هذا الفيء بشيء لم يعطه احدا غيره فقال ما افاء الله على

رسوله الى قدير فكانت خالصة لرسول الله صلى الله عليه وسلم والله ما احتازها

دونكم ولا استاثر بها عليكم لقد اعطاكموها وبثها فيكم حتى بقي منها

زبیر اور سعد بن ابی وقاص کے آنے میں رغبت ہے ؟ وہ اجازت طلب کرتے ہیں ،، عمر فاروق نے کہا ہاں! پھر ان کو اجازت دے دی پھر یرفا نے کہا کیا آپ کو علی اور عباس رضی اللہ عنہما کے آنے میں رغبت ہے ؟ کہا ہاں! وہ آجائیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیر المؤمنین میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کر دیں۔ عمر فاروق نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم وارث نہیں بنائے جاتے جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کریمہ مراد لیتے تھے۔ جو حضرات موجود تھے اُنہوں نے کہا حضور نے یہ فرمایا ہے پھر علی المرتضیٰ اور عباس رضی اللہ عنہما سے متوجہ ہوئے اور کہا کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے ؟ اُنہوں نے کہا حضور نے ضرور یہ فرمایا ہے۔ عمر فاروق نے کہا میں تمہیں اس معاملہ کے متعلق حدیث بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس غنیمت میں ایک شئ کے ساتھ مخصوص فرمایا جو آپ کو آپ کے سوا کسی کو نہ دی ؛ چنانچہ

هٰذَا الْمَالُ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهِ مِنْ هٰذَا الْمَالِ
نَفَقَةَ سَنَتِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
حَيَاتَهُ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ قَالُوْا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ
أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ فَتَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهُ فَقَالَ
أَبُوْبَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا فَعَمِلَ بِمَا عَمِلَ بِهِ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ أَبَابَكْرٍ فَقُلْتُ أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ جِئْتَنِيْ تَسْأَلُنِيْ نَصِيْبَكَ

فرمایا مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ .... قَدِيْرٌ تک ،، یہ زمین خالص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ خدا کی قسم! حضور نے تمہارے سوا کسی کے لئے اس کو محفوظ نہیں کیا اور نہ ہی تم پر کسی کو ترجیح دی۔ یقیناً وہ تم کو دی اور تم میں ہی تقسیم کر دی۔ حتیٰ کہ اس سے یہ مال باقی رہ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل و اولاد کے لئے اس مال سے سال کا خرچہ نکال لیتے پھر جو باقی بچ رہتا اس کو اللہ کے لئے کرتے "بیت المال میں داخل کر دیتے،، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں اس پر عمل کیا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم یہ جانتے ہو؟ اُنہوں نے کہا جی ہاں! پھر حضرت علی، عباس دونوں سے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم یہ جانتے ہو؟ اُنہوں نے بھی کہا جی ہاں! پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی تو ابوبکر نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاروبار کا متولی ہوں اور وہ مال اپنے قبضہ میں کر لیا پھر اس میں وہی کام کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کو فوت کیا تو میں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ولی کا متولی ہوں میں نے دو سال تک وہ مال اپنے قبضہ میں رکھا۔ ان میں وہی عمل کرتا رہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمل کیا تھا پھر تم دونوں میرے پاس آئے جبکہ یہ تمہاری ایک ہی بات تھی اور معاملہ مختلف نہ تھا (دونوں کا ایک ہی مطلب تھا) پھر حضرت عباس سے متوجہ

مِن ابنِ أخِيكَ وَ أتانِي هٰذَا يَسْئَلُنِي نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَإِنِّي أَكْفِيكُمَاهَا

۶۳۴۵ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمُؤْنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ —

ہوئے ،،تم میرے پاس آئے اور اپنے بھتیجے کی طرف سے اپنا حصہ مجھ سے طلب کرتے تھے اور یہ (علی) میرے پاس آئے مجھ سے اپنی بیوی کا حصہ طلب کرتے تھے جو اُن کے والد کی طرف سے تھا۔ میں نے کہا اگر تم چاہتے ہو تو میں دونوں کو یہ مال دے دیتا ہوں تم مجھ سے اس کے سوا فیصلہ چاہتے ہو کہ ان کو آدھا آدھا تقسیم کر دیں،، اللہ کی قسم جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہے میں اس مال میں اس کے سوا کوئی فیصلہ نہیں کروں گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے اور اگر تم عاجز آگئے ہو تو وہ میرے حوالہ کر دو میں تم دونوں کی کفائت کروں گا،، ہم نے اس حدیث کی شرح ۲۸۸۵ ج ۴، میں بسط سے تحریر کی ہے ۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں ۔

۶۳۴۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے وارث کوئی دینار تقسیم نہ کریں ۔ میں نے اپنی بیویوں کے خرچ اور عاملوں کی تنخواہوں کے بعد جو چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے ۔

۶۳۴۵ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب الوصایا جلد : ۴ عمرو بن حارث خزاعی کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی دینار و درہم نہیں چھوڑا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جائز ہے کہ وفات سے پہلے اس کے مالک ہوں لیکن ان کی تقسیم سے منع فرمایا اور خزاعی کی حدیث کا معنی یہ ہے کہ تقسیم کرنے کے لئے کوئی دینار و درہم نہیں چھوڑا لہٰذا دونوں حدیثیں ہم معنی

۶۳۴۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَدْنَ اَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمٰنَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ يَسْئَلْنَهٗ مِيْرَاثَهُنَّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَهْلِهٖ

۶۳۴۶ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ

ہیں ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وقف جائز ہے اور حیات کی طرح وفات کے بعد بھی جاری رہتا ہے لہٰذا وقف کو فروخت نہیں کیا جائے گا ۔ اور نہ ہی وہ کسی کی مملوک ہو سکتا ہے نہ اس میں وراثت جاری ہو سکتی ہے لیکن اس کو وقف کے مصارف میں خرچ کیا جائے گا اور جو بچ رہے گا وہ مسلمانوں کے مصالح کے لئے صرف ہو گا ۔

۶۳۴۵ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات نے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ارادہ کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ابوبکر صدیق کے پاس بھیجیں اُن سے اپنی وراثت طلب کریں ۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ؟ ہمارا کوئی وارث نہیں جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ! جس کسی نے مال چھوڑا وہ اس کے گھر والوں کا ہے "

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَمْ يَتْرُكْ وَفَاءً فَعَلَيْنَا قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ

بَابُ مِيْرَاثِ الْوَلَدِ مِنْ أَبِيْهِ وَأُمِّهِ

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِذَا تَرَكَ رَجُلٌ أَوِ امْرَأَةٌ ابْنَةً فَلَهَا النِّصْفُ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ فَلَهُنَّ الثُّلُثَانِ فَإِنْ كَانَ مَعَهُنَّ ذَكَرٌ بُدِئَ بِمَنْ شَرِكَهُمْ فَيُعْطٰى فَرِيْضَةً وَمَا بَقِيَ فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ

۶۳۴۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مومنوں کے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر قرض ہو اور اس کو ادا کرنے کے لئے کچھ نہ چھوڑا ہو اس کا ادا کرنا ہمارے ذمہ ہے اور جو شخص مال چھوڑ دے وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔

۶۳۴۶ — شرح : غریب تنگدست میت کا قرضہ ادا کرنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے ہے جو اپنے خالص مال سے ادا کرتے تھے بعض نے کہا بیت المال سے ادا کرتے تھے۔ (حدیث ع ۲۱۴۵ ج : ۳ اور ع ۲۱۵۲ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب ماں اور باپ کی طرف سے اولاد کی میراث

زید بن ثابت نے کہا جب کوئی مرد یا عورت لڑکی چھوڑے تو اس کا نصف مال ہے اگر دو یا زیادہ لڑکیاں چھوڑے تو ان کا دو تہائی مال ہے اور اگر ان کے ساتھ لڑکا ہو تو پہلے اس کو دیا جائے گا جو ان کے ساتھ شریک ہے اس کو اس کا حصہ دیا جائے گا۔ اور جو باقی بچ رہے گا مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ دیا جائیگا،، شرح : یعنی اگر لڑکیوں کے ساتھ اُن کا بھائی ہے حالانکہ ان کے علاوہ اور بھی کوئی وارث جس کا حصہ مقرر ہے جیسے ماں، باپ تو ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ دے کر باقی لڑکیوں

۶۳۴۷ ــــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ۔

بَابُ مِيرَاثِ الْبَنَاتِ

۶۳۴۸ ــــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ مَرِضْتُ

اور لڑکوں میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ لڑکی کو ایک حصہ اور لڑکے کو دو حصے دیئے جائیں گے۔ مثلاً ایک شخص فوت ہُوا۔ وہ ماں، لڑکیاں اور لڑکا چھوڑ گیا تو ماں کو ۱/۶ دے کر باقی لڑکوں اور لڑکیوں میں تقسیم ہو گا؛ کیونکہ عصبہ وہ ہے جو باقی سارے مال کا وارث ہوتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ جن کا حصہ مقرر ہے ان کو پہلے دیا جائے۔

۶۳۴۷ ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقرر حصے اس کے مستحقین کو دو جو بچ رہے وہ زیادہ قریب مرد کے لئے ہے۔

۶۳۴۷ ــــ شرح : فرائض وہ حصے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مقرر کئے ہیں وہ نصف چوتھائی، آٹھواں حصہ اور دو تہائی، ایک تہائی اور چھٹا حصہ ہیں۔ یہ حصے تضعیف و تنصیف پر مبنی ہیں۔ ان کے اہل وہ لوگ ہیں جو ان کے مستحق ہیں اور قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ اَوْلٰی سے مراد اقرب قریب تر مرد ہے۔ رجل کی ذکورۃ سے وصف اس لئے کی ہے کہ عصوبت اور اس کا استحقاق ذکورۃ کے اعتبار سے ہے۔ اگر یہ مرد چچا یا چچا کا بیٹا ہو اور اس کے ساتھ اس کی بہن ہو تمام مال مرد کو ملے گا اور بہن محروم رہے گی۔ اس صورت میں لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ"، یعنی مرد کو دو عورتوں کے برابر نہ ملے گا۔ اس وہم کے اندفاع کے لئے رجل کی ذکورت سے وصف کی ہے؛ کیونکہ اگرچہ بہن بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہے لیکن فرض کا مستحق مذکر ہے، مؤنث نہیں۔ اقرب کی قید ابعد کو محجوب کرتی ہے۔

بِمَكَّةَ مَرَضًا أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي فَقَالَ لَا قَالَ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ إِنْ تَرَكْتَ وَلَدَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُخَلَّفُ عَنْ هِجْرَتِي فَقَالَ لَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِي فَتَعْمَلَ عَمَلًا تُرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ رِفْعَةً وَّدَرَجَةً وَّلَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِي حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ وَلٰكِنَّ الْبَائِسَ سَعْدَ بْنَ خَوْلَةَ يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ قَالَ سُفْيٰنُ وَسَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ

باب لڑکیوں کی میراث

۶۲۳۸ — ترجمہ : زہری نے کہا مجھے عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد سے خبر دی کہ انہوں نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ میں ایسا بیمار ہُوا کہ موت تک پہنچ گیا میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس حال میں کہ میری بیمار پُرسی کریں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا مال بہت ہے اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں فرمایا نہ میں نے عرض کیا پھر نصف مال صدقہ کر دوں فرمایا نہ میں نے عرض کیا ایک تہائی مال صدقہ کر دوں ؟ فرمایا تہائی مال صدقہ کرو تہائی مال بھی زیادہ ہے، کیونکہ اگر تو اپنی اولاد کو غنی چھوڑے تو اس سے بہتر ہے کہ ان کو بھوکے چھوڑے وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں

۶۲۴۹ ـ حَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالنَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِیَةَ وَشَیْبَانُ عَنِ الْاَشْعَثِ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ اَتَانَا مُعَاذُ ابْنُ جَبَلٍ بِالْیَمَنِ مُعَلِّمًا اَوْ اَمِیْرًا فَسَاَلْنَاہُ عَنْ رَجُلٍ تُوُفِّیَ وَتَرَکَ اِبْنَتَہٗ وَاُخْتَہٗ فَاَعْطَی الْاِبْنَةَ النِّصْفَ وَالْاُخْتَ النِّصْفَ

مانگتے پھریں" اور تو جو بھی خرچ کرے گا اس پر تجھے ثواب دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اپنی بیوی کے مُنہ میں ایک لقمہ اُٹھائے" وہ بھی موجبِ اجر و ثواب ہے" میں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! کیا میرا مکہ میں رہنا میری ہجرت کے تخلف کا مُوجب ہے؟ کیا میں ہجرت سے پیچھے رہ جاؤں گا؟ حضور نے فرمایا تو پیچھے رہ کر اللہ کی رضامندی کے لئے جو بھی عمل کرے گا اللہ تعالیٰ یقیناً اس کے سبب تیرا درجہ اور بلندی میں زیادہ کرے گا۔ میرے بعد تم یقیناً زندہ رہو گے یہاں تک کہ تمہارے ذریعہ بہت لوگ نفع حاصل کریں گے اور بہت لوگ ضرر پائیں گے" یعنی کافر تکلیف پائیں گے"، لیکن محتاج سعد بن خولہ ہے اس کے لئے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رحم کی دعاء فرماتے تھے، کیونکہ وہ مکہ میں فوت ہو گئے تھے۔ سفیان نے کہا سعد بن خولہ قبیلہ بنی عامر بن لوئی کے فرد تھے"

۶۲۴۸ ـ شرح : زمانہ جاہلیت میں لوگ لڑکیوں کو وارث نہ بناتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کا یہ طریق کار باطل کیا۔ اور لڑکیوں کو لڑکوں کے ساتھ وراثت میں شریک کیا قولہ "اُخَلَّفُ"، یعنی یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! کیا میرا مکہ مکرمہ میں رہنا میرے لئے ہجرت سے تخلّف کا موجب ہوگا جو میں کر چکا ہوں؟ اس کے جواب میں سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے سعد میرے مدینہ منورہ چلے جانے کے بعد تو میرے پیچھے نہ رہے گا اور اللہ کی رضامندی کے لئے کام کرے گا مگر تیرے درجہ اور بلندی میں اللہ تعالیٰ زیادتی کرے گا لیکن محتاج سعد بن خولہ ہے کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ مکرمہ میں فوت ہو گئے تھے؛ حالانکہ وہ مکہ مکرمہ میں فوت ہونے کو اس لئے اچھا نہ سمجھتے تھے کہ وہاں سے ہجرت کی تھی اور مدینہ منورہ کے سوا دوسری جگہ فوت ہونے کی خواہش نہ رکھتے تھے لیکن ان کی یہ خواہش پُوری نہ ہوئی اور وہ مکہ میں ہی فوت ہو گئے۔ (حدیث ۱۲۲۱ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۲۴۹ ـ ترجمہ : اسود بن یزید نے کہا ہمارے پاس یمن میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آئے اس حال میں وہ مُعلّم یا امیر تھے۔ ہم نے اُن سے ایک آدمی کے متعلق

بَابُ مِيرَاثِ ابْنِ الْابْنِ اِذَا لَمْ يَكُنْ ابْنٌ

قَالَ زَيْدٌ وَلَدُ الْاَبْنَاءِ بِمَنْزِلَةِ الْوَلَدِ اِذَا لَمْ يَكُنْ دُوْنَهُمْ وَلَدٌ ذَكَرُهُمْ كَذَكَرِهِمْ وَاُنْثَاهُمْ كَاُنْثَاهُمْ يَرِثُوْنَ كَمَا يَرِثُوْنَ وَيَحْجُبُوْنَ كَمَا يَحْجُبُوْنَ. وَلَا يَرِثُ وَلَدُ الْاِبْنِ مَعَ الْاِبْنِ

۶۳۵۰ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ

پوچھا جو فوت ہو جائے اور ایک بیٹی اور بہن چھوڑ جائے تو انہوں نے بیٹی کو نصف اور بہن کو نصف دیا۔

۶۳۴۹ — شرح : اصولِ میراث میں بیٹی بہن کو عصبہ کر دیتی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص بیٹی اور بہن چھوڑ کر مر جائے تو بنصِ القرآن بیٹی کو نصف ملے گا اور باقی نصف بہن کو بطورِ عصبہ ملے گا۔

باب پوتے کی میراث جبکہ بیٹا نہ ہو

زید بن ثابت نے کہا بیٹوں کے لڑکے بمنزلہ لڑکوں کے ہیں جبکہ اُن کے علاوہ کوئی بیٹا نہ ہو ان کے لڑکے لڑکوں کی مثل اور ان کی لڑکیاں لڑکیوں کی طرح ہیں جیسے صلبی لڑکے وارث ہوتے ہیں پوتے بھی اسی طرح وارث ہوتے ہیں جیسے بیٹے دوسروں کے لئے حاجب (مانع) ہوتے ہیں ایسے ہی پوتے حاجب ہوتے ہیں،، کسی بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتا وارث نہیں ہوتا ،،

۶۳۵۰ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرائض ان کے مستحقین کو پہنچاؤ جو فرائض دینے کے بعد باقی بچے وہ عصبہ اقرب کو دو جو دور کے عصبہ کو حاجب ہے۔

بَابُ مِيرَاثِ ابْنَةِ ابْنٍ مَعَ ابْنَةٍ

۶۳۵۱ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْقَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ هُزَيْلَ بْنَ شُرَحْبِيْلَ يَقُوْلُ سُئِلَ اَبُوْمُوْسٰى عَنِ ابْنَةٍ وَابْنَةِ ابْنٍ وَاُخْتٍ فَقَالَ لِلْاِبْنَةِ النِّصْفُ وَلِلْاُخْتِ النِّصْفُ وَائْتِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَسَيُتَابِعُنِيْ فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَاُخْبِرَ بِقَوْلِ اَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ اَقْضِيْ فِيْهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاِبْنَةِ النِّصْفُ وَلِاِبْنَةِ الْاِبْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْاُخْتِ فَاَتَيْنَا اَبَا مُوْسٰى فَاَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَا تَسْئَلُوْنِيْ مَادَامَ هٰذَا الْحِبْرُ فِيْكُمْ

باب پوتی کی بیٹی کے ساتھ میراث

ترجمہ : ابوقیس نے کہا میں نے ہزیل بن شرجیل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ

۶۳۵۱ ـــ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیٹی، پوتی اور بہن کی میراث سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا بیٹی کے لئے نصف اور بہن کے لئے بھی نصف ہے۔ ابن مسعود کے پاس جاؤ وہ میری متابعت کریں گے۔ ابن مسعود سے پوچھا گیا اور ابوموسیٰ کے فتویٰ سے بھی انہیں خبردار کیا گیا تو انہوں نے کہا میں اس صورت سے گمراہ ہوجاؤں گا اور ہدایت پانے والوں سے نہ ہوگا میں تو اس میں وہ فیصلہ کروں گا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ہے وہ یہ کہ بیٹی کو نصف دیا جائے پوتی کو دو تہائی پورا کرنے کے لئے چھٹا حصہ دیا جائے اور جو باقی بچے وہ بہن کو دیا جائے پھر ہم ابوموسیٰ کے پاس گئے انہیں ابن مسعود کے فتویٰ کی خبر دی تو انہوں نے کہا جب تک یہ متبحر عالم تم میں موجود ہے مجھ سے کوئی سوال نہ کیا کرو۔

بَابُ مِيْرَاثِ الْجَدِّ مَعَ الْأَبِ وَالْإِخْوَةِ

وَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ الْجَدُّ أَبٌ وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَا بَنِي آدَمَ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّ أَحَدًا خَالَفَ أَبَا بَكْرٍ فِي زَمَانِهِ وَأَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَافِرُوْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرِثُنِي ابْنُ ابْنِي دُوْنَ إِخْوَتِي وَلَا أَرِثُ أَنَا ابْنَ ابْنِي وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ وَعُمَرَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَزَيْدٍ أَقَاوِيْلُ مُخْتَلِفَةٌ

۶۳۵۱ **شرح** : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری کے کلام "کہ وہ میری متابعت کریں گے" کے جواب میں کہا کہ اگر وہ ابوموسیٰ کی متابعت کریں گے تو صراحتاً سنت کا خلاف کریں گے اور عمداً سنت کی مخالفت کرنے میں گمراہ ہو جائیں گے" یہ فیصلہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں پیش آیا کیونکہ اُنہوں نے ابوموسیٰ اشعری کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اس سے پہلے کوفہ کے امیر عبداللہ بن مسعود تھے اور ابوموسیٰ کو حاکم مقرر کرنے سے کچھ مدت پہلے ان کو معزول کر دیا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تنازع کے وقت سنت کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اور حق کا اعتراف کر لینا چاہیئے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود سنت پر زیادہ اطلاع رکھتے تھے۔ ابوموسیٰ اشعری نے جو فتویٰ دیا تھا اس میں سلمان بن ربیعہ باہلی شریک تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کا فتویٰ دینے سے دونوں نے اس کی صحت کا اعتراف کر لیا اور اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا۔ ابن عربی نے کہا ابوموسیٰ اور عبداللہ بن مسعود کے واقعہ سے حدیث کی معرفت سے پہلے قیاس پر عمل کرنا جائز ہے اور معرفت ہونے پر قیاس سے رجوع کرنا ثابت ہے۔ اور اگر کوئی حکم نص کے مخالف ہو تو وہ نافذ نہ ہو گا "عینی"

باب باپ اور بھائیوں کے ساتھ دادا کی میراث

ابوبکر، ابن عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے کہا دادا باپ ہے

یعنی باپ نہ ہونے کی صورت میں دادے کا حکم وہی ہے جو باپ کا حکم ہے۔ اس میں سب علماء کا اتفاق اور

اجماع ہے۔ دادا سے مراد جدِ صحیح ہے۔ میت کی طرف وراثت کی نسبت کی جائے تو درمیان میں ماں نہ آئے اس کو جدِ صحیح کہتے ہیں۔ چار مسائل میں دادا باپ کے قائم مقام نہیں ہوتا حقیقی بھائی اور دادیاں باپ کے سبب بالاتفاق ساقط ہو جاتی ہیں۔ دادے کے سبب ساقط نہیں ہوتے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہا دادے کے سبب بھی ساقط ہو جاتے ہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ بیوی یا شوہر اور باپ کے ہوتے ہوئے ماں باقی مال کی تہائی لیتی ہے اور دادے کی موجودگی میں سارے مال کی تہائی لیتی ہے لیکن امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اس مسئلہ میں دادا باپ کی طرح ہے تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ باپ کی ماں باپ کی موجودگی میں ساقط ہو جاتی ہے۔ دادے کے باعث ساقط نہیں ہوتی۔ چوتھا مسئلہ آزاد شدہ غلام جب آزاد کرنے والے کا باپ اور بیٹا چھوڑے تو امام ابویوسف کے نزدیک ولاء کا چھٹا حصہ باپ کے لئے ہے اور باقی بیٹے کے لئے ہے امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک ساری ولاء بیٹے کے لئے ہے اور اگر آزاد کرنے والے کا بیٹا اور دادا چھوڑا تو بالاتفاق تمام ولاء بیٹے کے لئے ہے (عینی)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھا ﴿ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ ﴾ ۔ ﴿ وَاتَّبَعۡتُ مِلَّۃَ اٰبَآءِیۡۤ اِبۡرٰہِیۡمَ وَاِسۡحٰقَ وَیَعۡقُوۡبَ ﴾ یہ ذکر نہیں کیا گیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کسی نے ان کی مخالفت کی ہو، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کثیر تعداد میں موجود تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میرا پوتا میرا وارث ہوگا۔ میرے بھائی وارث نہیں ہوں گے اور نہ میں اپنے پوتا کا وارث ہوں گا۔ حضرت علی المرتضیٰ، عمر فاروق عبداللہ بن مسعود اور زید بن ثابت سے مختلف اقوال مذکور ہیں۔

یعنی یہ آیت کریمہ دادا پہ باپ کے اطلاق پہ دلالت کرتی ہے؛ چنانچہ اس میں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام مذکور ہیں۔ یہ تمام دادے ہیں اُن پہ باپ کا اطلاق کیا ہے اور صحابہ کرام میں سے کسی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس مسئلہ میں مخالفت نہیں کی کہ دادا کا وہی حکم ہے جو باپ کا حکم ہے۔ قولہ قال ابن عباس " اس سے امام بخاری کی غرض اس شخص کا رد ہے جو کہتا ہے کہ بھائیوں کے موجود ہونے سے دادا محجوب ہو جاتا ہے اور یہ کلام مقامِ انکار میں ہے یعنی دادا کیوں وارث نہیں ہوتا ہے یا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ بھائیوں کے سوا دادا تنہا وارث کیوں نہیں ہوتا جیسا کہ اس کے برعکس ہے یہ اس شخص کا رد ہے جو دادا کو بھائیوں کے ساتھ شریک کرتا ہے۔ امام عینی نے ابوعمرو سے نقل کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما

۶۳۵۲ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَلِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ ۶۳۵۳ حَدَّثَنَا

کی دلیل قیاس ہے یعنی جب بیٹے کی عدم موجودگی میں پوتا بیٹے کی طرح ہے تو باپ کی عدم موجودگی میں دادا باپ کی طرح ہوگا۔

قولہ اقاویل مختلفۃ "یعنی مذکور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ بھائی دادا کے ساتھ وارث بنتے ہیں لیکن اس میں بعض صحابہ اختلاف کرتے ہیں؛ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دادا کو ایک اور دو بھائیوں کے ساتھ وراثت میں شریک مانتے ہیں اور اگر بھائی دو سے زیادہ ہوجائیں تو دادا کو تہائی دیتے ہیں اور میت کے لڑکے کے ساتھ دادا کو چھٹا حصہ دیتے ہیں اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ دادا کو بھائیوں کے ساتھ تہائی تک شریک جانتے ہیں جب تہائی پوری ہوجائے تو باقی ماندہ ترکہ بھائیوں کو دیتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دادا کو چھٹے حصہ تک بھائیوں سے شریک مانتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس عورت کے متعلق جو شوہر، ماں، دادا اور علاتی بھائی چھوڑ کر مرجائے۔ شوہر کو تین حصے یعنی نصف ملے گا کہتے ہیں ماں کو باقی مال سے ایک تہائی ملے گا۔ جو چھٹا حصہ ہے اور ایک حصہ بھائی کا اور ایک حصہ دادا کا ہے۔

۶۳۵۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرائض ان کے مستحقین کو دو اور جو باقی بچے وہ عصبہ اقرب کے لئے "قریبی مرد کے لئے"

۶۳۵۲ — شرح : یعنی جو فرائض کے مستحقین کو دینے کے بعد باقی بچے وہ میت کے بہت قریبی شخص کو دیا جائے۔ چونکہ دادا میت کے بہت قریب ہے لہذا اس کو دوسروں پر مقدم کیا جائے گا۔

اس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ دادا بھائی کے ساتھ شریک ہے کیونکہ وہ میت کے بہت قریب ہے۔

۶۳۵۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے اگر میں اس امت میں سے کسی کو خلیل بنانا

اَبُومَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَمَّا الَّذِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْكُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُهٗ وَلٰكِنْ خُلَّةُ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ اَوْقَالَ خَيْرٌ فَاِنَّهٗ اَنْزَلَهٗ اَبًا اَوْقَالَ قَضَاهُ اَبًا

بَابُ مِيْرَاثِ الزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهٖ

۶۳۵۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا اَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْاَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسَ وَجَعَلَ لِلْمَرْاَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ

تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن اسلام کی دوستی افضل ہے یا فرمایا خیر ہے اُنہوں نے دادا کو بمنزلہ باپ قرار دیا یا کہا بمنزلہ باپ فیصلہ کیا ہے۔

۶۳۵۳ — شرح : یعنی اگر میں کلیتہً اللہ کے غیر کی طرف انقطاع کرتا تو ابوبکر کی طرف منقطع ہوتا لیکن یہ ممتنع ہے کیونکہ آپ کا غیر اللہ کی طرف منقطع ہونا ممتنع ہے لیکن اُن کے ساتھ اسلامی دوستی ہے یہ اُن کے غیر کی دوستی سے افضل ہے۔

باب اولاد وغیرہ کی موجودگی میں شوہر کی میراث

۶۳۵۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا پہلے سارا مال اولاد وغیرہ کے لئے ہوتا تھا اور والدین کے لئے وصیت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے جو چاہا منسوخ

بَابُ مِيرَاثِ الْمَرْأَةِ وَالزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهِ

۶۳۵۵ ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنِينِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي لِحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَزَوْجِهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى عَصَبَتِهَا

کیا اور مرد کو دو عورتوں کے حصّہ کی مثل کیا اور والدین کے لئے ہر ایک کے لئے چھٹا حصّہ کیا اور عورت کے لئے آٹھواں اور چوتھا حصّہ کیا اور شوہر کے لئے نصف اور چوتھائی حصّہ کیا ،،

شرح : یعنی اولاد وغیرہ کے ہوتے ہوئے شوہر وارث بنتا ہے وہ کسی حال میں محروم نہیں ہوتا البتہ اگر میت کی اولاد ہو تو اس کا حصّہ نصف سے چوتھائی ہو جاتا ہے (حدیث ۲۵۶۰ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب اولاد وغیرہ کی موجودگی میں بیوی اور شوہر کی میراث

۶۳۵۵ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی لحیان کی عورت کے جنین جو مرا ہُوا ساقط ہو گیا تھا کی دیت غُرّہ یعنی غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ کیا پھر وہ عورت جسے غُرّہ دینے کا فیصلہ کیا تھا فوت ہو گئی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اس عورت کی میراث اس کے بیٹوں اور شوہر کے لئے ہے اور دیت ،، خون بہا ،، اس کے عصبات پر ہے۔

۶۳۵۵ ــــ شرح : یعنی بیوی کسی حال میں وراثت سے محروم نہیں ہوتی ؛ البتہ شوہر کی اولاد ہو تو بیوی کا حصّہ چوتھائی سے آٹھواں حصّہ ہو جاتا ہے۔ حدیث کی تفصیل یہ ہے کہ قبیلہ بنی لحیان کی دو عورتیں لڑ پڑی تھیں اُن میں سے ایک نے دُوسری کو پتھر مارا تو اس کو اور اس کے پیٹ

بَابُ مِيرَاثِ الْاَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةٌ

۶۳۵۶ ـــ حَدَّثَنِیْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَضٰى فِيْنَا مُعَاذُ ابْنُ جَبَلٍ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّصْفَ لِلْاِبْنَةِ وَالنِّصْفَ لِلْاُخْتِ ثُمَّ قَالَ سُلَيْمَانُ قَضٰى فِيْنَا وَلَمْ يَذْكُرْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں بچے کو قتل کر دیا۔ مارنے والی عورت ام عفیف بنت مسروح تھی جبکہ مرنے والی عورت ملیکہ بنت عویم تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکور حدیث میں وہ دو عورتیں قبیلہ ہذیل سے تھیں اس کا جواب یہ ہے کہ لحیان قبیلہ ہذیل کی شاخ ہے۔ اس میں تمام فقہاء کا اجماع ہے کہ جنین (عورت کے پیٹ میں بچہ) جب باہر آکر مر جائے اس میں پوری دیت اور کفارہ ہے اور اگر مرا ہوا پیٹ سے باہر آئے تو اس میں غرہ ہے (غلام یا لونڈی)

باب بیٹیوں کے ساتھ بہنوں کے عصبہ بن جانے میں میراث

۶۳۵۶ ـــ ترجمہ : اسود نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں معاذ بن جبل نے ہمارے درمیان یہ فیصلہ کیا کہ بیٹی کے لئے نصف اور بہن کے لئے نصف میراث ہے پھر سلیمان نے کہا ہمارے درمیان یہ فیصلہ کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد مبارک ذکر نہیں کیا۔

۶۳۵۶ ـــ شرح : یعنی اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور ایک بیٹی اور ایک بہن چھوڑ جائے تو بیٹی بہن کو عصبہ کر دے گی لہذا بیٹی کو تمام مال سے نصف دینے کے بعد باقی نصف بہن کو دیا جائے گا۔

۶۳۵۷ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْ قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَاَقْضِيَنَّ فِيْهَا بِقَضَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاِبْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الْاِبْنِ السُّدُسُ وَمَا بَقِيَ فَلِلْاُخْتِ

بَابُ مِيْرَاثِ الْاِخْوَةِ وَالْاَخَوَاتِ

۶۳۵۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ دَخَلَ

۶۳۵۷ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس قضیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کروں گا یا کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹی کو نصف اور پوتی کا چھٹا حصہ اور جو باقی بچے وہ بہن کے لئے ہے۔

۶۳۵۷ — شرح : علماء کا یہ فیصلہ ہے کہ بہنیں بیٹیوں کی عصبات ہیں یعنی بیٹیوں کا حصہ دینے کے بعد باقی بہنیں لے جائیں گی۔ لہٰذا اگر میت کی ایک بیٹی اور ایک بہن ہو تو بیٹی کو نصف دینے کے بعد باقی نصف کی بہن مستحق ہے اگر میت کی ایک بیٹی ایک پوتی اور ایک بہن ہے تو بیٹی کو نصف دیا جائے گا اور دو تہائیاں پوری کرنے کے بعد باقی ایک تہائی بہن کو بطور عصبہ دیا جائے گا۔ اور اگر دو بیٹیاں اور بہن ہو تو دو تہائی بیٹیوں کو دیں گے اور باقی ایک تہائی بہن کو دیا جائے گا۔

باب بہنوں اور بھائیوں کی میراث

۶۳۵۸ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ میں بیمار تھا۔ حضور نے پانی منگوایا اور وضوء فرمایا پھر وضوء کا پانی میرے اوپر چھڑکا یا تو مجھے ہوش آیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم !

عَلَیَّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَرِیْضٌ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ وَ نَضَحَ عَلَیَّ مِنْ وَضُوْئِہٖ فَاَفَقْتُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّمَا لِیْ اَخَوَاتٌ فَنَزَلَتْ اٰیَۃُ الْفَرَائِضِ

بَابٌ یَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَۃِ الْاٰیَۃَ

میری صرف بہنیں ہی ہیں تو آیت میراث نازل ہوئی۔

۶۳۵۸ — شرح : فقہاء کا اس مسئلہ میں اجماع ہے کہ حقیقی بہن بھائی یا باپ کی جانب سے بہن بھائی بیٹے اور پوتے اور پڑپوتے وغیرہ کی موجودگی میں وارث نہیں ہوتے اور نہ ہی میت کے باپ کی موجودگی میں وارث ہوتے ہیں۔ لیکن دادا کی موجودگی میں بہنوں کے وارث ہونے میں اختلاف ہے۔ اس کے علاوہ ایک بہن کو نصف ملتا ہے جبکہ دو یا زیادہ لڑکیوں کا دو تہائی حصہ ہے لیکن مسئلہ اکدریہ میں جبکہ میت کا شوہر، ماں، دادا، بہن حقیقیہ یا علاتی ہو تو شوہر کو نصف، ماں کو ایک تہائی دادا کو چھٹا حصہ اور بہن کو نصف ملے گا اور تصحیح نو تک عول کر جائے گی۔ صورت یہ ہے شوہر ۳۔ ماں ۲۔ دادا ۱۔ بہن ۳ پھر دادا اور بہن کے چار حصے اکٹھے کئے جائیں اور ان کو مرد کے دو حصے اور عورت کا ایک حصہ کی نسبت سے تقسیم ہوں گے۔ چونکہ چار حصے تین مستحقین پر تقسیم نہیں ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا تین کو نو (۹) سے ضرب دیں تو ستائیس ہوئے اب اس تصحیح سے شوہر کو ۹ ماں کو ۶ دادا کو ۸ اور بہن کو ۴ حصے ملیں گے یعنی دوسری تصحیح سے شوہر اور ماں کو ۱۵ حصے دینے کے بعد باقی ۱۲ حصے دادا اور بہن میں دو ایک کی نسبت سے تقسیم ہوں گے۔ اس مسئلہ کو اکدریہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس نے زید بن ثابت پر اس کا اصل مکدر کر دیا تھا کیونکہ زید بن ثابت اس مسئلہ کے سوا دادا کی موجودگی میں بہن کو مستحق نہیں سمجھتے ہیں۔

باب اے محبوب وہ تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے"

اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی

۶۲۵۹ ــــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اٰخِرُ اٰيَةٍ نَزَلَتْ خَاتِمَةُ سُوْرَةِ النِّسَاءِ يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيْكُمْ فِى الْكَلَالَةِ

بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا۔ اگر بہن کی اولاد نہ ہو پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دو تہائی اور اگر بھائی بہن ہوں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر اللہ تمہارے لئے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے۔

شرح : کلالہ وہ میت ہے جس کے والدین اور اولاد نہ ہو۔ بعض نے کہا وہ وارث ہے جس کا والد ہو اور نہ ہی اولاد ہو بعض کہتے ہیں یہ وہ مال ہے جس کا باپ اور بیٹے کے بغیر کوئی وارث ہو۔

۶۲۵۹ ــــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا سب سے آخری آیت جو نازل ہوئی وہ سورۂ نساء کا خاتمہ ہے اور وہ یہ ہے یَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيْكُمْ الاٰية"

۶۲۵۹ ــــ شرح : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سب سے آخر آیت ربا نازل ہوئی اور سب سے آخر سورت اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ" نازل ہوئی مروی ہے کہ سورۂ نصر کے نازل ہونے کے بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک سال دنیا میں تشریف فرما رہے اس کے بعد سورۂ براءت نازل ہوئی یہ آخری سورت ہے جو کامل نازل ہوئی اس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم چھ ماہ دنیا میں تشریف فرما رہے پھر حجۃ الوداع کے موقعہ پر راستہ میں یَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيْكُمْ" نازل ہوئی۔ اس کو آیت صیف بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ گرمی میں نازل ہوئی تھی پھر عرفہ کے روز اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ" نازل ہوئی" اس کے بعد سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیاسی روز دنیا کو شرف زیارت بخشا اس کے بعد آیت ربا نازل ہوئی پھر وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللهِ" نازل ہوئی اس کے بعد فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم اکیس روز حیات رہے۔ (قسطلانی)

بَابُ ابْنَيْ عَمٍّ اَحَدُهُمَا اَخٌ لِاُمٍّ وَالْاٰخَرُ زَوْجٌ

وَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِلزَّوْجِ النِّصْفُ وَلِلْاَخِ مِنَ الْاُمِّ السُّدُسُ وَمَابَقِيَ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ ۶۳۶۰ — حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ صٰلِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَمَالُهُ لِمَوَالِي الْعَصَبَةِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا اَوْضَيَاعًا فَاَنَا وَلِيُّهُ فَلَاُدْعٰى لَهُ۔

باب چچا کے دو بیٹے ایک ماں کی جانب سے میّت کا بھائی اور دوسرا شوہر

حضرت علی رضی اللہ عنہا نے فرمایا شوہر کو نصف اور ماں کی جانب سے بھائی کو چھٹا حصّہ جو باقی بچے وہ دونوں بھائیوں میں دو نصف برابر۔

شرح: یعنی زید کے دو بیٹے ہیں اُن میں سے ایک بیٹا میّت کا اخیافی بھائی ہے اور دُوسرا شوہر ہے چونکہ میّت کی اولاد نہیں لہٰذا شوہر کا نصف حصّہ ہے اور ماں کی جانب سے بھائی کا چھٹا حصّہ ہے۔ ایک تہائی باقی میں دونوں بھائی برابر کے حصّہ دار ہیں، کیونکہ دہ عصبہ ہیں لہٰذا شوہر کا سارے ترکہ میں دو تہائی حصّہ ہے نصف بطور فرض اور چھٹا حصّہ بطور عصبہ اور ماں کی جانب سے بھائی کا کل ترکہ سے ایک تہائی حصّہ ہے چھٹا حصّہ بطور اخیافی بھائی کے اور دوسرا چھٹا حصّہ بطور عصبہ ہونے کے دونوں کا مجموعہ ایک تہائی ہے۔ آئمۂ اربعہ کا یہی مذہب ہے۔

۶۳۶۰ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں مومنوں کی جانوں سے ان کے زیادہ قریب ہوں، پس جو کوئی فوت ہو جائے اور مال چھوڑ جائے تو اس کا مال اس کے موالی کا ہے جو عصبہ ہیں اور جس نے عاجز یا عیال چھوڑا اس کا

۶۲۶۱ ـــــ حَدَّثَنِیْ اُمَیَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ عَنْ رَوْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَھْلِھَا فَمَا تَرَکَتِ الْفَرَائِضُ فَلِاَوْلٰی رَجُلٍ ذَکَرٍ

بَابُ ذَوِی الْاَرْحَامِ

ولی میں ہوں اس کے لئے مجھے بلایا جائے ۔

۶۲۶۰ ـــ شرح : موالی کی عصبہ کی طرف اضافت بیانیہ ہے جیسے شجرۃ الاراک میں اضافت بیانیہ ہے یعنی موالی جو عصبہ ہیں۔ کلاً بفتح الکاف اور لام مُشدّد ہے بمعنی ثقل ہے قرآن کریم میں ہے " وَھُوَ کَلٌّ عَلٰی مَوْلٰہُ " اس کی جمع کُلول ہے ۔ یہ دین اور عیال کو شامل ہے ضیاع بفتح الضاد مصدر مبنی للفاعل ہے یعنی ہلاک ہونے والا یعنی بچے جو کوئی چیز نہ رکھتے ہوں یا مضاف محذوف ہے یعنی ذا ضیاع فقر و فاقہ والے " یعنی ان کی وفات کے بعد ان کے امور کا متولی ہوں اگر وہ زندہ ہوتے تو جو وہ اپنی اولاد کی مدد کر سکتے تھے ۔ میں اُن سے زیادہ اِن کا مددگار ہوں اگر وہ مرتے وقت مال وغیرہ چھوڑ جائیں تو میں ان کے مال کو کھانے والے ظالموں کو مال کے آس پاس نہیں گھومنے دوں گا لہٰذا وہ ترکہ وارثوں کے لئے محفوظ رہے گا اور مال وغیرہ کچھ نہ چھوڑیں اور کمزور اولاد بچے وغیرہ چھوڑ جائیں تو میں ان کی کفالت کروں گا اور ان کی جائے پناہ ہوں گے اگر وہ قرض چھوڑ جائیں تو میں ادا کروں گا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے " وہ مومن کے لئے بہت بڑے مہربان ہیں رحیم ہیں "

۶۲۶۱ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرائض ان کے مستحقین کو پہنچاؤ اور جو فرائض باقی چھوڑیں وہ قریبی مرد کے لئے ہے ۔

باب ذوی الارحام

: یعنی ذوی الارحام وارث ہوتے ہیں یا نہیں اور ذوالارحام کون ہیں؟ ارحام رحم کی جمع ہے دراصل رحم عورت کے

۶۳۶۱ ـــ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ إِدْرِيسُ قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ قَالَ كَانَ الْمُهَاجِرُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَرِثُ الْمُهَاجِرِيُّ الْأَنْصَارِيَّ دُونَ ذَوِي رَحِمِهِ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِي آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ جَعَلْنَا مَوَالِيَ قَالَ نَسَخَهَا وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ

کے پیٹ میں بچہ دینے کی جگہ ہے اور اس کا برتن ہے پھر ولادت کے اعتبار سے قرابت کا نام رحم رکھا گیا۔ شریعت مطہرہ میں رحم ہر وہ قریبی ہے جس کا حصہ مقرر نہ ہو اور نہ ہی وہ عصبہ ہو۔ امام عینی نے ابن اثیر سے نقل کیا کہ ذو والرحم اقارب ہیں اور علم میراث میں عورتوں کی جہت سے اقارب پر ذو رحم محرم کا اطلاق کیا جاتا ہے جس سے نکاح جائز نہ ہو جیسے ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی اور خالہ وغیرہ، "تلویح میں ہے ذو والارحام وہ لوگ ہیں جو میت کے قریب ہیں اور کتاب وسنت میں اُن کا حصہ مقرر نہیں اور نہ ہی وہ لڑکیوں کے عصبہ ہیں جیسے لڑکیوں کی اولاد، بہنوں کی اولاد اور ماں کی جہت سے بھائی کی اولاد، بھتیجیاں، پھوپھی، خالہ باپ کی پھوپھی۔ باپ کا ماں کی جہت سے بھائی (چچا) نانا، ماں کے باپ کی ماں "پرنانی" اور اگر میت کا کوئی وارث نہ ہو جس کا حصہ مقرر ہے تو اس کا ترکہ مولی العتاقہ کو ملے گا جس کو میت نے آزاد کیا ہے۔ اگر وہ بھی نہیں تو ترکہ بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا اور ذوی الارحام سے جس کا حصہ مقرر ہے وہ وارث نہ ہوگا۔

۶۳۶۱ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا الْمَوَالِيَ وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ، کی تفسیر میں کہا جب مہاجرین مدینہ منورہ آئے تو انصاری مہاجر کا ذوی الارحام کے بغیر بھائی چارہ کے سبب جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان بھائی چارہ کیا تھا۔ وارث ہوتا تھا۔ جب یہ آیت کریمہ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا الْمَوَالِيَ، نازل ہوئی تو اس نے وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ، کو منسوخ کر دیا۔

۶۳۶۱ ـــ شرح : ورثہ کے لفظ کا اطلاق ذوی الارحام پر بھی ہوتا ہے اس لئے باب فی الاسلام

بَابُ مِيْرَاثِ الْمُلَاعَنَةِ

۶۳۶۲ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مٰلِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهُ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَفٰى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْاَةِ

ذکر کیا لیکن اس سے یہ سمجھ نہ آتا تھا کہ ذوی الارحام وارث ہوتے ہیں یا نہیں اس حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وارث نہیں ہوتے ہیں۔

باب مُلاعنہ کی میراث

۶۳۶۲ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں لعان کیا حضور نے اس کے لڑکے کی اس مرد سے نسب کی نفی کر دی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن دونوں کے درمیان تفریق کر دی اور بچہ عورت کو دے دیا۔

۶۳۶۲ — شرح : مُلاعنہ اسم مفعول ہے اس سے مراد وہ عورت ہے جس کے شوہر اور اس کے درمیان لعان ہُوا ہو۔ ملاعنہ کی میراث سے غرض یہ ہے کہ جو شخص ملاعنہ کے بچے سے بری ہو جائے وہ بچہ کس کا وارث ہوگا اور اس کے فوت ہو جانے کی صورت میں اس کا وارث کون ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ ذوی الارحام کا وارث ہوگا جن کے ساتھ والدہ کی جانب سے اس کے رحم کا تعلق ہے اس سے بیت المال میں کچھ نہ دیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ اس حدیث کی باب کے ساتھ مناسبت اس طرح ہے کہ بچے کو ماں کے ساتھ لاحق کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان وراثت جاری ہوگی کیونکہ جب بچے کو والدہ سے لاحق کر دیا تو اس کا نسب اس کے والد سے منقطع ہوگیا۔ گویا کہ اس کا باپ ہی نہیں اس کی والدہ اس کی وارث ہوگی۔ ابوداؤد میں روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاعنہ کے بچے کا وارث اس کی ماں کو کیا اور ملاعنہ فوت ہونے کے بعد اس کے وارثوں کو اس کا وارث کیا۔ سنن اربعہ میں واثلہ بن اسقع

بَابُ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ حُرَّةً كَانَتْ اَوْ اَمَةً

۶۳۶۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ عُتْبَةُ عَهِدَ اِلٰى اَخِيْهِ سَعْدٍ اَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّيْ فَاقْبِضْهُ اِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ اَخَذَهٗ سَعْدٌ قَالَ ابْنُ اَخِيْ عَهِدَ اِلَيَّ فِيْهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ اَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ اَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَتَسَاوَقَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ اِحْتَجِبِيْ مِنْهُ لِمَا رَاٰى مِنْ شَبَهِهٖ بِعُتْبَةَ فَمَا رَاٰهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ

سے مرفوع روایت ہے کہ عورت تین اشخاص کا وارث ہوتی ہے جس کو اُس نے آزاد کیا ہو اور جو لاوارث بچہ اُس نے اُٹھایا ہو اور جس بچہ پر اُس نے لعان کیا ہو اس حدیث کی حاکم نے تصحیح کی ہے۔

باب بچہ صاحبِ فراش کا ہے عورت آزاد ہو یا لونڈی ہو "

فراش سے مراد صاحب فراش ہے یہ شوہر سے کنایہ ہے۔ بیوی پر بھی فراش کا اطلاق ہوتا ہے، کیونکہ بیوی اور شوہر میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کا فراش ہے

۶۳۶۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا عتبہ نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا اُس کا ہے اس کو اپنے قبضہ میں کر لینا؛ چنانچہ فتح مکہ میں سعد

۶۲۶۴ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوَلَدُ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ

نے وہ بچہ پکڑ لیا اور کہا اس کے متعلق میرے بھائی نے مجھے وصیت کی تھی۔ عبد بن زمعہ نے کھڑے ہو کر کہا یہ میرا بھائی ہے میرے والد کی لونڈی کا بیٹا ہے اس کے فراش پر پیدا ہوا ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ سعد نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا بھتیجہ ہے اس کے متعلق میرے بھائی نے مجھے وصیت کی تھی۔ عبد بن زمعہ نے کہا یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ یہ بچہ تیرے پاس رہے گا۔ بچہ اسی کا ہوتا ہے جس کے فراش پر پیدا ہو زانی کے لئے محرومی ہے پھر ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جبکہ اس کی مشابہت عتبہ سے دیکھی اس سے پردہ کیا کرو اس نے ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ کو نہ دیکھا حتیٰ کہ فوت ہو گیا۔

۶۲۶۳ ــــ شرح : عاہر بمعنی زانی ہے حجر بمعنی حرمان ہے۔ یعنی زانی اس لڑکے کی نسبت سے محروم ہے جس کا وہ دعویٰ کرتا ہے۔ عربوں کی عادت ہے کہ جس شخص کو خسارہ ہو "له الحجر" وہ محروم ہے یہ کہنا کہ حجر سے مراد رجم کرنا ہے صحیح نہیں کیونکہ رجم اس شخص کو کیا جاتا ہے جو شادی شدہ زنا کرے کنوارا شخص زنا کرے تو اس کی حد کوڑے ہیں رجم نہیں۔ حدیث ع ۱۹۲۷ ج ۳ کی شرح دیکھیں۔

۶۲۶۴ ــــ ترجمہ : محمد بن زیاد نے کہا کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ صاحبِ فراش (شوہر) کا ہے۔

۶۲۶۴ ــــ شرح : ابن عبد البر نے کہا اس حدیث کو بیس سے زائد صحابہ کرام نے ذکر کیا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول صحیح احادیث میں سے یہ صحیح تر ہے۔ "للعاہر الحجر" کے معنی یہ ہیں اے سعد تم اس بچہ کو اپنا بھتیجہ تصور کر رہے ہو حالانکہ یہ لونڈی تیرے بھائی کا فراش نہ تھی۔ نسب اسی وقت ثابت ہوتا ہے اگر اس کا فراش ہو لہٰذا تیرا بھائی زانی تھا اور زانی کی طرف بچہ منسوب نہیں ہوتا لہٰذا وہ محروم ہوتا ہے۔

بَابُ الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَمِيْرَاثُ اللَّقِيْطِ

وَقَالَ عُمَرُ اللَّقِيْطُ حُرٌّ ۶۳۶۵ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَرِيْهَا فَاِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ وَاُهْدِيَ لَهَا فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ قَالَ الْحَكَمُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَقَوْلُ الْحَكَمِ مُرْسَلٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَاَيْتُهُ عَبْدًا

باب ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے اور لقیط کی میراث

عمر فاروق نے فرمایا لقیط آزاد ہے۔ ولاء بفتح الواو ولائت سے مشتق ہے اس کے معنی نصرت اور محبت کے ہیں، کیونکہ ولائت عتاقہ اور موالاۃ میں نصرت اور محبت ہے یا یہ ولی سے مشتق ہے ولی کے معنی قرب کے ہیں۔ یہ قرابت حکمیہ جو غلام کو آزاد کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ شریعت میں اس کے معنی ولاء عتاقہ کے سبب ایک دوسرے کی مدد کرنا ہے۔ قولہ میراث اللقیط اس میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی کیونکہ بخاری کی شرط کے مطابق کوئی ایسی حدیث نہیں ملی تھی۔ قولہ قال عمر رضی اللہ عنہ، یعنی عمر فاروق نے فرمایا لقیط حر ہے یعنی لاوارث بچہ جو اٹھایا جائے وہ حر "آزاد" ہے لہٰذا اس کی ولاء بیت المال میں ہوگی۔ کیونکہ ولاء تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔ یہ امام مالک، شافعی اور احمد کا مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ جہاں چاہے اپنی ولائت نقل کرسکتا ہے لیکن جس شخص کی طرف اس نے ولائت نقل کی اور اس نے کوئی جرم کیا جس کی منقول الیہ نے دیت ادا کردی تو اس کے بعد کسی دوسری طرف ولائت نقل نہیں کرسکتا۔

۶۳۶۵ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے خرید لو۔ ولاء اس کی ہوتی

۶۲۶۶ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ

بَابُ مِيْرَاثِ السَّائِبَةِ

۶۲۶۷ — حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْ قَيْسٍ

ہے جو آزاد کرے۔ بریرہ کو بکری صدقہ کیا گیا تو فرمایا یہ اس کے لئے صدقہ اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

قَالَ الْحَكَمُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا وَ قَوْلُ الْحَكَمِ مُرْسَلٌ "

حکم نے کہا بریرہ کا شوہر آزاد مرد تھا حکم کا قول مرسل ہے (مسند نہیں) بعض علماء نے کہا بخاری کا یہ کلام اصطلاح کے مخالف ہے، کیونکہ جو حدیث بعض راویوں پہ موقوف ہو اس کو مرسل نہیں کہا جاتا (عینی)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا" میں نے اس کو غلام دیکھا ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا حق بریرہ کا شوہر غلام دیکھا ہے اور یہ صحیح تر ہے۔ بریرہ کا شوہر مغیث تھا جو بنی مخزوم سے آل میر کا غلام تھا جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خرید کر آزاد کر دیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا تجھے اختیار ہے کہ تو اپنے شوہر مغیث کی زوجیت میں رہے یا اس سے علیحدگی اختیار کرے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو حق اسی لئے اختیار دیا تھا کہ وہ غلام تھا (عینی)

۶۲۶۶ — ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء اس کے لئے ہے جس نے آزاد کیا،

۶۲۶۶ — شرح: اس حدیث سے امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ جس نے کسی کی طرف سے غلام آزاد کیا اس کی ولاء آزاد کرنے والے کے لئے ہے۔

باب سائبہ کی میراث

۶۲۶۷ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا مسلمان سائبہ نہیں کرتے جاہلیت والے سائبہ کرتے تھے۔

عَنْ هُزَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْإِسْلَامِ لَا يُسَيِّبُوْنَ وَأَنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يُسَيِّبُوْنَ

۶۳۶۸ ـــــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْعَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَائِشَةَ اشْتَرَتْ بَرِيْرَةَ لِتُعْتِقَهَا فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ اشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ لِأُعْتِقَهَا وَإِنَّ أَهْلَهَا يَشْتَرِطُوْنَ وَلَاءَهَا فَقَالَ أَعْتِقِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ أَوْ قَالَ

۶۳۶۷ شرح : سائبہ اس کو کہتے ہیں جو اپنا مال جہاں چاہے رکھے یعنی جو غلام سائبہ آزاد ہوا اور اس کی ولاء آزاد کرنے والے کے لئے نہ ہو اور نہ ہی اس کا کوئی وارث ہو تو وہ اپنا مال جہاں چاہے رکھتا ہے۔ حدیث شریف میں اس پر نہی وارد ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا سائبہ غلام وہ ہے جسے اس کا مالک کہے کہ تجھ پر کسی کی ولایت نہیں تو سائبہ ہے اس سے اس کی مراد عتق ہوتی تھی اور اس پر کسی کی ولاء نہیں۔ مالک غلام سے کہتا میں نے تجھے سائبہ آزاد کیا یا تو سائبہ حر ہے۔ بعض دفعہ اپنے غلام سے یہ کہتے میں نے تجھے آزاد کیا اس حال میں کہ تو سائب ہے یا کہتے تو آزاد ہے اس حال میں کہ تو سائب ہے۔ پہلے دو صیغوں میں آزاد ہونے کے لئے عتق کی نیت ضروری ہے۔ دوسرے دو صیغوں میں کہ میں نے تجھے سائبہ آزاد کیا یا تو سائبہ حر ہے۔ عتق کی نیت کے بغیر آزاد ہو جاتا ہے۔ جمہور فقہا نے اسے مکروہ کہا ہے۔ ایک آدمی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں نے اپنا غلام آزاد کیا تھا اور اس کو میں نے سائبہ کیا تھا۔ وہ مر گیا ہے اس کا ترکہ اور اس کا وارث کوئی نہیں عبداللہ بن مسعود نے کہا مسلمان سائبہ نہیں کرتے جاہلیت کے لوگ سائبہ کرتے تھے تو اس کی نعمت کا ولی ہے لہٰذا اس کی میراث تیرے لئے ہے۔

۶۳۶۸ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو آزاد کرنے کے لئے خریدا تو اس کے مالکوں نے اس کی ولاء کی شرط اپنے لئے کی۔ ام المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے بریرہ کو آزاد کرنے کے لئے خریدا ہے اور اس کے مالک

اَعْطِ الثَّمَنَ قَالَ فَاشْتَرَيْتُهَا فَاَعْتَقْتُهَا قَالَ وَخُيِّرَتْ نَفْسَهَا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَقَالَتْ لَوْ اُعْطِيتُ كَذَا وَكَذَا مَا كُنْتُ مَعَهُ قَالَ الْاَسْوَدُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ قَوْلُ الْاَسْوَدِ مُنْقَطِعٌ وَقَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَاَيْتُهُ عَبْدًا اَصَحُّ

بَابُ اِثْمِ مَنْ تَبَرَّاَ مِنْ مَوَالِيْهِ ۶۳۶۹ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرَؤُهٗ اِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ غَيْرُ هٰذِهٖ

اس کی ولاء کی شرط اپنے لئے کرتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو آزاد کر دو ولایت اس کے لئے ہے جو آزاد کرے یا فرمایا جو اس کی قیمت ادا کرے۔ راوی نے کہا ام المؤمنین نے اس کو خریدا پھر آزاد کر دیا اور بریرہ کو اختیار دیا گیا (کہ اپنے شوہر کے نکاح میں رہے یا علیحدگی اختیار کر لے) اس نے اپنی ذات کو اختیار کیا اور کہا اگر مجھے اتنا اتنا مال دیا جائے تو بھی میں اس کے ساتھ نہیں رہوں گی۔ اسود نے کہا بریرہ کا شوہر آزاد تھا۔ اسود کا قول منقطع ہے اور ابن عباس کا قول کہ میں نے اس کو غلام دیکھا ہے صحیح تر ہے۔

۶۳۶۸ ـــ شرح : منقطع اسناد وہ ہے جس سے کوئی راوی ساقط ہو یا اس میں مبہم راوی مذکور ہو۔ خطیب نے کہا تابعی یا تبع تابعی کا قول یا فعل روایت کیا جائے جو اسی پر موقوف ہو وہ منقطع ہے۔ بعض نے کہا منقطع مرسل جیسی ہے وہ یہ ہے کہ اس کا اسناد متصل نہ ہو لیکن بکثرت مرسل اسی کو کہتے ہیں جس کی تابعی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے مشہور یہ ہے کہ مرسل صحابی کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

باب اس شخص کو گناہ جو اپنے موالی سے برأت کرے

۶۳۶۹ ـــ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے پاس اللہ کی کتاب کے

الصَّحِيفَةِ قَالَ فَاَخْرَجَهَا فَاِذَا فِيهَا اَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَاَسْنَانِ الْاِبِلِ قَالَ وَفِيهَا الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ اِلٰى كَذَا فَمَنْ اَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا وَمَنْ وَالٰى قَوْمًا بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ

کے سوا کوئی کتاب نہیں جو ہم پڑھتے ہیں۔ سوا اس صحیفہ کے جو تلوار کے قرابہ میں رکھتا ہوں۔ راوی نے کہا حضرت علی نے وہ صحیفہ نکالا اچانک دیکھا کہ اس میں چند اشیاء تھیں جو زخموں اور دیت کے اونٹوں کے احکام سے متعلق تھیں کہا اس صحیفہ میں یہ تھا کہ مدینہ منورہ عیر سے یہاں تک جو ثور ہے حرم ہے اس میں جس نے کوئی بدعت پیدا کی یا کسی بدعتی کو جگہ دی اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ قیامت میں اس کا کوئی نفل اور فرض قبول نہ کیا جائے گا اور جس نے کسی قوم سے اپنے موالی کی اجازت کے بغیر دوستی کر لی اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے قیامت میں اس کا کوئی نفل و فرض قبول نہ ہو گا۔ مسلمانوں کا عہد ذمہ ایک ہی ہے ادنیٰ مسلمان اس کی تکمیل میں سعی کرے جس نے مسلمانوں کا عہد نقض کیا اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے قیامت میں اس سے نفل اور فرض قبول نہ کیا جائے گا۔

شرح : لوگوں نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہارا

۶۳۶۹ —— حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے میں توقف کا کیا سبب ہے کیا قرآن کریم کے سوا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جبکہ یہ مشہور تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

۶۳۷۰ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَ عَنْ هِبَتِهٖ

بَابٌ إِذَا أَسْلَمَ عَلٰى يَدَيْهِ

وَكَانَ الْحَسَنُ لَا يَرٰى لَهٗ وِلَايَةً وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَيُذْكَرُ عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ رَفَعَهٗ قَالَ هُوَ أَوْلَى النَّاسِ

قرآن جمع کرنے میں مشغول ہیں۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی کتاب کے سوا ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں سوا اس صحیفہ کے کہ اس میں دیت میں دیئے گئے اونٹوں کی عمر کے متعلق احکام ہیں اور عیر سے ثور تک مدینہ منورہ کے حرم ہونے کا ذکر ہے۔ صاحب قاموس نے کہا مدینہ منورہ میں ایک پہاڑ ہے جسے ثور کہتے ہیں۔ بعض علماء نے ثور کی جگہ اُحد ذکر کیا ہے اس کو صحیح کہا ہے۔ بعض علماء نے کہا ہوسکتا ہے کہ یہ مدینہ منورہ میں پہاڑ ہوگا جس کا نام لوگوں نے فراموش کر دیا ہے۔ لیکن یہ امکان بعید تر ہے۔ مدینہ منورہ کی تاریخ میں بہت مواضع اور پہاڑ ذکر کئے ہیں وہاں تمام اماکن اور جبال کو ضبط کیا ہے۔

۶۳۷۰ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کی بیع اور ہبہ سے منع فرمایا ہے۔

۶۳۷۰ — شرح : کیونکہ بیع اور ھبہ قبضہ اور تسلیم کے بغیر مکمل نہیں ہوتا اور ولاء میں قبضہ اور تسلیم مقدور نہیں ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن ابی شیبہ نے ابوبکر میں محمد بن عمرو بن حزم سے روایت کی کہ قبیلہ محارب کی ایک عورت نے غلام آزاد کیا اور اس کی ولاء عبدالرحمن بن ابوبکر کو ہبہ کر دی جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جائز قرار دیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری کی یہ حدیث اس کو مسترد کرتی ہے بعض نے کہا اس حدیث سے ولاء کی بیع اور ہبہ دونوں منسوخ ہیں ہوسکتا ہے کہ بخاری کی یہ حدیث مجوزین کو نہ پہنچی ہو۔

باب جس وقت کوئی کافر مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرے

بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ وَاخْتَلَفُوا فِي صِحَّةِ هٰذَا الْخَبَرِ

۶۳۷۱ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً فَتَعْتِقَهَا فَقَالَ اَهْلُهَا نَبِيْعُكِهَا عَلٰى اَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا فَذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حسن بصری نے کہا جس کے ہاتھ پر مسلمان ہو وہ اس کا وارث نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے لئے اس کی ولاء ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے صرف مُعتِق " آزاد کرنے والے " کے لئے وَلاء ہے ۔ تمیم داری سے مرفوع روایت ہے کہ حضور نے فرمایا آزاد کرنے والا اس کی حیات و ممات کے دوسرے لوگوں سے زیادہ قریب ہے ۔ اس خبر کی صحت میں اختلاف ہے ۔

شرح : یعنی جو شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر مر جائے تو اس کو غسل اور تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ وہ سرانجام دے گا ۔ میراث میں اس کے قریب نہیں کیونکہ وَلاء آزاد کرنے والے کے لئے ہے ۔ قولہ یذکر " بہ صیغہ مجہول سے اس خبر کے ضُعف کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ خبر صحیح نہیں ، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ " ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے ۔ امام شافعی نے کہا یہ حدیث ثابت نہیں ۔ ترمذی نے کہا اس کا اسناد متصل نہیں ۔ خطابی نے کہا امام احمد نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے ۔ امام عینی نے تمیم داری کی حدیث کو صحیح کہا ہے ۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن جریر طبری نے تہذیب میں روایت کی کہ ایک شخص عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا ایک آدمی میرے ہاتھوں مسلمان ہوتا ہے اور مر جاتا ہے ۔ ایک ہزار درہم ترکہ چھوڑ جاتا ہے اس کی میراث کس کے لئے ہے ۔ عمر فاروق نے فرمایا مجھے یہ بتاؤ کہ اگر مسلمان ہونے والا کوئی جرم کرتا تو اس کی دیت کون ادا کرتا اُس نے کہا میں ادا کرتا ۔ عمر فاروق نے فرمایا اس کی میراث بھی تیرے لئے ہے ۔ اس کو مسروق نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے ۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے بھی یہی کہا ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

ترجمہ ۶۳۷۱ : ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ کیا کہ لونڈی خرید کر آزاد کریں تو لونڈی کے مالکوں نے کہا

فَقَالَ لَا یَمْنَعُكِ ذٰلِكَ فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ

۶۳۷۲ ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اشْتَرَیْتُ بَرِیْرَةَ فَاشْتَرَطَ اَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْتِقِیْهَا فَاِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْطَی الْوَرِقَ قَالَتْ فَاَعْتَقْتُهَا قَالَتْ فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَخَیَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا فَقَالَتْ لَوْ اَعْطَانِیْ كَذَا وَكَذَا مَا بِتُّ عِنْدَهٗ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا قَالَ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا

ہم ام المؤمنین سے اس صورت میں لونڈی فروخت کرتے ہیں کہ اس کی وَلاء ہمارے لئے ہو۔ ام المؤمنین نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضور نے فرمایا ان کی یہ شرط تمہیں خرید نے سے منع نہیں کرتی۔ ولاء صرف اس کی ہے جو آزاد کرے۔

۶۳۷۱ ـــ شرح: کرمانی نے کہا لِمَن میں لام اختصاص کے لئے ہے یعنی ولاء اس شخص کے ساتھ مختص ہے جو آزاد کرے اور اس میں مال خرچ کرے۔ الحاصل جو کوئی کسی شخص کے ہاتھوں اسلام قبول کرے مسلمان ہونے والے کی ولاء اس کے لئے نہیں کیونکہ ولاء آزاد کرنے والے کے ساتھ مختص ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ لام استحقاق کا ہو اور آزاد کرنے والے کا ولاء کا مستحق ہونا دوسرے کے استحقاق کے منافی نہیں ممکن ہے کہ لام ضرورت کے لئے ہو کیونکہ معتق کے لئے ولاء کا ہو جانا اس کے غیر کے لئے ہونے کے منافی نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۳۷۲ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا تو اس کے مالکوں نے یہ شرط کی کہ اس کی وَلاء ان کے لئے ہے۔ ام المؤمنین نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضور نے فرمایا اس کو آزاد کر دو۔ ولاء اس کے لئے جو روپے خرچ کرے۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے اس کو آزاد کر دیا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اس کو اپنے شوہر کی زوجیت میں رہنے میں اختیار دیا۔ بریرہ نے کہا اگر وہ مجھے اتنا اتنا بھی دے

بَابُ مَا يَرِثُ النِّسَاءُ مِنَ الْوَلَاءِ

۶۳۷۳ ـــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَرَادَتْ عَائِشَةُ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَقَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُمْ يَشْتَرِطُونَ الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ ۶۳۷۴ ـــ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ وَوَلِيَ النِّعْمَةَ

تو میں اس کے پاس نہ رہوں گی اور اپنے آپ کو اختیار کر لیا۔

باب جس ولاء کی عورت وارث ہے

۶۳۷۳ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ اپنے لئے ولاء کی شرط لگاتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بریرہ کو خرید لو ولاء اسی کے لئے ہے جو آزاد کرتا ہے (یعنی جب عورتیں آزاد کریں تو وہ ولاء کی مستحق ہوتی ہیں۔ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء اس کے لئے ہے جو قیمت دے اور نعمت کا والی ہو۔

۶۳۷۳ ـــ شرح : یعنی ولی النعمت وہ ہے جو قیمت دینے کے بعد آزاد کردے کیونکہ ولائت نعمت ہے جس کے سبب میراث کا استحقاق ہوتا ہے وہ عتق سے حاصل ہوتی ہے اور ہر وہ مقام جہاں آزاد کرنے والے مرد کے لئے ولاء ہے آزاد کرنے والے مرد کے لئے ولاء ہے آزاد کرنے والی عورت کے لئے بھی استحقاقِ ولاء ہے۔ لہٰذا اگر مرد اور عورت غلام آزاد کریں تو دونوں کے لئے ولاء ثابت ہوگی۔ اسی طرح ان کے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے استحقاقِ ولاء ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَابْنُ الْاُخْتِ

۶۳۷۵ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُعٰوِيَةُ اِبْنُ قُرَّةَ وَقَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اَوْ كَمَا قَالَ

۶۳۷۶ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ اَوْ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

باب کسی قوم کا مولیٰ (آزاد کردہ) انہی میں سے ہے قوم کا بھانجہ انہی میں سے ہے"

۶۳۷۵ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی قوم کا آزاد کردہ غلام انہی میں سے ہے۔ اَوْ كَمَا قَالَ

۶۳۷۵ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی قوم کا بھانجہ انہی میں سے ہے (راوی کو منہم یا من انفسہم میں شک ہے)

۶۳۷۵-۶۳۷۶ — شرح : یعنی کسی قوم کا آزاد کردہ غلام انہی کی طرف منسوب ہوتا ہے اسی طرح اُن کا بھانجہ انہی میں سے شمار ہوتا ہے کہ وہ بحیثیت ذی رحم وارث ہوتا ہے اور وہ اس کے وارث ہوتے ہیں۔ اس حدیث سے اُن حضرات نے استدلال کیا جو توریث ذوالارحام کے قائل ہیں۔ امام ابوحنیفہ، ابویوسف، محمد اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ اور عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے علی المرتضیٰ، عبداللہ بن مسعود ایک مشہور روایت کے مطابق ابن عباس، معاذ بن جبل اور خلفاء راشدین کا بھی یہی مسلک ہے۔ شوافع بھی اس زمانہ میں ذوی الارحام کی توریث کا فتویٰ دیتے ہیں۔

بَابُ مِيرَاثِ الْاَسِيرِ

وَكَانَ شُرَيْحٌ يُوَرِّثُ الْاَسِيرَ فِي اَيْدِي الْعَدُوِّ وَيَقُولُ هُوَ اَحْوَجُ اِلَيْهِ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ اَجِزْ وَصِيَّةَ الْاَسِيرِ وَعَتَاقَتَهُ وَمَا صَنَعَ فِي مَالِهِ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ عَنْ دِينِهِ فَاِنَّمَا هُوَ مَالُهُ يَصْنَعُ فِيهِ مَا شَاءَ

۶۳۷۷ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَاِلَيْنَا

باب قیدی کی میراث

اور قاضی شُریح دشمن کے ہاتھوں قیدی کو وارث کرتے تھے اور کہتے تھے۔ قیدی وراثت کا محتاج ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا قیدی کی وصیت اور اس کا آزاد کرنا اور وہ اپنے مال میں جو بھی تصرف کرے اسے جائز سمجھو جب تک اس کا دین نہ بدلے کیونکہ وہ اس کا مال ہے جو چاہے اس میں تصرف کرسکتا ہے۔

۶۳۷۷ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ترکہ چھوڑا وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے اور جس نے قرضہ چھوڑا وہ ہمارے ذمہ ہے۔

۶۳۷۷ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ دشمن کے ہاتھوں میں قیدی "مَن ترکَ" میں داخل ہے۔ امام عینی نے ابن بطال سے نقل کیا کہ اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ جب قیدی کے لئے میراث پائی جائے تو وہ اس کے آزاد ہونے تک موقوف رکھی جائے امام مالک، شافعی علماء کوفہ اور جمہور کا یہی مسلک ہے، کیونکہ جب قیدی مسلمان ہو تو وہ

بَابُ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ فَإِذَا أَسْلَمَ قَبْلَ أَنْ يُقْسَمَ الْمِيرَاثُ فَلَا مِيرَاثَ لَهُ

۶۲۷۸ — حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ

مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَةِ الْمُسْلِمِينَ" کے عموم میں داخل ہے؛ چونکہ قیدی بھی مسلمان ہے لہٰذا اس پر مسلمانوں کے احکام جاری ہوں گے۔ اس کی بیوی کسی شخص سے نکاح نہیں کر سکتی جب تک وہ زندہ ہو اس کا مال تقسیم نہیں کیا جا سکتا اور اگر اس کی زندگی کا علم نہ ہو اور اس کا مکان بھی معلوم نہ ہو اس کا حال مجہول ہو تو وہ مفقود الخبر کے حکم میں ہوگا اس پر مفقود الخبر کے احکام جاری ہوں گے (حدیث ۲۲۴۱ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

باب مسلمان کافر کا وارث نہیں اور نہ ہی کافر مسلمان کا وارث ہے اور اگر ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے مسلمان ہو گیا تو اس کے لئے میراث نہیں

۶۲۷۸ — ترجمہ: اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کافر کا وارث نہیں اور نہ ہی کافر مسلمان کا وارث ہے۔

۶۲۷۸ — شرح: یعنی اگر قیدی مثلاً اپنے والد یا بھائی کا ترکہ تقسیم ہونے سے پہلے مسلمان ہو جائے تو اس کے لئے میراث نہیں کیونکہ موت کے وقت کا اعتبار ہے تقسیم کے وقت کا اعتبار نہیں فقہا جمہور کا مسلک یہی ہے۔ وراثت میں ملت کا اتحاد شرط ہے اور اختلاف ملتین حرمان کا سبب ہے۔ اس لئے کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا اس میں تمام کا اتفاق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ کافروں کے لئے مسلمانوں پر ہرگز کوئی راہ نہیں کرتا" اگر کافر کو مسلمان کا وارث بنایا جائے تو اس کو مسلمان پر راہ مل گئی جو قرآن کے خلاف ہے؛ کیونکہ سبیل کی نفی حکم کے اعتبار سے ہے حقیقت کے لحاظ سے نہیں۔ بہر حال کافر مسلمان کا وارث نہیں لیکن مسلمان کے کافر کا وارث ہونے میں اختلاف ہے۔ عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں مسلمان کافر کا

بَابُ مِيرَاثِ الْعَبْدِ النَّصْرَانِيِّ وَالْمُكَاتَبِ النَّصْرَانِيِّ وَاِثْمِ مَنِ انْتَفٰى مِنْ وَالِدِهٖ
بَابُ مَنِ ادَّعٰى اَخًا اَوِ ابْنَ اَخٍ الخ

۶۳۷۹ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ اَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ ابْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هٰذَا يَا رَسُولَ اللهِ ابْنُ اَخِي عُتْبَةَ بْنِ اَبِي

وارث نہیں احناف اور امام شافعی کا یہی مسلک ہے اس جواب کی اساس استحسان ہے قیاس یہ حکم کرتا ہے کہ مسلمان کافر کا وارث ہو جیسا کہ بعض صحابہ کرام کا بھی یہ مسلک ہے۔ رہا یہ کہ مسلمان مرتد کا وارث ہے یا نہیں تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ مرتد نے اسلام کی حالت میں جو مال کسب کیا تھا اس کا مسلمان وارث ہوگا اسی لئے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمان وارث مرتد کے اسلام کے کسب کا وارث ہے۔ ردت کے کسب کا وارث نہیں اور مرتد مسلمان کا وارث نہیں یہ اس کے مرتد ہونے کی سزا ہے

باب نصرانی غلام اور نصرانی مکاتب کی میراث اور اس کو گناہ جو اپنے بچے کے نسب کی نفی کرے

امام عینی نے ابن بطال مالکی سے نقل کیا کہ علماء کا مذہب یہ ہے کہ جب نصرانی غلام مرجائے تو اس کا مال اس کے مالک کا ہے؛ کیونکہ وہ اس کا غلام تھا اور غلام کا مال مالک کا مال ہوتا ہے کیونکہ غلام کی ملکیت صحیح نہیں لہٰذا اس کا مالک بحیثیت وراثت اس کے مال کا مستحق نہیں اور جب مکاتب کتابت ادا کئے بغیر مرجائے لیکن جو مال وہ چھوڑ گیا ہو وہ کتابت کے لئے کافی ہے تو وہ مال بحیثیت کتابت لیا جائے گا اور جو باقی بچا وہ بیت المال میں جمع کرا دیا جائے گا۔

وَقَّاصٍ عَهِدَ اِلَیَّ اَنَّہٗ ابْنُہٗ اُنْظُرْ اِلٰی شَبَهِهٖ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ هٰذَا اَخِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ عَلٰی فِرَاشِ اَبِیْ مِنْ وَلِیْدَتِهٖ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی شَبَهِهٖ فَرَاٰی شَبَهًا بَیِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ یَا عَبْدُ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِیْ مِنْهُ یَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ قَالَتْ فَلَمْ یَرَ سَوْدَةَ قَطُّ

باب جس شخص نے بھائی یا بھتیجہ کا دعویٰ کیا

۶۳۷۹ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ نے ایک بچہ کے متعلق جھگڑا کیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) " یہ عتبہ بن ابی وقاص کا بیٹا میرا بھتیجہ ہے اُس نے مجھے وصیت کی تھی کہ وہ اس کا بیٹا ہے آپ اس کی مشابہت پر نظر فرمائیں۔ عبد بن زمعہ نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ میرا بھائی ہے میرے والد کی لونڈی سے اس کے بستر پہ پیدا ہُوا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کی مشابہت کو دیکھا تو اس کی عتبہ سے واضح طور پہ مشابہت پائی۔ حضور نے فرمایا اے عبد یہ بچہ تیرے لئے ہے بچہ شوہر کے لئے ہے زانی کے لئے حرمان ہے۔ اے سودہ بنت زمعہ تم نے اس بچہ سے پردہ کرنا ہوگا۔ اُس نے ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کو مرنے تک نہ دیکھا۔

۶۳۷۹ شرح : سودہ بنت زمعہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ام المؤمنین ہیں اور زمعہ کی لونڈی کا یہ بچہ متنازع فیہ تھا اس کا نام عبد الرحمٰن تھا اس کے متعلق حضور نے فیصلہ کیا تھا کہ یہ عبد بن زمعہ کا بھائی ہے پہلے یہ بیان ہو چکا ہے کہ باپ کا غیر اس کا کسی سے نسب لاحق نہیں کرسکتا، چنانچہ جب کوئی فوت ہو جائے اور ایک بیٹا وارث چھوڑ جائے اور اس کا کوئی وارث نہیں پھر بیٹا یہ اقرار کرے کہ فلاں اس کا بھائی ہے تو امام مالک اور علماء کوفہ کے نزدیک اس کا نسب ثابت نہ ہوگا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی مشہور یہی ہے کہ اس اقرار سے نسب ثابت نہ ہوگا۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا بیٹا اپنے والد کے قائم مقام ہے۔ لہٰذا اس کا اقرار ایسا ہے جیسے میّت نے زندگی میں اقرار کیا تھا۔

بَابُ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيْهِ

۶۳۸۰ ـــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ فَذَكَرْتُهُ لِأَبِي بَكْرَةَ فَقَالَ وَأَنَا سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

امام مالک اور علماء کوفہ کی دلیل یہ ہے کہ کسی کو اپنا بھائی کہنا باپ کی طرف نسبت کرنا ہے، حالانکہ غیر کی طرف کسی کو منسوب کرنا جائز نہیں۔ جس شخص نے اپنے بچہ کے نسب کی نفی کی اس میں وعید شدید مذکور ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کرے گا۔ ایک روایت کے مطابق وہ دوزخ میں ہوگا" واللہ ورسولہ اعلم!

باب جس نے غیر باپ کی طرف نسبت کی

۶۳۸۰ ـــــ ترجمہ : سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اپنی نسبت اپنے باپ کے غیر کی طرف کی حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں اس پر جنت حرام ہے میں نے یہ ابوبکرہ سے ذکر کیا تو اس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے کانوں نے سنا ہے اور دل نے یاد کیا ہے۔

۶۳۸۰ ـــــ شرح : قولہ مَن انتسب الخ جس نے اپنی نسبت اپنے باپ کی بجائے اور کسی طرف کی؛ حالانکہ وہ جانتا ہے وہ شخص اس کا باپ نہیں اس پر جنت حرام ہے یہ تہدید اور تغلیظ پر محمول ہے ہاں جو اس کو حلال اور جائز کہتا ہے وہ کافر ہے اور کافروں پر جنت حرام ہے اس کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جس نے اپنے باپ سے اعراض کیا اس نے کفر کیا اس کا مفہوم بھی یہی ہے کہ وہ باپ سے اعراض کو جائز سمجھتا ہے تو کافر ہے یا کفر سے مراد کفران نعمت ہے یعنی اس نے ابوّت جیسی عظیم نعمت کا انکار کیا ہے یا اس نے اللہ تعالیٰ کے حق یا اپنے باپ کے حق کا انکار کیا ہے یا تہدید و تغلیظ پر محمول ہے کما قلنا قبل۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۳۸۱ — حَدَّثَنَا اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِيْهِ فَهُوَ كُفْرٌ

بَابُ اِذَا ادَّعَتِ الْمَرْاَةُ ابْنًا

۶۳۸۲ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتِ امْرَاَتَانِ وَمَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ اِحْدٰهُمَا فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِهَا اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْاُخْرٰى اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا اِلٰى دَاوٗدَ فَقَضٰى بِهٖ لِلْكُبْرٰى فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمٰنَ بْنِ دَاوٗدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَاَخْبَرَتَا فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِالسِّكِّيْنِ اَشُقُّهٗ بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰى

(لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضٰى بِهٖ لِلصُّغْرٰى)

۶۳۸۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے آباء سے اعراض نہ کرو جس نے اپنے باپ سے اعراض کیا اُس نے کفر کیا۔

باب جب عورت کسی بیٹے کا دعویٰ کرے

۶۳۸۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو عورتوں کے ساتھ اُن کے دو بیٹے تھے۔ بھیڑیا آیا اور اُن میں سے ایک کا بیٹا لے گیا اُس نے اپنی ساتھی دوسری عورت سے کہا وہ تیرا بیٹا لے گیا ہے دوسری نے کہا وہ تو تیرا ہی بیٹا لے گیا ہے۔ دونوں داؤد علیہ السّلام کے پاس فیصلہ لے گئیں۔ اُنہوں نے بڑی عورت کے حق

قَالَ اَبُوْهُرَیْرَۃَ وَاللّٰہِ اِنْ سَمِعْتُ بِالسِّکِّیْنِ قَطُّ اِلَّا یَوْمَئِذٍ وَمَا کُنَّا نَقُوْلُ اِلَّا الْمُدْیَۃَ

میں فیصلہ کر دیا پھر وہ دونوں سلیمان علیہ السلام کے پاس فیصلہ لے گئیں اور واقعہ سے انہیں خبردار کیا تو انہوں نے فرمایا میرے پاس چھری لاؤ میں اس بچہ کو تم دونوں کے درمیان تقسیم کر دوں۔ چھوٹی عورت نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے ایسا نہ کرو وہ بڑی کا بیٹا ہے۔ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ ابوہریرہ نے کہا بخدا! میں نے اس دن کے سوا کبھی سکین کا نام نہ سنا تھا ہم اس کو مُدْیَہ ہی کہا کرتے تھے۔

۶۳۸۳ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس حدیث میں ہر ایک عورت کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اس کا بیٹا ہے اس حدیث سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی عورت جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو کسی غیر معروف نسب والے بچہ کو اپنا بیٹا کہے کوئی اور شخص اس سے اس بچہ میں تنازع نہ کرے تو اس کی بات اور دعویٰ تسلیم کیا جائے گا۔ اور وہ دونوں میں سے کسی کے فوت ہونے کی تقدیر پر ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ نیز اس بچہ کے مادرزاد بھائی اس کے وارث ہوں گے اگر اس کا شوہر زندہ ہو اور وہ یہ دعویٰ کرے کہ یہ بچہ اس کا بیٹا ہے لیکن شوہر اس کا انکار کرتا ہے تو عورت کا قول معتبر نہ ہوگا ہاں اگر وہ اس پر دو گواہ پیش کرے تو اس کی بات تسلیم کی جائیگی۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے حضرت سلیمان علیہ السلام نے داؤد علیہ السلام کے فیصلہ کے خلاف فیصلہ کیوں کیا۔ بعض نے کہا اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں نے بذریعہ وحی فیصلہ کیا تھا اور سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ داؤد علیہ السلام کے فیصلہ کا ناسخ تھا یا دونوں فیصلے اجتہاد سے تھے ایسے فیصلہ میں اقویٰ دلیل کے باعث دوسرے کے فیصلہ کا نقض جائز ہے۔ امام عینی رحمہ اللہ نے کہا کہ پہلا جواب کمزور ہے کیونکہ اس فیصلہ کے وقت سلیمان علیہ السلام کی عمر شریف دس برس تھی اس وقت وحی ان کے پاس نہ آیا تھا۔ علماء نے کہا حضرت داؤد علیہ السلام نے سلیمان علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا جبکہ ان کی عمر شریف بارہ برس تھی۔ مقاتل نے کہا سلیمان علیہ السلام قضاء میں زیادہ ماہر تھے جبکہ داؤد علیہ السلام بہت عبادت کرتے تھے۔ علامہ کرمانی نے کہا جب خصم نے اقرار کر لیا کہ حق اس کے ساتھی کا ہے تو اس کے خلاف حکم کیوں کیا پھر اس کا جواب دیا کہ انہوں نے قرینہ سے معلوم کر لیا تھا کہ اس کی مراد واقعی امر نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی عورت کی شفقت سے استدلال کیا کہ وہ اس کی

بَابُ الْقَائِفِ

۶۳۸۴ ـــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُورًا تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ فَقَالَ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ آنِفًا إِلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ـــــ

ماں ہے شاید زہری نے اس کے بعد اقرار کر لیا ہو،،

حلِ لغات : "مُدیۃ" چھری ہے اس کو مدیہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ حیوان کی زندگی کی مدت قطع کر دیتی ہے ۔ جبکہ سکین کو اس لئے یہ نام دیا گیا ہے کہ یہ حیوان کی حرکت میں سکون پیدا کرتی ہے ۔

باب قیافہ دان

۶۳۸۴ ـــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس بہت خوش آئے اس حال میں کہ آپ کے چہرہ انور کے خطوط چمک رہے تھے ۔ فرمایا "اے عائشہ" کیا تو نے دیکھا نہیں کہ مُجَزِّز نے ابھی ابھی زید بن حارثہ اور اُسامہ بن زید کو دیکھ کر کہا ہے کہ یہ قدم ایک دوسرے سے ہیں۔

۶۳۸۴ ـــــ شرح : قیافہ کے معنیٰ آثار کی پہچان ہے ۔ فقہا کی اصطلاح میں قائف وہ شخص ہے جو مشابہت کو پہچانے اور آثار میں امتیاز کرے اسی لئے ایسے شخص کو قائف کہتے ہیں کہ وہ اشیاء کی تتبع کرتا ہے قائف کی جمع قافۃ ہے اس باب کو کتاب الفرائض میں اس لئے ذکر کیا کہ قیافہ سے ملحق اور ملحق بہ میں توارث جاری ہوتی ہے اس اعتبار سے اس کا فرائض سے تعلق ہے ۔

اسامہ بن زید بن حارثہ : زمانہ جاہلیت میں لوگ اسامہ کے نسب میں قدح کرتے تھے کیونکہ وہ بہت کالے تھے جبکہ ان کے والد زید بن حارثہ رضی

۶۳۸۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مَسْرُوْرٌ فَقَالَ اَيْ عَائِشَةُ اَلَمْ تَرَيْ اَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ فَرَاٰى اُسَامَةَ وَزَيْدًا وَعَلَيْهِمَا قَطِيْفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُءُوْسَهُمَا وَبَدَتْ اَقْدَامُهُمَا فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ

ترجمہ : ۶۳۸۵ — ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ آپ بہت خوش تھے ۔ فرمایا اے عائشہ ! کیا تو نے دیکھا نہیں کہ مجزز مدلجی میرے پاس آیا جبکہ اس نے اسامہ اور زید کو اس حال میں دیکھا ہے کہ اُن پر چادر تھی ۔ اُنہوں نے اپنے سر چھپائے ہوئے تھے اور ان کے پاؤں کھلے ہوئے تھے ۔ مجزز نے کہا یہ قدم ایک دوسرے سے ”باپ ، بیٹا“ ہیں (قدم تقریبہ انفا)

حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ اس لئے کالے تھے کہ ان کی والدہ ام ایمن کالی تھیں اور حضرت زید رضی اللہ عنہ دودھ سے بھی زیادہ سفید تھے ۔ ان دونوں کے رنگ مختلف ہونے کے باوجود قائف نے کہا یہ باپ بیٹے کے قدم ہیں ، حالانکہ ان دونوں پر چادر تھی ۔ اُنہوں نے چہروں کو چادر سے چھپایا ہوا تھا ان کے صرف قدم کھلے تھے جن کو مجزز نے دیکھ کر کہا یہ باپ بیٹے کے قدم ہیں اس سے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے ، کیونکہ اسامہ کے کالا رنگ ہونے کی وجہ سے اُن کے نسب میں طعن کرتے تھے ۔ مجزز کے اس کلام سے طاعنین کا منہ بند ہو گیا ۔ قیافہ سے اگرچہ حکم ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیافہ تخمینہ ہے اس کا شریعت میں کوئی جواز نہیں لیکن یہ تاکید کے لئے کافی ہے جبکہ اسامہ کا نسب اس سے پہلے ثابت تھا اس کے اثبات میں شارع علیہ السلام کسی کے قول کے محتاج نہیں تھے ۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مجزز کے قیافہ سے خوش ہونا ایسا تھا جیسے کوئی آدمی ظن کرے جو حق کی حقیقت کو پہنچے تو اس سے خوشی ہوتی ہے لیکن اس سے حکم ثابت نہیں کیا جاتا ۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیافہ کی تردید اس لئے نہیں کی تھی کہ اس سے کوئی ایسا حکم ثابت نہ کیا تھا جو پہلے ثابت نہ تھا ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الْحُدُوْدِ

بَابُ مَا یُحْذَرُ مِنَ الْحُدُوْدِ

بَابُ الزِّنَاءِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یُنْزَعُ عَنْهُ نُوْرُ الْاِیْمَانِ فِی الزِّنٰی ۶۳۸۶ — حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ بُکَیْرٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الحدود

باب اور جو حدود سے بچا جاتا ہے

شرح : حدود حد کی جمع بمعنی منع ہے۔ اسی لئے چوکیدار کو حداد کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ لوگوں کو اندر داخل ہونے سے منع کرتا ہے۔ شریعت مطہرہ میں حد عقوبت ہے جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کی ہے، چونکہ حد کے انواع مختلف ہیں جیسے حد زنا، حد قذف، حد شرب خمر وغیرہ ہیں اس لئے انواع کے اعتبار سے حد کی جمع حدود آتی ہے۔ کبھی حدود سے گناہ بھی مراد لئے جاتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ،، یہ معاصی اور گناہ ہیں ان کے قریب نہ جاؤ۔

باب شراب نہ پی جائے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا زانی سے زنا کی حالت میں نورِ ایمان نکل جاتا ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ إِلَّا النُّهْبَةَ

شرح : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے غلاموں میں سے ایک ایک کو بلا کر فرماتے کیا میں تیری شادی نہ کردوں جو شخص زناء کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے نورِ ایمان نکال دیتا ہے۔ ابن عباس سے ایک مرفوع روایت ہے کہ جو شخص زناء کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل سے نورِ ایمان نکال دیتا ہے پھر اگر اس کو واپس کرنا چاہے تو واپس کر دیتا ہے۔

۶۳۸۶ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی زانی زناء نہیں کرتا جس وقت وہ زناء کرتا ہے، حالانکہ وہ مومن ہوتا ہے شرابی شراب نہیں پیتا جس وقت وہ شراب پیتا ہے حالانکہ وہ مومن ہوتا ہے اور چور چوری نہیں کرتا جس وقت وہ چوری کرتا ہے حالانکہ وہ مومن ہوتا ہے۔ لوٹ مار کرنے والا لوٹ مار نہیں کرتا جبکہ وہ لوٹ مار کرتا ہے اس حال میں کہ لوگ اس میں اس کی طرف اپنی نگاہیں اٹھاتے ہیں؛ حالانکہ وہ مومن ہوتا ہے۔ ابن شہاب نے سعید بن مسیب، ابو سلمہ اور ابو ہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح روایت کی مگر نُہبہ۔ ذکر نہیں کیا

۶۳۸۶ — شرح : اس حدیث کی ایک تفسیر یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ مومن زناء نہیں کرتا مومن شراب نہیں پیتا۔ مومن چوری نہیں کرتا۔ بعض علماء نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ جو شخص زناء کو حلال جانتے ہوئے زناء کرتا ہے وہ مومن نہیں اور اگر زناء کو حرام اعتقاد کرتے ہوئے زناء کرتا ہے وہ مومن ہے۔ اس کی دلیل ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے کہ جس نے "لا الہ الا اللہ" کہا وہ جنت میں داخل ہوگا اگرچہ وہ زناء چوری کرتا ہے

حسن بصری نے اس حدیث کی تفسیر میں کہا کہ ایسے شخص سے ایمان نکل جاتا ہے اور اس کو منافق و فاسق کہا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا نفاق دو ہیں ایک نفاق یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی جائے۔ یہ نفاق

بَابُ مَاجَاءَ فِي ضَرْبِ شَارِبِ الْخَمْرِ

۶۳۸۷ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِي اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا حَفْصُ ابْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ وَجَلَدَ اَبُوْبَكْرٍ اَرْبَعِيْنَ

تکذیب ہے یہ معاف نہیں ہوتا۔ دُوسرا نفاقِ عملی ہے اس کو نفاقِ عملی کہا جاتا ہے۔ ایسے شخص کی مغفرت کی امید کی جاتی ہے؛ کیونکہ کسی شخص کو گناہ کے سبب کافر نہیں کہا جاتا ہے۔ بعض علماء نے کہا جب مؤمن کبیرہ گناہ کرتا ہے تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے جب گناہ سے علیحدہ ہوجائے تو ایمان واپس آجاتا ہے بعض خوارج اور بعض روافض کہتے ہیں کہ مذکورہ افعال میں سے کوئی فعل کرنے والا کافر ہے ایمان سے خالی ہے؛ کیونکہ خارجی کبیرہ گناہ کے باعث مؤمن کو کافر کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ دیگر بعض علماء نے کہا کبیرہ کے مرتکب سے نورِ ایمان نکل جاتا ہے۔ یعنی اللہ کی طاعت سے پیدا ہونے والا نورِ بصیرت، غلبۂ شہوت کے سبب اس کے دل سے نکل جاتا ہے قرآن کریم میں "بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ" بعض نے کہا یہ زجر اور تغلیظ پر محمول ہے۔ یا کمالِ ایمان کی نفی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس کے عادی کو ایمان کے زوال سے ڈرانا ہے کیونکہ چراگاہ کے ارد گرد گھومنے والے اس میں واقع ہوسکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب شراب پینے والے کو حد مارنے میں روایات

۶۳۸۷ ــــ ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے شراب پینے کی حد میں کھجور کی شاخوں اور جوتوں سے مارنے کا حکم دیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے مارے۔

۶۳۸۷ ــــ شرح: جمہور علماء سلف و خلف نے کہا شرابی کی حد اسّی[۸۰] کوڑے ہے امام ابوحنیفہ

بَابُ مَنْ اَمَرَ بِضَرْبِ الْحَدِّ فِی الْبَیْتِ

۶۳۸۸ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَھَّابِ عَنْ اَیُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ جِیْءَ بِالنُّعَیْمَانِ اَوْ بِابْنِ النُّعَیْمَانِ

ابویوسف، محمد، امام مالک، سفیان ثوری ایک روایت کے مطابق امام احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس حدیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اور اہلِ ظاہر نے استدلال کیا کہ شرابی کی حدّ چالیس (۴۰) کوڑے ہے۔ دراصل ابتداء اسلام میں اس حد کی مقدار معین نہ تھی جوتوں اور چھڑیاں مارنے پر اکتفاء کی جاتی تھی۔ پھر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں شرابی کی حد میں اسّی کوڑوں پر اتفاق کیا اُن میں سے کسی نے ان کی مخالفت نہ کی ان کے تابعین کرام کی بہت بڑی جماعت اور جمہور فقہاءِ اسلام نے اِس پر اتفاق کیا گویا کہ اسّی کوڑوں پر امّت مسلمہ کا اجماع ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک حسن ہے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سُنّت پر عمل کرنے کی پابندی کرو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے عظیم مجمع میں فرمایا شرابی کی حدّ کے بارے میں آپ لوگوں کا کیا خیال ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہٗ نے فرمایا جب شرابی نشہ میں ہوتا ہے تو بکواس کرتا ہے اور اس میں بہتان باندھتا ہے بہتان باندھنے والے کی حدّ اسّی (۸۰) کوڑے ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسّی کوڑے مارنے کا حکم دیا اور اس پر ہی تمام صحابہ کرام کا اجماع ہُوا یہ حدّ تمام حدود سے ہلکی حدّ ہے۔ یہ صحیح ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شرابی کو چالیس کوڑے مارے تھے لیکن جس شاخ سے مارتے تھے وہ دراصل دو شاخوں کا مجموعہ تھا جو چالیس بار مارا جاتا تھا یہ اسّی شاخیں ہی ہوتی ہیں۔ احناف، مالکیہ کا یہی مذہب اور حنابلہ کا بھی صحیح مذہب یہی ہے۔

باب جس نے گھر میں حدّ کی مار مارنے کا حکم دیا

۶۳۸۸ — ترجمہ: عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نُعَیمان یا ابن نعیمان کو اس حال میں لایا گیا کہ اُس نے شراب پی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو کوئی گھر

شَارِبًا فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ فِي الْبَيْتِ اَنْ يَضْرِبُوْهُ قَالَ فَضَرَبُوْهُ وَ اَنَا فِيْمَنْ ضَرَبَهُ بِالنِّعَالِ

بَابُ الضَّرْبِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ

٦٣٨٩ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ النَّبِيَّ

میں ہے اس کو مارے انہوں نے اس کو مارا اور میں اُن لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو جوتوں سے مارا تھا۔

٦٣٨٩ — شرح : اس حدیث میں نُعیمان کو شک سے بیان کیا ہے زُبیر بن بکار اور ابن مندہ کی روایات میں شک کے بغیر نُعیمان ذکر کیا ہے۔ ایک مقام میں ابن عبد البر نے بھی بدون شک ذکر کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا نُعیمان کو پانچ بار سے زیادہ حد کی مار ماری گئی۔ ابن عبد البر نے ذکر کیا کہ نُعیمان نیک آدمی تھا اس کا بیٹا شراب میں منہمک رہتا تھا۔ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حد کی مار ماری تھی۔ نُعیمان خوش طبع تھا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتا تھا۔ امام عینی نے ابن کلبی سے ذکر کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نُعیمان کو دیکھتے تو بے ساختہ ہنس پڑتے تھے۔

ایک دفعہ ایک اعرابی "دیہاتی" آیا اور اپنی اونٹنی کو بٹھا کر کہیں چلا گیا، نُعیمان سے کہا گیا اگر اونٹنی کو نحر کرکے اس کا گوشت کھائیں تو بہتر ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ضمان ادا کر دیں گے۔ نُعیمان نے اس کو نحر کر دیا جب اعرابی آیا تو زور سے چلا کر رونے لگا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے کہا نُعیمان نے کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور اعرابی کو اونٹنی کی قیمت ادا کر دی امام عینی نے ابن سعد سے نقل کیا کہ نُعیمان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت تک بقیدِ حیات رہا۔ بدر، اُحد، خندق اور باقی جنگوں میں حاضر ہوتا رہا عینی نے توضیح سے نقل کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چار یا پانچ مرتبہ حدِ شراب ماری ایک آدمی نے اسے کہا اے اللہ! اس پر لعنت کر یہ بکثرت شراب پیتا ہے اور کوڑے کھاتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر لعنت نہ کر یہ اللہ اور اس کے رسول "صلی اللہ علیہ وسلم" سے محبت کرتا ہے "یہ عاشقِ رسول ہے" ایک روایت میں یہ الفاظ فرمائے نُعیمان کے حق میں اچھی بات کرو وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِنُعَیْمَانَ اَوْ بِابْنِ نُعَیْمَانَ وَھُوَ سَکْرَانُ فَشَقَّ عَلَیْہِ وَ
اَمَرَ مَنْ فِی الْبَیْتِ اَنْ یَضْرِبُوْہُ فَضَرَبُوْہُ بِالْجَرِیْدِ وَالنِّعَالِ فَکُنْتُ فِیْمَنْ
ضَرَبَہٗ ۶۳۹۰ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَۃُ
عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَلَدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْخَمْرِ بِالْجَرِیْدِ وَالنِّعَالِ
وَجَلَدَ اَبُوْبَکْرٍ اَرْبَعِیْنَ ۶۳۹۱ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ حَدَّثَنَا اَبُوْضَمْرَۃَ

ظاہر حدیث سے اگرچہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرابی پر نشہ کی حالت میں حد قائم کی جائے لیکن جمہور فقہاء کرام نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ اس میں حد کا سبب مراد ہے اور یہ وصف حد قائم کرنے تک باقی رہتی ہے۔

باب شرابی کو چھڑیوں اور جوتوں سے مارنا۔

۶۳۸۹ — ترجمہ: عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نعیمان یا اس کے بیٹے کو حاضر کیا گیا جبکہ وہ شراب پی دھت تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ ناگوار گزرا جو گھر میں موجود تھے ان کو حکم دیا کہ اس کو ماریں۔ انہوں نے کھجور کی چھڑیوں اور جوتوں سے اس کو مارا میں اُن لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اس کو مارا تھا (اس کی شرح ہو چکی ہے)

۶۳۹۰ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے والے کو چھڑیوں اور جوتوں سے مارا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے مارے۔

۶۳۹۱ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے ابھی ابھی شراب پیا تھا حضور نے فرمایا اس کو مارو ابوہریرہ نے کہا ہم میں سے بعض نے اس کو مکوں سے مارا بعض نے جوتیوں سے اور بعض نے کپڑوں سے مارا جب وہ جانے لگا تو لوگوں میں سے کسی نے کہا اللہ تجھے رسوا

أَنَسٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ اضْرِبُوهُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ لَا تَقُولُوا هٰكَذَا لَا تُعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ ۶۲۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرَ بْنَ سَعِيدِ النَّخَعِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ مَا كُنْتُ لِأُقِيمَ حَدًّا عَلَى أَحَدٍ فَيَمُوتُ فَأَجِدُ فِي نَفْسِي إِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ فَإِنَّهُ لَوْ مَاتَ وَدَيْتُهُ وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسُنَّهُ

کرے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کہو اس پر شیطان کی مدد نہ کرو۔

۶۲۹۱ — شرح : ہو سکتا ہے کہ یہ شخص عبد اللہ ہو گا جس کا لقب حمار تھا یہ بھی احتمال ہے کہ نعیمان ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ کوئی اور شخص ہو۔
اس حدیث میں تعداد کا تعین نہیں، کیونکہ اس وقت تعداد مقرر نہ ہوئی تھی۔ قولہ لا تعینوا علیہ الشیطان "یعنی جب تم اس پر رسوائی کی بد دعاء کرو گے تو شیطان کی مدد کرو گے، کیونکہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اس پر بد دعاء کی جائے اور حضور اس سے منع نہ فرمائیں تو اس سے نفرت کی جائے گی یا یہ موہوم ہو گا کہ وہ اس کا مستحق ہے تو اس کے دل میں شیطان خبیث وسوسہ ڈال دے گا

۶۲۹۲ — ترجمہ : حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا میں کسی پر حد قائم نہیں کرتا جس سے وہ مرجائے جس کو میں اپنے دل میں کچھ محسوس کروں سوائے شراب پینے والے کے کہ اگر وہ حد قائم کرنے سے مرجائے تو میں اس کی دیت ادا کر دیتا ہوں اور یہ اس لئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں حد مقرر نہیں فرمائی۔

۶۳۹۳ — حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْجُعَيْدِ عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنَّا نُؤْتٰى بِالشَّارِبِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِمْرَةِ اَبِىْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ فَنَقُوْمُ اِلَيْهِ بِاَيْدِيْنَا وَنِعَالِنَا وَاَرْدِيَتِنَا حَتّٰى كَانَ اٰخِرُ اِمْرَةِ عُمَرَ فَجَلَدَ اَرْبَعِيْنَ حَتّٰى اِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوْا جَلَدَ ثَمَانِيْنَ

۶۳۹۲ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ طحاوی نے اپنے اسناد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرابی کو چالیس کوڑے مارے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس کوڑے مارے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی اسی کوڑوں سے تکمیل کی اور ہر ایک سنت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ امام طحاوی نے مذکور حدیث جو داناج سے روائت کی ہے اس کو مسترد کیا ہے ۔ بعض علماء نے اس کو غیر صحیح کہا ہے کیونکہ بخاری کی یہ حدیث اس کو مسترد کرتی ہے اس حدیث میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جب محدود حد سے مر جائے تو جلاد پر قصاص نہیں ۔ حاکم وقت پر اس کا کفارہ نہیں اور نہ ہی جلاد اور بیت مال میں کفارہ ہے ۔ علامہ کرمانی نے اس پر اجماع ذکر کیا ہے ۔

۶۳۹۳ — ترجمہ : سائب بن یزید نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی خلافت کے زمانہ میں ہم شراب پینے والے کو لاتے اور اپنے ہاتھوں، جوتیوں اور کوٹلوں سے اسے مارتے تھے حتیٰ کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت و امارت کا آخری زمانہ آیا تو انہوں نے چالیس کوڑے مارے حتیٰ کہ جب وہ لوگ تجاوز کرنے لگے اور فسق کرنا شروع کیا تو اسی کوڑے لگائے ۔

۶۳۹۳ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عہد نبوت میں سائب بن یزید کمسن تھے ان کی عمر صرف چھ برس تھی انہوں نے اپنے آپ کو حاضرین میں کیسے شمار کیا اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ وہ کمسن تھے لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے والد یا دیگر بزرگوں کے ساتھ حضرات کرام میں اس وقت شرکت کی ہو لہٰذا ان کا یہ کہنا کہ ہم شرابی کو لاتے تھے اپنی طرف اسناد کرنا حقیقتاً درست ہے

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ لَعْنِ شَارِبِ الْخَمْرِ وَاِنَّهٗ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنَ الْمِلَّةِ

۶۲۹۴ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ رَجُلًا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اسْمُهٗ عَبْدَ اللّٰهِ وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُوْلَ اللّٰهِ

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شراب پینے والے کی حد چالیس کوڑے مقرر کی تھی، جب لوگوں کو دیکھا کہ اس کے باوجود شراب پینے سے نہیں رکتے تو ساٹھ کوڑے حد مقرر کر دی جب دیکھا کہ اس سے بھی نہیں رکتے تو اسّی کوڑے مارنے شروع کئے اور کہا یہ سب سے چھوٹی حد ہے۔

باب شراب پینے والے کو لعنت کرنا مکروہ ہے اور وہ ملّتِ اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا

باب کے اس عنوان سے امام بخاری کا مقصد دو حدیثوں کے درمیان تعارض اٹھانا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے سے منع فرمایا ہے۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ شرابی شراب نہیں پیتا حالانکہ وہ مؤمن ہوتا ہے؟ اس سے کمالِ ایمان کی نفی ہے یہ نہیں کہ وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ اسی لئے امام بخاری نے کہا شرابی ایمان سے خارج نہیں ہوتا جب وہ ملت اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا تو لعنت کا بھی مستحق نہیں ہوتا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرابی اور مصورین اور غیر باپ کی طرف منسوب ہونے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مشتق پر جب کوئی حکم کیا جائے تو مبدءِ حکم کی علت ہوتی ہے مذکورہ امور میں مبدء شراب، تصویر اور غیر کی طرف نسبت کرنا مکروہ ہے

۶۲۹۴ ترجمہ: عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَدَهُ فِي الشَّرَابِ فَأُتِيَ بِهِ يَوْمًا فَأَمَرَ بِهِ فَجُلِدَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اللّٰهُمَّ الْعَنْهُ مَا أَكْثَرَ مَا يُؤْتَى بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنُوْهُ فَوَاللهِ مَا عَلِمْتُ إِلَّا أَنَّهُ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ

٦٣٩٥ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَكْرَانٍ فَقَامَ يَضْرِبُهُ فَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِيَدِهِ وَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِنَعْلِهِ وَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ

مبارک میں ایک آدمی تھا جس کا نام عبداللہ تھا اس کو حمار لقب دیا جاتا تھا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ,, مضحکانہ اداؤں سے ،، ہنسایا کرتا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شراب کی حد میں کوڑے مارے ایک دن اس کو لایا گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تو اس کو کوڑے مارے گئے۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا نے فرمایا: اس پر لعنت نہ کرو خدا کی قسم! میں اس کو نہیں جانتا مگر یہ کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

شرح **٦٣٩٤** — : یہ شخص لقب حمار کو برا نہیں جانتا تھا وہ اس لقب سے مشہور تھا۔ ابن عبدالبر نے کہا یہ ابن نعیمان ہے جو عقبہ بن حارث کی حدیث میں مبہم ہے۔ کرمانی نے ذکر کیا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی اور شہد قرض لے کر ہدیہ پیش کیا کرتا تھا۔ جب قرضخواہ تقاضا کرتا تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آتا اور عرض کرتا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس کو اس کے سامان کی قیمت دیں یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے اور قیمت ادا کرنے کا حکم فرماتے۔ قولہ فَوَاللهِ مَا عَلِمْتُ إِلَّا أَنَّهُ اس ترکیب میں ما نافیہ ہے موصولہ نہیں۔

ترجمہ **٦٣٩٥** — : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نشہ کی حالت میں لایا گیا۔ حضور نے اس کو حد مارنے کا حکم فرمایا تو

بِثَوْبِهٖ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ رَجُلٌ مَا لَهٗ اَخْزَاهُ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُوْنُوْا عَوْنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى اَخِيْكُمْ

بَابُ السَّارِقِ حِيْنَ يَسْرِقُ

۶۳۹۶ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

بَابُ لَعْنِ السَّارِقِ اِذَا لَمْ يُسَمَّ

۶۳۹۷ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا

ہم سے بعض لوگ اس کو ہاتھوں سے مارتے تھے اور بعض جوتیوں سے مارتے تھے بعض کپڑوں سے مارتے تھے — جب وہ شخص چلا گیا تو ایک آدمی نے کہا اس کا حال کیسا ہے ؟ اللہ تعالیٰ اس کو رسواء کرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی پر شیطان کے مددگار نہ بنو۔

باب چور جس وقت چوری کرے

۶۳۹۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زانی زنا نہیں کرتا جس وقت وہ زنا کرتا ہے حالانکہ وہ مؤمن ہوتا ہے اور چور چوری نہیں کرتا جس وقت وہ چوری کرتا ہے حالانکہ وہ مؤمن ہوتا ہے۔

(یعنی زانی اور چور کا ایمان کامل نہیں حدیث میں نورِ ایمان کی نفی ہے اصل ایمان کی نفی نہیں)

باب چور کا نام لئے بغیر اس پر لعنت کی

۶۳۹۷ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ قَالَ الْأَعْمَشُ كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ بَيْضُ الْحَدِيدِ وَالْحَبْلُ كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْهَا مَا يَسْوِي دَرَاهِمَ

نے فرمایا اللہ چور پر لعنت کرے انڈا چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے رسی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔ اعمش نے کہا اہلِ علم جانتے تھے کہ بیضہ سے مراد لوہے کا خود ہے رسی کو وہ کئی دراہم کے برابر جانتے تھے۔

۶۲۹۷ شرح: باب کے عنوان کا مقصد یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معین شرابی پر لعنت سے منع فرمایا ہے اور اس حدیث سے بہ اشارہ کیا کہ غیر معین پر لعنت کرنا جائز ہے۔ حدیث میں بیضہ سے مراد خود ہے جو جنگ میں سر پہ رکھا جاتا ہے اور رسی سے مراد وہ رسی ہے جو کئی دراہم کے مساوی ہو۔ احناف کے مذہب کے مطابق دراہم سے مراد کم از کم دس درھم ہیں، کیونکہ یہی چوری میں ہاتھ کاٹنے کا نصاب ہے۔ بعض علماء نے کہا یہ حدیث مبالغہ پر محمول ہے اس میں عظیم خسارہ اور ذلت و رسوائی پر تنبیہ ہے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا دینار کی چوتھائی چوری کرنے پر ہاتھ قطع کیا جائے گا۔ اس کی تفصیل عنقریب مذکور ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس حدیث سے خوارج نے استدلال کیا کہ ہر قلیل و کثیر شئی چوری کرنے پر ہاتھ قطع کیا جائے گا لیکن یہ استدلال بہت کمزور ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "چور مرد و زن چوری کریں تو ان کے داہنے ہاتھ کاٹ دو" جب نازل ہُوا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ظاہر ہے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع فرمائی کہ قطع مقدارِ معلوم میں ہے وہ مقدارِ معلوم اجمالِ آیت کا بیان ہے۔ لہٰذا آیت کریمہ سے مقدار معلوم ہی مراد ہے اس مقدار میں اہلِ علم کے مختلف اقوال ہیں۔

بَابُ اَلْحُدُوْدُ كَفَّارَةٌ

۶۳۸۲ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَجْلِسٍ فَقَالَ بَايِعُوْنِيْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَقَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ كُلَّهَا فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَتُهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ وَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ

باب حدود کفّارہ ہیں

۶۳۸۲ـــ ترجمہ : عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہم مجلس تھے۔ اچانک آپ نے فرمایا میری اس شرط پر بیعت کرو کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ بناؤ گے۔ چوری نہ کرو گے، زناء نہ کرو گے پھر یہ ساری آیت تلاوت فرمائی "جس نے تم میں سے شرط پوری کی اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور جس نے اس سے کسی شئ کا ارتکاب کیا پھر اس کے بدلہ اسے عذاب دیا گیا تو یہ اس کا کفارہ ہو گیا اور جس نے اس سے کسی شئ کا ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈالا اگر چاہے تو اس کو معاف کر دے اور اگر چاہے تو عذاب دے۔

۶۳۸۲ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نہیں جانتا کہ حدود کفارہ ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ عبادہ بن صامت کی حدیث کی سند ابوہریرہ کی حدیث کے اسناد سے صحیح تر ہے امام عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ابن تین سے نقل کیا کہ ابوہریرہ کی حدیث عبادہ بن صامت کی حدیث سے مقدم ہے

بَابُ ظَهْرُ الْمُؤْمِنِ حِمًى اِلَّا فِىْ حَدٍّ اَوْ فِىْ حَقٍّ

۶۳۶۳ —— حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اَلَا اَىُّ شَهْرٍ تَعْلَمُوْنَهٗ اَعْظَمُ حُرْمَةً قَالُوْا اَلَا شَهْرُنَا هٰذَا قَالَ اَلَا اَىُّ بَلَدٍ تَعْلَمُوْنَهٗ اَعْظَمُ حُرْمَةً

پھر اللہ تعالیٰ نے حضور کو مطلع فرمایا کہ حدود کفارہ اور مطہرہ ہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے کیونکہ بیعت عقبہ ابوہریرہ کے اسلام سے چھ سال قبل ہوئی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ اس باب میں مذکور بیعت ابوہریرہ کے اسلام سے متاخر ہے کیونکہ اس حدیث میں مذکور آیت کریمہ فتح مکہ میں نازل ہوئی تھی اور یہ ابوہریرہ کے اسلام کے دو (۲) سال بعد ہے۔ دراصل سوال کا منشا یہ ہے:

* کا واقعہ ہے؛ حالانکہ ایسا نہیں .... بلکہ لیلۃ العقبہ میں جو بیعت ہوئی تھی وہ سمع اور تنگی و آسانی خوشی اور ملال میں طاعت پر تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ آئت کریمہ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ "، حدود ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہیں اور ان کو آخرت میں عظیم عذاب ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدود کفارہ نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس آئت کریمہ میں وعید اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ پر مرتب ہے آئت کے معنی یہ ہیں کہ اگر اللہ چاہے تو بخشے گا کیونکہ اس نے لِمَنْ يَّشَآءُ فرمایا ہے یہ آئت کریمہ غیر مشرکوں پر نفاذ وعید کو باطل کرتی ہے؛ لیکن عبادہ کی حدیث میں دوسرے معاصی کے ساتھ شرک کا ذکر کرنا یہ نہیں چاہتا کہ مشرک کو دنیا میں عذاب دیا جائے تو اس کے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے، کیونکہ کفار کا دوزخ میں ہمیشہ رہنا منصوص علیہ ہے اس پر ساری امت کا اتفاق ہے پس عبادہ کی حدیث کا معنی مخصوص ہے وہ یہ کہ جس مسلمان پر حد قائم کی جائے اس کے لئے کفارہ ہے (عینی)

باب مؤمن کی پیٹھ حد یا حق کے سوا محفوظ ہے

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۸۸۳ نے حجۃ الوداع میں فرمایا بتاؤ تم کس مہینہ کو حرمت میں عظیم تر جانتے ہو لوگوں نے کہا

ہوتا ہے کہ یہ لیلۃ العقبہ ہو

قَالُوْا اَلَا بَلَدُنَا هٰذَا قَالَ اَلَا اَیُّ یَوْمٍ تَعْلَمُوْنَهٗ اَعْظَمُ حُرْمَةً قَالُوْا اَلَا یَوْمُنَا هٰذَا قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَیْكُمْ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا كَحُرْمَةِ یَوْمِكُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِكُمْ هٰذَا اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا كُلُّ ذٰلِكَ یُجِیْبُوْنَهٗ اَلَا نَعَمْ قَالَ وَیْحَكُمْ اَوْ وَیْلَكُمْ لَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِیْ كُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

بَابُ اِقَامَةِ الْحُدُوْدِ وَالْاِنْتِقَامِ لِحُرُمَاتِ اللّٰهِ

۶۳۸۴ — حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُكَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا خُیِّرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اِس دن کو (یومِ نحر) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر حق شرع کے سوا تمہارے دماء (خون) تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں حرام کی ہیں جس طرح تمہارے اس مہینہ میں تمہارے شہر میں تمہارا یہ دن حرام ہے۔ خبردار کیا میں نے حکم پہنچا دیا ہے؟ یہ تین بار فرمایا۔ ہر بار انہوں نے جواب دیا جی ہاں! حضور نے فرمایا تمہاری خرابی ہو میرے بعد کفار جیسے نہ ہو جاؤ کہ ایک دوسرے کی گردان اُڑانے لگو،،

شرح ۶۳۸۳ — حمیٰ بکسر الحاء بمعنی محمی ہے یعنی مومن کی پیٹھ ایذاء رسانی سے محفوظ ہے لیکن اس پر حد واجب ہو تو محفوظ نہیں اور نہ ہی کسی کے حق میں محفوظ ہے یعنی ان کے سوا مومن کا خون، مال اور آبرو محفوظ ہے۔ کسی کو یہ حق نہیں پہنچا کہ اسے اپنے لئے مباح جانے اور اس کو بے آبرو کرے۔ قولہ کفارًا، یعنی تم لوگ کافروں کی مثل نہ ہو جاؤ کہ آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو اس کے معنی میں سات اقوال ہیں اوّل یہ کہ بغیر حق کے کسی کے قتل کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ دوم اس سے مراد کفرانِ نعمت ہے سوم یہ فعل کفر کے قریب کر دیتا ہے چہارم یہ فعل کافروں کے فعل جیسا ہے۔ پنجم اس سے حقیقتِ کفر مراد ہے یعنی کفر نہ کرو اور ہمیشہ اسلام پر قائم رہو۔ ششم یہ اُن لوگوں کے لئے ہے جو ہتھیار بن کر کافر بنتے ہیں، کیونکہ ہتھیار پہننے والے کو کافر کہا جاتا ہے۔ ہفتم ایک دوسرے کو کافر نہ کہو ورنہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو گے۔ ان سات

بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَاْثَمْ فَاِذَا كَانَ الْاِثْمُ كَانَ اَبْعَدَهُمْ مِنْهُ وَاللّٰهِ مَا انْتَقَمَ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ يُّؤْتٰى اِلَيْهِ قَطُّ حَتّٰى تُنْتَهَكَ حُرُمَاتُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ

اقوال میں سے بہترین چوتھا قول ہے۔

باب حدود قائم کرنا اور اللہ تعالیٰ کے محرمات کے لئے انتقام لینا

۶۳۸۴ — **ترجمہ** : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو امور میں اختیار نہ دیا گیا مگر آپ نے اُن میں سے آسان کو اختیار کیا جب تک اس میں گناہ نہ ہو اگر اس میں گناہ ہو تو وہ حضور سے بہت دور تھا۔ بخدا! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کسی شئ میں کبھی انتقام نہیں لیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے محرمات کو توڑا جاتا (ان کی خلاف ورزی کی جاتی) تو صرف خدا کے لئے انتقام لیتے تھے۔

۶۳۸۴ — **شرح** : حرمات حرمت کی جمع ہے وہ یہ ہے کہ اس کو توڑنا حلال نہیں (اس کا خلاف کرنا ممنوع ہے) ابن بطال نے کہا یہ تخییر اللہ کی طرف سے نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے دو امور میں اختیار نہیں دیتا جن میں ایک گناہ ہو البتہ اگر دینی دو امور میں اختیار ہو کہ اُن میں سے ایک کا مآل گناہ ہو جیسے دینی کام میں غلو کرنا کیونکہ یہ مذموم ہے جیسے آپنے اوپر سخت عبادت واجب کرلے جس کی تکمیل سے عاجز ہو جائے اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رہبانیت سے منع فرمایا ہے۔ ابن تین نے کہا دنیا کے امر میں تخییر مراد ہے۔ آخرت کے امور میں نہیں کیونکہ آخری امر اگر مشکل ہو تو اس میں ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ امام کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر تخییر کافروں کی طرف سے ہو تو امر واضح ہے اگر اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کی طرف سے ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تک گناہ تک نہ پہنچائے جیسے مجاہدہ اور میانہ روی میں اختیار دیا جائے کیونکہ ایسا مجاہدہ جو ہلاکت تک پہنچا دے وہ جائز نہیں۔ قولہ ابعدہ منہ" یعنی گناہ حضور سے بہت دور ہوتا تھا۔

بَابُ اِقَامَةِ الْحُدُوْدِ عَلَى الشَّرِيْفِ وَالْوَضِيْعِ

۶۳۸۵ — حَدَّثَنَا اَبُوْ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اُسَامَةَ كَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ امْرَأَةٍ فَقَالَ اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُقِيْمُوْنَ الْحَدَّ عَلَى الْوَضِيْعِ وَيَتْرُكُوْنَ عَلَى الشَّرِيْفِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ فَاطِمَةُ فَعَلَتْ ذٰلِكَ لَقَطَعْتُ يَدَهَا

بَابُ كَرَاهِيَةِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحَدِّ اِذَا رُفِعَ اِلَى السُّلْطَانِ

۶۳۸۶ — سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

باب ہر شریف اور ہر حقیر پر حد قائم کرنا

شریف وہ شخص ہے جو لوگوں میں وجیہہ اور محترم ہو وضیع وہ حقیر شخص ہے جس کی کوئی پرواہ نہ کرے۔ یعنی حد قائم کرنے میں اِن دونوں میں فرق نہیں کیا جائے گا کہ اگر شریف ارتکاب جرم کرے تو اس کو چھوڑ دیا جائے اور حقیر پر حد قائم کی جائے جو ان میں فرق کرے گا وہ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گا اور مومنوں کی راہ سے اعراض کرے گا۔

۶۳۸۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُسامہ بن زید نے ایک عورت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی (جو حد کی مرتکبہ ہوئی تھی) تو حضور نے فرمایا تم سے پہلے وہ لوگ ہلاک ہو گئے جو کمزور حقیر پر حد قائم کرتے تھے اور لوگوں میں وجیہہ محترم کو چھوڑ دیتے تھے۔ اس ذات ستودہ صفات کی قسم اگر سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا......... (حدیث ۳۱۵۲ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّتْهُمُ الْمَرْءَةُ الْمَخْزُوْمِيَّةُ الَّتِيْ سَرَقَتْ قَالُوْا مَنْ يُكَلِّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ الضَّعِيْفُ فِيْهِمْ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحُدُوْدَ وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا

باب ۔جب حد قاضی تک پہنچ جائے تو اس میں شفاعت مکروہ ہے"

۶۳۸۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک مخزومیہ عورت نے جس نے چوری کی تھی قریش کو غمناک کر دیا۔ انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب اسامہ بن زید کے سوا کوئی شخص اس عورت کے بارے میں حضور سے گفتگو نہیں کرسکے گا اور نہ ہی کسی میں یہ جرأت ہے کہ وہ حضور سے یہ بات کرے؛ چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا تو آپ نے فرمایا اے اسامہ کیا تو اللہ کی حدود میں سے حد کی شفاعت کرتا ہے ؟ پھر حضور کھڑے ہوئے اور لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ، اے لوگو! تم سے پہلے لوگ صرف اس لئے گمراہ ہوئے کہ جب ان میں کوئی شریف آدمی (باوقار) چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے (اس پر جاری نہ کرتے تھے) اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے تھے اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم" ....

۶۳۸۶ — شرح : یہ عورت فاطمہ بنت اسود بن عبدالاسد تھی اور ابوسلمہ بن عبدالاسد کی بھتیجی تھی ابوسلمہ جلیل القدر صحابی ہیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر

بَابُ قَوْلِ اللهِ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا وَفِي كَمْ تُقْطَعُ وَقَطَعَ عَلِيٌّ مِنَ الْكَفِّ وَقَالَ قَتَادَةُ فِي امْرَأَةٍ سَرَقَتْ فَقُطِعَتْ شِمَالُهَا لَيْسَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ

تھے ان کی وفات کے بعد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ سے نکاح فرما لیا تھا اس عورت کا باپ اسود ابن الاسد جنگِ بدر میں کافر قتل ہوا تھا۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا تھا۔ اس عورت نے مکہ مکرمہ میں چوری کی تھی۔ اس واقعہ سے مخزومی بہت پریشان ہوئے اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے سفارش طلب کی کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ کی سفارش قبول فرما لیتے تھے لیکن حد میں حضور کسی کی شفاعت قبول نہ فرماتے تھے اس لئے اسامہ سے فرمایا اللہ کی حد میں سفارش کرتے ہو؟ اور فرمایا اگر کوئی میرا عزیز ترین فرد چوری کرے تو اس پر بھی جاری کرنے میں تامل نہ کیا جائے گا (حدیث ع ۳۲۵۱ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! چوری کرنے والے مرد و زن کے ہاتھ کاٹ دو

کتنی چوری میں ہاتھ قطع کیا جائے گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہتھیلی کے قریب سے ہاتھ کاٹا۔ قتادہ نے ایک عورت جس نے چوری کی تھی کے متعلق کہا جبکہ اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ اس کی سزا صرف یہی ہے۔

شرح: قرآن کریم میں مطلق ہاتھ ذکر کیا ہے لیکن اس سے دایاں ہاتھ مراد ہے؛ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت فاقطعوا أيمانهما، ہے کہ ان کے دائیں ہاتھ کاٹو۔ شرعاً چوری کے معنی یہ ہیں کہ بالغ مکلف کا کم از کم دس درہم مالیت کو محفوظ مکان سے خفیہ اٹھانا ہے۔ حضرات فقہاء میں مسروقہ مال کی مقدار میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ احناف کے نزدیک دس درہم چوری کرنے میں ہاتھ قطع کیا جائے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ چوتھائی دینار میں اور امام مالک رضی اللہ عنہ تین دراہم کی مالیت کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا جبکہ داؤد ظاہری کے نزدیک کوئی شئی مقرر نہیں وہ ہر قلیل و کثیر میں قطع کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ

۶۳۸۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُقْطَعُ الْيَدُ فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ خَالِدٍ وَابْنُ اَخِي الزُّهْرِيِّ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

۶۳۸۸۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ

نے ابوخیرہ کا ہاتھ ہتھیلی کے قریب سے کاٹا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی ہتھیلی کے قریب سے ہاتھ کاٹتے تھے۔ قولہ قتادہ ،، یعنی اس عورت کا پیدائشی بایاں ہاتھ تھا یا کسی اور وقت میں اس کا دایاں ہاتھ قطع ہو گیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق جمہور نے کہا کہ چور کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا، اگرچہ عبداللہ بن مسعود کی قرآءت شاذہ ہے لیکن استدلال کرنے میں یہ خبر واحد جیسی ہے۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما نے کہا اگر قاطع نے غلطی سے بایاں قطع کر دیا تو دایاں قطع نہ کیا جائے یہی کافی ہے جیسا کہ قتادہ نے کہا ہے ،، اور قطع کا اعادہ نہ کیا جائے۔ امام شافعی اور احمد کے نزدیک غلطی کرنے والے پر دیت واجب ہے اگر قصدًا بایاں ہاتھ قطع کر دیا تو قطع کرنے والے پر قصاص واجب ہے۔

۶۳۸۷۔ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ میں قطع کیا جائے۔ عبدالرحمٰن بن خالد اور زہری کے بھتیجے اور معمر نے زہری سے روایت کرنے میں ابراہیم بن سعد کی متابعت کی۔

۶۳۸۸۔ ترجمہ: محمد بن عبدالرحمٰن انصاری سے روایت ہے کہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے اُن کو خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینار کے چوتھے حصہ میں چور کا ہاتھ کاٹا جائے ،،

۶۳۸۹۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ عَنْ يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُقْطَعُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ

۶۳۹۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ يَدَ السَّارِقِ لَمْ تُقْطَعْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا فِي ثَمَنِ مِجَنٍّ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ

۶۳۹۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ

۶۳۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ تَكُنْ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ

۶۳۸۹۔ ترجمہ: محمد بن عبدالرحمٰن انصاری سے روایت ہے کہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے اُن کو خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینار کے چوتھے حصہ میں چور کا ہاتھ کاٹا جائے۔

۶۳۹۰۔ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چور کا ہاتھ صرف حجفہ یا ترس (ڈھال) کی قیمت پر قطع کیا گیا۔

۶۳۹۱۔ ترجمہ: ہشام نے اپنے والد عروہ سے انہوں نے ام المؤمنین سے اس طرح روایت کی۔

۶۳۹۲۔ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ڈھال کی قیمت سے کم میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا "حجفہ اور ترس" میں سے ہر ایک قیمتی تھی

فِی اَدْنٰی مِنْ حَجَفَةٍ اَوْ تُرْسٍ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ذُوْ ثَمَنٍ

۶۳۹۳ــــ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰی حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ اَخْبَرَنَا عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ تُقْطَعْ يَدُ السَّارِقِ فِیْ عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اَدْنٰی مِنْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ تُرْسٍ اَوْ حَجَفَةٍ وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ذَا ثَمَنٍ رَوَاهُ وَكِيْعٌ وَّابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ مُرْسَلًا

اس حدیث کو وکیع اور ابن ادریس ہشام کے ذریعہ اُن کے والد عروہ سے مرسل روایت کیا۔

۶۳۸۷ تا ۶۳۹۲ــــ شرح : شافعیہ نے ربع دینار کی حدیث سے استدلال کیا کہ چور کا ہاتھ دینار کی چوتھائی میں قطع کیا جائے گا، کیونکہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے مرفوع حدیث ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھائی دینار میں چور کا ہاتھ قطع کیا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے پانچ اسانید سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث روایت کی جن میں بعض موقوف اور بعض مرفوع ہیں۔ ام المؤمنین سے موقوف حدیث سماعت پر محمول ہے اس مسئلہ میں اصل ڈھال ہے کہ ڈھال کی چوری میں ہاتھ قطع کیا گیا لیکن اس کی قیمت میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض روایات میں ڈھال کی قیمت دینار کا چوتھا حصہ ہے بعض میں تین دراہم ہیں۔ شافعیہ کہتے ہیں صرف چوتھائی دینار کی مالیت چوری کرنے میں ہاتھ کاٹا جائے گا لیکن تین دراہم کی روایت اس کے منافی نہیں کیونکہ اس وقت دینار کی قیمت بارہ درہم تھی جس کی چوتھائی تین دراھم ہیں۔ عطاء بن ابی رباح، ابراہیم نخعی، امام ابوحنیفہ، ابویوسف، محمد اور زفر نے کہا دس درہم مالیت کی چوری میں ہاتھ قطع کیا جائے گا، کیونکہ جس ڈھال کی چوری میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ قطع کیا تھا اس کی قیمت دس درہم تھی (نسائی) امام طحاوی نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح روایت کی ہے۔ حدیث میں حجفہ اور ترس ایک ہی شئی ہیں۔

امام عینی نے توضیح سے نقل کیا کہ مجن، حجفہ اور ترس ایک ہی شئی ہے، کیونکہ حدیث میں "مجن" اور حجفہ دونوں منون ہیں اور حجفہ مجن کا بیان ہے۔

۶۳۹۳

۶۳۹۴ــــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي ثَمَنِهٖ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ

۶۳۹۵ــــ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهٗ ثَلٰثَةُ دَرَاهِمَ تَابَعَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قِيمَتُهٗ

۶۳۹۴ــــ **ترجمہ :** عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ڈھال کی چوری میں ہاتھ قطع کیا جس کی قیمت تین درہم تھی ۔

۶۳۹۵ــــ **ترجمہ :** نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال کی چوری میں ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی ۔

۶۳۹۴-۶۳۹۵ــــ **شرح :** امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ذکر کی کہ جس ڈھال میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چور کا ہاتھ قطع کیا تھا اس کی قیمت دس درہم تھی اس کو امام نسائی نے بھی ذکر کیا ہے۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈھال کی قیمت کی مقدار میں اختلاف واقع ہوا ہے لہٰذا دس درہم یا ایک دینار کی روایت کے مطابق چور کا ہاتھ قطع کیا جائے گا۔ کیونکہ اس پر اجماع ہے۔ جبکہ ربع دینار یا تین درہم کی روایات کے مطابق ہاتھ کاٹنے میں اجماع نہیں ،،

تَابَعَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قِيمَتُهٗ

یعنی محمد بن اسحاق نے نافع سے روایت کرنے میں متابعت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال کی چوری میں ہاتھ قطع کیا جس کی ثمن تین درہم تھی اور لیث نے کہا مجھ سے نافع نے قیمت بیان کی ہے یعنی انہوں نے ثمن کا بدل قیمت ذکر کیا ہے۔ قولہ قطع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ،، یعنی سرور کائنات نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا کیونکہ حضور نے خود کسی کا ہاتھ نہیں کاٹا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مخزومیہ عورت کا ہاتھ کاٹا تھا۔ قیمت اور ثمن میں فرق یہ ہے کہ قیمت وہ مقدار ہے جہاں تک انسان کی رغبت پہنچے اور ثمن وہ ہے جو بائع اور مشتری آپس میں

۶۳۹۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مِجَنٍّ قِيْمَتُهُ ثَلٰثَةُ دَرَاهِمَ

۶۳۹۷۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ السَّارِقِ فِيْ مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ

۶۳۹۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهٗ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهٗ

۶۳۹۶۔ ترجمہ : نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال کی چوری میں ہاتھ قطع کیا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

۶۳۹۷۔ ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال چوری کرنے میں جس کی قیمت تین درہم تھی چور کا ہاتھ کاٹا۔

۶۳۹۸۔ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے انڈا چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے رسی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

۶۳۹۸۔ شرح : انڈے اور رسی میں جبکہ ان کی مالیت تین درہم یا دس درہم نہ ہو ہاتھ نہیں کاٹا جاتا لیکن ہوسکتا ہے کہ جس انڈے اور رسی کا حدیث میں ذکر ہے انکی قیمت تین یا دس درہم ہوگی (حدیث ۶۰۰۶ ج ۹ کی شرح دیکھیں)

بَابُ تَوْبَةُ السَّارِقِ

۶۳۹۹ــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ يَدَ امْرَأَةٍ قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَتْ تَأْتِيْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاَرْفَعُ حَاجَتَهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَابَتْ وَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا

۶۴۰۰ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ

باب چور کا توبہ کرنا

۶۳۹۹ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کا ہاتھ قطع کرنے کا حکم دیا ام المؤمنین نے فرمایا اس کے بعد وہ عورت آتی تھی تو میں اس کی حاجت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیتی تھی اس عورت نے توبہ کی اور اچھی توبہ کی۔

۶۳۹۹ــــ شرح : یعنی چور جب چوری سے توبہ کر لے تو کیا اس کی توبہ قبول ہو گی ؟ حتی کہ اس کی گواہی قبول ہو گی یا نہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چور کی توبہ قبول ہے لہذا اس کی گواہی بھی جائز ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا قذف، زناء اور چوری وغیرہ میں جب قاذف، زانی اور چور توبہ کریں تو ان کی گواہی قبول ہے جبکہ ان کی اچھی اصلاح ہو جائے۔ علماءِ احناف نے کہا قاذف (تہمت لگانے والے کی) کی توبہ قبول نہیں اگرچہ توبہ کرے اور صلاحیت پیدا کرے اور اس کا حال اچھا ہو جائے بیہقی نے امام شافعی سے نقل کیا ہو سکتا ہے کہ توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا ہر حق ساقط ہو جائے (حدیث ع۱۵۶ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۴۰۰ــــ ترجمہ : عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے چند لوگوں میں جناب رسول اللہ

عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ فَقَالَ اُبَايِعُكُمْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَاُخِذَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَطَهُوْرٌ وَمَنْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَذٰلِكَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَلَهٗ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اِذَا تَابَ السَّارِقُ بَعْدَ مَا قُطِعَ يَدُهٗ قُبِلَتْ شَهَادَتُهٗ وَكَذٰلِكَ كُلُّ مَحْدُوْدٍ اِذَا تَابَ قُبِلَتْ شَهَادَتُهٗ

صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی حضور نے فرمایا میں تمہاری اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ اللہ کا کسی شئ کو شریک نہ بناؤ گے نہ چوری کرو گے نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گے اور نہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں سے بہتان اُٹھاؤ گے اور نہ معروف میں نافرمانی کرو گے تم میں سے جس نے پُورا کیا اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جس نے اس سے کسی شئ کا ارتکاب کیا اور دُنیا میں اس کو سزا دے دی گئی تو وہ اس کا کفارہ اور گناہ سے پاکیزگی ہے اور جس پر اللہ نے پردہ ڈالا وہ اللہ کے سپرد ہے اگر چاہے تو عذاب دے اگر چاہے تو معاف کر دے ابوعبداللہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب چور کا ہاتھ کاٹا جائے پھر وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی ہر وہ شخص جس کو حد لگائی گئی ہو جب وہ توبہ کرے تو اس کی گواہی قبول ہے۔

۶۴۰۰ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ جس پر حد قائم کی جائے وہ اس گناہ سے پاک ہو جاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ وہ توبہ کرلے تو وہ اپنی اصل حالت کی طرف لوٹ آتا ہے اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اس کی گواہی قبول ہے۔

(حدیث ع ۱۸ ج ا کی شرح دیکھیں) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اَلْجُزْءُ الثَّامِنُ وَالْعِشْرُوْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْكُفْرِ وَالرِّدَّةِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الْاٰيَةَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اٹھائیسواں پارہ

کتاب محاربت کرنے والے کافر اور مرتد

اس عنوان کی ماقبل سے مناسبت اس طرح ہے کہ کتاب الحدود چند ابواب پر مشتمل ہے جس میں شراب پینا، چوری کرنا اور زناء کے ابواب ہیں یہ تمام گناہ اور معاصی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محاربت پر مشتمل ہیں۔ نیز بخاری کے بعض نسخوں میں "اہل الکفر والردۃ" کے بعد "وَمَنْ يَجِبُ عَلَيْهِ حَدُّ الزِّنَا"، حدِ زناء کو محاربین کے ساتھ ذکر کیا لہٰذا یہ اُن میں داخل ہے، کیونکہ بعض صورتوں میں حدِ زنا قتل تک پہنچاتی ہے، لہٰذا مناسبت واضح ہے۔

۱۴۰۱ــــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْقِلَابَةَ الْجَرْمِیُّ ....

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِّنْ عُکْلٍ فَاَسْلَمُوْا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا اُن کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے دُور کر دیئے جائیں،،

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آئت کریمہ کفار و مرتدین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ڈاکوؤں کے حق میں نازل نہیں ہوئی لیکن جمہور فقہاء امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا یہ ڈاکوؤں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ یہ آئت کریمہ اگرچہ مرتدین کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کے الفاظ عام ہیں اس کے معنی میں ہر وہ شخص داخل ہے جو محاربین جیسا فعل کرے اور زمین میں فساد کرے،، جن علماء نے کہا یہ آیت کریمہ مسلمانوں میں مسلمان محارب کی حد میں نازل ہوئی ان میں سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کسی نے ہتھیاروں سے للکارا راستوں میں لوگوں کو ڈرایا دھمکایا لیکن قتل نہ کیا اور نہ مال چھینا اس میں حاکم کو اختیار ہے اگر وہ اس کو قتل کرنا چاہے یا سولی دینا چاہے یا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹنا چاہے یا اس کو وطن بدر کرنا چاہے تو اس کو اختیار ہے جو چاہے کرے، علماء کوفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا جب قتل نہ کیا اور نہ ہی مال چھینا اس پر صرف تعزیر ہے۔ حاکم اس کو صرف اس صورت قتل کر سکتا ہے جبکہ اُس نے قتل کیا ہو اگر اُس نے چوری کی ہو تو ہاتھ پاؤں قطع کرے گا اگر مال چھینا ہو تو اُس کو سولی دے گا اور قتل کرے گا اور اگر اُس نے کوئی شی نہیں کی تو اس کو وطن بدر کرے گا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا وطن بدر تعزیر ہے کہ

فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّاْتُوْا اِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا فَفَعَلُوْا فَصَحُّوْا فَارْتَدُّوْا وَقَتَلُوْا رُعَاتَهَا وَاسْتَاقُوْا فَبَعَثَ فِيْ اٰثَارِهِمْ فَاُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ ثُمَّ لَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتّٰى مَاتُوْا

بَابٌ لَمْ يَحْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ اَهْلِ الرِّدَّةِ حَتّٰى هَلَكُوْا

٦٤٠٢ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ اَبُوْ يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنِي الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ الْعُرَنِيِّيْنَ وَلَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتّٰى مَاتُوْا

اس کے اپنے وطن سے نکال دیا جائے جمہور مالکیہ کہتے ہیں نفی (وطن بدر) دوسرے شہر میں محبوس کرنا ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا نفی یہ ہے کہ وطن بدر کر دیا جائے، کیونکہ اس میں زجر و تہدید سخت ہے پھر جہاں اس کو وطن بدر کیا گیا ہو وہاں کسی مکان میں محبوس کر دیا جائے حتیٰ کہ وہ تائب ہو جائے (عینی)

٦٤٠١ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبیلہ عُکل کے چند آدمی آئے اور مسلمان ہو گئے انہوں نے مدینہ منورہ "شرفہا اللہ تعالیٰ" کی آب و ہوا ناموافق پائی تو حضور نے انہیں حکم دیا کہ وہ صدقہ کے اونٹوں کے پاس جائیں ان کے پیشاب اور دودھ پئیں انہوں نے ایسا ہی کیا اور صحت یاب ہو گئے پھر مرتد ہو گئے اور اونٹوں کے چرواہوں کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو چلا کر لے گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے لوگ بھیجے اور ان کو گرفتار کر کے لایا گیا۔ حضور نے ان کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دیئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیں پھیرنے کا حکم دیا پھر ان کو داغ نہ لگایا حتیٰ کہ مر گئے (حدیث ع ۲۳۲ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

بَابٌ لَمْ يُسْقَ الْمُرْتَدُّوْنَ الْمُحَارِبُوْنَ حَتّٰى مَاتُوْا

۶۴۰۳ــــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ وُهَيْبٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا فِي الصُّفَّةِ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَبْغِنَا رِسْلًا

باب مرتدّ محاربین کو داغ نہیں لگوائے حتیٰ کہ وہ مر گئے

۶۴۰۲ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ نے عرنیین کے ایک طرف سے ہاتھ دوسری طرف سے پاؤں کٹوائے اور ان کو داغ نہ لگوایا حتیٰ کہ وہ مر گئے۔

۶۴۰۲ــــ شرح : حسم کے معنی داغ لگانے کے ہیں وہ یہ کہ ہاتھ کو کاٹنے کے بعد گرم تیل میں رکھا جائے حسم صرف یہی نہیں یہ اس کی ایک صورت ہے۔ عرنیین عرنیہ کی طرف منسوب ہے۔ یہ ایک قبیلہ ہے اس سے پہلے عُکل مذکور رہے کہ وہ لوگ قبیلہ عکل سے تھے ان میں منافات نہیں کیونکہ وہ دونوں قبیلوں میں سے تھے، چنانچہ مغازی میں ہے کہ چند لوگ عکل اور عرینہ سے آئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُن میں سے دو کی آنکھوں میں گرم سیخیں پھیرادیں دو کے ہاتھ پاؤں قطع کئے اور دو کو سولی دیا (عینی) ان لوگوں نے مرتد ہو جانے کے بعد محاربت کی تھی۔ انہوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے اونٹوں کے چرواہوں سے یہی سلوک کیا تھا اس لئے انہیں یہ سزا دی گئی تھی۔

باب مرتدّ محاربین کو پانی نہیں پلایا گیا حتیٰ کہ وہ مر گئے

۶۴۰۳ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا قبیلہ عُکل سے چند لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم

فَقَالَ مَا اَجِدُ لَكُمْ اِلَّا اَنْ تَلْحَقُوْا بِاِبِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَوْهَا فَشَرِبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا حَتّٰى صَحُّوْا وَسَمِنُوْا فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّرِيْخُ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ اٰثَارِهِمْ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ اِلَّا اُتِيَ بِهِمْ فَاَمَرَ بِمَسَامِيْرَ فَاُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ وَقَطَعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَمَا حَسَمَهُمْ ثُمَّ اُلْقُوْا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَمَا سُقُوْا حَتّٰى مَاتُوْا قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ سَرَقُوْا وَقَتَلُوْا وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

کے پاس آئے اور صُفّہ پر ٹھہرے تو ان کو مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ کی ہوا ناموافق پڑی انہوں نے کہا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے دودھ طلب فرمائیں۔ حضور نے فرمایا میں تمہارے لئے صرف یہی پاتا ہوں کہ تم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں میں جا کر رہو؛ چنانچہ وہ اونٹوں کے پاس آئے اور اُن کے دودھ اور پیشاب پیئے یہاں تک کہ وہ تندرست ہوگئے اور خوب فربہ ہوگئے پھر انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خبر پہنچی تو حضور نے اُن کے پیچھے تلاش کرنے والے بھیجے۔ ابھی دن بلند نہ ہُوا تھا کہ ان کو گرفتار کر کے لایا گیا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میخیں گرم کرنے کا حکم دیا وہ گرم کرا کے ان کی آنکھوں میں پھیرا دیں اور اُن کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے اور ان کو داغ نہ لگوایا پھر ان کو گرم پتھریلی زمین میں پھینک دیا گیا وہ پانی مانگتے تھے ان کو پانی نہ پلایا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ ابو قلابہ نے کہا انہوں نے چوری کی قتل کیا اور اللہ اور اُس کے رسُول سے محاربت (جنگ) کی۔

۶۴۰۳ ـــ شرح: دس سے کم افراد پر رہط کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس کی جمع اَرْہُط، ارہاط ہے اور جمع کی جمع اراہط ہے۔ رِسل بکسر الراء یعنی دودھ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ اور صدقہ کے اونٹ ملے جلے تھے اس لئے یہاں اونٹوں کی نسبت حضور نے اپنی طرف کی اور اس سے پہلی حدیث میں صدقہ کی طرف نسبت کی۔ ذَود بفتح الذال دس سے کم اونٹ ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو داغ نہ دیا؛ کیونکہ وہ کافر تھے ان کو پانی نہ دیا گیا؛ کیونکہ وہ مرتد واجب القتل تھے۔ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کیا تھا جس کو انہیں یہ سزا ملی تھی۔ ترجّل، بلند ہُوا۔

بَابُ سَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيُنَ الْمُحَارِبِيْنَ

۶۴۰۴ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَهْطًا مِنْ عُكْلٍ أَوْ قَالَ مِنْ عُرَيْنَةَ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ عُكْلٍ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فَيَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَشَرِبُوا حَتّٰى إِذَا بَرِءُوا قَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُدْوَةً فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي آثَارِهِمْ فَمَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ حَتّٰى جِيءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ وَأُلْقُوا بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَلَا يُسْقَوْنَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ سَرَقُوا وَقَتَلُوا وَكَفَرُوا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ

باب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے محاربین کی آنکھیں اندھی کرا دیں۔"

۶۴۰۴ — ترجمہ : ابو قلابہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قبیلہ عُکل یا قبیلہ عُرینہ کہا میں صرف یہی جانتا ہوں کہ انس نے کہا قبیلہ عُکل کے چند آدمی مدینہ منورہ آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اونٹنیوں کا حکم دیا کہ ان کے پیشاب اور دودھ پیئیں انہوں نے پیا حتیٰ کہ جب تندرست ہوگئے تو چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح خبر پہنچی تو ان کے پیچھے تلاش کرنے والے بھیجے ابھی دن بلند نہ ہوا تھا کہ ان کو گرفتار کر کے لایا گیا حضور نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دینے

بَابُ فَضْلِ مَنْ تَرَكَ الْفَوَاحِشَ

۶۴۰۵ — حدثنی مُحَمَّدُ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ خُبَیْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰہِ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ فِیْ خَلَاءٍ فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسْجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ اِلٰی نَفْسِهَا قَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ فَاَخْفٰی حَتّٰی لَا تَعْلَمَ

کا حکم دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا پھر ان کو پتھریلے گرم میدان میں پھینک دیا وہ پانی طلب کرتے تھے ان کو پانی نہ پلایا گیا ابو قلابہ نے کہا ان لوگوں نے چوری کی قتل کیا اور ایمان کے بعد کافر ہو گئے اور اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔

۶۴۰۴ — شرح : اس حدیث شریف میں ہے کہ وہ پانی مانگتے تھے ان کو پانی نہ پلایا بعض محدثین نے کہا اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا اور نہ ہی یہ واضح ہوتا ہے کہ ان کو پانی پلانے سے منع کیا تھا۔ امام کرمانی نے مہلب سے نقل کیا کہ احتمال ہے کہ ان لوگوں کو دودھ پلایا گیا تھا لیکن انہوں نے اس کی جزا یہ دی کہ اسلام سے منحرف ہو گئے اس لئے ان کو یہ عقوبت دی کہ ان کو پانی پلانا ترک کر دیا۔ حرہ پتھریلی زمین ہے جس میں کالے پتھر ہیں یہ حدود کے نزول سے قبل کا واقعہ ہے ابھی تک مثلہ حرام نہیں ہوا تھا۔ ان کے ساتھ جو کچھ کیا گیا ان کے اپنے فعل کا بدلہ تھا جبکہ انہوں نے اونٹوں کے چرواہے کے ساتھ اسی طرح کیا تھا لِقاح دودھ والی اونٹنیاں لِقحہ کی جمع ہے

شِمَالُهُ مَا صَنَعَتْ يَمِينُهُ

۶۴۰۶ ـــــ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ ح وَحَدَّثَنِي خَلِيفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَكَّلَ لِي مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَمَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ تَوَكَّلْتُ لَهُ بِالْجَنَّةِ

باب اس شخص کی فضیلت جس نے فحش ترک کیا

۶۴۰۵ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے سایہ میں رکھے گا جس روز اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ حاکم جو عدل و انصاف کرتا ہے، وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں نوجوان ہُوا اور وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجائیں اور وہ آدمی جس کا دل مسجد میں لگا ہو اور وہ دو آدمی جو اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کریں اور وہ آدمی جس کو خاندانی خوبصورت عورت اپنے نفس کی طرف بلائے تو وہ کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور وہ مرد جو خفیۃً صدقہ کرے حتی کہ اس کا بایاں نہ جانے کہ دائیں نے کیا صدقہ کیا۔

۶۴۰۵ ـــــ شرح : ظل کی اضافت اللہ کی طرف تشریف کے لئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ حقیقی ظل مد سایہ،، سے پاک ہے کیونکہ یہ اجسام کے خصوصیات سے ہے یا مضاف محذوف ہے یعنی ظل عرشہ وہ اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوگا یا ظل کے معنی حمایت کے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے فلاں شخص فلاں کے ظل و کنف اور حمایت میں ہے۔ عدل کے معنی ہر شئی کو اس کے مقام میں رکھنا حضور نے مد شاب،، فرمایا رجل نہیں فرمایا، کیونکہ عبادت نوجوانوں پر سخت ہوتی ہے کیونکہ ان میں شہوت غالب ہوتی ہے۔ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ میں فیض کی اضافت عین طرف بطور مبالغہ ہے جبکہ در اصل آنسو جاری ہوتے ہیں آنکھ جاری نہیں ہوتی۔ ذاتِ منصب سے مراد حسب و نسب والی خاندانی عورت ہے کیونکہ ان عورتوں میں رغبت زیادہ ہوتی ہے (حدیث ۶۳۲ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اِثْمِ الزُّنَاةِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ وَلَا یَزْنُوْنَ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِیْلًا

۶۹۰۷ــــ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ شَبِیْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَنَسٌ قَالَ لَاُحَدِّثَنَّکُمْ حَدِیْثًا لَا یُحَدِّثُکُمُوْهُ اَحَدٌ بَعْدِیْ سَمِعْتُهٗ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَاِمَّا قَالَ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ یُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَیَظْهَرَ الْجَهْلُ وَتُشْرَبَ الْخَمْرُ

۶۴۰۶ــــ ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی میرے لئے اس شئی کا ضامن ہو جو اس کے دونوں پاؤں کے درمیان ہے۔ اور اس کا جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں گا

۶۴۰۶ــــ شرح : مابین رجلیہ ،، سے مراد شرمگاہ ہے اور ،، مَا بَیْنَ لِحْیَیْہِ ،، سے مراد زبان ہے اکثر انسان ان دونوں میں مبتلاء ہوتے ہیں ان دونوں کی ضرر بہت زیادہ ہے اگر انسان زناء اور زبان سے محفوظ رہے تو عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔ اس حدیث کی مناسبت عنوان سے اس طرح ہے کہ معاصی کا ارتکاب کرنا خدا اور اس کے رسول علیہ السلام سے محاربت کرنا ہے

باب زانیوں کو گناہ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! وہ زناء نہیں کرتے اور زناء کے قریب نہ جاؤ یہ فحش اور بُری راہ ہے ،،

۶۴۰۷ــــ ترجمہ : قتادہ نے کہا ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں ایسی حدیث سُناتا ہوں جو میرے بعد تم سے کوئی بھی بیان نہیں کرے گا جو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے

وَيَظْهَرُ الزِّنٰى وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ

۶۴۰۸ — حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِى الْعَبْدُ حِيْنَ يَزْنِىْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ .... وَلَا يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ عِكْرِمَةُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ يُنْزَعُ الْاِيْمَانُ مِنْهُ قَالَ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ

ہوئے سنا قیامت قائم نہ ہوگی یا فرمایا قیامت کی علامات سے یہ ہے کہ علم اُٹھا لیا جائے گا اور جہالت غالب ہوجائے گی شراب پی جائے گی اور زنا غالب ہوجائے گا مرد کم ہوتے جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہوجائیں گی حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا انتظام کرنے والا ایک شخص ہوگا۔

۶۴۰۷ — شرح : زناء کے قریب نہ جانے کے معنیٰ اس کے مقدمات مثلاً ہاتھ سے مس کرنا، بوسہ لینا وغیرہ وغیرہ ہیں کیونکہ یہ زناء تک پہنچاتے ہیں اگر نفس زناء مراد ہوتا تو فرماتا زناء نہ کرو قولہ یظہر زناء، یعنی زناء عام ہوجائے گا اور چھپایا نہ جائے گا، لوگ بکثرت زناء کرنے لگیں گے،، یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محاربت ہے (حدیث ۷۹ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۴۰۸ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ زناء نہیں کرتا جس وقت وہ زناء کرتا ہے جبکہ وہ مومن ہو اور چور چوری نہیں کرتا جس وقت چوری کرتا ہے جبکہ وہ مؤمن ہو،، عکرمہ نے کہا میں نے ابن عباس سے کہا اس سے ایمان کیسے نکلتا ہے فرمایا اس طرح نکلتا ہے اور ہاتھ کی انگلیوں کو انگلیوں میں داخل کرکے پھر ان کو نکال لیا

۶۴۰۹ــــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِیْ الزَّانِیْ حِيْنَ يَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوْضَةٌ بَعْدُ

۶۴۱۰ــــــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَنْصُوْرٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْ مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ اَجْلَ اَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِیَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ قَالَ يَحْيٰى وَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنِیْ وَاصِلٌ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قُلْتُ

اگر وہ توبہ کرے تو ایمان اس طرح واپس آجاتا ہے اور انگلیوں میں تشبیک کی (ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالا) یعنی ان امور کے مرتکب سے فوراً ایمان نکل جاتا ہے۔ اگر توبہ کرے تو نورِ ایمان لوٹ آتا ہے)

۶۴۰۹ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زانی زنا نہیں کرتا جس وقت زنا کرتا ہے جبکہ وہ مومن ہو اور چوری نہیں کرتا جس وقت وہ چوری کرتا ہے جبکہ وہ مومن ہو اور شراب نہیں پیتا جس وقت شراب پیتا ہے جبکہ وہ مومن ہو اس کے بعد ان کے ارتکاب کرنے والے پر توبہ پیش کی گئی ہے یعنی اس پہ توبہ کھلی ہے۔

۶۴۱۰ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونسا گناہ بڑا ہے فرمایا تمہارا اللہ کے لئے مقابل مماثل بنانا حالانکہ اُس نے

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مِثْلَهٗ قَالَ عَمْرٌو فَذَكَرْتُهٗ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَكَانَ حَدَّثَنَا عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ وَمَنْصُوْرٍ وَوَاصِلٍ عَنْ اَبِيْ مَيْسَرَةَ قَالَ دَعْهُ دَعْهُ

بَابُ رَجْمِ الْمُحْصَنِ

وَقَالَ الْحَسَنُ مَنْ زَنٰى بِاُخْتِهٖ حَدُّهٗ حَدُّ الزَّانِيْ

تمہیں پیدا کیا ہے میں نے عرض کیا پھر کونسا عظیم تر ہے فرمایا تمہارا اپنی اولاد کو اس لئے قتل کرنا کہ وہ تمہارے ساتھ کھانا کھائیں گے میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے فرمایا تمہارا اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زناء کرنا۔ یحییٰ نے کہا مجھ سے واصل نے ابو وائل کے ذریعہ بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر اس طرح بیان کیا۔ عمرو بن علی نے کہا میں نے یہ عبدالرحمٰن بن مہدی سے ذکر کیا، حالانکہ اُس نے سفیان کے ذریعہ اعمش، منصور بن معتمر واصل احدب ابو وائل اور ابو میسرہ سے بیان کیا تو عبدالرحمٰن نے کہا اس کو چھوڑ و چھوڑ و۔

۶۴۱۰ شرح: ہمسایہ کی بیوی سے زناء کرنا [illegible] عظیم گناہ ہے اگرچہ زناء ہر لحاظ سے عظیم گناہ ہے کیونکہ ہمسایہ کا احترام اور حق ہے جو غیر کا نہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا ہمسایہ اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں اس شخص کا ایمان کامل نہیں،، قولہ دعہ دعہ،، یعنی عبدالرحمٰن نے کہا یہ اسناد جس میں ابو وائل اور عبداللہ بن مسعود کے درمیان ابو میسرہ نہیں اس کو چھوڑ دو چھوڑ دو۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ابو وائل اگرچہ بکثرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں لیکن یہ حدیث اُن سے روایت نہیں کی یہ ابو وائل پر طعن نہیں جبکہ وہ عبداللہ بن مسعود سے بکثرت روایت کرتے ہیں لیکن اکثر لوگوں کی موافقت کے لئے ترک واسطہ کے طریق کو ترجیح دینے کا ارادہ کیا ہے۔

باب شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا

حسن بصری نے کہا جس نے اپنی بہن سے زناء کیا اس کی حد بھی زناء کی حد ہے

شرح: رجم میں احسان کی چند شرطیں ہیں وہ یہ کہ آزاد، مسلمان، عاقل، بالغ اور صحیح نکاح سے جماع

۶۴۱۱ـــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ اَبْنُ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ حِيْنَ رَجَمَ الْمَرْأَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ رَجَمْتُهَا بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کیا ہو امام شافعی ابو یوسف محمد اور امام محمد رضی اللہ عنہم نے کہا رجم کرنے میں مرجوم کا مسلمان ہونا شرط نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یہودیوں کو رجم کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی ابتداء میں جلد کی آیت کے نزول سے پہلے تورات کے حکم کے مطابق رجم کیا گیا تھا لہٰذا یہ اس آیت سے منسوخ ہے ۔ امام عینی نے ابن منذر سے نقل کیا کہ نکاح فاسد اور شبہ سے وطی کرنے سے احصان ثابت نہیں ہوتا اس پر اجماع ذکر کیا گیا ہے ۔ لیکن بعض علماء نے کہا ایسے شخص کو محصن کہا ہے لونڈی سے نکاح کرنے سے بعض علماء کے نزدیک محصن نہیں ہوتا اکثر کہتے ہیں اس سے احصان ثابت ہوجاتا ہے ۔ کتابیہ عورت سے نکاح کرنے سے احصان ثابت ہونے میں اختلاف ہے ۔

۶۴۱۱ـــــ **ترجمہ :** شعبہ نے کہا مجھے سلمہ بن کہیل نے کہا کہ میں نے شعبی کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا جبکہ انہوں نے جمعہ کے دن ایک عورت کو رجم کیا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس عورت کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے موافق رجم کیا ہے ۔

۶۴۱۱ـــــ **شرح :** اس عورت کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو جمعرات کے دن کوڑے مارے اور جمعہ کے دن اس کو رجم کیا حضرت علی المرتضیٰ سے کہا گیا آپ نے اس پہ دو حدیں جمع کر دی ہیں ۔ حضرت علی المرتضیٰ نے کہا میں نے اس کو کتاب اللہ کے مطابق کوڑے مارے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے موافق رجم کیا ہے ۔
اس عورت کا نام شراحہ بضم الشین بنت مالک ہمدانیہ ہے ۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اثر سے علماء کی ایک جماعت نے استدلال کیا کہ کوڑے اور رجم دونوں ایک شخص پہ جمع کرنے جائز ہیں ، لیکن جمہور فقہاء نے کہا دو حدیں ایک شخص پہ جمع کرنا جائز نہیں بعض علماء نے کہا اگر زانی بوڑھا شادی شدہ ہو تو اس پہ دو حدیں جمع کرنا جائز ہے اگر نوجوان شادی شدہ ہو تو جائز نہیں لیکن یہ قول باطل ہے (عینی)

۶۴۱۲ـــ **حَدَّثَنِیْ** اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِیْ اَوْفٰی هَلْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ قَبْلَ سُوْرَةِ النُّوْرِ اَوْ بَعْدُ قَالَ لَا اَدْرِیْ

۶۴۱۳ـــ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَسْلَمَ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهُ اَنَّهُ قَدْ زَنٰی فَشَهِدَ عَلٰی نَفْسِهِ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَاَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ وَكَانَ قَدْ اُحْصِنَ

۶۴۱۲ـــ ترجمہ: سلیمان شیبانی نے کہا میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اُنھوں نے کہا جی ہاں! میں نے کہا سورۂ نور کے نزول سے پہلے یا بعد رجم کیا ہے۔ کہا یہ مجھے معلوم نہیں۔

۶۴۱۲ـــ شرح: یعنی سورۂ نور کی اس آیت کریمہ "اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِاَئَةَ جَلْدَةٍ" یہ امر مسلّم الثبوت ہے کہ سورۂ نور کے بعد رجم کیا گیا، کیونکہ سورۂ نور واقعۂ افک میں چار یا پانچ یا چھ ہجری میں نازل ہوئی تھی جبکہ رجم سات ہجری میں کیا گیا، کیونکہ اس رجم میں ابوہریرہ موجود تھے حالانکہ وہ سات ہجری میں مسلمان ہوئے تھے۔

۶۴۱۳ـــ ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم کا ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے بیان کیا کہ اُس نے زنا کیا ہے اور اپنے آپ پر چار شہادتیں پیش کیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حکم فرمایا تو اس کو رجم کیا گیا جبکہ وہ شادی شدہ تھا۔

۶۴۱۴ـــ شرح: اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ چار بار مختلف

بَابُ لَا يُرْجَمُ الْمَجْنُوْنُ وَالْمَجْنُوْنَةُ
وَقَالَ عَلِيٌّ لِعُمَرَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ
وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يُدْرِكَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ
۶۴۱۴ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ
قَالَ اَتٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ

مجالس میں زناء کا اقرار کرنا شرط ہے، یہ کہ ایک بار اقرار کرکے قاضی سے غائب ہو جائے حتیٰ کہ وہ اس کو نہ دیکھے پھر واپس آکر دوبارہ اقرار کرے جیسے حضرت ماعز اسلمی کی حدیث میں ہے اگر ایک مجلس میں ہزار بار اقرار کیا تو وہ ایک ہی اقرار متصور ہوگا۔ سفیان ثوری نے کہا ایک مجلس میں چار بار زناء کا اقرار کرنے سے حد واجب ہے۔ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا ایک ہی بار اقرار کرنا کافی ہے۔ لیکن یہ مذکور حدیث کے خلاف ہے۔

باب مجنون مرد و زن کو رجم نہ کیا جائے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مجنون سے جب تک ہوش میں نہ آئے اور بچہ سے جب تک بالغ نہ ہو اور سونے والے سے جب تک بیدار نہ ہو قلم اٹھا لیا گیا ہے۔

شرح: یعنی مجنون مرد یا عورت حالت جنون میں زناء کریں تو بالاجماع ان پر رجم واجب ہے۔ اور اگر حالت صحت میں زناء کیا پھر جنون طاری ہو گیا تو جمہور علماء کے نزدیک رجم کرنے میں افاقہ تک تاخیر نہ کی جائے گی کیونکہ اس کو ختم کرنا مقصود ہے لیکن اگر کوڑے مارنے ہوں تو اس کے ہوش میں آنے تک تاخیر کرنا ضروری ہے کیونکہ اس کو تکلیف دینا مقصود ہے۔

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ حَتّٰی رَدَّدَ عَلَيْهِ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰی نَفْسِهٖ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ دَعَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ اَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِیْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فَكُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهٗ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰی فَلَمَّا اَذْ لَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ فَاَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک مجنونانہ عورت کے پاس سے گزرے جس نے زناء کیا تھا اور حضرت عمر فاروق نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا تھا حضرت علی نے اس کو واپس کر دیا اور عمر فاروق سے کہا کیا آپ کو یاد نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین اشخاص سے قلم اُٹھا لیا گیا ہے ایک مجنون جس کو ہوش نہ ہو دُوسرا سونے والا حتی کہ بیدار ہو جائے تیسرا بچہ حتیٰ کہ بالغ ہو جائے۔ حضرت عمر فاروق نے کہا آپ نے سچ کہا ہے اور عورت کو چھوڑ دیا۔

۶۴۱۴ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ حضور مسجد میں تشریف فرما تھے اُس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے زناء کیا ہے۔ حضور نے اس سے اعراض فرمایا یہاں تک کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار بار مکرر کہا۔ جب اُس نے اپنے آپ پر چار بار گواہی دی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور فرمایا کیا تو مجنون ہے۔ عرض کیا نہیں فرمایا کیا شادی شدہ ہے؟ عرض کیا جی ہاں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو لے جاؤ اور سنگسار کر دو۔ ابن شہاب نے کہا مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے جابر بن عبداللہ سے سُنا کہا میں اُن لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اس کو رجم کیا تھا ہم نے اس کو مُصلّٰی میں رجم کیا جب اس کو پتھر پڑے تو بھاگ نکلا ہم نے اس کو حرّہ (پتھریلے میدان) میں پا لیا اور سنگسار کر دیا۔

۶۴۱۴ — شرح: اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ مجنون کو سنگسار نہیں کیا جاتا۔ "مُصلّٰی" جنازے پڑھنے کی جگہ وہ بقیع غرقد ہے۔ حرّہ سیاہ پتھروں والا

بَابُ لِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

۶۴۱۵ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدٌ وَابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ وَزَادَ لَنَا قُتَيْبَةُ عَنِ اللَّيْثِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

۶۴۱۵ — حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ —

میدان ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکم رجم کے شروط پوچھے اور اقرار کرنے والے کے لئے حد کے دفع کرنے کی طرف اشارہ کرے اور عید پڑھنے کی جگہ مسجد کے حکم میں نہیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہُوا کہ جس پر اقرار کرنے کے باعث حد قائم کی جائے اس کا درمیان میں بھاگنے سے حد ساقط نہیں ہوتی۔ علامہ کرمانی نے ابن بطال سے نقل کیا جب اقرار سے رجوع کرلے تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا اور حد قائم نہیں کی جائے گی۔ امام ابوحنیفہ اور شافعی و احمد کا یہی مذہب ہے

باب زانی کے لئے محرومیّت اور حرمان ہے

۶۴۱۵ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ نے جھگڑا کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ ”زمعہ کی لونڈی کا بیٹا“ تیرا ہے بچہ صاحبِ فراش کے لئے ہے۔ اے سودہ بنت زمعہ تم اس سے حجاب میں رہو۔ قتیبہ نے لیث سے یہ اضافہ کیا ”و زانی کے لئے حرمان ہے“۔ (حدیث ۱۹۲۷ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۴۱۵ ترجمہ : محمد بن زیاد نے کہا میں نے ابو ہریرہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ صاحبِ فراش کا ہے۔ زانی کے لئے محرومیّت ہے۔

بَابُ الرَّجْمِ بِالْبَلَاطِ

۶۴۱۶ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا خٰلِدُ بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَهُوْدِیٍّ وَيَهُوْدِيَّةٍ قَدْ اَحْدَثَا جَمِيْعًا فَقَالَ لَهُمْ مَا تَجِدُوْنَ فِیْ كِتَابِكُمْ قَالُوْا اِنَّ اَحْبَارَنَا اَحْدَثُوْا تَحْمِيْمَ الْوَجْهِ وَالتَّجْبِيَةَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ اُدْعُهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِالتَّوْرٰةِ فَاُتِیَ بِهَا فَوَضَعَ اَحَدُهُمْ يَدَهٗ عَلٰی اٰيَةِ الرَّجْمِ وَجَعَلَ يَقْرَاُ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهٗ ابْنُ سَلَامٍ اِرْفَعْ يَدَكَ فَاِذَا اٰيَةُ الرَّجْمِ تَحْتَ يَدِهٖ وَاَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَرُجِمَا عِنْدَ الْبَلَاطِ فَرَاَيْتُ الْيَهُوْدِیَّ اَجْنَاَ عَلَيْهَا —

باب بلاط میں رجم کرنا

۶۴۱۶ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی مرد اور یہودیہ عورت لائے گئے اُن دونوں نے کچھ کیا تھا (زنا کیا تھا) حضور نے اُن سے فرمایا تم اپنی کتاب "تورات" میں کیا پاتے ہو اُنہوں نے کہا ہمارے علماء نے منہ کالا کرنا اور گدھے پر اُلٹا سوار کرنا بتایا ہے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ان کو فرمائیں تورات لائیں تورات لائی گئی تو اُن میں سے ایک نے رجم کی آیت پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور اُس نے ماقبل اور مابعد پڑھنا شروع کیا عبد اللہ بن سلام نے اسے کہا اپنا ہاتھ اُٹھا کیا دیکھتے ہیں کہ آیتِ رجم اس کے ہاتھ کے نیچے ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے متعلق حکم فرمایا تو ان کو سنگسار کر دیا گیا۔ ابن عمر نے کہا ان کو بلاط کے پاس سنگسار کیا گیا میں نے یہودی کو دیکھا وہ یہودیہ پر مائل ہوتا تھا۔

بَابُ الرَّجْمِ بِالْمُصَلّٰى

۶۴۱۷ — حَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَسْلَمَ جَاءَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنٰی وَاَعْرَضَ عَنْہُ النَّبِیُّ

۶۴۱۶ — شرح : قولہ اَحْدَثَا، زناء کیا۔ اَحْبَار حبر کی جمع ہے۔ اس کے معنیٰ ہیں خوبصورت کلام کرنے والا عالم، اَحدثوا اِحداث سے بمعنی اظہار ہے یعنی احبار نے چہرہ سیاہ کرنا ظاہر کیا ہے۔ جب یہودی مسلمان حاکم کے پاس کوئی فیصلہ لائیں تو حجاز و عراق کے فقہاء نے کہا کہ حاکم کو اختیار ہے کہ اگر وہ اسلامی حکم تسلیم کرتے ہیں تو ان میں فیصلہ کرے اور اگر چاہے تو ان سے اعراض کرے امام مالک اور ایک قول کے مطابق امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ جب اہل کتاب حاکم اسلام کے پاس فیصلہ لائیں تو حاکم پر واجب ہے کہ ان میں فیصلہ کرے جبکہ وہ اللہ کا حکم تسلیم کرتے ہوں لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب بیوی خاوند دونوں فیصلہ لائیں تو حاکم ان میں عدل و انصاف سے فیصلہ کرے اور اگر صرف عورت ہی آئے اور اس کا شوہر راضی نہ ہو تو ان میں فیصلہ نہ کرے۔ ابویوسف اور محمد رحمہما اللہ نے کہا فیصلہ کرے۔ نیز اس مسئلہ میں بھی فقہاء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ اہل ذمہ سے یہودی مرد و زن زنا کریں اور ان کے حکام فیصلہ مسلمان حاکم کے پاس لائیں تو ان کو رجم کیا جائے گا یا نہیں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر اہل ذمہ زناء کریں یا شراب پئیں تو حاکم اسلام ان میں کوئی تعرض نہ کرے ہاں اگر وہ مسلمانوں کے دیار میں علانیہ ایسا کریں اور مسلمانوں کو ضرور دیں تو حاکم وقت مسلمانوں کو ضرر دینے سے انہیں منع کرے گا۔ امام مالک نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو اس لئے رجم کیا تھا کہ اس وقت یہودی ذمی نہ تھے اور حضور کے پاس فیصلہ لائے تھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے تلامذہ نے کہا اگر یہودی زناء کریں تو ان کو مسلمانوں کی طرح حد ماری جائے گی۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا بھی ایک قول یہی ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم (عینی)

باب عید پڑھنے کی جگہ رجم کرنا

۶۴۱۷ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم کا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا قَالَ اُحْصِنْتَ قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ
بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَاُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ
لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا وَصَلّٰى عَلَيْهِ لَمْ يَقُلْ يُوْنُسُ وَابْنُ
جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَصَلّٰى عَلَيْهِ سُئِلَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ صَلّٰى عَلَيْهِ يَصِحُّ قَالَ
رَوَاهُ مَعْمَرٌ فَقِيْلَ لَهُ رَوَاهُ غَيْرُ مَعْمَرٍ قَالَ لَا

کی خدمت میں حاضر ہُوا اور زنا کا اقرار کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا حتی کہ اُس نے اپنے آپ پر چار بار گواہی دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا حتی کہ اُس نے اپنے آپ پر چار بار گواہی دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کیا تجھے جنون ہے اُس نے کہا نہیں فرمایا تو شادی شدہ ہے اُس نے کہا جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حکم فرمایا تو اس کو عیدگاہ کے پاس رجم کیا گیا جب اس کو پتھر پڑے تو وہ بھاگ نکلا پھر وہ پایا گیا اور سنگسار کیا گیا یہاں تک کہ وہ مرگیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اچھا ذکر کیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی یونس اور ابن جریج نے زہری سے "فصلّٰی علیہ" روایت نہیں کیا بخاری سے پوچھا گیا کیا "فصلّٰی علیہ" صحیح ہے؟ انہوں نے کہا معمر نے یہ روایت کی ہے پھر اُن سے پوچھا گیا کہ اس کو معمر کے غیر نے روایت کیا ہے؟ کہا نہیں۔

شرح ۶۴۱۷ : مصلّٰی سے مراد یہ ہے کہ عیدگاہ یا جنائز پڑھنے کی جگہ کے پاس رجم کرنا وہ بقیع غرقد کے قریب جگہ ہے۔ امام مسلم نے ابوسعید سے روایت کی کہ حضور نے ہمیں حکم دیا تو ہم اس کو بقیع غرقد کی طرف لے گئے اور وہاں رجم کیا۔ اگر بالمصلی کی باء ظرفیت کی ہو تو معنی یہ ہوگا کہ عید یا جنازہ پڑھنے کی جگہ رجم کیا تو اس تقدیر پر عیدگاہ اور جنازہ گاہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے اگر باء عند کے معنی میں ہو تو ان کے لئے مسجد کا حکم ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بعض روایات میں ہے کہ حضور نے نمازِ جنازہ پڑھی تھی۔ پھر اس کے بعد پڑھی تھی! چنانچہ عبد الرزاق نے ماعز کے واقعہ میں ابوامامہ بن سہل بن حنیف کی حدیث ذکر کی کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ماعز کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے؟ فرمایا نہیں پھر

بَابُ مَنْ اَصَابَ ذَنْبًا دُوْنَ الْحَدِّ وَاَخْبَرَ الْاِمَامَ فَلَا عُقُوْبَةَ عَلَيْهِ بَعْدَ التَّوْبَةِ اِذَا جَاءَ مُسْتَفْتِيًا قَالَ عَطَاءٌ لَمْ يُعَاقِبْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَلَمْ يُعَاقِبِ الَّذِيْ جَامَعَ فِيْ رَمَضَانَ وَلَمْ يُعَاقِبْ عُمَرُ صَاحِبَ الظَّبْيِ وَفِيْهِ عَنْ اَبِيْ عُثْمٰنَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دوسرے روز فرمایا اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو تو آپ نے ماعز کی نماز جنازہ پڑھی۔

اس حدیث سے سارا اختلاف ختم ہو جاتا ہے کہ فصلی علیہ صحیح ہے یا نہیں، قولہ سُئل ابو عبداللہ، یعنی امام بخاری سے پوچھا گیا کہ ماعز کی نماز جنازہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ "صلّی علیہ" کیا یہ صحیح ہے یا نہیں۔ امام نے کہا معمر بن راشد نے یہ روایت کیا ہے کہ فصلی علیہ صحیح ہے پھر ان سے پوچھا گیا کیا معمر کے غیر نے بھی یہ روایت کی ہے؟ کہا نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے معمر کی روایت یقین کے ساتھ اس لئے ذکر کی ہے کہ معمر فقیہہ، متقی اور ثقہ ہے ایسے شخص کی زیادتی قبول کی جاتی ہے "

باب جو کوئی گناہ کا ارتکاب کرے جس میں حد نہیں اور امام کو یہ خبر دی تو توبہ کرنے کے بعد اس پر کوئی عقوبت نہیں جبکہ وہ فتویٰ طلب کرنے آئے "

شرح: یعنی جو شخص ایسے گناہ کا مرتکب ہو جس میں حد واجب نہیں جیسے کسی اجنبیہ کا بوسہ لیا یا اس سے بغلگیر ہوا پھر امام کو اس واقعہ کی خبر دی تو اس کے توبہ کرنے کے بعد وہ گناہ ساقط ہو جاتا ہے اور امام اس پر اعتراض نہیں کر سکتا بلکہ توبہ کرنے میں اس کی بصیرت کی تاکید کرے اور اس کو یہ حکم دے تاکہ یہ معاملہ شہرت پائے اور گنہگار توبہ کریں، لیکن جس شخص نے کوئی گناہ کیا جس میں حد واجب ہے اس کو توبہ ساقط نہیں کرتی اور جب امام کو اس کی خبر پہنچے تو وہ اس کو معاف کرنے کا مجاز نہیں۔

۶۴۱۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ فِي

عطاء نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عقوبت نہ کی۔ ابن جُریج نے کہا جس شخص نے رمضان مبارک میں بیوی سے روزہ کی حالت میں جماع کیا اس کو عقوبت نہیں کی تھی۔ "، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہرن والے کو عقوبت نہیں کی تھی "، اس کے حکم میں ابو عثمان نے ابن مسعود کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جیسی روایت کی ہے۔

شرح : یعنی عطاء بن ابی رباح نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو عقوبت نہیں کی جس نے آپ کو یہ خبر سنائی تھی کہ اُس نے یہ گناہ کیا ہے بلکہ اس کو مہلت دی حتیٰ کہ اُس نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر فرمایا اس کے نماز پڑھنے سے اس کے گناہ کا کفارہ ہوگیا ہے اور عبدالملک ابن عبدالعزیز بن جُریج نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو عذاب نہ دیا جس نے رمضان مبارک میں روزہ سے جماع کیا تھا بلکہ اس کو کفارہ ادا کرنے کو اپنی طرف سے کھجوریں دی تھیں۔

قبیصہ بن جابر نے احرام باندھا ہوا تھا اُنہوں نے احرام کی حالت میں ہرن کا شکار کرلیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس پر جزاء واجب کی اور اس فعل پر انہیں عقوبت نہ کی۔ قولہ فیہ عن ابی عثمان "، یعنی عنوان میں مذکور حکم کے معنی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبداللہ بن مسعود نے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے ایک اجنبیہ کا بوسہ لیا پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ " اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ "، نازل ہوئی۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حکم سب کے لئے ہے یا صرف میرے ہی لئے ہے فرمایا یہ حکم میری ساری اُمت کے لئے ہے "،

۶۴۱۸۔ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رمضان مبارک میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ دریافت کیا تو حضور نے فرمایا کیا تو غلام پاتا ہے؟ عرض کیا نہیں فرمایا کیا تو دو ماہ کے روزے رکھ سکتا ہے عرض کیا نہیں فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔ لیث نے اپنے اسناد کے طریق سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

رَمَضَانَ فَاسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَسْتَطِيْعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَاَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقٰسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَتَى رَجُلٌ اِلنَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْمَسْجِدِ فَقَالَ احْتَرَقْتُ قَالَ مِمَّ ذَاكَ قَالَ وَقَعْتُ بِامْرَأَتِىْ فِىْ رَمَضَانَ فَقَالَ لَهٗ تَصَدَّقْ قَالَ مَا عِنْدِىْ شَىْءٌ فَجَلَسَ وَاَتَاهُ اِنْسَانٌ يَسُوْقُ حِمَارًا وَمَعَهٗ طَعَامٌ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لَا اَدْرِىْ مَا هُوَ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْنَ الْمُحْتَرِقُ فَقَالَ هَا اَنَا ذَا قَالَ خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ عَلٰى اَحْوَجَ مِنِّىْ مَا لِاَهْلِىْ طَعَامٌ قَالَ فَكُلُوْهُ

سے روایت کی کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد نبوی شرفہ اللہ تعالیٰ میں حاضر ہو کر عرض کیا میں جل گیا حضور نے فرمایا کس سبب سے ؟ عرض کیا میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے حضور نے اسے فرمایا صدقہ کر اُس نے کہا میرے پاس کوئی شئی نہیں وہ شخص بیٹھ گیا پھر ایک شخص گدھا ہانکتا ہُوا آیا اس کے پاس غلہ تھا عبد الرحمٰن نے کہا مجھے معلوم نہیں اس پر کونسا غلہ تھا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ حضور نے فرمایا جلنے والا کہاں ہے ؟ اُس نے کہا وہ جلنے والا میں ہوں۔ فرمایا یہ لے جا اور صدقہ کر اُس نے کہا کیا اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں ؟ میرے اہل و عیال کے پاس کھانا نہیں ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہی کھالو ابو عبد اللہ (بخاری کے مؤلف) نے کہا پہلی حدیث (جو ابو عثمان ہندی نے روایت کی ہے) زیادہ واضح ہے (اس میں ہے) اپنے اہل و عیال کو کھلا دو ،،

(حدیث عہ ۱۸۱۳ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

بَابٌ اِذَا اَقَرَّ بِالْحَدِّ وَلَمْ يُبَيِّنْ هَلْ لِلْاِمَامِ اَنْ يَّسْتُرَ عَلَيْهِ

۶۴۱۹ — حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَيَّ وَلَمْ يَسْاَلْهُ عَنْهُ قَالَ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ

باب جب حدّ کا اقرار کیا اور بیان نہ کیا کیا امام کے لئے جائز ہے کہ اس پر پردہ ڈالے؟

یعنی کسی شخص نے امام کے پاس حدّ کا اقرار کیا کہ میں نے وہ کام کیا ہے جو حد کو واجب کرتا ہے کیا امام اُس پر پردہ ڈالے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امام اس پر پردہ ڈالے مصنّف نے عنوان میں اس کا جواب ذکر نہیں کیا، کیونکہ امام کی عادت ہے کہ ایسے مواقع میں حدیث پر اکتفار کرتے ہیں؛ چنانچہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص جس نے کہا تھا میں حدّ کو پہنچا ہوں سے فرمایا تُو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے اور اس کے فعل کا اظہار نہ فرمایا۔ معلوم ہُوا کہ پردہ ڈالنا بہتر ہے کیونکہ فعل کے اظہار میں اس کی تجسّس ہے جو ممنوع ہے

ترجمہ: ۶۴۱۹ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں حدّ کو پہنچا ہوں وہ مجھ پر قائم کریں۔ انس نے کہا حضور نے اس سے نہ پوچھا (وہ کیا ہے) پھر نماز کا وقت آگیا اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمالی تو وہ شخص حضور کے آگے کھڑا ہوگیا اور کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں حدّ کو پہنچا ہوں مجھ پر اللہ کی کتاب قائم کریں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللّٰهِ قَالَ أَلَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ أَوْ حَدَّكَ

بَابٌ هَلْ يَقُوْلُ الْإِمَامُ لِلْمُقِرِّ لَعَلَّكَ لَمَسْتَ أَوْ غَمَزْتَ

۶۴۲۰ــ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيْمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ

فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی عرض کیا جی ہاں (پڑھی ہے) فرمایا اللہ نے تیرا گناہ یا فرمایا تیری حد معاف کر دی ہے۔

۶۴۱۹ــ شرح: یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد فرمایا پہلے اس لئے نہیں فرمایا کہ نماز گناہ مٹا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ،، لیکن ظاہر یہ ہے کہ نماز پڑھنے سے حد کا زائل ہو جانا اسی شخص کے ساتھ مخصوص تھا اس کے لئے حضور نے بذریعہ وحی فرمایا تھا، ورنہ بہت ایسے لوگ ہیں جن پر حد قائم کی گئی تھی حالانکہ انہوں نے حضور کے ساتھ نمازیں ادا کی تھیں اگر اس معنی میں عموم ہوتا تو حضور تمام کے لئے یہ فرماتے۔

باب کیا امام اقرار کرنے والے کے لئے کہے کہ تو نے چھوا ہوگا یا بغل میں لیا ہوگا

۶۴۲۰ــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب ماعز بن مالک اسلمی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو حضور نے اسے فرمایا شاید

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا اَتٰى مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ اَوْ غَمَزْتَ اَوْ نَظَرْتَ قَالَ لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَنِكْتَهَا لَا يَكْنِىْ قَالَ نَعَمْ فَعِنْدَ ذٰلِكَ اَمَرَ بِرَجْمِهٖ

بَابُ سُؤَالِ الْاِمَامِ الْمُقِرَّ هَلْ اَحْصَنْتَ

۶۴۲۱ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِى اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِّنَ النَّاسِ وَهُوَ فِى الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ زَنَيْتُ يُرِيْدُ

تونے بوسہ لیا ہوگا یا بغل میں لیا ہوگا یا اسے دیکھا ہوگا۔ اُس نے عرض کیا یا رسُول اللہ! نہیں، فرمایا کیا اس سے جماع کیا ہے؟ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے تصریح کی کنایہ یا اشارہ نہیں کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس وقت سنگسار کرنے کا حکم فرمایا۔

۶۴۲۰ — شرح: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے لفظ "نکتھا" سے تصریح فرمائی، کیونکہ اشارات و کنایات سے حدود ثابت نہیں ہوتیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اقرار کرنے والے کے لئے حدود میں تلقین کرنا جائز ہے جبکہ زناء کا لفظ آنکھ سے دیکھنے پر بھی بولا جاتا ہے، چنانچہ مروی ہے آنکھیں بھی زناء کرتی ہیں۔

باب اقرار کرنے والے سے امام کا کہنا کیا تو شادی شدہ ہے

۶۴۲۱ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس

نَفْسَہٗ فَاَعْرَضَ عَنْہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَنَحّٰی لِشِقِّ وَجْھِہِ الَّذِیْ اَعْرَضَ عَنْہُ قِبَلَہٗ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ زَنَیْتُ فَاَعْرَضَ عَنْہُ فَجَاءَ لِشِقِّ وَجْہِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ اَعْرَضَ عَنْہُ فَلَمَّا شَھِدَ عَلٰی نَفْسِہٖ اَرْبَعَ شَھَادَاتٍ دَعَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبِکَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ اُحْصِنْتَ قَالَ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اذْھَبُوْا بِہٖ فَارْجُمُوْہُ قَالَ ابْنُ شِھَابٍ اَخْبَرَنِیْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنْتُ فِیْمَنْ رَجَمَہٗ فَرَجَمْنَاہُ بِالْمُصَلّٰی فَلَمَّا اَذْلَقَتْہُ الْحِجَارَۃُ جَمَزَ حَتّٰی اَدْرَکْنَاہُ بِالْحَرَّۃِ فَرَجَمْنَاہُ

لوگوں میں سے ایک آدمی آیا جبکہ حضور مسجد میں تشریف فرما تھے اُس نے حضور کو نداء کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے زناء کیا ہے اس کی مراد اپنی ذات تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے چہرہ انور پھیر لیا۔ وہ حضور کے چہرۂ انور کے اس طرف چلا گیا جدھر حضور نے چہرہ انور پھیرا تھا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے زناء کیا ہے۔ حضور نے چہرۂ انور پھیر لیا وہ حضور کے چہرۂ انور کے اس طرف سے آیا جدھر آپ نے اعراض کیا تھا۔ جس وقت اُس نے اپنے آپ پر چار بار گواہی دی تو حضور نے اس کو بلایا اور فرمایا کیا تجھے جنون ہے؟ کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نہیں، فرمایا کیا تو محصن ہے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا اس کو لے جاؤ اور رجم کردو! ابن شہاب نے کہا مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے جابر کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں اُن لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو رجم کیا ہم نے اس کو عیدگاہ میں رجم کیا جب اس کو پتھر لگے تو وہ تیز بھاگ نکلا یہاں تک کہ ہم نے اس کو پتھریلے میدان میں پا لیا اور اس کو سنگسار کر دیا۔

۶۴۲۱ — شرح : قولہ یرید نفسہ ،، اس سے یہ وضاحت کی کہ وہ کسی اور کی طرف سے فتویٰ نہیں پوچھ رہا تھا جس کو فرض کے طور پر اپنی طرف منسوب کیا جیسے مستفتی دُوسروں کے لئے اس طرح پوچھتے ہیں لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے ماعز کی مراد تاکید تھی کہ اسی ہی نے زناء کیا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو محصن ،، شادی شدہ ،، ہے۔ رجم کے لئے احصان شرط

بَابُ الْاِعْتِرَافِ بِالزِّنٰى

۶۴۲۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ ابْنَ خَالِدٍ قَالَا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ اَنْشُدُكَ اِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهٗ وَكَانَ اَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِيْ قَالَ قُلْ قَالَ اِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهٖ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ ثُمَّ سَاَلْتُ رِجَالًا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلَى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَعَلَى امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ الْمِائَةُ الشَّاةُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَاغْدُ يَا اُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا قُلْتُ

ہے محصن اسے کہتے ہیں جس نے کسی عورت سے صحیح نکاح کرنے کے بعد جماع کیا ہو۔ مجنون مرد و زن کو رجم نہ کیا جانے کے باب میں اس کی شرح دیکھیں۔

باب زناء کا اقرار کرنا

۶۴۲۲ — ترجمہ: ابوہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کریں پھر اس کا مخالف کھڑا ہوا جبکہ وہ اس سے زیادہ سمجھدار تھا اُس نے کہا حضور ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کریں اور مجھے

لِسُفْيَانَ لَمْ يَقُلْ فَأَخْبَرُوْنِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَقَالَ أَشُكُّ فِيْهَا مِنَ الزُّهْرِيِّ فَرُبَّمَا قُلْتُهَا وَرُبَّمَا سَكَتُّ

اجازت دیں فرمایا کہو اُس نے کہا میرا بیٹا اس شخص کا ملازم تھا اُس نے اس کی بیوی سے زناء کیا میں نے اس کی طرف سے سو بکری اور ایک خادم فدیہ دیا پھر میں نے اہلِ علم حضرات سے دریافت کیا تو اُنہوں نے مجھے خبر دی کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی واجب ہے اور اس شخص کی بیوی پر رجم واجب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے موافق فیصلہ کروں گا سو بکری اور خادم واپس کئے جاتے ہیں اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی ہے۔ اے اُنیس کل اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اگر اُس نے زناء کا اقرار کرلیا تو اس کو سنگسار کردو اُنیس صبح اس کے پاس گئے تو اس عورت نے زناء کا اعتراف کرلیا پس اس کو رجم کردیا۔ علی بن عبد نے کہا میں نے سفیان سے کہا اس شخص نے یہ نہ کہا کہ اُنہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ میرے بیٹے پر رجم ہے۔ سفیان نے کہا اس میں زہری سے سماع میں شک کرتا ہوں۔ بسا اوقات میں نے یہ کہا ہے اور بسا اوقات میں خاموش رہا۔

۶۴۲۲ شرح : قولہ "اَنْشُدُکَ اللہَ" یہ صیغہ متکلم واحد نصر کے باب سے ہے نَشْدَۃٌ کے معنی ہیں۔ بلند آواز سے سوال کرنا۔ سیلبویہ نے کہا "اَنْشُدُکَ اِلَّا فَعَلْتَ" کے معنی "مَا اَطْلُبُکَ اِلَّا فِعْلَکَ" میں آپ سے صرف آپ کا فعل طلب کرتا ہوں بعض علماء نے کہا یوں بھی ہوسکتا ہے کہ "اِلَّا" قسم کا جواب ہو کیونکہ اس میں حصر کے معنیٰ ہیں دراصل عبارت اس طرح ہے اَسْئَلُكَ بِاللہِ لَا تَفْعَلْ شَيْئًا اِلَّا الْقَضَاءَ بِكِتَابِ اللہِ "میں اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ آپ کچھ نہ کریں صرف اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کریں یہ شخص دیہاتی تھا جب اُس نے اہلِ علم سے مسئلہ دریافت کیا جنہوں نے سو اونٹ اور ایک سال جلاوطنی فیصلہ کیا تو اس پر اصل حکم مخفی ہوگیا۔ اس لئے اُس نے اپنے کلام میں ذکر کیا کہ آپ اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کریں؛ ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فیصلہ بذریعہ وحی اللہ کی کتاب کے موافق ہوتا تھا۔ جیسے داؤد علیہ السلام سے دو فرشتوں نے کہا تھا "فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ" ہمارے درمیان حق فیصلہ کریں۔ اعرابی کے اس کلام پر حضور نے اس کو سرزنش نہ فرمائی اور سکوت کرتے ہوئے فرمایا میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کروں گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل عادل حاکم سے یہ کہہ سکتا ہے کہ ہمارے درمیان حق فیصلہ کریں" قولہ "اِئْذَنْ لِيْ" یہ اس کی فقاہت ہے کہ بادب کلام کرنے کے لئے اجازت طلب کی اور آواز بلند نہ کی

۶۴۲۳ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ يَّطُوْلَ

ایک مرفوع حدیث میں ہے اگرچہ اس میں ضعف ہے کہ اچھے طریقہ سے سوال کرنا نصف علم ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لڑکے پر باپ کا اقرار مقبول نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ لڑکا اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوا تھا اور والد کے کلام کرنے وقت اس کا خاموش رہنا اپنے جرم کا اعتراف تھا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم جانتے تھے کہ اس کا بیٹا کنوارہ ہے اور اُس نے زناء کا اعتراف کیا ہے اس لئے یہ فیصلہ فرمایا کہ بکریاں واپس کر دی جائیں اور تیرے بیٹے کو سو کوڑے ماریں گے" سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اُنیس کو بھیجا کہ اگر وہ عورت زناء کا اعتراف کرے تو اس کو حدّ لگادیں۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ تجسُّس اور تفحص سے زناء کی حد ثابت نہیں ہوتی اس کا جواب یہ ہے کہ اصل مقصد یہ تھا کہ اس شخص نے اس عورت کو تہمت لگائی ہے لہٰذا اس کو حق حاصل ہے کہ حدّ قذف کا مطالبہ کرے یا اس کو معاف کر دے یا زناء کا اعتراف کرے۔ اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حدّ زناء کے لئے مطلق اقرار کافی ہے، حالانکہ ایسا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ماعز اسلمی کی حدیث اس بات کا قرینہ ہے نیز عسیف کی حدیث میں بھی مزنیہ نے چار بار اقرار کیا تھا، کیونکہ دراصل عبارت اس طرح ہے "اِنِ اعْتَرَفَتْ اِعْتِرَافًا"، اعتراف مصدر اسم جنس ہے قلیل وکثیر کا محتمل ہے لہٰذا اسے چار بار اقرار پر محمول کیا جائے گا جبکہ اقرار شاہد کے قائم مقام ہے۔ اور حدّ زناء چار شہادتوں سے ثابت ہوتی ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہُوا کہ اگر حاکم کا فیصلہ کتاب وسنّت کے خلاف ہو تو اس کو مستردّ کرنا جائز ہے اور خلافِ سنّت پر صلح جائز نہیں اس حدیث سے امام شافعی رحمہ اللہ نے استدلال کیا کہ کنوارے کی حدِّ زناء سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک سال جلاوطنی سیاست پر محمول ہے یہ حد کا حصّہ نہیں، کیونکہ اس کو حدّ کا حصّہ کہا جائے تو نصِ قطعی پر زیادتی لازم آتی ہے، حالانکہ خبرِ واحد سے نصِ قطعی پر زیادتی جائز نہیں، ورنہ خبرِ واحد سے نص کا نسخ لازم آئے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ پردہ دار خاتون جو باہر نکلنے کی عادی نہیں اس کو حاکم کی مجلس میں حاضر کرنے کی تکلیف نہ دی جائے بلکہ اس کے پاس وہ آدمی بھیج دیا جائے جو اس کے متعلق فیصلہ کرے فیصلہ اس کے موافق ہو یا مخالف ہو واللہ اعلم

۶۴۲۳ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یہ یہ خوف ہے کہ لوگوں پر زمانہ دراز ہو جائے یہاں تک کہ کوئی کہنے والا

بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتّٰى يَقُوْلَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ اَنْزَلَهَا اللّٰهُ اَلَا وَاِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى وَقَدْ اَحْصَنَ اِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ اَوْكَانَ الْحَبَلُ اَوِ الْاِعْتِرَافُ قَالَ سُفْيٰنُ كَذَا حَفِظْتُ اَلَا وَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ

بَابُ رَجْمِ الْحُبْلٰى مِنَ الزِّنٰى اِذَا اُحْصِنَتْ

یہ کہے گا میں قرآن میں سنگسار کرنا نہیں پاتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے جو فریضہ نازل کیا ہے اس کو ترک کرنے کے باعث گمراہ ہو جائے گا خبردار! رجم اس شخص پر ثابت ہے جو زنا کرے اور شادی شدہ ہو جبکہ اس پر گواہی ثابت ہو جائے یا حمل ظاہر ہو یا خود زانی اقرار کرلے،، سفیان نے کہا مجھے اس طرح یاد ہے کہ خبردار! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور آپ کے بعد ہم نے رجم کیا ہے۔

۶۴۲۴ — شرح : اللہ تعالیٰ نے جو فریضہ نازل کیا ہے وہ یہ ہے کہ شادی شدہ مرد و زن جب زنا کریں تو ان کو رجم کرو،، چنانچہ فرمایا اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ،، اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی ہے اور حکم باقی ہے۔ علاوہ ازیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بولنا وحی خدا ہے۔

باب زناء سے حاملہ عورت جب شادی شدہ ہو اسکو رجم کرنا،،

یعنی اس عورت کو سنگسار کیا جائے جو زناء سے حاملہ ہو جبکہ وہ شادی شدہ ہو، لیکن تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ زناء سے حاملہ عورت کو بچہ وضع کرنے کے بعد رجم کیا جائے گا لیکن امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب بچہ کو دودھ پلانے والی کوئی اور عورت پائی جائے تو وضع حمل کے بعد ہی رجم کر دیا جائے، ورنہ حد کو مؤخر کیا جائے یہاں تک کہ وہ دودھ پلائے یا بچہ کو روٹی کی عادت ڈال دے تاکہ بچہ ہلاک نہ ہو جائے۔ امام شافعی فرماتے ہیں بچے کے کھانے پینے تک حد مؤخر کی جائے جبکہ علماء کوفہ کہتے ہیں کہ وضع کے بعد ہی حد لگائی جائے۔

۶۴۲۵ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أُقْرِئُ رِجَالًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَبَيْنَمَا أَنَا فِي مَنْزِلِهِ بِمِنًى وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا إِذْ رَجَعَ إِلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا أَتَى أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ الْيَوْمَ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَلْ لَكَ فِي فُلَانٍ يَقُولُ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ لَقَدْ بَايَعْتُ فُلَانًا فَوَاللَّهِ مَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِي بَكْرٍ إِلَّا فَلْتَةً فَتَمَّتْ فَغَضِبَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ إِنِّي إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَقَائِمٌ الْعَشِيَّةَ فِي النَّاسِ فَمُحَذِّرُهُمْ هٰؤُلَاءِ

اگر بے شوہر عورت حاملہ ہو جائے تو اس کے بارے میں اختلاف ہے امام مالک کہتے ہیں اگر وہ کہے کہ مجھے زناء پر مجبور کیا گیا ہے یا میں نے اس سے شادی کر لی ہے تو اس کا قول مقبول نہیں اس پر حد قائم کی جائے گی لیکن اگر وہ اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کر دے تو حد زائل ہے۔ امام شافعی اور علماءِ کوفہ کہتے ہیں۔ ایسی عورت کو حد نہ ماری جائے گی حتیٰ کہ وہ خود اقرار کرے یا اس پر گواہ ثابت ہوں (عینی)

۶۴۲۵ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں چند مہاجرین لوگوں کو پڑھاتا تھا جن میں سے عبدالرحمٰن بن عوف بھی تھے۔ ایک دن میں منیٰ میں ان کے گھر بیٹھا تھا جبکہ وہ عمر فاروق کے پاس اس آخری حج میں تھے جو انہوں نے حج کیا تھا جبکہ عبدالرحمٰن بن عوف میری طرف آئے اور کہنے لگے۔ کاش! آج تم اس آدمی کو دیکھتے جو امیر المؤمنین کے پاس آیا اور کہا اے امیر المؤمنین! کیا تمہیں خبر ہے کہ فلاں شخص نے کہا ہے اگر عمر فاروق فوت ہو گئے تو ہم فلاں "طلحہ بن عبیداللہ" کی بیعت کر لیں گے اللہ کی قسم! ابوبکر صدیق کی بیعت اچانک ہو گئی تھی۔ عمر فاروق سخت غصہ سے بھر گئے پھر کہا میں انشاء اللہ آج شام کو لوگوں سے خطاب کروں گا۔ اور اُن لوگوں سے ڈراؤں گا جو مسلمانوں سے ان کے حقوق غصب کرنا چاہتے ہیں عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا میں نے کہا اے امیر المؤمنین ایسا نہ کرو، کیونکہ حج کا موسم عامی لوگوں کو

الَّذِينَ يُرِيدُونَ اَنْ يَغْصِبُوهُمْ اُمُورَهُمْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَغَوْغَاءَهُمْ وَاِنَّهُمْ هُمُ الَّذِينَ يَغْلِبُونَ عَلٰى قُرْبِكَ حِينَ تَقُومُ فِي النَّاسِ وَاَنَا اَخْشٰى اَنْ تَقُومَ فَتَقُولَ مَقَالَةً يُطِيرُهَا عَنْكَ كُلُّ مُطِيرٍ وَاَنْ لَا يَعُوهَا وَاَنْ لَا يَضَعُوهَا عَلٰى مَوَاضِعِهَا فَاَمْهِلْ حَتّٰى تَقْدَمَ الْمَدِينَةَ فَاِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ فَتَخْلُصَ بِاَهْلِ الْفِقْهِ وَاَشْرَافِ النَّاسِ فَتَقُولَ مَا قُلْتَ مُتَمَكِّنًا فَيَعِي اَهْلُ الْعِلْمِ مَقَالَتَكَ فَيَضَعُونَهَا عَلٰى مَوَاضِعِهَا فَقَالَ عُمَرُ اَمَا وَاللّٰهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَاَقُومَنَّ بِذٰلِكَ اَوَّلَ مَقَامٍ اَقُومُهُ بِالْمَدِينَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فِي عَقِبِ ذِي الْحِجَّةِ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ عَجَّلْتُ الرَّوَاحَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى اَجِدَ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ جَالِسًا

[illegible]

اِلٰی رُکْنِ الْمِنْبَرِ فَجَلَسْتُ حَوْلَہٗ تَمُسُّ رُکْبَتِیْ رُکْبَتَہٗ فَلَمْ اَنْشَبْ اَنْ خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمَّا رَاَیْتُہٗ مُقْبِلًا قُلْتُ لِسَعِیْدِ بْنِ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ لَیَقُوْلَنَّ الْعَشِیَّۃَ مَقَالَۃً لَمْ یَقُلْہَا مُنْذُ اُسْتُخْلِفَ فَاَنْکَرَ عَلَیَّ وَ قَالَ وَمَا عَسَیْتُ اَنْ یَّقُوْلَ مَا لَمْ یَقُلْ قَبْلَہٗ فَجَلَسَ عُمَرُ عَلَی الْمِنْبَرِ فَلَمَّا سَکَتَ الْمُؤَذِّنُوْنَ قَامَ فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰہِ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ قَائِلٌ لَّکُمْ مَقَالَۃً قَدْ قُدِّرَ لِیْ اَنْ اَقُوْلَہَا لَا اَدْرِیْ لَعَلَّہَا بَیْنَ یَدَیْ اَجَلِیْ فَمَنْ عَقَلَہَا وَ وَعَاھَا فَلْیُحَدِّثْ بِہَا حَیْثُ انْتَہَتْ بِہٖ رَاحِلَتُہٗ وَمَنْ خَشِیَ اَنْ لَّا یَعْقِلَہَا فَلَا اُحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَّکْذِبَ عَلَیَّ اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَیْہِ الْکِتَابَ فَکَانَ مِمَّا اَنْزَلَ اللّٰہُ اٰیَۃُ الرَّجْمِ فَقَرَاْنَاھَا وَعَقَلْنَاھَا وَوَعَیْنَاھَا رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

میں تھوڑا سا ٹھہرا ہوں گا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ باہر آئے جب میں نے اُن کو آتے ہُوئے دیکھا تو میں نے سعید بن زید بن عمرو بن نُفَیل سے کہا یہ آج شام کو ایسی بات کریں گے جو اُنہوں نے جب سے خلیفہ بنائے گئے ہیں نہیں کہی۔ سعید بن زید نے میری بات کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اُمید نہیں کہ وہ ایسی بات کہیں جو اُنہوں نے اس سے پہلے نہ کہی ہو۔ پس عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر شریف پر بیٹھ گئے جب مؤذّن خاموش ہُوئے تو کھڑے ہُوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی جس کے وہ لائق ہے۔ پھر کہا اَمَّا بَعْدُ! میں تم سے ایک بات کہنے والا ہوں جو میرا مقدر ہے کہ میں وہ کہوں،، میں نہیں جانتا کہ شائد وہ میری موت سے پہلے ہو جو کوئی اس کو سمجھے اور یاد کرے تو جہاں بھی اس کی سواری پہنچے وہ اس کو بیان کرے اور جس کو یہ خوف ہے کہ وہ اس کو سمجھ نہ سکے گا میں کسی کے لئے جائز نہیں سمجھتا ہوں کہ وہ مجھ پر جھوٹ بولے۔ اللہ تعالیٰ نے جناب محمدٌ رّسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ پر یہ قرآن نازل کیا تو جو کچھ اُس نے نازل کیا اس میں سے رجم کی آیت کریمہ ہے۔ ہم نے اس کو پڑھا سمجھا اور

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ فَاَخْشٰى اِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ اَنْ يَّقُوْلَ قَائِلٌ وَاللّٰهِ مَا نَجِدُ اٰيَةَ الرَّجْمِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ اَنْزَلَهَا اللّٰهُ وَالرَّجْمُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى اِذَا اُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ اِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ اَوْ كَانَ الْحَبَلُ اَوِ الْاِعْتِرَافُ ثُمَّ اِنَّا كُنَّا نَقْرَاُ فِيْمَا نَقْرَاُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اَنْ لَّا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ فَاِنَّهٗ كُفْرٌ بِكُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ اَوْ اِنَّ كُفْرًا بِكُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ اَلَا ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا اُطْرِيَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ اِنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّ قَائِلًا مِّنْكُمْ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَوْ مَاتَ عُمَرُ بَايَعْتُ فُلَانًا فَلَا يَغْتَرَّنَّ امْرُؤٌ اَنْ يَّقُوْلَ اِنَّمَا كَانَتْ بَيْعَةُ اَبِيْ بَكْرٍ فَلْتَةً وَتَمَّتْ اَلَا وَاِنَّهَا قَدْ كَانَتْ كَذٰلِكَ وَلٰكِنَّ

یاد کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور حضور کے بعد ہم نے (زانی محصن کو) رجم کیا مجھے ڈر ہے کہ اگر لوگوں پر طویل مدت گزر گئی تو کہنے والا یہ کہے گا خدا کی قسم! ہم اللہ کی کتاب (قرآن) میں یہ آیت نہیں پاتے ہیں تو وہ ترکِ فریضہ جس کو اللہ نے نازل کیا ہے کے سبب گمراہ ہو جائیں گے۔ رجم اللہ کی کتاب میں حق ہے یہ اس شخص پر ثابت ہے جو شادی شدہ مردوں اور عورتوں میں سے زنا کرے جبکہ اُن پر گواہی ثابت ہو جائے یا عورت کو ناجائز حمل ہو جائے یا وہ اقرار کرلے پھر ہم اللہ کی کتاب میں جو کچھ پڑھتے ہیں اس میں یہ بھی ہے کہ تم اپنے آباء سے اعراض نہ کرو، کیونکہ باپ سے اعراض کرنا کفر ہے یا یہ فرمایا کہ تمہارا اپنے باپوں سے اعراض کرنا کفر ہے (یعنی باپ کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرلینا) پھر یہ سن لو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری ستائش میں اس قدر مبالغہ نہ کرو جیسے عیسیٰ بن مریم کی ستائش میں مبالغہ کیا گیا ہے (کہ اُن کو خدا کا بیٹا بنا دیا) تم میرے حق میں یہ کہو کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول "صلی اللہ علیہ وسلم"، پھر مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص یہ کہتا ہے ہم جسے چاہتے

اللہ وقی شرھا ولیس منکم من تقطع الاعناق الیہ مثل ابی بکر من بایع رجلا عن غیر مشورۃ من المسلمین فلا یبایع ھو ولا الذی تابعہ تغرۃ ان یقتلا وانہ قد کان من خیرنا حین توفی اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الانصار خالفونا واجتمعوا باسرھم فی سقیفۃ بنی ساعدۃ وخالف عنا علی والزبیر ومن معھما واجتمع المھاجرون الی ابی بکر فقلت لابی بکر یا ابا بکر انطلق بنا الی اخواننا ھؤلاء من الانصار فانطلقنا نریدھم فلما دنونا منھم لقینا منھم رجلان صالحان فذکرا ما تمالا علیہ القوم فقالا این تریدون یا معشر المھاجرین فقلنا نرید اخواننا ھؤلاء من الانصار فقالا لا علیکم ان لا تقربوھم اقضوا امرکم فقلت واللہ لنأتینھم فانطلقنا حتی اتیناھم فی سقیفۃ بنی ساعدۃ فاذا رجل مزمل بین

اس کی بیعت کر لیتے "بس وہ شخص مغرور نہ ہو جو یہ کہتا ہے کہ ابوبکر صدیق کی بیعت یکایک ہو گئی تھی اور پوری ہو گئی مع اہل عقد وحل کے اتفاق سے نہیں ہوئی" یہ سن لو! ابوبکر کی خلافت ایسی ہی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو شر سے بچا لیا، لیکن تم میں ابوبکر کے مثل کوئی ایسا شخص نہیں جس کی طرف گردنیں جھکیں ہوں جس شخص نے کسی مرد کی مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر بیعت کی اس کی بیعت نہیں کی جائے گی "یعنی وہ اہل بیعت سے نہیں" اور نہ ہی وہ اہل بیعت سے ہے جس نے بیعت کی (دونوں میں سے کسی کو پسند نہ کیا جائے گا) اس خوف کے باعث کہ دونوں کو قتل کر دیا جائے گا"، تحقیق یہ ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فوت کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سے بہتر تھے۔ بے شک انصار نے ہماری مخالفت کی اور وہ تمام سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے اور انہوں نے کہا ایک امیر ہم سے اور ایک تم سے امیر ہو گا۔ ہم سے علی المرتضیٰ، زبیر بن عوام اور ان کے ساتھی پیچھے رہ گئے اور تمام مہاجر ابوبکر کی جانب جمع ہو گئے تو میں نے ابوبکر سے کہا ہمارے ساتھ ہمارے ان انصار بھائیوں کی طرف

ظهرانيهم فقلت من هذا قالوا هذا سعد بن عبادة فقلت لهم ما له
قالوا يوعك فلما جلسنا قليلا تشهد خطيبهم فاثنى على الله بما هو
اهله ثم قال اما بعد فنحن انصار الله وكتيبة الاسلام وانتم معاشر
المهاجرين رهط وقد دفت دافة من قومكم فاذا هم يريدون ان
يختزلونا من اصلنا وان يحضنونا من الامر فلما سكت اردت ان اتكلم
وكنت زورت مقالة اعجبتني اريد ان اقدمها بين يدى ابى بكر و
كنت اداري منه بعض الحد فلما اردت ان اتكلم قال ابو بكر على
رسلك فكرهت ان اغضبه فتكلم ابو بكر فكان هو احلم منى واوقر

چلو ہم اُن کے پاس جانے کی غرض سے چلے جب ہم اُن کے قریب ہوئے تو دو نیک آدمی ہم سے ملے (عویمر بن ساعد انصاری اور معن بن عدی) انہوں نے وہ چیز ذکر کی جس پر انصار جمع ہوئے تھے اُنہوں نے کہا اے مہاجرین کی جماعت کہاں جانے کا قصد کرتے ہو ہم نے کہا ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس جانے کا ارادہ کرتے ہیں اُن دونوں نے کہا تم پر کوئی حرج نہیں کہ انصار کے پاس نہ جاؤ (انہوں نے انصار کے ارادہ سے ان کو مطلع کیا) میں نے کہا بخدا ہم وہاں ضرور جائیں گے ہم چلے یہاں تک کہ ان کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں آئے کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کے درمیان ایک آدمی کپڑوں میں لپٹا ہوا ہے " میں نے کہا یہ کون ہے ؟ اُنہوں نے کہا یہ سعد بن عبادہ ہیں میں نے اُن سے کہا ان کا حال کیسا ہے اُنہوں نے کہا انہیں بخار ہے جب ہم تھوڑا سا بیٹھے تو اُن کے خطیب نے تشہد پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جس کے وہ لائق ہے پھر حمد و ثناء کے بعد کہا ہم اللہ کے انصار اور اسلام کے لشکر ہیں اور تم اے مہاجرو ایک گروہ ہو تم چند غریب آدمی اپنی قوم (مکہ) سے نکل کر ہمارے پاس آئے تم ارادہ کرتے ہو کہ ہماری جڑ اکھاڑ دو اور خلافت کے معاملہ میں تم مستقل ہو جاؤ جب وہ خطیب خاموش ہو گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ بات کروں اور میں نے ایسا کلام ذہن نشین کیا تھا جو مجھے بہت اچھا معلوم ہوتا تھا۔ میرا ارادہ تھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پہلے وہ کلام کروں اور میں ابوبکر سے وہ کلام پہلے کہنا چاہتا تھا۔ میں ابوبکر سے تیزی وغیرہ دُور

وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ اَعْجَبَتْنِيْ فِيْ تَزْوِيْرِيْ اِلَّا قَالَ فِيْ بَدِيْهَتِهٖ مِثْلَهَا
اَوْ اَفْضَلَ مِنْهَا حَتّٰى سَكَتَ فَقَالَ مَا ذَكَرْتُمْ فِيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ فَاَنْتُمْ لَهٗ اَهْلٌ
وَلَنْ يُعْرَفَ هٰذَا الْاَمْرُ اِلَّا لِهٰذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ هُمْ اَوْسَطُ الْعَرَبِ
نَسَبًا وَدَارًا وَقَدْ رَضِيْتُ لَكُمْ اَحَدَ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ فَبَايِعُوْا اَيَّهُمَا
شِئْتُمْ فَاَخَذَ بِيَدِيْ وَبِيَدِ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَهُوَ جَالِسٌ بَيْنَنَا فَلَمْ
اَكْرَهْ مِمَّا قَالَ غَيْرَهَا كَانَ وَاللّٰهِ اَنْ اُقَدَّمَ فَتُضْرَبَ عُنُقِيْ لَا يُقَرِّبُنِيْ ذٰلِكَ
مِنْ اِثْمٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَتَاَمَّرَ عَلٰى قَوْمٍ فِيْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ اَللّٰهُمَّ اِلَّا اَنْ تُسَوِّلَ
لِيْ نَفْسِيْ عِنْدَ الْمَوْتِ شَيْئًا لَا اَجِدُهُ الْاٰنَ فَقَالَ قَائِلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَا جُذَيْلُهَا
الْمُحَكَّكُ وَعُذَيْقُهَا الْمُرَجَّبُ مِنَّا اَمِيْرٌ وَّمِنْكُمْ اَمِيْرٌ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ فَكَثُرَ

کرنا چاہتا تھا در جو غیظ و غضب وغیرہ عارض ہُوا تھا، جس وقت میں نے کلام کرنے کا ارادہ کیا تو ابوبکر نے کہا اپنے حال پر خاموش رہو میں ابوبکر صدیق کو غصہ میں لانا نہیں چاہتا تھا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کلام شروع کیا وہ مجھ سے زیادہ بردبار بات میں قوی تر اور بہت باوقار تھے بخدا! اُنہوں نے کوئی بات نہ چھوڑی جو میں نے بہترین پیرایہ میں تصور کی تھی مگر ابوبکر صدیق نے اپنی بداہت اس جیسی یا اس سے بہتر کہہ دی حتّٰی کہ وہ خاموش ہو گئے پھر فرمایا جو تم نے اپنے بارے میں اچھی بات کہی ہے تم اس کے لائق ہو اور اس خلافت کا معاملہ اسی قبیلہ قریش کے لئے ہی مخصوص ہے یہ لوگ نسب اور گھر کے اعتبار سے اوسط عرب ہیں۔ میں تمہارے لئے ان دو مردوں میں ایک سے راضی ہوں جس کسی کی چاہو بیعت کر لو پھر میرا اور ابو عبیدہ بن جرّاح کا ہاتھ پکڑا، حالانکہ وہ ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے جو کچھ ابوبکر صدیق نے کہا اس بات کے سوا (کہ ان میں سے کسی ایک کی بیعت کر لو)، کوئی کلمہ میں نے ناپسند نہ کیا۔ خدا کی قسم! حال یہ ہے کہ مجھے آگے کیا جائے پھر میری گردن اڑا دی جائے یہ مجھے اس گناہ کے قریب نہیں کرے گا کہ مجھے یہ پسند ہو کہ میں ایسی قوم کا امیر بنوں جس میں ابوبکر صدیق ہے۔ اے اللہ! مگر یہ کہ میرا نفس مجھے موت کے وقت ایسی چیز کا فریب دے کہ اس وقت میں اسے نہیں پاتا پھر انصار میں سے ایک شخص

اللغط وارتفعت الاصوات حتی فرقت من الاختلاف فقلت ابسط یدک یا ابابکر فبسط یدہ فبایعتہ وبایعہ المھاجرون ثم بایعتہ الانصار ونزونا علی سعد بن عبادۃ فقال قائل منھم قتلتم سعد ابن عبادۃ فقال قائل منھم قتلتم سعد ابن عبادۃ فقلت قتل اللہ سعد بن عبادۃ قال عمر وانا واللہ ما وجدنا فیما حضرنا من امر اقوی من مبایعۃ ابی بکر خشینا ان فارقنا القوم ولم تکن بیعۃ ان یبایعوا رجلا منھم بعدنا فاما تابعناھم علی ما لا نرضی واما نخالفھم فیکون فساد فمن بایع رجلا علی غیر مشورۃ من المسلمین فلا یبایع ھو ولا الذی تابعہ تغرۃ ان یقتلا

نے کہا میں درخت کا تنہ ہوں جس سے خارشی اونٹ رگڑ کر شفا پاتے ہیں اور میں کھجور کا عظیم خوشہ ہوں (یعنی میری شرافت اور بزرگی کے باعث میری پناہ لیتے ہیں اور مجھ سے احوال درست کراتے ہیں) اے قریش کی جماعت ایک امیر ہم سے ہوگا اور ایک تم سے ہوگا۔ پھر شور و غوغا زیادہ ہوگیا اور آوازیں بلند ہونے لگیں یہاں تک کہ مجھے اختلاف کا خوف ہوا تو میں نے کہا اے ابابکر اپنا ہاتھ بڑھاؤ تو میں نے ان کی بیعت کرلی اور مہاجرین نے بھی بیعت کرلی پھر انصار نے اُن کی بیعت کرلی۔ پھر انصار نے اُن کی بیعت کرلی۔ ہم سعد بن عبادہ کے پاس گئے تو انصار میں سے کسی نے کہا تم نے سعد بن عبادہ کو قتل کردیا میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے سعد بن عبادہ کو قتل کیا ہے۔ عمر فاروق نے کہا اللہ کی قسم ہم نے پیش آمدہ امر سے ابوبکر صدیق کی بیعت سے قوی تر نہیں پایا ہمیں یہ خوف تھا کہ اگر ہم لوگوں سے جدا ہوگئے اور ہم میں بیعت نہ ہوئی تو لوگ ہمارے بعد کسی شخص کی بیعت کرلیں گے تو پھر ہم ایسی چیز پر بیعت کرتے جس سے ہم راضی نہ ہوتے یا اُن کی مخالفت کرتے تو فساد برپا ہوجاتا۔ پس جس نے مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر کسی کی بیعت کرلی تو اس کی متابعت نہ کی جائے اور نہ اس کی جس نے بیعت کی اس خوف کے باعث کہ دونوں کو قتل کردیا جائے گا۔

۶۴۲۵ — شرح: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بزرگ مہاجرین کو قرآن کریم پڑھانا

حج۔ یہ کہ ان میں عبدالرحمٰن بن عوف ایسے بزرگ سال بھی تھے جو ابن عباس سے زیادہ عمر کے تھے بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما عبدالرحمٰن بن عوف کے فرزندوں جیسے تھے[۲۲] دلالت کرتا ہے کہ کلاں سال خوردسال سے علم حاصل کر سکتا ہے۔ حدیث میں مذکور واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آخری حج کا ہے جو انہوں نے تئیس[۲۳] ہجری میں آخری حج کیا تھا۔ قولہ لو قد مات عمر، یعنی لو تحقق موت عمر، کیونکہ حرف لوُ افعال پر داخل ہوتا ہے۔ حروف پر داخل نہیں ہوتا یا حرف "قد" زائد ہے۔ ای لو مات عمر، فُلاں سے مراد طلحہ بن عُبَیدُ اللہ ہیں۔ جس وقت کسی نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت اچانک ہوگئی تھی اس میں مشورہ اور تدبر نہ کیا گیا تھا تو عمر فاروق یہ سُن کر غصہ سے بھر گئے اور حج کے موقعہ پر ہی لوگوں سے خطاب کرنا چاہا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں اس وقت خطاب کرنے سے اس لئے روک دیا

کہ ایسے موقعہ پر عوام الناس جمع ہوتے ہیں اور خطاب کے وقت وہ آپ کے پاس بیٹھیں گے، کیونکہ وہ کثیر تعداد میں ہونے کے باعث غلبہ کر جائیں گے اور سنجیدہ فقہاء دانش ور حضرات کو آپ کے قریب بیٹھنے کا موقع نہ دیں گے اور عوام الناس آپ کا کلام سُن کر محفوظ نہ کر سکیں گے اور صحیح موقف اختیار نہ کرنے کی وجہ سے آپ کا کلام کسی اور وجہ پر محمول کریں گے اس لئے آپ مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں جا کر خطاب کریں کہ اہل مدینہ منورہ عقلمند فقہاء ہیں وہ آپ کا کلام صحیح مؤقف پر محمول کریں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں خطاب کے وقت کہا: اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو پہلے اس لئے ذکر کیا کہ لوگ ان کے کلام کی طرف زیادہ متوجہ ہوں اور خطاب میں پہلے آیت رجم کو ذکر کیا، کیونکہ اس آیت کا حکم اگرچہ باقی ہے لیکن تلاوت منسوخ ہونے کے باعث یہ خدشہ تھا کہ کوئی اس کا انکار کر دے، چنانچہ یہ خدشہ واقع بھی ہوگیا جبکہ خارجیوں کے ایک گروہ نے اس کا انکار کر دیا ایسے ہی بعض معتزلہ نے بھی آیت رجم کا انکار کر دیا تھا۔ آیت رجم یہ ہے اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھَا، دوسرا اہم مسئلہ یہ تھا کہ آباء کی طرف نسبت سے انکار نہ کیا جائے اور غیر کی طرف نسبت نہ کی جائے کیونکہ یہ الوہیت الٰہی نعمت کا انکار ہے۔ تو یہ آیت کریمہ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِکُمْ فَاِنَّہٗ کُفْرٌ بِکُمْ، کی تلاوت بھی منسوخ ہے اور حکم باقی ہے۔ یعنی تم اپنے آباء کی طرف نسبت ترک کر کے اُن کے غیر کی طرف اپنی نسبت نہ کرو؛ کیونکہ اس میں نعمت کا انکار ہے۔

تیسرا اہم مسئلہ یہ تھا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا حضور کی ذاتِ کریمہ تک محدود رکھو اس میں نصاریٰ کی طرح مبالغہ نہ کرو کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ یا اللہ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا تھا؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے در ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا عیسیٰ تیسرا خدا ہے۔ امام بوصیری کہتے ہیں "دَعْ مَا ادَّعَتْہُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّھِمْ۔ وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مِنَ الْمَدْحِ وَاحْتَکِمِ"، یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مدح نہ کرو

جو عیسائیوں نے اپنے نبی علیہ السلام کی مدح کی تھی کہ انہیں خدا کہہ دیا تھا اس کے سوا جو بھی مدح و ثناء حضور کی ذاتِ کریمہ کی طرف منسوب کرو جائز ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر ممکن کمال حضور کو عطاء فرمایا ہے۔ ان تین ضروری مسائل بیان کرنے کے بعد چوتھا اہم مسئلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق بیان کیا اور اس شخص کا رد کیا جس نے کہا تھا ابوبکر صدیق کی خلافت اچانک ہو گئی تھی اس میں اہل عقد و حل کا مشورہ نہ تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ درست ہے کہ ابوبکر صدیق کی خلافت اچانک تھی لیکن تم میں فضیلت میں ابوبکر کی مثل کوئی نہیں جو بیعت کے لائق ہو۔ اسی لئے اُن کی بیعت فجاءت کی حالت میں ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی شر کی نگہداشت کی کہ اس پر عظیم کام واقع ہوئے۔

قولہ لَيْسَ فِيكُمْ مَنْ تُقْطَعُ الْأَعْنَاقُ إِلَيْهِ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ، تم میں ابوبکر صدیق کی مثل کوئی شخص نہیں جس کی طرف اونٹوں کی گردنیں حرکت کریں۔ اونٹ میں حرکت کی شدت اس کی گردن میں ظاہر ہوتی ہے۔ امام عینی نے داؤدی سے نقل کیا کہ إِنَّمَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِي بَكْرٍ فَلْتَةً، کے معنی یہ ہیں کہ تمام اہلِ مشاورت کے ہونے ہوئے مشورہ کے بغیر بیعت کی گئی لیکن کرابسی نے اس کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ابوبکر صدیق اور اُن کے ساتھیوں نے انصار کی طرف جانے میں جلدی کی اور انصار کی موجودگی میں ابوبکر کی بیعت کی۔ فَلْتَةً سے مراد انصار کی مخالفت ہے جبکہ انہوں نے سعد بن عبادہ کی بیعت کا ارادہ کیا تھا۔ ابن حبان نے کہا، فَلْتَةً، کے معنی یہ ہیں کہ اس کی ابتداء کثیر لوگوں میں نہ تھی توضیح میں اس طرح ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! ہم نے پیش آمدہ امر میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت سے قوی تر کوئی امر نہ دیکھا اور مجھے آگے کر کے میری گردن اُڑا دی جائے مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اس قوم کا امیر ہوں جس میں ابوبکر صدیق موجود ہو اس سے واضح ہوتا ہے کہ عمر فاروق کا کہنا کہ بیعت فجاءۃً ہوئی تھی اس سے ابوبکر کی بیعت مراد نہیں اس سے مراد انصار کی خلافت کا ذکر اور سعد بن عبادہ اور اس کی قوم کا واقعہ ہے جو سقیفہ بنی ساعدہ میں پیش آیا تھا۔ سقیفہ منتخب مقام ہے جہاں روزمرہ کے مسائل اور قضایا سرانجام دیتے اور فیصلے کرتے تھے اور جملہ امور کی تدبیر کیا کرتے تھے۔

قولہ لَنْ يُعْرَفَ هٰذَا الْأَمْرُ الخ یعنی ابوبکر صدیق نے کہا یہ خلافت صرف قریش کے لئے مخصوص ہے کیونکہ وہ سب سے افضل ہیں۔ عمر فاروق نے کہا ابوبکر صدیق نے میرا ہاتھ اور ابوعبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑا اور کہا ان دونوں میں سے کسی ایک کی بیعت کر لو۔ عمر فاروق نے کہا ابوبکر صدیق کا یہ کلمہ مجھے پسند نہ آیا، کیونکہ ابوبکر صدیق کی موجودگی میں کسی اور کا امیر بننا کسی صورت جائز نہیں تھا۔ امام کرمانی نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز میں امام مقرر کیا تھا اور یہ اسلام میں عمدہ ہے تو انہوں نے کیوں کہا کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی بیعت کر لو اس کا جواب یہ ہے کہ ابوبکر صدیق نے بطورِ تواضع اور تادّب یہ کہا تھا، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کی

موجودگی میں ان دونوں میں سے کوئی بھی اپنے آپ کو خلافت کا اہل نہیں سمجھتا ہے۔

قولہ قال قائل الخ یعنی انصار میں سے ایک شخص حُباب بن مُنذر بن جموح بن یزید بن حرام انصاری نے کہا ایک امیر ہم سے ہوگا اور ایک امیر تم سے ہوگا،، انصاری نے یہ اس لئے کہا کہ عربوں میں امارت معروف نہیں وہ صرف سیادت جانتے ہیں کہ ہر قبیلہ کا سردار ہوتا ہے اور لوگ اپنے قبیلہ کے سردار کی اطاعت کرتے ہیں۔ انصاری کا یہ کلام ان کی معروف عادت کے اعتبار سے تھا جبکہ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ اسلام کا حکم اس کے خلاف ہے جب اسے یہ معلوم ہوا کہ خلافت صرف قریش کے لئے ہے تو وہ یہ کہنے سے رُک گیا اور وہاں موجود تمام لوگ بیعت کے لئے تیار ہوگئے۔

قولہ اَنَا جُذَیْلُہَا الْمُحَکَّکُ ،، میں درخت کا تنہ ہوں جس سے خارشی اونٹ اپنے جسم رگڑتے ہیں اور اس سے خارش کی شفا پاتے ہیں۔ جُذَیل، جزل کی تصغیر ہے دراصل درخت کا تنہ ہے۔ یہاں اس سے مراد وہ لکڑی ہے جس کو ندی کے کنارے پر گاڑتے ہیں جس سے اونٹ پانی پیتے ہیں اور خارشی اونٹ اس کے ساتھ اپنے جسم رگڑ کر خارش سے شفا پاتے ہیں۔ قولہ عُذَیْقُھَا الْمُرَجَّبُ ،، یہ عذق کی تصغیر بمعنی خوشہ ہے اور ترجیب بمعنی تعظیم ہے۔ مُرَجّب وہ حصار ہے جو پھلدار درخت کے چاروں طرف بنایا جاتا ہے تاکہ درخت آندھی وغیرہ سے محفوظ رہے اور پھل زمین پر گرنے نہ پائے اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ لوگ مجھ سے احوال کی اصلاح کراتے ہیں اور میری بزرگی اور شرافت کے باعث میری پناہ لیتے ہیں۔ ان دونوں لفظوں میں تصغیر تعظیم کے لئے ہے۔

قولہ قتلتم سعد بن عبادہ ،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سعد بن عبادہ تو زندہ تھے قتل کے معنی کیا ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں اعراض کرنے اور رسوائی کی طرف اشارہ ہے اور مرنے والوں میں شمار کرنا ہے کیونکہ جس شخص کا فعل باطل اور قوت مسلوب ہو وہ مقتولوں میں شمار ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سعد بن عبادہ کو قتل کیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مہمل کر دیا ہے اور اس کے خلیفہ ہونے کی خبر دینا ہے یا سعد بن عبادہ کے لئے بد دعا ہے جبکہ انہوں نے حق کی مدد نہ کی کہا جاتا ہے کہ سعد بن عبادہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ کی بیعت نہ کی اور شام میں چلے گئے اور غسل خانہ میں غسل کرتے وقت فوت ہوگئے اُن کا سارا جسم سبز رنگ سے بدل گیا ان کی موت کا کسی کو پتہ نہ چلا حتیٰ کہ ایک قائل نے کہا جو لوگوں کو نظر نہ آ رہا تھا۔ ہم نے قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو دو تیروں سے قتل کر دیا ہے جو اس کے دل پر لگے۔

قولہ وَاللہِ مَا وَجَدْنَا فِیْمَا حَضَرْنَا مِنْ اَمْرٍ الخ بخدا ہم نے پیش آمدہ امور میں کوئی امر ابوبکر کی بیعت سے قوی تر نہیں پایا۔ اس سے مقصود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین ہے کہ اس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کو مقدم کیا، کیونکہ مبالغت سے لاپرواہی لوگوں میں فساد کی جانب مفضی تھی؛ کیونکہ بیعت سے اہمال کی صورت میں لوگ کسی ایسے شخص کی بیعت کر لیتے جس سے ہم راضی نہ تھے۔ دوسری صورت میں عظیم فساد جنم لیتا؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے اگر زمین و

بَابُ اَلْبِكْرَانِ يُجْلَدَانِ وَيُنْفَيَانِ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ اِلٰى قَوْلِهٖ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ رَأْفَةٌ اِقَامَةُ الْحَدِّ

۶۴۲۶ — حَدَّثَنَا مٰلِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ

آسمان میں متعدد والٰہ ہوتے تو دونوں فاسد ہوجاتے۔ پس جس کسی کی مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر بیعت کی گئی وہ اس لائق نہیں کہ اس کی بیعت کی جائے بعض نسخوں میں لَا تُبَایِعُ بصیغہ نہی یعنی اس کی بیعت نہ کر و بعض روایات میں فلا یُتَابَعُ متابعت سے ہے یعنی اس کی پیروی نہ کی جائے اور جس نے اس کی بیعت کی اس خوف سے کہ دونوں قتل کئے جائیں گے لہٰذا کوئی شخص یہ طمع نہ کرے کہ اس کی بیعت کی جائے اور وہ پوری ہوجائے جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت مکمل ہوئی ہے۔

باب زانی اور زانیہ کو کوڑے مارے جائیں اور جلاوطن کر دیا جائے

زانیہ عورت اور زانی مرد ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں اُن پر ترس نہ آئے۔ اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر اور چاہیئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔ بدکار مرد نکاح نہ کرے مگر بدکار عورت یا شرک والی سے اور بدکار عورت سے نکاح نہ کرے مگر بدکار مرد یا مشرک ۔ یہ کام ایمان والوں پر حرام ہے۔

شرح : البکران بکر کا تثنیہ مبتدا ہے اور یجلدان و ینفیان خبر ہے۔ شریعت مطہرہ میں بکر وہ ہے جس نے صحیح نکاح سے جماع نہ کیا ہو۔ تثنیہ اس لئے ذکر کیا کہ مرد و زن دونوں کو شامل ہو۔ اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ زانی کی سزا سو کوڑے قرآن کریم سے ثابت ہے۔ دوسری آیت کریمہ کو پہلی سے تعلق کے باعث ذکر کیا ہے۔ کیونکہ زانیہ اور زانی ایسی دو جنسوں پر دلالت کرتے ہیں جو عفیف اور عفیفہ کی جنس کے منافی ہیں پھر اشارہ کیا کہ یہ زانی پاک دامن عورتوں سے نکاح کی رغبت نہ کرے اور نہ ہی یہ زانیہ عورت پاک دامن اور نیک مرد کی

خٰلِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ فِيمَنْ زَنٰى وَلَمْ يُحْصِنْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَرَّبَ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تِلْكَ السُّنَّةُ

سے نکاح کی خواہش نہ کرے اور ان کو کوڑے لگانے میں ترس نہ کیا جائے اور اس وقت مسلمان کم از کم دو یا اس سے زیادہ حاضر ہونے چاہیں، کیونکہ طائفہ کے معنی جماعت کے ہیں اور جماعت کا اطلاق دو سے کم پر نہیں ہوتا۔ سفیان بن عیینہ نے لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ کی تفسیر میں کہا حد قائم کرنے میں رحم نہ کرو۔

۶۴۲۶ ترجمہ : زید بن خالد جہنی نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کے بارے میں حکم کرتے سنا جس نے زنا کیا تھا اور شادی شدہ نہ تھا کہ اس کو سو کوڑے لگاؤ اور ایک سال جلاوطن کرو۔ ابن شہاب نے کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خبر سنائی کہ عمر فاروق نے جلاوطن کیا پھر یہ طریقہ جاری رہا۔

۶۴۲۶ شرح : اس حدیث سے شوافع نے استدلال کیا سو کوڑوں کے علاوہ ایک سال جلاوطنی بھی حدِ بکر میں داخل ہے لیکن احناف نے ظاہرِ قرآن کریم سے استدلال کیا ہے کہ اس میں سال کی جلاوطنی کا ذکر نہیں اگر خبر واحد سے اس کو حد میں شامل کر لیا جائے تو نص قطعی پر زیادتی لازم آتی ہے اس لیے ایک سال کی جلاوطنی حد میں داخل نہیں بلکہ سیاست پر محمول ہے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا آزاد مرد کو جلاوطن کیا جائے۔ عورت اور غلام کو نہ کیا جائے۔ شوافع کے نزدیک عورت تنہا جلاوطن نہ کی جائے بلکہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی محرم بھی ہو۔ جلاوطنی کی مسافت میں مختلف اقوال ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوفہ میں ہے تو بصرہ بھیج دیا جائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر مدینہ منورہ میں ہے تو فدک بھیج دیا جائے امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کسی شہر میں بھیج کر اس کو قید کیا جائے تاکہ واپس نہ آجائے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا سفرِ قصرِ صلوٰۃ کی مسافت میں جلاوطن کیا جائے۔

عروہ بن زبیر نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جلاوطن کیا پھر ترک کر دیا۔ امام عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبدالرزاق نے امام مالک سے روایت کرتے ہوئے اس پر اضافہ ذکر کیا ہے وہ یہ کہ پھر یہ طریقہ جاری رہا حتیٰ مروان بن حکم نے بھی جلاوطن کیا پھر مدینہ منورہ والوں نے یہ طریقہ ترک کر دیا۔

(حدیث ۲۴۶۲ ج : ۴ میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

۶۴۲۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِيمَنْ زَنَى وَلَمْ يُحْصَنْ بِنَفْيِ عَامٍ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَيْهِ

بَابُ نَفْيِ أَهْلِ الْمَعَاصِي وَالْمُخَنَّثِينَ

۶۴۲۸ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ وَأَخْرَجَ فُلَانًا وَأَخْرَجَ فُلَانًا

۶۴۲۷ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بدکار مرد جو غیر شادی شدہ تھا کے بارے میں اس پر حد جاری کرنے کے بعد ایک سال جلاوطنی کا فیصلہ دیا۔

باب گناہ گاروں اور ہیجڑوں کو جلاوطن کرنا

۶۴۲۸ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخنثین مردوں (ہیجڑوں) اور مُترجلات (مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں) پر لعنت فرمائی اور فرمایا ان کو اپنے گھروں سے باہر نکال دو اور حضور نے فلاں فلاں کو باہر نکال دیا۔

۶۴۲۸ — شرح: مخنثین مخنث کی جمع ہے۔ مخنث میں نون مشدد مفتوح و مکسور پڑھا جاتا ہے لیکن مفتوح مشہور ہے۔ یہ خَنَثْتُ الشَّيْءَ ،، سے ماخوذ ہے جب نے اس پر نرمی کی مُغرب میں ہے کہ وہ خنث کی ترکیب لین اور تکسّر پر دلالت کرتی ہے یعنی اعضاء میں نرمی اور توڑ مروڑ وغیرہ اسی سے مخنث ہے جو اپنے کلام میں تکسّر اور تعطّف کے ساتھ عورتوں سے مشابہت کرتا ہے۔ باب کے ترجمہ سے

بَابُ مَنْ اَمَرَ غَیْرَ الْاِمَامِ بِاِقَامَۃِ الْحَدِّ غَائِبًا عَنْہُ

۶۴۳۹ ــــ حَدَّثَنَا عَاصِمُ ابْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَزَیْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ جَالِسٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اقْضِ بَیْنَنَا بِکِتَابِ اللّٰہِ اِنَّ ابْنِیْ کَانَ عَسِیْفًا عَلٰی ھٰذَا فَزَنٰی بِامْرَاَتِہٖ فَاَخْبَرُوْنِیْ اَنَّ عَلَی ابْنِی الرَّجْمَ فَافْتَدَیْتُ بِمِائَۃٍ مِّنَ الْغَنَمِ وَوَلِیْدَۃٍ ثُمَّ سَاَلْتُ اَھْلَ الْعِلْمِ

واضح ہوتا ہے کہ اہلِ معاصی (گناہ گار) جن پر حد واجب نہیں کو بھی جلا وطن کرنا جائز ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مخنث سے جب بدکاری کی جائے تو فاعل و مفعول شادی شدہ ہوں یا نہ ہوں دونوں کو سنگسار کیا جائے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر وہ شادی شدہ نہیں تو اس پر حد ہے۔ ایسا ہی امام مالک فرماتے ہیں جبکہ وہ دونوں کافر یا غلام ہوں۔ بعض علماء نے کہا ان کو پہاڑ کی چوٹی پر چڑھا کر پھینکا جائے اور اوپر سے پتھر مارے جائیں یہ بھی سنگسار کا نوع سے یہ جاتا ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس میں حد نہیں صرف تعزیر ہے بعض احناف نے کہا اگر بار بار کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے اور جس حدیث میں ہے کہ فاعل و مفعول کو رجم کرو اس میں ضعف ہے۔ اہل ظواہر نے کہا ایسا فعل کرنے والے کی کوئی سزا نہیں۔ خطابی نے اس قول کو بعید تر کہا ہے۔ مترجلات وہ عورتیں ہیں جو مردوں جیسا بننے میں تکلف کرتی ہیں یہ دراصل مخنثین کی ضد ہیں جو عورتوں جیسا بننے میں تکلف کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مانع اور ھیت دونوں مخنثوں کو مدینہ منورہ سے بھیج دیا تھا، چنانچہ مسلم نے بخاری کے شیخ مسلم بن ابراہیم سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہجڑوں کو اپنے گھروں سے باہر نکال دو اور فلاں فلاں کو باہر نکال دو۔ امام کرمانی نے ان دونوں کے نام مانع اور ھیت ذکر کئے ہیں (عینی)

باب جس نے کسی کو حد لگانے کا حکم دیا حالانکہ ملزم غائب ہے

باب کے عنوان کی ترکیب اس طرح ہے مَنْ اَمَرَہُ الْاِمَامُ بِاِقَامَۃِ الْحَدِّ غَائِبًا،، اور غائبا محدود سے حال واقع ہے جس پر حد قائم کی گئی۔ ۶۴۳۹ ترجمہ: ابوہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

فَزَعَمُوا اَنَّ عَلَى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ اَمَّا الْغَنَمُ وَالْوَلِيْدَةُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلٰى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَاَمَّا اَنْتَ يَا اُنَيْسُ فَاغْدُ عَلٰى امْرَاَةِ هٰذَا فَارْجُمْهَا فَغَدَا اُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا

کہ ایک آدمی اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ حضور بیٹھے ہوئے تھے اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کریں اس کا مخالف آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا حضور یہ سچ کہتا ہے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کر دیں۔ اعرابی نے کہا میرا بیٹا اس کا خادم تھا اس نے اس کی بیوی سے بدکاری کی ہے لوگوں نے بتایا کہ میرے بیٹے پر رجم ہے میں نے اُس کا سو بکریاں اور ایک لونڈی فدیہ دے دیا ہے۔ پھر میں نے علماء سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں بکریاں اور لونڈی تجھے واپس کر دی جائیں اور تیرے بیٹے پر ایک سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی ہے۔ اے اُنیس تم صبح اس کی بیوی کے پاس جاؤ اور اس کو رجم کر دو۔ اُنیس صبح گئے اور اس کو رجم کر دیا۔

۶۴۲۹ شرح: قولہ اِنَّ ابْنِیْ الخ یہ اعرابی کا کلام ہے اس کے مخالف کا کلام نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ کتاب الصلح کی حدیث ۲۵۱۶ ج ۴ میں ابوہریرہ اور زید بن جہنی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُن دونوں نے کہا ایک اعرابی آیا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ دیں اس کے مخالف نے کہا اس نے سچ کہا ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کر دیں پھر اعرابی نے کہا میرا بیٹا اس کا خادم تھا اُس نے اس کی بیوی سے بدکاری کی ہے الخ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مذکر کلام اعرابی کا ہے۔

قولہ فَارْجُمْهَا، اس میں اختصار ہے یعنی حضور نے فرمایا اس کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ زناء کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر دو۔

حدیث ۶۴۲۲ ج ۱۰ کی شرح دیکھیں

بَابُ قَوْلِ اللهِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ الآية غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ زَوَانِيَ وَلَا مُتَّخِذَاتِ اَخْدَانٍ اَخِلَّاءَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور تم میں بے مقدوری کے باعث جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والی نہ ہوں، تو اُن سے نکاح کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں ایمان والی لونڈیاں اور اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ تم میں ایک دوسرے سے ہے تو اُن سے نکاح کرو ان کے مالکوں کی اجازت سے اور حسبِ دستور اُن کے مہر انہیں دو۔ وہ پاکدامن ہوں زناء کرنے والی نہ ہوں اور نہ ہی خفیہ دوست رکھنے والی ہوں۔ جب وہ شوہر والی ہو جائیں پھر بُرا کام کریں تو اُن پر اس سزا کی آدھی ہے جو آزاد عورتوں پر ہے۔ یہ اس کے لئے جسے تم میں سے زناء کا اندیشہ ہے اور صبر کرنا تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ''

تفسیر : طَول کے معنٰی وسعت اور قدرت کے ہیں۔ مُحْصَنَات الخ آزاد مومن پاکدامن عورتیں، فَمِمَّا مَلَكَتْ الخ یعنی اپنی نوجوان باندیوں سے نکاح کر لو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافرہ باندی سے نکاح جائز نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا معروف مذہب یہ ہے کہ ذمیہ باندی سے نکاح جائز نہیں دیگر علماء جائز کہتے ہیں۔ واللہ اعلم الخ یعنی اللہ تمہارے ظاہر اور باطن امور جانتا ہے۔ تم ظاہری امور پر عمل کرو بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ الخ یعنی تم مومن اور بھائی بھائی ہو یا معنی یہ ہیں کہ تم آدم کی اولاد ہو۔ یہ خطاب اس لئے کیا کہ جاہلیت میں لوگ لونڈی کے بیٹے کو ہجانہ کہتے تھے اس طرح اسے شرمندگی دلاتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم سب مومن اور بھائی ہو فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ '' یعنی باندی کا مالک اس کا ولی ہے اس کی اجازت کے بغیر باندی نکاح نہیں کر سکتی ہے۔ اسی طرح وہ غلام کا بھی ولی ہے وہ بھی اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتا۔ حدیث شریف میں ہے جو غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کرے وہ زانی ہے۔ اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ الخ یعنی خوشی سے

بَابُ اِذَا زَنَتِ الْاَمَةُ

۶۴۳۰ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْاَمَةِ اِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصِنْ قَالَ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ بِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا اَدْرِىْ بَعْدَ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ

ان کو مہر دو اور ان کو کمزور جانتے ہوئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ مملوک لونڈیاں ہی تو ہیں ان کے مہر میں کمی نہ کرو۔ اَخدان الخ خِدن بکسر الخاء کی جمع بمعنی دوست ہے یعنی پاک دامن عورتوں سے نکاح کرو اور ان سے نکاح نہ کرو جو خفیہ دوست رکھتی ہوں۔

فَاِذَا اُحْصِنَّ الخ احصان سے مراد اسلام ہے۔ بعض اس سے نکاح مراد لیتے ہیں یعنی جو شوہر والی ہو جائیں فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ الخ یعنی اگر وہ زناء کریں تو ان کی حد آزاد عورتوں سے نصف ہے۔ ذَالِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ الخ یہ اس کے لئے جسے تم میں سے زناء کا اندیشہ ہو اس میں یہ اشارہ ہے کہ لونڈیوں سے نکاح اس وقت کریں جبکہ آزاد عورت سے نکاح کی طاقت نہ ہو اور شہوت کے غلبہ کے سبب زناء کا اندیشہ ہو عنت بمعنی مشقت ہے یہاں اس سے زناء مراد ہے لیکن لونڈی سے نکاح کرنے سے صبر کرنا بہتر ہے۔

باب جب باندی زناء کرے

۶۴۳۰ ترجمہ : ابوہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باندی سے متعلق سوال عرض کیا گیا کہ جب زنا کرے اور شادی شدہ نہ ہو تو اس کا حکم کیا ہے، فرمایا جب باندی زناء کرے تو اس کو کوڑے لگاؤ پھر اگر زناء کرے تو کوڑے لگاؤ پھر اسے فروخت کر دو اگرچہ رسّی کے عوض فروخت کرو ابن شہاب نے کہا میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ تیسری بار کے بعد یا چوتھی بار کے بعد فرمایا۔

۶۴۳۰ شرح : جو باندی شوہر والی نہ ہو اس کے محصن ہونے میں فقہا میں اختلاف رائے پایا

بَابُ لَا يُثَرَّبُ عَلَى الْاَمَةِ اِذَا زَنَتْ وَلَا تُنْفٰى

۶۴۳۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زَنَتِ الْاَمَةُ فَتَبَيَّنَ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ اِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعْرٍ تَابَعَهٗ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اُمَيَّةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جاتا ہے۔ طاؤس، قتادہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی ایک قول یہ ہے کہ اگر باندی شوہر نادیدہ زناء کرے اس پر حد نہیں البتہ زجر و تہدید ہے یہ حضرات کہتے ہیں کہ احصان سے مراد شادی شدہ ہے اور فقہا کی ایک جماعت ایسے عمر فاروق، علی المرتضیٰ، ابن مسعود، ابن عمر، انس، اور امام مالک، اوزاعی، ابراہیم نخعی، علماء کوفہ اور امام شافعی کہتے ہیں۔ احصان سے مراد اسلام ہے۔ لہٰذا جب لونڈی مسلمان ہو اور زناء کرے وہ شادی شدہ ہو یا نہ ہو اس کی حد پچاس کوڑے ہے بار بار زناء کرنے والی لونڈی کو فروخت کرنے سے اگرچہ معمولی رسّی کے عوض فروخت کرے اس کی تحقیر و تذلیل مطلوب ہے اور "ثم بیعوا" میں امر استحباب کے لئے ہے اس میں زانیہ سے دُور رہنے کی ترغیب ہے۔ اس کو فروخت کرنا واجب نہیں یہ صرف مبالغہ کے طور فرمایا ہے۔ (حدیث ۲۰۲۱ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

باب جب لونڈی زناء کرے تو اس کو ملامت نہ کیا جائے اور نہ جلا وطن کیا جائے

۶۴۳۱ — ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لونڈی زناء کرے اور اس کا زنا واضح ہو جائے تو اس کو کوڑے لگائیں اور ملامت نہ کی جائے پھر اگر زناء کرے تو کوڑے لگائیں اس کو ملامت نہ کی جائے پھر اگر تیسری بار زناء کرے تو اس کو بیچ دے اگرچہ بالوں کی رسی کے عوض فروخت کرے (حدیث ۲۰۲۱ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

اسماعیل بن اُمیّہ نے سعید، ابو ہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں لیث کی متابعت کی"

بَابُ أَحْكَامِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَإِحْصَانِهِمْ إِذَا زَنَوْا وَرُفِعُوا إِلَى الْإِمَامِ

۶۴۳۲ ـــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى عَنِ الرَّجْمِ فَقَالَ رَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَقَبْلَ النُّورِ أَمْ بَعْدُ قَالَ لَا أَدْرِي تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَالْمُحَارِبِيُّ وَعَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمَائِدَةُ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ ـــ

باب ذمیوں کے احکام اور اُن کا محصن ہونا جس وقت زنا ءکریں اور حاکم شرع کی طرف پہنچائے جائیں

قولہ اِذَا زَنَوْا الخ یہ احکام اہلِ ذمہ کا ظرف ہے یعنی اہلِ ذمّہ یہود و نصاریٰ جس وقت زنا کریں ان کا کا حکم کیا ہے رُفِعُوْا ماضی مجہول ہے یعنی جب وہ حاکم وقت کے پاس خود جائیں یا اُن پر دعویٰ کے لئے اُن کے غیر انہیں لے جائیں۔ اس باب کے دو حصّے ہیں ایک یہ کہ اہلِ ذمّہ کے احصان میں علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ زہری اور امام شافعی نے کہا اہلِ کتاب بیوی خاوند جس وقت زنا کریں اور حاکم اسلام کے پاس اُن کا فیصلہ لایا جائے تو ان کو رجم کیا جائے گا جبکہ وہ دونوں محصن ہیں۔ ابراہیم نخعی نے کہا جب تک وہ اسلام قبول کرنے کے بعد جماع نہ کریں وہ محصن نہیں۔ امام مالک اور علماء کوفہ بھی یہی کہتے ہیں کیونکہ اسلام محصن ہونے کی شرط ہے باب کا دوسرا حصّہ یہ ہے کہ کیا ذمیوں میں فیصلہ کرنا ہم پر واجب ہے یا ہمیں اختیار ہے؟ امام مالک احمد اور شافعی نے کہا جس وقت وہ حاکم اسلام کے پاس فیصلہ لائیں تو ہمیں اختیار ہے فیصلہ کریں یا نہ کریں امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ کہتے ہیں ان میں فیصلہ کرنا ہم پر واجب ہے امام شافعی کا بھی مشہور قول یہی ہے۔

ترجمہ ۶۴۳۲ ـــ شیبانی نے کہا میں نے عبداللہ بن اوفیٰ سے رجم کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے میں نے کہا سورۂ نور کے نزول

۶۴۳۳ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ الْيَهُوْدَ جَاءُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا لَهٗ اَنَّ رَجُلًا مِّنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُوْنَ فِی التَّوْرٰةِ فِیْ شَاْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوْا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ اِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ فَاَتَوْا بِالتَّوْرٰةِ فَنَشَرُوْهَا فَوَضَعَ اَحَدُهُمْ يَدَهٗ عَلٰى اٰيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَاَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ سَلَامٍ اِرْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهٗ فَاِذَا فِيْهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ قَالُوْا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ

سے پہلے یا بعد رجم کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا یہ مجھے معلوم نہیں۔ علی بن مسہر، خالد بن عبداللہ، محاربی عَبیدہ بن حُمید نے شیبانی سے روایت کرنے میں عبدالواحد کی متابعت کی ان میں سے بعض نے سورۂ مائدہ ذکر کیا ہے اور پہلا (سورۂ نور) صحیح تر ہے۔

۶۴۳۲ شرح: یعنی مذکور روایت کرنے والے حضرات تابعین میں سے بعض نے سورہ نور کی جگہ سورۂ مائدہ ذکر کی ہے لیکن پہلی روایت جس میں سورۂ نور کا ذکر ہے وہ صحیح تر ہے

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سورۂ مائدہ میں زناء اور رجم کا ذکر نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ، یہودیوں کے زناء کے بارے میں نازل ہوئی ہے جبکہ وہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فیصلہ لائے اور حضور نے ان کو رجم کرنے کا حکم دیا تھا۔

۶۴۳۳ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہودی آئے اور ذکر کیا کہ اُن میں سے ایک مرد اور عورت نے زناء کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا رجم کے بارے میں تم اپنی کتاب میں کیسا پاتے ہو۔ اُنہوں نے کہا ہم انہیں رسوا کرتے ہیں اور ان کو کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام نے کہا جھوٹ بولتے ہیں تورات میں رجم مذکور ہے وہ تورات لائے پھر اسے کھولا تو ان میں سے ایک شخص نے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھ دیا پھر آیت رجم کا ماقبل اور مابعد پڑھا۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسے کہا اپنا ہاتھ اُٹھا اچانک دیکھا کہ اس میں آیت رجم ہے۔ یہودیوں نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس نے سچ کہا ہے اس میں آیت رجم ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی اور زانیہ دونوں

بِهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنَا عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيهَا الْحِجَارَةَ

بَابُ إِذَا رَمَى امْرَأَتَهُ أَوِ امْرَأَةَ غَيْرِهِ بِالزِّنَى عِنْدَ الْحَاكِمِ وَالنَّاسِ هَلْ عَلَى الْحَاكِمِ أَنْ يَبْعَثَ إِلَيْهَا فَيَسْأَلَهَا عَمَّا رُمِيَتْ بِهِ

۶۴۳۴ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

کے متعلق حکم فرمایا تو ان کو سنگسار کر دیا گیا پھر میں نے آدمی کو دیکھا کہ عورت پر مائل ہوتا تھا اس کو پتھروں سے بچاتا تھا۔

۶۴۳۳ شرح : اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں ذمی یہودیوں کو رجم کا حکم اس تقدیر پر فرمایا کہ تورات میں رجم ہے لیکن علماء کہتے ہیں کہ جب ذمی اہلِ اسلام کی طرف رجوع کریں تو وہ اپنی شریعت کے موافق حکم کریں گے۔ ممکن ہے کہ تورات سے حکم کرنا محض ان کو الزام دینے اور خاموش کرنے کے لئے تھا۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کافر ذمی جب زنا کرے تو جمہور علماء کے نزدیک اس پر حد واجب ہے۔ دوسرے یہ کہ اہلِ ذمہ کی ایک دوسرے پر گواہی قبول کی جاسکتی ہے اور اہلِ کتاب کافرہ عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ تیسرے یہ کہ یہودی تورات کی طرف ایسے امور بھی منسوب کرتے تھے جو تورات میں نہ تھے۔ چوتھے یہ کہ پہلی امتوں کے احکام جن کا اللہ تعالیٰ نے انکار نہ کیا ہے وہ ہمارے لئے مشروع ہیں اور اسلام احصان کے لئے شرط نہیں۔ امام شافعی اور امام احمد یہی کہتے ہیں۔ مالکیہ اور اکثر حنفیہ کہتے ہیں احصان کے لئے اسلام شرط ہے اور اس باب میں مذکور حدیث کا جواب یہ ذکر کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو تورات کے حکم کے موافق رجم کیا تھا۔ اس میں اسلام کے حکم کا کوئی ذکر نہیں۔

(حدیث ۶۴۱۷ ج ۱۰ کی شرح دیکھیں)

باب جب اپنی بیوی یا اپنے غیر کی بیوی کو حاکم اور لوگوں کے پاس زناء کی تہمت لگائی۔ کیا حاکم کے لئے ضروری ہے کہ اس عورت کے پاس کسی شخص کو

وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَقَالَ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا أَجَلْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَأْذَنْ لِي أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا قَالَ مَالِكٌ وَالْعَسِيفُ الْأَجِيرُ فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِي ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ

بھیجے جو اُس سے اِس کے متعلق دریافت کرے جس کی لسے تہمت لگائی گئی ہے۔

۶۴۳۴ — ترجمہ: ابوہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کو خبر دی کہ دو شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا لے گئے ان میں سے ایک نے کہا ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ فرمائیں۔ دوسرے نے کہا حالانکہ ان دونوں میں سے وہ سمجھدار تھا ہاں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ فرمائیں۔ اور مجھے اجازت فرمائیں کہ میں کلام کروں۔ حضور نے فرمایا کہو۔ اُس نے کہا میرا بیٹا اس شخص کا خادم تھا۔ مالک نے کہا عسیف اجیر ہے (جو کرایہ پر کام کرے) اُس نے اس شخص کی بیوی سے زنا کیا تو مجھے لوگوں نے خبر دی کہ میرے بیٹے پر رجم ہے۔ میں نے اپنے بیٹے کی طرف سے سو بکریاں اور ایک لونڈی فدیہ دی پھر میں نے اہلِ علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی ہے رجم صرف اس کی بیوی پر ہے پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کروں گا بہرحال تمہاری بکریاں تیری طرف واپس کی جاتی ہیں اور اس کے بیٹے کو سو کوڑے مارے پھر

فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً وَغَرَّبَهُ عَامًا وَأَمَرَ أُنَيْسًا الْأَسْلَمِيَّ أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الْآخَرِ فَإِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا

بَابُ مَنْ أَدَّبَ أَهْلَهُ أَوْ غَيْرَهُ دُونَ السُّلْطَانِ

وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ وَفَعَلَهُ أَبُو سَعِيدٍ

اس کو ایک سال جلا وطن کر دیا اور اُنیس اسلمی کو حکم دیا کہ اُس شخص کی بیوی کے پاس جائے اگر وہ اقرار کر لے تو اس کو رجم کر دے، چنانچہ اس عورت نے اقرار کر لیا تو انس نے اس کو رجم کیا (حدیث ۲۵۱۶ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے اپنے گھر والوں اور ان کے غیر کو بادشاہ کے سامنے تادیب کی،،

ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جب کوئی نماز پڑھے پس کسی نے ارادہ کیا کہ اس کے آگے سے گزرے تو اس کو روکے اگر وہ انکار کرے تو اس سے جھگڑا کرے ابوسعید نے یہ کیا۔"

اس عنوان سے غرض یہ ہے کہ اپنے گھر والوں یا دوسرے لوگوں کو زجر و تشدید کے لئے بادشاہ کی اجازت ضروری ہے یا نہیں اس میں فقہاء کا اختلاف رائے پایا جاتا ہے، چنانچہ امام مالک نے کہا جب غلام یا باندی نے زناء کیا یا شراب پی یا کسی کو تہمت لگائی اور اس پر گواہی ثابت ہو گئی تو ان کا مالک ان پر حد جاری کرے گا اگر انہوں نے مذکور جرم کا اقرار کیا تو حد نہ جاری کرے لیکن اگر غلام یا لونڈی نے چوری کی تو ان کے ہاتھ قطع نہیں کرے گا۔ ہاتھ صرف حاکم اسلام ہی کاٹ سکتا ہے۔ حضرات صحابہ کرام کی ایک جماعت نے اپنے غلاموں پر حدود جاری کئے تھے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ فقہاء رضی اللہ عنہم نے کہا حاکم اسلام ہی ان پر حدود جاری کرے گا ان کے مالکوں کو حد جاری کرنے کی اجازت نہیں۔ سفیان ثوری اور اوزاعی نے کہا مالک زناء کی حد قائم کر سکتا ہے۔

ابوسعید سعد بن مالک سے مذکور تعلیق کا مدلول یہ ہے کہ آدمی واجب میں غیر اہل کو تادیب کر سکتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے والے کو اجازت دی کہ اس کے آگے سے گزرنے والے کی مدافعت کرے یہ اس

۴۴۳۵ـ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مٰلِكٌ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ اَبُوْبَكْرٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَاسَهٗ عَلٰى فَخِذِیْ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ فَعَاتَبَنِیْ وَجَعَلَ يَطْعَنُ بِيَدِهٖ فِیْ خَاصِرَتِیْ وَلَا يَمْنَعُنِیْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ

کے لئے تادیب ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۴۳۵ـ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابوبکر صدیق آئے حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ران پر اپنا سر مبارک رکھا ہُوا تھا۔ اُنہوں نے آتے ہی کہا تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگوں کو روک رکھا ہے، حالانکہ وہ پانی کے پاس نہیں انہوں نے مجھے عتاب کیا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھوں میں مارنے لگے اور مجھے حرکت کرنے سے صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میری ران پر سر مبارک رکھنا مانع تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت کریمہ نازل فرمائی۔

۴۴۳۵ـ شرح: یہ حدیث مختصر ذکر کی ہے۔ آیت تیمّم کے نزول کا یہی واقعہ تھا تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اس وسعتِ نعمت کا شکر ادا کیا اور کہا اے آلِ ابی بکر یہ تمہاری پہلی برکت ہے۔

اس حدیث کی عنوان سے مناسبت واضح ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو عتاب فرمایا، حالانکہ حضور سے اجازت نہ لی تھی جبکہ آپ آرام فرما رہے تھے۔

(حدیث ۳۲۹ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۳۲۹

۶۴۳۶ـــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَكَزَنِي لَكْزَةً شَدِيدَةً وَقَالَتْ وَقَالَ حَبَسْتِ النَّاسَ فِي قِلَادَةٍ فَبِي الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَوْجَعَنِي نَحْوَهُ لَكَزَ وَكَزَ

بَابٌ مَنْ رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهُ

۶۴۳۷ـــــ حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا

۶۴۳۶ـــــ **ترجمہ** : ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور مجھے زور سے مُکا مارا اور کہا تو نے لوگوں کو ہار میں روک رکھا ہے پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے سبب میری موت تھی اور مجھے موت کی مانند درد پہنچائی۔ امام بخاری نے کہا لکز وکز دونوں ہم معنی ہیں۔

۶۴۳۶ـــــ **شرح** : لکز اور وکز کے معنی ہیں ہاتھ کی ساری انگلیوں کو جمع کر کے جسم پر مارنا مُکا۔ قولہ فَبِي الْمَوْتُ ، یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پہ سر مبارک رکھ کر آرام فرما تھے میرا حرکت کرنا میرے لئے موت تھی کیونکہ اس سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوجاتے تو آپ کی استراحت میں خلل آتا جو میری سخت پریشانی کا سبب بنتا گویا کہ یہ میرے لئے موت تھی۔

باب جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ کوئی آدمی دیکھے تو اسے قتل کر دے؟

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے عنوان کا ذکر نہیں کیا کیونکہ اس میں اختلاف ہے جمہور فقہاء نے کہا اس پر قصاص ہے۔ امام احمد اور اسحاق نے کہا اگر قاتل نے گواہ پیش کر دیئے کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ اجنبی کو پایا تھا تو مقتول کا خون بیکار ہے قاتل پر قصاص نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ معاملہ اللہ کے حوالہ ہے اگر وہ آدمی شادی شدہ ہے اور شوہر جانتا ہے کہ اُس نے وہ کام کر لیا ہے جو غسل کو واجب کرتا ہے تو اسے

مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرُ مُصْفِحٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّي

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّعْرِيْضِ

۶۴۳۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيْهَا مِنْ

قتل کر دے لیکن ظاہری حکم کے لحاظ سے اس سے قصاص ساقط نہ ہوگا (عینی)

۶۴۳۷۔ ترجمہ: مغیرہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ نے کہا اگر میں کسی آدمی کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھوں تو درگزر کئے بغیر اس کو تلوار سے قتل کردوں گا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا کیا تم سعد کی غیرت سے تعجب کرتے ہو؟ میں اس سے زیادہ غیور ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیور ہے۔

۶۴۳۷۔ شرح: سعد بن عبادہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس طرح قتل کرنا جائز نہیں تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع کیوں نہیں کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ قواعد شرعیہ میں یہ امر ثابت ہے کہ اس وقت تک قتل کے جواز کا حکم نہیں کرتے جب تک اس کا موجب ثابت نہ ہو امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا یہ معاملہ اللہ کے حوالے ہے کما مر۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد "کیا تم سعد کی غیرت سے تعجب کرتے ہو"، کا مدلول یہ ہے کہ حضور نے اس کی تعریف کی اور اس کو بندے اور اللہ کے درمیان رکھا۔ غیرت سب اچھی ہے جس شخص میں غیرت نہیں اس کا خلق محمود نہیں احناف نے اس میں خوب وضاحت کی ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی یا باندی کے ساتھ کوئی آدمی دیکھے کہ وہ اس پر غلبہ کر رہا ہے اور اس سے زناء کرتا ہے اس کو قتل کر دے اور اگر کسی آدمی کو اپنی بیوی یا محرم کے ساتھ دیکھا حالانکہ وہ زانی کی موافقت و مطاوعت کرتی تو مرد و زن دونوں کو قتل کر دے۔ بعض حنفیہ مطلقاً قتل کرنے سے منع کرتے ہیں۔ مہلب نے کہا حدیث کا مدلول یہ ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے اور اسے قتل کر دے تو اس پر قصاص واجب ہے، کیونکہ اگرچہ اللہ تعالیٰ بہت

اَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَنّٰی کَانَ ذٰلِكَ قَالَ اُرَاہُ عِرْقٌ نَزَعَہٗ قَالَ فَلَعَلَّ اَبْنَكَ ھٰذَا نَزَعَہٗ عِرْقٌ

غیور ہے لیکن اُس نے حدود میں شہود ضروری قرار کر دیئے ہیں لہٰذا کسی کے لئے جائز نہیں کہ اللہ کی حدود سے تجاوز کرے صرف دعویٰ سے قصاص ساقط نہ ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم ا

باب تعریض میں روایات

۶۴۳۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آیا اور کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری بیوی نے کالا بچہ جنم دیا ہے۔ حضور نے فرمایا تیرے اُونٹ ہیں؟ اُس نے کہا جی ہاں! فرمایا ان کے رنگ کیسے ہیں عرض کیا سُرخ ہیں۔ فرمایا کیا اُن میں کوئی کالا بھی ہے عرض کیا جی ہاں فرمایا وہ کیسے کالا ہوگیا کہا میرا خیال ہے کہ کسی رگ نے اس کو نکالا ہے فرمایا شائد تیرے اس بیٹے کو کسی رگ نے نکالا ہے۔

۶۴۳۸ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ بچے کا کالا پیدا ہونا اس طرف اشارہ ہے کہ اس کی ماں نے اس شخص سے زنا کیا ہے جس کا رنگ کالا ہے کیونکہ میں سفید ہوں۔ یہ امر واضح ہے کہ تعریض کے ساتھ قذف وتہمت صریح قذف کے حکم میں نہیں ہے لہٰذا یہ شخص قاذف مردود الشہادت نہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ تیرے پاس اونٹ ہیں؟ پھر اونٹوں کے الوان سے استفسار کیا، کیونکہ حیوانات میں سے بعض کی طبیعتیں، خلقت اور رنگ میں بعض سے مشاکلت رکھتی ہیں اور ان کے رنگ ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی عارضہ کے باعث خلقت اور لون میں مختلف ہو جاتے ہیں ایسے آدمی نادر طبائع اور نادر عروق اور رگوں کے لحاظ سے خلقت و رنگ میں ایک دوسرے سے مختلف ہو جاتے ہیں جبکہ آدمی کی جنس قریب بھی حیوان ہے۔ اس حدیث سے امام ابوحنیفہ، شافعی رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ تعریض کے ساتھ قذف میں حد نہیں کیونکہ حد واضح تصریح سے واجب ہوتی ہے، لیکن ایسے شخص کے لئے زجر و تہدید ضروری ہے۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تعریض تصریح کی طرح ہے۔

بَابٌ كَمِ التَّعْزِيْرُ وَالْأَدَبُ

٦٤٣٩ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بْنُ أَبِي حَبِيْبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللهِ

باب تعزیر اور ادب کی مقدار کیا ہے؟

تعزیر عزر سے ماخوذ ہے اس کے معنی ردّ اور منع کے ہیں کسی شخص کے دشمنوں کو اس سے دفع کرنے کے اور اس کو ان کی ضرر سے روکنے کے لئے عزر دفع کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جب قاضی کسی کو زجر و تہدید کرے تاکہ وہ بُری اشیاء کی طرف نہ جائے تو اس وقت کہا جاتا ہے عَزَّرَهُ الْقَاضِیْ "تہدید و تعزیر طباع کے اعتبار سے قول اور فعل سے ہوسکتی ہے۔ ادب تادیب وہ زجر و تہدید" کے معنی میں ہے یہ تعزیر سے عام ہے اسی سے والد کا تادیب کرنا یا مُعلم کا تادیب "زجر و تہدید" کرنا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رضی اللہ عنہما نے کہا تعزیر چالیس کوڑوں تک نہیں پہنچتی بلکہ اس سے ایک کوڑا کم کر دیا جائے۔ امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے۔

٦٤٣٩ ـــ ترجمہ: ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس سے زیادہ کوڑے نہ لگائے جائیں مگر اللہ کی حدود میں سے کسی حد میں لگائے جائیں۔

٦٤٣٩ ـــ شرح: تعزیر اور حد میں فرق یہ ہے کہ جو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے معین ہو اس کو حد کہتے ہیں اور جو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے معین نہ ہو اور حاکم کی صوابدید پر ہو اس کو تعزیر کہتے ہیں۔

اَبُوْبُرْدَہ: ابوبردہ چند آدمی ہیں اول ابوبردہ ہانی بن نیار دوم ابوبردہ عامر بن قیس اشعری یہ ابوموسیٰ اشعری کے بھائی دونوں صحابی ہیں۔ سوم ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری تابعی ہیں اس حدیث میں ابوبردہ بن نیار مراد ہیں کیونکہ آئندہ حدیث میں اس کی وصف انصاری سے کی گئی ہے۔

۶۴۴۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ عَمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عُقُوبَةَ فَوْقَ عَشْرِ ضَرَبَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ

۶۴۴۰۔ ترجمہ: عبدالرحمٰن بن جابر نے اس شخص سے بیان کیا جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دس کوڑوں سے اوپر عقوبت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد میں۔

۶۴۴۰۔ شرح: امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اور بسیار حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دس کوڑوں سے اوپر تعزیر تجویز کی ہے اور اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اجماعِ صحابہ سے منسوخ ہے "تیسیر القاری" یا مذکور حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ تادیبات جن کا تعلق معصیت سے نہ ہو جیسے والد اپنے چھوٹے بیٹے کو تادیب کرے تو اسے دس کوڑوں سے اوپر نہ لگائے۔ بعض علماء نے کہا معاصی کے مراتب میں فرق کیا جائے جن میں تقدیر شرعی مذکور ہے اس پر زیادتی نہ کی جائے اور جن میں تقدیر شرعی نہیں اگر وہ معاصی کبیرہ ہیں تو ان میں زیادتی جائز ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ گناہ کے مطابق عقوبت فرماتے ہیں اور اس کو مجتہدین کے اجتہاد کے مفوض کرتے ہیں اگرچہ حد سے تجاوز کر جائے۔ ابن قصار نے کہا تعزیر کا طریقہ امام کے اجتہاد پر مبنی ہے جیسے بھی امام کا ظن ہو کہ اس مقدار سے زجر ہو جاتی ہے کیونکہ لوگ مختلف ہیں بعض کو تو صرف کلام سے زجر ہو جاتی ہے اور بعض کو سو کوڑوں سے بھی زجر نہیں ہوتی۔ بہرکیف ابن قصار کے نزدیک تعزیر امام کی رائے پر موقوف ہے کہ جس مقدار سے زجر و تہدید ہو جائے۔ مہلّب نے کہا ہم دیکھتے ہیں کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ وصال کرنے والوں سے شدت کے کلمات فرمائے تھے ایسے ہی امام کے لئے جائز ہے کہ اپنے اجتہاد کے مطابق تعزیر میں کمی و بیشی کرے تو ہر شخص کو اس کے عصیان کے مطابق تعزیر کرے اگر اس میں مقدار معین ہو تو اس کا خلاف جائز نہ ہوگا (عینی)

۶۴۴۱۔ ترجمہ: ابن وہب نے کہا مجھے عمرو نے خبر دی کہ بکیر نے ان سے بیان کیا کہ ایک وقت میں سلیمان بن یسار کے پاس بیٹھا ہوا تھا اچانک عبدالرحمٰن بن جابر

۶۴۴۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ بَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ سُلَيْمَنَ بْنِ يَسَارٍ إِذْ جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ جَابِرٍ فَحَدَّثَ سُلَيْمَنَ بْنَ يَسَارٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا سُلَيْمَنُ بْنُ يَسَارٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَابِرٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بُرْدَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشَرَةِ أَسْوَاطٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ

۶۴۴۲ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَإِنَّكَ يَا رَسُولَ اللهِ تُوَاصِلُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّكُمْ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ حِينَ أَبَوْا تَابَعَهُ

آگئے انہوں نے سلیمان بن یسار سے حدیث بیان کی پھر سلیمان بن یسار ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا مجھ سے عبدالرحمن بن جابر نے بیان کیا ہے کہ ان کے والد نے ان کو خبر دی کہ اُس نے ابو بردہ انصاری کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اللہ کی حدوں میں کسی حد کے سوا دس کوڑوں سے اوپر کوڑے نہ لگاؤ۔

۶۴۴۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے وصال کرنے سے منع فرمایا ایک مسلمان آدمی نے سوال عرض کیا : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ تو روزوں میں وصل فرماتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے میری مثل کون ہے؟ میں رات بسر کرتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ جب لوگ وصال کے روزوں سے نہ رُکے تو حضور

شُعَيْبٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۴۴۳ ـــ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُمْ كَانُوا يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَرَوْا طَعَامًا جِزَافًا أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِمْ حَتّٰى يُؤْوُوهُ إِلَى رِحَالِهِمْ

نے ایک دن وصال کیا پھر دوسرے دن بھی وصال کیا پھر لوگوں نے چاند دیکھ لیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاند تاخیر کرتا تو میں تم پر اور زیادہ کرتا۔ یہ حضور نے ان کو تنبیہ کے طور پر فرمایا جبکہ انہوں نے انکار کیا تھا شعیب، یحییٰ بن سعد اور یونس نے زہری سے روایت کرنے میں عقیل کی متابعت کی۔ عبدالرحمٰن بن خالد نے ابن شہاب سعید اور ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔

۶۴۴۲ ـــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت کَالْمُنَكِّلِ بِهِمْ ،، میں ہے۔ یعنی حضور لوگوں کو ایسے ڈرانے تھے جیسے کوئی ان کی عقوبت کا ارادہ کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بھوک رکھنے سے بھی تعزیر ہو سکتی ہے۔ وصال کے معنی ہیں دو روزوں کو ملانا اور ان کے درمیان نہ کچھ کھانا نہ پینا۔ قولہ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ ،، یعنی اللہ تعالیٰ مجھ میں کھانے پینے کے بغیر اس کی قوت پیدا کرتا ہے مجھے کھانے کی احتیاج نہیں ہے یہی معنی بہتر ہیں۔ بعض علماء نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت سے کھلاتا پلاتا ہے لیکن یہ معنی مناسب نہیں، کیونکہ اگر حقیقۃً دن کو کھائیں تو روزہ سے نہ ہوئے اور اگر رات میں کچھ کھا پی لیا تو روزوں میں وصال نہ ہوا،، (حدیث ۱۸۴۲ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۴۴۳ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بطور تعزیر مارا جاتا تھا جبکہ وہ غلہ اندازہ اور تخمینہ سے خریدتے کہ وہ اسی جگہ (جہاں سے خریدا ہوتا) اسے فروخت نہ کریں حتی کہ اس کو اپنے گھر میں لے جائیں۔

۶۴۴۳ ـــ شرح : أَنْ يَبِيعُوهُ یعنی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں لوگوں کو

۶۴۴۴ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنَا عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ يُؤْتَى إِلَيْهِ حَتَّى يُنْتَهَكَ مِنْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ

بَابُ مَنْ أَظْهَرَ الْفَاحِشَةَ وَاللَّطْخَ وَالتُّهْمَةَ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ

۶۴۴۵ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ

خرید و فروخت کرتے وقت اس لئے مارتے تھے کہ وہ غلہ اندازہ سے ناپ تول کئے بغیر خرید کر اسی جگہ فروخت نہ کریں یہاں تک کہ اس کو اپنے ٹھکانوں پر لے جائیں مقصد یہ ہے کہ جب تک مشتری مبیعہ پر قبضہ نہ کرے اس کو فروخت نہ کرے (حدیث ۲۰۰۵ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۴۴۴ــ ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز میں جو آپ کے پاس لائی جاتی اپنی ذات کریمہ کی خاطر انتقام نہیں لیا یہاں تک کہ اللہ کی حدود کو توڑا جاتا اس وقت اللہ کے لئے انتقام لیتے تھے۔

۶۴۴۴ــ شرح : یعنی اگر کوئی شئ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کی جاتی جس میں حضور کو ایذا دی جاتی تو اس میں اپنی ذات کریمہ کی خاطر عذاب نہ دیتے تھے حتی کہ وہ امور کئے جاتے جن کو اللہ تعالی نے حرام کیا ہے اس وقت اللہ تعالی کی خاطر انتقام لیتے تھے۔ انتہاک کے معنی معصیت کا ارتکاب کرنا ہے۔ اس حدیث کی باب سے مناسبت واضح ہے، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارتکاب معاصی پر ضرب وحبس کرتے تھے یہ باب التعزیر میں داخل ہے۔

باب جس نے گواہ کے بغیر فحش بات گالی گلوچ اور تہمت ذکر کی،،

۶۴۴۵ــ ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا میں لعان کرنے والوں کے پاس موجود تھا، حالانکہ

زَوْجُهَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا اِنْ اَمْسَكْتُهَا قَالَ فَحَفِظْتُ ذٰلِكَ مِنَ الزُّهْرِيِّ اِنْ جَاءَتْ بِهٖ كَذَا وَكَذَا فَهُوَ وَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ كَذَا وَكَذَا كَاَنَّهٗ وَحَرَةٌ فَهُوَ وَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ جَاءَتْ بِهٖ لِلَّذِيْ يُكْرَهُ

۶۴۴۶ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْقٰسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ شَدَّادٍ هِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا امْرَاَةً عَنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ قَالَ لَا تِلْكَ امْرَاَةٌ اَعْلَنَتْ ۶۴۴۷ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ

میں پندرہ برس کا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان جدائی کردی تو شوہر نے کہا میں نے اس پہ جھوٹ بولا اگر اس کو اپنے پاس روکوں۔ سفیان نے کہا میں نے یہ زہری سے یاد کیا کہ اگر یہ عورت ایسا ایسا بچہ لائی تو وہ یہ ہے اور اگر ایسا ایسا لائی گویا کہ وہ چھپکلی کی طرح ہے تو وہ یہ ہے۔ میں نے زہری سے سنا وہ کہتے تھے اس نے مکروہ بچہ جنا۔

۶۴۴۵ـــ شرح : یعنی اگر اس عورت نے سیاہ فام اور سیاہ آنکھوں والا موٹے سرین والے بچّہ کو جنم دیا تو یہ مرد سچا ہے اور اگر سُرخ رنگ والا کوتاہ قد گویا کہ وہ چھپکلی کی طرح ہے تو یہ مرد جھوٹا ہے ؛ چنانچہ اس عورت نے مکروہ حال والے بچّہ کو جنم دیا (ولد زنا)

۶۴۴۶ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے لعان کرنے والوں کو ذکر کیا تو عبداللہ ابن شداد نے کہا کیا یہ وہ عورت تھی جس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر گواہی کے بغیر میں کسی عورت کو رجم کرتا تو اسے رجم کرتا ؟ ابن عباس نے کہا نہیں وہ کوئی اور عورت ہے جو علانیہ بدکاری کرتی تھی۔

۶۴۴۷ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لعان ذکر کیا گیا تو اس کے متعلق عاصم بن عدی نے کوئی بات کہی پھر چلا گیا اور اس کی قوم

قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقٰسِمِ عَنِ الْقٰسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ذُكِرَ الْمُتَلَاعِنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يَشْكُو أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ أَهْلِهِ رَجُلًا وَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيتُ بِهٰذَا إِلَّا لِقَوْلِي فَذَهَبَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعَرِ وَكَانَ الَّذِي ادَّعٰى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ أَهْلِهِ آدَمَ خَدْلًا كَثِيرَ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ فَوَضَعَتْ شَبِيهًا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ الرَّجُلُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهِ فَقَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ السُّوْءَ

سے ایک شخص اس کے پاس آیا اس حال میں کہ وہ شکایت کرتا تھا کہ اُس نے اپنی بیوی کے پاس کوئی مرد پایا ہے۔ عاصم نے کہا میں اس میں مبتلا نہیں ہوا مگر اس وجہ سے کہ میں نے کوئی بات کہی تھی وہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور حضور سے وہ واقعہ عرض کیا جس پر اپنی بیوی کو پایا تھا۔ دعویٰ کرنے والا آدمی کا زرد رنگ، کم گوشت اور دراز بال تھے جن میں شکن نہ تھا اور وہ شخص جس پہ یہ دعویٰ کیا تھا کہ اس کو اپنی بیوی کے پاس پایا ہے۔ وہ گندمی رنگ بھری ہوئی پنڈلی والا اور موٹا تازہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ حق ظاہر کر تو اس عورت نے اس آدمی کے مشابہ بچہ جنا جس کے متعلق اس کے شوہر نے کہا تھا کہ اس کو اپنی بیوی کے پاس پایا ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان لعان کر دیا۔ اس مجلس میں ایک شخص نے ابن عباس سے کہا یہ وہ عورت ہے جس کے متعلق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو گواہی کے بغیر سنگسار کرتا تو اس عورت کو کرتا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ لَا تِلْكَ امْرَاَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْاِسْلَامِ السُّوْءَ

بَابُ رَمْيِ الْمُحْصَنَاتِ

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً اِلٰى غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْاٰيَةَ

۶۴۴۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمٰنُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے کہا نہیں وہ کوئی اور عورت ہے جو اسلام میں علانیہ بدکاری کرتی تھی

۶۴۴۷ شرح: قولہ فَاَتَاهُ رَجُلٌ ، یعنی عاصم بن عدی کے پاس ایک آدمی آیا اور وہ عویمر تھا اور کہا کہ اُس نے اپنی بیوی کے پاس ایک اجنبی مرد کو پایا ہے عاصم عویمر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ خدل کے معنی پر گوشت پنڈلیاں، عاصم بن عدی بن عجلان عجلانی بلوی ہے وہ بدر، اُحد، خندق اور دیگر تمام غزوات میں حاضر رہے ہیں۔ پینتالیس ہجری میں فوت ہوئے جبکہ ان کی عمر تقریباً ایک سو بیس برس تھا۔

باب پاک دامن عورتوں کو تہمت لگانا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: جو لوگ پاکدامن عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ نہیں لاتے ان کو اسی کوڑے مارو اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ یہ لوگ فاسق ہیں لیکن وہ لوگ جو اس کے بعد توبہ کر گئے اور اپنی درستی کی بے شک اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ بیشک وہ لوگ جو پاک دامن غافل عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہیں اور ان کو عذاب عظیم ہوگا۔

۶۴۴۸ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاک کرنے والے سات امور سے بچو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہیں؟ فرمایا اللہ کا شریک بنانا جادو کرنا، اس جان کو قتل جس کو اللہ نے حرام

قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبٰوا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ

بَابُ قَذْفِ الْعَبِيْدِ

۶۴۴۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ فُضَيْلِ ابْنِ غَزْوَانَ عَنِ ابْنِ اَبِي نُعْمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقٰسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ وَهُوَ بَرِيْءٌ مِّمَّا قَالَ جُلِدَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ كَمَا قَالَ

کیا ہے مگر حق کے ساتھ۔ سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی کے روز بھاگ جانا، پاک دامن مؤمن زنا سے غافل عورتوں کو تہمت لگانا (حدیث ۲۵۷۸ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب غلاموں کو تہمت لگانا

۶۴۴۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب ابوالقاسم رسولِ محتشم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس نے اپنے غُلام کو تہمت لگائی حالانکہ وہ اس سے بری ہے جو آپ نے کہا تھا اس کو قیامت میں کوڑے مارے جائیں گے مگر یہ کہ غلام ایسا ہو جیسا اُس نے کہا ہے۔

۶۴۴۹ — شرح : قذف کی عبید کی طرف اضافت فاعل کی طرف ہے یا مفعول کی طرف ہے اگر فاعل کی طرف اضافت ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ غلام کا کسی پر تہمت لگانا اس کا حکم یہ ہے کہ غلام پر نصف حد یعنی چالیس کوڑے ہیں اس میں غلام اور باندی دونوں مساوی ہیں لیکن مذکور حدیث سے واضح ہے کہ یہ اضافت مفعول کی طرف ہے۔ قولہ "جلد یوم القیامۃ" سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں مالک پر حد نہیں۔ علامہ عینی نے مہلب سے نقل کیا کہ جمہور فقہاء اس بات میں متفق ہیں کہ آزاد آدمی جب غلام

بَابٌ هَلْ يَأْمُرُ الْإِمَامُ رَجُلًا فَيَضْرِبُ غَائِبًا عَنْهُ

وَقَدْ فَعَلَهُ عُمَرُ ۔ ۶۴۵۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَا جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ صَدَقَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَائْذَنْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ فَقَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا فِي أَهْلِ هٰذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ وَإِنِّي سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ

کو تہمت لگائے تو اس پر حد نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کو قیامت کے دن سزا دی جائے گی اور کوڑے مارے جائیں گے اگر دنیا میں اس پر حد ہوتی تو حدیث شریف میں ذکر کی جاتی جیسے آخرت میں ذکر کی ہے۔

باب کیا حاکم کسی آدمی کو حکم دے کہ وہ حاکم سے غائب کو حد مارے

حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ کیا تھا کہ ان کی عدم موجودگی میں ملزم کو حد لگائی گئی یعنی جب کسی آدمی پر حد واجب ہو، حالانکہ وہ حاکم سے غائب ہے تو کیا وہ کسی آدمی سے کہہ سکتا ہے کہ فلاں غائب شخص کے پاس جاؤ اور اس پر حد قائم کرو؟ اس کا جواب محذوف ہے۔ وہ یہ کہ جائز ہے۔

۶۴۴۹ ۔ ترجمہ: ابوہریرہ، زید بن خالد جہنی دونوں نے کہا ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کریں

الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِی اَنَّ عَلٰی ابْنِیْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِیْبَ عَامٍ وَاَنَّ عَلٰی امْرَأَةِ هٰذَا الرَّجْمَ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَاَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا بِکِتَابِ اللّٰهِ الْمِائَةُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَیْکَ وَعَلٰی ابْنِکَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِیْبُ عَامٍ وَیَا اُنَیْسُ اُغْدُ عَلٰی امْرَأَةِ هٰذَا فَسَلْهَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الدِّیَاتِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ

اس کا مقابل آدمی کھڑا ہوا، حالانکہ وہ اس سے زیادہ سمجھدار تھا اُس نے کہا یہ سچ کہتا ہے ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمائیں اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو۔ اُس نے کہا میرا بیٹا اس کے گھر اس کا خادم تھا اُس نے اس کی بیوی سے زنا کیا تو میں نے اس کے عوض سو بکری اور خادم فدیہ دیا اور میں نے علماء سے پوچھا تو انہوں نے مجھے خبر دی کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی واجب ہے اور اس شخص کی بیوی پر رجم ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کرتا ہوں ، سو بکری اور خادم تجھے واپس کر دیا جاتے اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی ہے۔ اے انیس صبح اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو اگر وہ اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر دو اس عورت نے زنا کا اقرار کر لیا تو اس کو رجم کر دیا۔

۶۴۵۱ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ رَجُلٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الدِّيَاتِ

دیات دیۃ کی جمع ہے اصل میں ودی "وَدَيْتُ الْقَتِيلَ" کی مصدر ہے۔ "أَعْطَيْتُهُ وَدِيَتَهُ" میں نے مقتول کی دیت ادا کی۔ واؤ کو حذف کر کے اس کے عوض ہا لائے ہیں۔ اس کے لغوی معنی جاری اور خارج ہونے کے ہیں اس سے وادی ہے کیونکہ اس میں پانی جاری ہوتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: جو کسی مومن کو قصداً قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے"

اس آیت کریمہ کی دیت سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس آیت میں عمداً قتل کرنے میں سخت وعید ہے۔ جس کسی نے بغیر حق عمداً قتل کیا پھر مال پر صلح کی گئی تو اس پر دیت واجب ہے۔ اگر کوئی شخص اس سے احتراز کرے تو کوئی شئے واجب نہ ہوگی۔

اس آیت کریمہ کی تاویل میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم نے کہا عمداً قتل کرنے والے کی توبہ قبول نہیں، کیونکہ یہ آیت کریمہ سورۂ فرقان کی آیت کریمہ جس میں قاتل کی توبہ کا ذکر ہے کے چھ ماہ بعد نازل ہوئی جبکہ سورۂ فرقان کی آیت مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی اور سورۂ نساء کی آیت مومنوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے لہذا یہ آیت کریمہ "مَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا" منسوخ نہیں ہوئی جمہور فقہاء نے کہا قاتل اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے؛ چنانچہ عبادہ بن صامت کی حدیث جس میں بیعت عقبہ کا ذکر ہے اس میں یہ ارشاد ہے "جس شخص نے کوئی گناہ کیا اس کا حکم

يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَیُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ اَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تُزَانِیَ حَلِيلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيقَهَا وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا

اللہ کے حوالہ ہے اگر چاہے تو اس کو بخشے اور اگر چاہے تو اس کو عذاب دے،،
نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ،، اور مذکورہ آیت کریمہ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا الآیۃ،، کا مفہوم یہ ہے کہ جو مؤمن کے قتل کو حلال سمجھ کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے، کیونکہ مؤمن کا قتل حلال سمجھنا کفر ہے۔ نیز جب مشتق پر حکم کیا جائے تو اس کا مبداء حکم کی علت ہوتا ہے۔ لہٰذا وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا۔ میں اس کے قتل کی علت ایمان ہے تو معنی یہ ہوئے کہ جو مؤمن کو مؤمن سمجھ کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہمیشہ کے لئے ہے۔

۶۴۵۱ ترجمہ: عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ نے کہا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نزدیک کونسا گناہ بڑا ہے فرمایا تو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے اس نے کہا اس کے بعد کونسا؟ فرمایا یہ کہ تو اپنے بیٹے کو اس خوف سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گا، اس نے کہا پھر اس کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے۔ فرمایا اس کے بعد یہ کہ تو اپنے ہمسایہ کی بیوی سے بدکاری کرے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تائید میں یہ آیت کریمہ نازل کی وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ،، اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرے الٰہ کی عبادت نہیں کرتے اور اس نفس کو قتل نہیں کرتے جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ ہی زنا کرتے ہیں الخ

۶۴۵۱ شرح: سائل نے مذکور سوالات کی ترتیب تنزل کی جانب مرتبہ میں کی ہے بیٹے کو اس خوف سے قتل کرنا کہ وہ کھانے میں شریک ہوگا۔ یہ فعل باوجود اس کے کہ قتل اولاد بحکم طبیعت اور عقل افحش قبائح سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رازقیت سے انکار ہے اور اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ،، ایسی

۶۴۵۲ــــ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِينِهِ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا

۶۴۵۳ــــ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ إِنَّ وَرْطَاتِ الْأُمُورِ الَّتِي لَا مَخْرَجَ لِمَنْ أَوْقَعَ نَفْسَهُ فِيهَا سَفْكُ الدَّمِ الْحَرَامِ بِغَيْرِ حِلِّهِ

۶۴۵۴ــــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ ــــ

آیاتِ قرآنی کے انکار کو مستلزم ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قتل مطلقاً کبیرہ گناہ ہے تو مذکور تقیید کی کیا وجہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے یہ تقیید بطورِ غالب ہے کیونکہ ان لوگوں کی یہی عادت تھی۔ ہمسایہ کی حلیلہ یعنی اس کی بیوی سے بدکاری کرنا ہمسایہ کے ساتھ خیانت ہے جس کے حق کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی ہے (حدیث ۶۰۱۴ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

۶۴۵۲ــــ **ترجمہ**: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن ہمیشہ اپنے دین سے وسعت و فراخی میں رہتا ہے جب تک حرام خون کو نہ پہنچے۔

۶۴۵۲ــــ **شرح**: یعنی مومن کا سینہ ہمیشہ کشادہ رہتا ہے لیکن جب وہ بلاوجہ کسی کو قتل کرے تو تنگی میں پڑ جاتا ہے، کیونکہ بلاوجہ قتل کرنے میں سخت وعید ہے جو اس کے غیر میں نہیں اس وجہ سے اس کا دین اس پہ تنگ ہو جاتا ہے اگر ذَنْبِہٖ پڑھیں تو معنیٰ یہ ہیں کہ وہ اپنے گناہ کے باعث تنگی میں رہتا ہے۔

۶۴۵۳ــــ **ترجمہ**: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا مہلک امور جن سے نکلنا اس کے لئے مشکل ہے جو ان میں پڑا کسی کو ناحق قتل کرنا ہے۔

۶۴۵۵ــــ **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيٍّ حَدَّثَهُ اَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِيَّ حَلِيْفَ بَنِيْ زُهْرَةَ حَدَّثَهُ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَقِيْتُ كَافِرًا فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ يَدِيْ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ بِشَجَرَةٍ فَقَالَ اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ أَ اَقْتُلُهُ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهُ طَرَحَ اِحْدٰى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا ءَ اَقْتُلُهُ قَالَ لَا تَقْتُلْهُ فَاِنْ قَتَلْتَهُ فَاِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ

۶۴۵۳ــــ شرح : ورطات ورطہ کی جمع بمعنی ہلاک ہے یہ وہ امور ہیں جن میں کوئی پڑ جائے تو ان سے نکلنا دشوار ہوتا ہے۔ قولہ بغیر حلہ،، یعنی حق شرعی کے بغیر خونریزی کرنا اور ناحق قتل کرنا۔ بغیر حلہ حرام کی تاکید ہے۔

۶۴۵۴ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں سب سے پہلے لوگوں میں فیصلہ کیا جائے گا وہ قتل ہیں۔

۶۴۵۴ــــ شرح : یعنی قیامت میں لوگوں کے درمیان سب سے پہلے قتل کے مقدمات کے فیصلے ہوں گے کیونکہ لوگوں کے معاملات میں سنگین تر بن قتل کے مقدمات ہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے لوگوں میں نماز کے متعلق فیصلے ہوں گے (نسائی) اس کا جواب یہ ہے کہ عبادات میں سب سے پہلے نماز کے فیصلے ہوں گے اور معاملات میں قتل کے فیصلے پہلے ہوں گے لہٰذا تعارض نہیں۔

۶۴۵۵ــــ ترجمہ : زہری نے کہا ہم سے عطاء بن یزید نے حدیث بیان کی کہ عُبَیداللہ بن عدی نے

قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَهٗ وَاَنْتَ بِمَنْزِلَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِيْ قَالَ وَقَالَ
حَبِيْبُ بْنُ اَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمِقْدَادِ اِذَا كَانَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ يُّخْفِيْ اِيْمَانَهٗ مَعَ قَوْمٍ كُفَّارٍ
فَاَظْهَرَ اِيْمَانَهٗ فَقَتَلْتَهٗ فَكَذٰلِكَ كُنْتَ اَنْتَ تُخْفِيْ اِيْمَانَكَ بِمَكَّةَ قَبْلُ

انہیں خبر دی کہ مقداد بن عمرو کندی بنو زہرہ کے حلیف نے اُن سے بیان کیا اور وہ جنگِ بدر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے انہوں نے کہا یارسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں کسی کافر سے ملوں اور ہم آپس میں جنگ کرنے لگیں وہ میرے ہاتھ پر تلوار مارے اور اس کو کاٹ ڈالے پھر درخت سے پناہ لے اور کہے میں اللہ کے تابع ہوگیا ہوں کیا اس کے یہ کہنے کے بعد میں اس کو قتل کروں ؟ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو قتل نہ کرو عرض کیا یارسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے تو میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر جب ہاتھ کاٹ ڈالا تو اس کے بعد یہ کلمہ کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو قتل نہ کر اگر تو نے اس کو قتل کیا تو اس کو قتل کرنے سے پہلے وہ تیرے مقام میں ہوگا اور تو اس کے کلمہ کہنے سے پہلے اس کے مقام میں ہوگا۔ حبیب بن ابی عمرہ نے سعید کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد سے

۴۴۵۵

شرح : حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کا یہ سوال نفس الامری واقعہ کے متعلق تھا جو وقوع پذیر ہوچکا تھا۔ یہ حدیث غزوۂ بدر میں بایں الفاظ مذکور ہے "حضور مجھے خبر دیں کہ اگر میں کافر مرد سے ملوں" الحدیث .....

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ہاتھ کاٹنے والا شخص ایمان چھپا رہا تھا اُس نے ہاتھ کیوں کاٹا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس نے حملہ آور سے اپنی مدافعت کی تھی یا سوال بطور فرض و مثال تھا، کیونکہ بعض روایات میں ہے "اِنْ لَقِيْتُ" ، حرف شرط کے ساتھ مذکور ہے یعنی بالفرض اگر میں ایسے شخص سے ملوں۔ قولہ بمنزلتک الخ یعنی کافر کلمہ پڑھنے سے پہلے مباح الدم (اس کو قتل کرنا مباح) تھا جب اُس نے کلمہ پڑھا تو مسلمانوں کی طرح اس کا خون محفوظ ہوگیا۔ اس کے بعد اگر کوئی مسلمان اس کو قتل کرے تو بطور قصاص وہ مباح الدم ہوجائیگا جیسے وہ مباح الدم تھا۔ حدیث میں تشبیہ اباحتِ دم میں ہے کافر ہوجانے میں تشبیہ نہیں۔ بعض نے اس کے معنی یہ ذکر کئے ہیں کہ تو اس کے قتل کے ارادے سے گناہ گار ہوگا جیسے وہ بھی تیرے قتل کرنے سے گناہ گار تھا اس معنی

بَابُ قَوْلِ اللهِ وَمَنْ اَحْيَاهَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا اِلَّا بِحَقٍّ حَيَّ النَّاسَ مِنْهُ جَمِيْعًا

۶۴۵۵ـــ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ

عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْهَا

کے مطابق تشبیہ صرف گنہگار ہونے میں ہے۔ الحاصل ہر معنی کے لحاظ سے کلمۂ اسلام کہنے والے کو قتل کرنا ممنوع ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے چھوٹا لشکر بھیجا جس میں مقداد بھی تھے جب وہ کافروں کی طرف لوٹے تو وہ تمام منتشر ہو گئے اُن میں ایک شخص تھا جو بہت مالدار تھا وہ وہیں موجود رہا اور کہا "اشہد ان لا الٰہ الا اللہ"، مقداد اس پر پلٹے اور اس کو قتل کر دیا "الحدیث" لوگوں نے واقعہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم سے ذکر کیا تو حضور نے فرمایا اے مقداد کیا تو نے ایسے آدمی کو قتل کیا ہے جو لا الٰہ الا اللہ، پڑھتا ہے؟

تو لا الٰہ الا اللہ، کے ساتھ کیا کرے گا " جب وہ یہ کلمہ کہتا ہوا آئے گا" اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی " اے ایمان والو! جب اللہ کی راہ میں سفر کرو تو وضاحت کر لیا کرو" الآیۃ۔ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے فرمایا وہ آدمی جس کو تو نے قتل کیا ہے وہ مومن تھا اُس نے اپنا ایمان چھپا رکھا تھا"

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: جس نے کسی جان کو زندہ رکھا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس نے اس کو بغیر حق کے قتل کرنا حرام جانا اس نے سب لوگوں کو اس سے زندہ رکھا"

۶۴۵۵ ـــ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کوئی جان قتل

۶۴۵۶ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ وَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِي عَنْ اَبِيهِ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

۶۴۵۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ لَا تَرْجِعُوا

نہیں کی جاتی مگر آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے (قابیل) پر اس سے کچھ حصّہ ہوتا ہے۔ (کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا اس پر اس کا گناہ ہوگا اور قیامت تک جس نے اس پر عمل کیا ان کا گناہ بھی اسی پر ہوگا)۔ (حدیث ۳۱۲۰ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۴۵۶ — ترجمہ : شعبہ نے بیان کیا کہ واقد بن عبداللہ نے اپنے والد سے خبر دی کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سُنا کہ حضور نے فرمایا میرے بعد کافروں جیسے نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو۔

۶۴۵۶ — شرح : قولہ کفارًا یضرب بعضکم بعضًا، اس کے معنی میں چند اقوال ہیں اوّل یہ ایک دوسرے کو مارنا اس وقت کفر ہے جب مسلمان کو ناحق قتل کرنا حلال جانے۔ دوئم یہ کہ مراد کفرانِ نعمت ہے اور حقِ اسلام کی ناشکری ہے سوئم ایسا کرنے سے کفر کے قریب ہو جاتا ہے اور اس تک پہنچا دیتا ہے۔ چہارم یہ فعل کافروں کے فعل جیسا ہے۔ پنجم حقیقت کفر مراد ہے معنی یہ ہیں کہ کفر نہ کرو بلکہ ہمیشہ مسلمان رہو۔ ششم ہتھیار پہننے والے نہ ہو جاؤ، کیونکہ ہتھیار پہننے والے کو بھی کہا جاتا ہے (ازہری)، ہفتم اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک دوسرے کو کفر کی طرف منسوب نہ کرو، ورنہ ایک دوسرے کو قتل کرنا جائز سمجھو گے امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ فعل کافروں کے فعل کی مثل ہے۔ ایک دوسرے کی گردن مارنے میں کافروں سے تشبیہ دی ہے۔ یضرب بعضکم وجہ شبہ ہے۔

۶۴۵۷ — ترجمہ : جریر نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا لوگوں کو خاموش کرو میرے

بَعْدِی کُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ رَوَاہُ اَبُوْبَکْرَۃَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۶۴۵۸ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْکَبَائِرُ الْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ اَوْ قَالَ الْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ شَکَّ شُعْبَۃُ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ الْکَبَائِرُ الْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَالْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ اَوْ قَالَ وَقَتْلُ النَّفْسِ

۶۴۵۹ـــ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ سَمِعَ اَنَسًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْکَبَائِرُ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَکْبَرُ الْکَبَائِرِ الْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ اَوْ قَالَ وَشَہَادَۃُ الزُّوْرِ

بعد کافروں جیسے نہ ہو جاؤ کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ اس کی ابوبکرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ (حدیث ۱۲۲ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۶۴۵۸ـــ بڑے بڑے گناہ اللہ کا شریک بنانا، والدین کی نافرمانی کرنا یا فرمایا جھوٹی قسمیں کھانا شعبہ نے شک کیا ہے اور معاذ نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کبائر اللہ کا شریک بنانا، جھوٹی قسمیں کھانا، والدین کی نافرمانی کرنا

۶۴۶۰ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوظَبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ ابْنِ حَارِثَةَ يُحَدِّثُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْحُرُقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ قَالَ وَلَحِقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ قَالَ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَكَفَّ عَنْهُ الْاَنْصَارِيُّ وَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِيْ حَتّٰى قَتَلْتُهُ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ لِيْ يَا اُسَامَةُ اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ بعد مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

یا کہا کسی جان کو قتل کرنا۔

۶۴۵۹ـــ ترجمہ: عبیداللہ بن ابوبکر نے بیان کیا کہ انہوں نے انس بن مالک سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت بڑے گناہ کسی کو اللہ کا شریک بنانا، جان کو قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹی بات کرنا یا فرمایا جھوٹی گواہی دینا ہیں

۶۴۵۹ـــ شرح: کبائر کا عدد مخصوص نہیں کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کبائر سات ہیں انہوں نے جواب دیا یہ ستر کے قریب ہیں - ابن عباس سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ کبائر سات سو ہیں- معاصی کے صغائر اور کبائر کی طرف تقسیم منصوص ہے قرآن کریم میں ہے "اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ،، اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے اجتناب کرو جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے۔

۶۴۶۰ـــ ترجمہ: اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جُہَینہ

۶۴۶۱ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِي عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ إِنِّي مِنَ النُّقَبَاءِ الَّذِينَ بَايَعُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کے قبیلہ حُرقہ کی طرف بھیجا ہم حُرقہ کے لوگوں کے پاس صبح کے وقت پہنچے اور ان کو شکست دی میں اور ایک انصاری ایک شخص کو ملے جو کفار کی طرف سے لڑ رہا تھا۔ جب ہم نے اس کا گھیراؤ کیا تو اُس نے کہا لا الٰہ الا اللّٰہ" اُسامہ نے کہا انصاری تو اس سے رک گیا لیکن میں نے اپنے نیزہ کے ساتھ اس کو زخمی کر دیا حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا جب ہم آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو حضور نے مجھے فرمایا اے اُسامہ کیا تُو نے اس کے بعد اس کو قتل کیا ہے کہ اس نے لا الٰہ الا اللّٰہ کہا تھا۔ اُسامہ نے کہا حضور بار بار یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے خواہش کی کہ اس دن سے پہلے مسلمان نہ ہوتا۔

۶۴۶۰ــــ شرح : حُرقہ جُہینہ کا قبیلہ ہے۔ اس کو حرقہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ سات یا آٹھ ہجری کے رمضان مبارک میں ان کے اور بنی مرہ بن عوف بن سعد بن دینار کے درمیان لڑائی ہوئی تو انہوں نے ان کے بے شمار آدمی تیروں سے قتل کر دیئے گویا انہیں تیروں سے جلا دیا تھا۔ امام کرمانی نے کہا حضرت اسامہ بن زید نے جس آدمی کو قتل کیا تھا۔ وہ مرداس بن نہیک تھا بعض نے اس کا نام مرداس ابن عمرو فدکی ذکر کیا ہے۔ امام عینی نے توضیح سے نقل کیا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو کافر گمان کرتے ہوئے قتل کیا تھا اور اس سے کلمہ شہادت سن کر یہ خیال کیا کہ وہ قتل سے بچنے کے لئے کلمہ شہادت کہہ رہا ہے غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ حضرت اُسامہ کا اس کو قتل کرنا خطاء تھا، کیونکہ انہوں نے کافر کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا اور کلمہ شہادت ظاہر کرنے والے کا حکم انہیں معلوم نہ تھا۔ ابن بطال نے کہا یہی وجہ ہے کہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے بعد کسی کو قتل کرنے میں جلدی نہ کرتے تھے۔ اسی لئے جنگ جمل اور صفین میں شامل نہ ہوتے تھے۔ کلمہ شہادت کہنے والے شخص کو قتل کرنے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار یہ فرمانے پر کہ تو نے کلمۂ شہادت کہنے والے کو قتل کیا ہے ؟ میری یہ خواہش ہوئی کہ میں اس روز سے پہلے مسلمان نہ ہوتا تاکہ مسلمان کو قتل نہ کرتا اور یہ ندامت نہ اُٹھانی پڑتی اور میں اب مسلمان ہوتا کیونکہ اسلام پہلے سارے گناہ مٹا دیتا ہے۔

۶۴۶۱ــــ ترجمہ : عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا میں اُن نقیبوں میں سے ہوں جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی ہم نے اس شرط پر حضور کی بیعت کی

بَايَعْنَاهُ عَلَى أَلَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ وَلَا نَنْتَهِبَ وَلَا نَعْصِيَ بِالْجَنَّةِ إِنْ فَعَلْنَا ذٰلِكَ فَإِنْ غَشِيْنَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَاءُ ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ

۶۴۶۲ — **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا رَوَاهُ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۴۶۳ — **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَيُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ ذَهَبْتُ لِأَنْصُرَ هٰذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرَةَ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيدُ فَقُلْتُ أَنْصُرُ هٰذَا الرَّجُلَ قَالَ ارْجِعْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا

کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بنائیں گے نہ چوری کریں گے نہ زنا کریں گے اور اس جان کو قتل کریں گے جس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اور نہ ہم لوٹ کھسوٹ کریں گے اور نہ نافرمانی کریں گے۔ ہمارے لئے جنت ہے اگر ہم یہ کریں گے اور اگر ہم نے ان امور سے کچھ کیا تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے

۶۴۶۱ — **شرح**: یعنی امور مذکور کا حکم اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہے اگر چاہے تو عذاب دے اور اگر چاہے تو معاف کر دے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معاصی کے ارتکاب سے انسان کافر نہیں ہوتا یہی مذہب اہلسنت وجماعت کا ہے حدیث ۱۸/۱۵ کی شرح دیکھیں

۶۴۶۲ — **ترجمہ**: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم سے نہیں اس کو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

(لیس منا) کے معنیٰ ہیں کہ ہمارے طریقہ پر نہیں۔

۶۴۶۳ — **ترجمہ**: احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس شخص (علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) کی مدد کرنے نکلا

الرَّجُلَ قَالَ ارْجِعْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفِهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ قَالَ إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ

بَابُ قَوْلِهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْآيَةَ

بَابُ سُؤَالِ الْقَاتِلِ حَتَّى يُقِرَّ وَالْإِقْرَارِ فِي الْحُدُودِ

(مجھے ابوبکرہ) ملے اور کہا کہاں کا ارادہ ہے میں نے کہا اس شخص (علی المرتضیٰ) کی مدد کرنے جا رہا ہوں انہوں نے کہا واپس چلے جاؤ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ ملاقات (لڑیں ڈالیں ہیں) تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قاتل تو دوزخی ہوا مقتول دوزخ میں کیوں ہوگا۔ حضور نے فرمایا وہ اپنے حریف کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا۔

۶۴۶۳ — شرح: یہ وعید اس وقت ہے کہ جب وہ کسی تاویل کے بغیر ایک دوسرے کو قتل کرنے کا ارادہ کریں۔ بلکہ صرف دشمنی اور طلب دنیا وغیرہ کے لئے لڑیں جس نے باغیوں سے لڑائی کی یا حملہ آور کو روکا اور انہیں قتل کر دیا تو وہ اس وعید میں داخل نہیں کیونکہ انسان اپنی مدافعت کرنے پر مامور ہے اس سے اس کا قتل کرنا مقصود نہیں ہوتا اس کی پوری تفصیل حدیث ع ۳۰/۱ کی شرح میں دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! مقتولوں کے متعلق

تم پر قصاص ہے۔ حُر کے بدلہ حُر غلام کے بدلہ غلام عورت کے بدلہ عورت پس جس سے اس کے بھائی کی طرف سے قصاص معاف کیا گیا تو معروف کی اتباع کرنا ہے اور اخلاص کے ساتھ اس کو ادا کرنا ہے یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف اور اس کی رحمت ہے۔ جس نے اس کے بعد تجاوز کیا اسے دردناک عذاب ہے"۔ {اس باب کا یہ عنوان ذکر کیا اور اس میں کوئی حدیث ذکر نہ کی، کیونکہ امام نے اپنی شرط کے مطابق کوئی حدیث نہیں پائی تھی}

باب قاتل سے پوچھنا حتیٰ کہ وہ اقرار کر لے اور حدود میں اقرار کرنا

یعنی جس پر بلا دلیل قتل کا الزام لگایا گیا ہو۔ اس سے دریافت کیا جائے یہاں تک کہ وہ قتل کا اقرار کرے تو اس پر حد قائم کی جائے

٦٤٦٤ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا فُلَانٌ أَوْ فُلَانٌ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى أَقَرَّ بِهِ فَرُضَّ رَأْسُهُ بِالْحِجَارَةِ

٦٤٦٤ ـ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا۔ لڑکی سے کہا گیا۔ تیرے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟ کیا فلاں یا فلاں نے کیا ہے؟ یہاں تک کہ اس یہودی کا نام ذکر کیا گیا اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا اس سے پوچھتے رہے حتی کہ اس نے اقرار کر لیا تو اس کا سر پتھروں سے کچل دیا گیا۔

٦٤٦٤ ـ شرح : یہ لڑکی نابالغہ آزاد تھی لونڈی نہ تھی۔ قصاص لینے میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جس آلہ کے ساتھ قاتل نے قتل کیا اس جیسے آلہ سے قاتل کو قتل کیا جائے۔ اگر اس نے لاٹھی سے یا پتھر سے قتل کیا یا گلا گھونٹ کر یا پانی میں ڈبو کر قتل کیا اسی طرح اس کو قتل کیا جائے گا۔ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما بھی یہی کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ، ان کے تلامذہ، سفیان ثوری، حسن بصری اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہم نے کہا مذکورہ تمام صورتوں میں قاتل کو صرف تلوار سے قتل کیا جائے گا، کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قصاص صرف تلوار کے ساتھ لیا جائے (طحاوی) اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ شروع اسلام میں مثلہ جائز تھا۔ جب وہ منسوخ ہوا تو یہ بھی منسوخ ہو گیا جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے کیا تھا جنہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ چوری کر لئے تھے اور چرواہوں کا مثلہ کیا تھا۔ امام بیہقی نے ابراہیم نخعی کے ذریعہ علقمہ سے روایت کی کہ قصاص صرف تلوار سے ہے۔ نیز مذکور یہودی کی عادت تھی کہ وہ اسی طرح کیا کرتا تھا۔ وہ اس طرح کرنے کا عادی تھا اس لئے سیاستہً اس کے ساتھ یہ فعل کیا گیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

(اس کی مکمل تفصیل حدیث ٢٢٥٣ / ج ٣ کی شرح میں دیکھیں)

بَابُ اِذَا قَتَلَ بِحَجَرٍ اَوْ بِعَصًا

۶۴۶۵ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ جَدِّهٖ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجَتْ جَارِيَةٌ عَلَيْهَا اَوْضَاحٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَرَمَاهَا يَهُوْدِيٌّ بِحَجَرٍ قَالَ فَجِيْئَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُلَانٌ قَتَلَكِ فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا فَاَعَادَ عَلَيْهَا قَالَ فُلَانٌ قَتَلَكِ فَرَفَعَتْ رَاْسَهَا فَقَالَ لَهَا فِي الثَّالِثَةِ فُلَانٌ قَتَلَكِ فَخَفَضَتْ رَأْسَهَا فَدَعَا بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلَهُ بَيْنَ الْحَجَرَيْنِ

باب جب پتھر یا ڈنڈے سے قتل کیا

۶۴۶۵ــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا مدینہ منورہ میں ایک لڑکی باہر نکلی اس پر زیورات تھے۔ ایک یہودی نے اس کو پتھر مارا اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کیا تجھے فلاں نے قتل کیا ہے؟ اُس نے اپنا سر اُٹھایا حضور نے پھر کلام اعادہ کرتے ہوئے فرمایا کیا تجھے فلاں نے قتل کیا ہے اُس نے اپنا سر اُٹھایا حضور نے دوبارہ فرمایا کہ کیا تجھے فلاں نے قتل کیا ہے اس نے اپنا سر اٹھایا تیسری بار حضور نے اسے فرمایا کیا تجھے فلاں نے قتل کیا ہے؟ اس نے اپنا سر نیچا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کو بلایا اور اس کو دو پتھروں کے درمیان قتل کر دیا۔

۶۴۶۵ــ شرح : اوضاح وضح کی جمع بمعنی زیور نقرہ ہے۔ رمق آخری سانس۔ پہلی بار حضور نے اس شخص کا نام لیا جس کے متعلق کہا گیا تھا۔ قولہ فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا، عرف محاورہ میں یہ اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ کوئی معنی مفہوم نہ ہو۔ دوسری بار پہلے کے سوا کسی اور شخص کا نام ذکر کیا اس پر بھی اُس نے سر اُٹھایا جب تیسری بار کسی اور شخص کا نام لیا گیا تو سر کو نیچا کیا کہ ہاں اُسی نے قتل کیا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ الْاٰیَۃَ

٦٤٦٦ـــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّۃَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللهِ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلٰثٍ اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّیِّبُ الزَّانِیْ وَالْمُفَارِقُ لِدِیْنِهٖ اَلتَّارِکُ الْجَمَاعَۃَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے بدلے ہیں، پس جس نے صدقہ کیا وہ اس کا کفارہ ہے۔ اور جس نے اس کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا فیصلہ نہ کیا تو یہ لوگ ظالم ہیں"

شرح الباب : اس سے امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ نے استدلال کیا کہ مسلمان سے ذمی کا قتل عمد میں بدلہ لیا جائے گا۔ سفیان ثوری بھی یہی کہتے ہیں۔ اور سورۂ بقرہ میں یہ آیت کریمہ "یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ الْاٰیۃ" اس آیت کریمہ سے منسوخ ہے اور جن زخموں میں قصاص ممکن ہو اور اُن میں مساوات متصور ہو ان میں بدلہ ہے۔ اگر صاحبِ حق نے قصاص معاف کر دیا تو یہ اس کا صدقہ ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کرے گا۔ عبداللہ بن عمرو نے کہا صدقہ کے برابر گناہ معاف کرے گا اور جنہوں نے ظالم سے مظلوم کا انصاف نہ دلایا، حالانکہ ان کو عدل و انصاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ ظالم ہیں۔

٦٤٦٦ ترجمہ : ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں تین امور کے سوا اس کا خون حلال نہیں (وہ تین یہ ہیں) جان کے بدلے جان، شادی شدہ زانی

بَابُ مَنْ اَقَادَ بِحَجَرٍ

۶۴۶۷ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ يَهُوْدِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلٰى اَوْضَاحٍ لَهَا فَقَتَلَهَا بِحَجَرٍ فَجِيْئَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا

اور دین سے نکلنے والا جماعت کو چھوڑنے والا۔

۶۴۶۶ـــ شرح: یعنی جس نے ناحق کسی کو عمدًا قتل کر دیا اس کے مقتول کے بدلہ قتل کیا جائیگا اور شادی شدہ مرد یا عورت زناء کرے تو ان کو رجم کیا جائے گا اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور اگر وہ شادی شدہ نہ ہوں تو انہیں سو سو کوڑے مارے جائیں گے اس میں بھی سب کا اتفاق ہے اور جو دین کو چھوڑ کر جماعت سے علیحدہ ہو جائے وہ مرتد ہے۔ اگر وہ اسلام کی طرف نہ لوٹے اور کفر پر مُصرّ ہو تو اس کو قتل کیا جائے گا۔ اگر عورت مرتدہ ہو جائے تو اکثر علماء کے نزدیک وہ مرتد جیسی ہے اس کو قتل کیا جائے لیکن امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مرتدہ عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا، کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ عموم کے اعتبار سے تمام عورتوں اور بچوں کو شامل ہے اور جس کا وجوب دین میں ضروری ہے جیسے پانچ وقت کی نمازیں اس کا انکار کرنے والے کو قتل کر دیا جائے گا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ خوارج اور باغیوں کو قتل کیا جائے، کیونکہ وہ مفارقۃ الجماعت میں داخل ہے۔

باب جس نے پتھر سے قتل کرنے کا بدلہ لیا

۶۴۶۷ـــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کو اس کے زیورات کی وجہ سے پتھر کے ساتھ قتل کر دیا اس لڑکی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ اس حال میں کہ اس میں آخری سانس تھے۔ حضور نے فرمایا کیا تجھے فلاں نے قتل کیا ہے اُس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں۔ پھر دوسری بار فرمایا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ

رَمَقٌ فَقَالَ اَقَتَلَكِ فُلَانٌ فَاَشَارَتْ بِرَأْسِهَا اَنْ لَا ثُمَّ قَالَ الثَّانِيَةَ فَاَشَارَتْ بِرَأْسِهَا اَنْ لَا ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّالِثَةَ فَاَشَارَتْ بِرَأْسِهَا اَنْ نَعَمْ فَقَتَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَجَرَيْنِ

بَابٌ مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ

۶۴۶۸ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوْا رَجُلًا وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا حَرْبٌ عَنْ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ قَتَلَتْ خُزَاعَةُ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ لَيْثٍ بِقَتِيْلٍ لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ اَلَا وَاِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِيْ

کیا کہ نہیں پھر تیسری بار اس سے پوچھا تو اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں (اس نے قتل کیا ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھروں سے یہودی قاتل کو قتل کر دیا۔

باب جس کا کوئی آدمی قتل کیا جائے تو اس کو دو نظروں قصاص اور دیت میں اختیار ہے

۶۴۶۸ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی خزاعہ نے ایک آدمی کو قتل کر دیا تحویل: ابوہریرہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے سال خزاعہ نے بنی لیث کے ایک آدمی کو جاہلیت میں

اَلَا وَاِنَّهَا اُحِلَّتْ لِیْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ اَلَا وَاِنَّهَا سَاعَتِیْ هٰذِهٖ حَرَامٌ لَا یُخْتَلٰی شَوْکُهَا وَلَا یُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ وَمَنْ قُتِلَ لَهٗ قَتِیْلٌ فَهُوَ بِخَیْرِ النَّظَرَیْنِ اِمَّا یُوْدٰی وَاِمَّا یُقَادُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْیَمَنِ یُقَالُ لَهٗ اَبُوْشَاهٍ فَقَالَ اکْتُبْ لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اکْتُبُوْا لِاَبِیْ شَاهٍ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَیْشٍ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّا نَجْعَلُهٗ فِیْ بُیُوْتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاِذْخِرَ وَتَابَعَهٗ عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنْ شَیْبَانَ فِی الْفِیْلِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ اَبِیْ نُعَیْمٍ الْقَتْلَ وَقَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ اِمَّا اَنْ یُّقَادَ اَهْلُ الْقَتِیْلِ

ان کے ایک مقتول کے بدلے قتل کر دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ سے ہاتھیوں کو روکا (جو اس کو گرانے کے لئے ابرہہ لایا تھا) اور ان پر اپنے رسول اور مسلمانوں کو مسلط کیا خبردار! مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا اور نہ ہی میرے بعد کسی کے لئے جائز ہوگا اور یہ صرف میرے لئے دن کے ایک وقت میں حلال ہوا خبردار وہ اس وقت حرام ہے۔ اس کا کانٹا نہ اکھاڑا جائے اور نہ اس کا درخت کاٹا جائے اور اعلان کرنے والے کے علاوہ اس میں گری ہوئی شئی نہ اٹھائے اور جس کا کوئی آدمی قتل کیا جائے وہ دو نظروں قصاص اور دیت میں سے بہتر لے لے۔ اہل یمن کا ایک آدمی جس کو ابوشاہ کہا جاتا تھا کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ خطبہ لکھ دیں۔ حضور نے فرمایا یہ خطبہ ابوشاہ کو لکھ دو۔ پھر قریش سے ایک آدمی کھڑا ہوگیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم؛ مگر گھاس اذخر اس کو ہم گھروں کی چھتوں اور قبروں میں کرتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذخر کو مستثنیٰ کرتے ہیں۔ عبیداللہ نے شیبانی سے "فی الفیل" میں حرب بن شداد کی متابعت کی ہے بعض نے ابونعیم فضل بن دکین سے قتل ذکر کیا ہے اور عبیداللہ نے کہا یا مقتول کے وارثوں کے لئے دیت لی جائے۔

۴۴۶۹ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ قِصَاصٌ وَلَمْ يَكُنْ فِيهِمُ الدِّيَةُ فَقَالَ اللّٰهُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى إِلٰى هٰذِهِ الْآيَةِ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَالْعَفْوُ أَنْ يَقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ قَالَ وَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ أَنْ يَطْلُبَ بِالْمَعْرُوفِ وَيُؤَدِّيَ بِإِحْسَانٍ

۴۴۶۸ـــ شرح: خزاعہ ایک قبیلہ ہے جنہوں نے مکہ مکرمہ پر غلبہ کر لیا تھا اور وہاں اپنی حکمرانی قائم کر لی تھی۔ پھر ان کو مکہ سے باہر نکال دیا گیا۔ جاہلیت میں ان کے اور بنی بکر کے درمیان ظاہر دشمنی تھی۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے تک وہ بنی ہاشم بن عبد مناف کے حلیف رہے جبکہ بنی بکر قریش کے حلیف تھے۔ خزاعہ کے قاتل کا نام خراش بن امیہ خزاعی تھا جبکہ ان میں سے مقتول کا نام جاہلیت میں احمر تھا اور بنی لیث سے مقتول کا نام معلوم نہیں بنو لیث مشہور قبیلہ ہے وہ لیث ابن بکر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن یاس بن مضر کی طرف منسوب ہیں۔ فیل سے مشہور واقعہ کی طرف اشارہ ہے جبکہ ابرہہ یمنی نے کعبہ کو خراب کرنے کے لئے سینکڑوں جنگجو ہاتھیوں کے ساتھ حملہ کیا تھا خداوند قدوس نے ابابیل کے ذریعہ ان کو ہلاک کیا اور مکہ کی حفاظت کی۔ اختلاء کے معنی کاٹنے کے ہیں جبکہ یعضد کے معنی قطع کے ہیں۔ خیر النظرین قصاص اور دیت ہیں۔ عمداً قتل کرنے والے سے دیت لینے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں امام شافعی اور امام احمد نے کہا مقتول کے ولی کو اختیار ہے۔ دونوں میں سے جو چاہے اختیار کرے سفیان ثوری اور علماء کوفہ نے کہا اگر عمداً قتل کیا ہے تو صرف قصاص واجب ہے۔ دیت نہیں ہاں اگر قاتل دیت دینے پر راضی ہو تو دیت دی جائے۔ امام مالک کا مشہور قول یہی ہے۔ (حدیث ۱۱۲ ج: ۱ کی شرح دیکھیں)

۴۴۶۹ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بنی اسرائیل میں صرف قصاص واجب تھا ان میں دیت نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے فرمایا "تم پر مقتولوں کے عوض قصاص ہے الآیۃ"، پس جس کے بھائی کی طرف سے کچھ اسے معاف کر دیا گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عفو یہ ہے کہ

بَابُ مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ

۶۴۷۰ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِي حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلٰثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَ مُبْتَغٍ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهَرِيْقَ دَمَهٗ

عمداً قتل میں دیت قبول کرے۔ فرمایا فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ، یہ ہے کہ دستور کے مطابق دیت طلب کرے اور وہ اخلاص اور بھلائی کے ساتھ دیت ادا کرے۔

۶۴۶۹ــــ شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت مقتول کے ولی کا قصاص ترک اور دیت قبول کرنے میں ہے۔ دیت لینے یا قصاص لینے میں اختیار مقتول کے ولی کو ہے۔ اس میں قاتل کی رضا شرط نہیں۔ بنی اسرائیل میں صرف قصاص فرض تھا اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں قصاص نہیں تھا دین اسلام متوسط دین ہے۔ اس میں افراط نہیں جو دین موسیٰ علیہ السلام میں تھی اور نہ تفریط ہے جو دین عیسیٰ علیہ السلام میں تھی دین اسلام تمام احکام میں متوسط ہے چنانچہ علیات میں اللہ کی صفات کا اثبات اور نفی اس طرح ہے کہ اللہ کا جسم ہونا لازم نہ آئے اور نہ ہی وہ معطل ہو، افعال عباد میں نہ جبر ہے اور نہ قدر ہے۔ امور آخرت میں نہ محض خوف ہے اور نہ امیدی امید ہے بلکہ اس کے بین بین ہے امامت میں نہ خروج ہے اور نہ

باب جس نے آدمی کا خون ناحق طلب کیا

۶۴۷۰ــــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے حضور مبغوض ترین تین قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو حرم کی زمین میں نافرمانی کریں دوسرے وہ لوگ جو اسلام میں جاہلیت کا طریقہ تلاش کرتے ہیں۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جو لوگوں سے ناحق خون طلب کرتے ہیں۔

۶۴۷۰ــــ شرح: اللہ تعالیٰ کے بغض کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کو عذاب دے گا۔ ملحد وہ شخص ہے جو حق سے پھرا ہوا ہو۔ ظاہر ہو اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جو گناہ صغیرہ کا ارتکاب کرتا ہے وہ بھی تو حق سے پھرا ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ عرف میں ملحد کا اطلاق

بَابُ الْعَفْوِ فِي الْخَطَاءِ بَعْدَ الْمَوْتِ

۶۴۷۱ـ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِي زَكَرِيَّاءَ الْوَاسِطِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَرَخَ إِبْلِيسُ يَوْمَ أُحُدٍ فِي النَّاسِ يَا عِبَادَ اللهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ عَلَى أُخْرَاهُمْ حَتَّى قَتَلُوا الْيَمَانَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَبِي أَبِي فَقَتَلُوهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللهُ لَكُمْ قَالَ وَقَدْ كَانَ انْهَزَمَ مِنْهُمْ قَوْمٌ حَتَّى لَحِقُوا بِالطَّائِفِ

دین سے خارج پر کیا جاتا ہے جب صغیرہ کے مرتکب کو ملحد کہا جائے تو یہ اس کے عظیم گناہ ہونے کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ یہریق اہراق سے ہے اور اہراقِ دم سخت گناہ ہے جس پر اس طرح کی سخت وعید آئی ہے۔ محض طلب پر تو وعید نہیں اس کا جواب یہ ہے۔ طلب سے مراد یہ ہے کہ اس پر مطلوب مرتب ہو یا طلب کو ذکر کیا ہے تاکہ یہ لازم آئے کہ اہراق میں بطریقِ اولیٰ شدید وعید ہے۔

باب قتلِ خطاء میں موت کے بعد معاف کرنا

یعنی قتلِ خطاء میں قاتل سے مقتول کی موت کے بعد مقتول کے ولی کا معاف کرنا۔ مقتول کا عفو مراد نہیں کیونکہ یہ محال ہے موت کے بعد سے اس لئے مقید کیا کہ اس میں اثر ظاہر ہوتا ہے، کیونکہ اگر مقتول معاف کر دے پھر مرجائے تو اس کے عفو کا اثر ظاہر نہ ہوگا، کیونکہ اگر وہ زندہ رہتا تو ظاہر ہے کہ کوئی ایسی شئی نہیں جو اس سے معاف کرتا۔ ابن بطال نے کہا علماء کا اس بات میں اتفاق ہے کہ ولی کا عفو صرف مقتول کی موت کے بعد ہوتا ہے اس سے پہلے قتیل ہی معاف کر سکتا ہے۔

۶۴۷۱ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اُحد کے روز مشرک شکست کھا گئے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اُحد کی جنگ میں ابلیس ملعون لوگوں میں بلند آواز سے چلّایا اے اللہ کے بندو! اپنے پیچھے والوں کو قتل کرو تو پہلے لوگ پچھلوں پر ٹوٹے

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَأً الْاٰيَة

بَابُ اِذَا اَقَرَّ بِالْقَتْلِ مَرَّةً قُتِلَ بِهٖ

پڑے حتی کہ انہوں نے یمان کو قتل کر دیا۔ حذیفہ نے کہا یہ میرا باپ ہے۔ (احتیاط کرو) صحابہ نے اس کو قتل کر دیا حذیفہ نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے۔ راوی نے کہا مشرکوں سے بعض لوگ شکست کھا کر بھاگ نکلے تھے حتی کہ طائف چلے گئے۔

۶۴۷۱ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت "غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ" میں ہے؛ کیونکہ اس کے معنیٰ یہ ہیں میں نے تم کو معاف کر دیا، کیونکہ مسلمانوں نے حذیفہ کے والد کو غلطی سے قتل کر دیا تھا۔ حذیفہ نے والد کے قتل ہونے کے بعد ان کو معاف کیا تھا۔ قولہ اَبِیْ اَبِیْ "یعنی حذیفہ نے کہا اے لوگو! یہ میرا باپ ہے اس کو قتل نہ کرو۔ انہوں نے حذیفہ کا کلام نہ سنا اور یمان کو قتل کر دیا انہوں نے یہ گمان کیا تھا کہ یہ شخص مشرک ہے حذیفہ نے ان کے لئے دعاء کی اور انہیں معاف کر دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر لڑائی میں کوئی شخص ہجوم کے وقت اپنے ساتھی کو غلطی سے قتل کر دے تو اس پر کوئی شئی واجب نہیں جب تک کہ جانتے ہوئے قصداً قتل نہ کرے ورنہ وہ مجرم ہوگا۔ (حدیث ۳۰۷۵ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد کسی مومن کے لئے یہ نہیں کہ مومن کو قتل کرے مگر غلطی سے اور جس نے مومن کو غلطی سے قتل کر دیا تو مومن غلام آزاد کرنا ہے اور اس کے گھر والوں کو دیت ادا کرنا ہے مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں اگر وہ ایسی قوم میں سے ہے جو تمہاری دشمن ہے اور وہ مؤمن ہے تو مومن غلام کو آزاد کرنا ہے اگر ایسی قوم میں سے کہ تمہارے اور ان کے درمیان عہد ہے تو اس کے گھر والوں کو فدیہ دینا ہے اور مؤمن غلام آزاد کرنا ہے جو کوئی یہ نہ پائے تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا ہے یہ اللہ کی طرف سے توبہ ہے اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

شرح: اس آیت کریمہ میں دو[۲] دیتیں اور تین کفارے ہیں۔ دار السلام میں مومن کو قتل کرنے میں دیت اور کفارہ ذکر کیا اور دار الحرب میں مومن کو مشرکوں کی صف میں قتل کرنے سے صرف کفارہ ذکر کیا دیت نہیں جبکہ

۶۴۷۲ــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مٰلِكٍ اَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا اَفُلَانٌ اَفُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَاَوْمَتْ بِرَاْسِهَا فَجِيْءَ بِالْيَهُوْدِيِّ فَاعْتَرَفَ فَاَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَاْسُهٗ بِالْحِجَارَةِ وَقَدْ قَالَ هَمَّامٌ بِحَجَرَيْنِ

ان کے ساتھ صف میں ہو اور مسلمان اس کو قتل کر دے اور دار اسلام میں ذمی کو قتل کرنے میں دیت اور کفارہ ذکر کیا۔

"اس آئت کریمہ کا شان نزول"

عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا، حالانکہ وہ مسلمان تھا لیکن عیاش کو اس کا علم نہ تھا وہ آدمی ابوجہل کے ساتھ مل کر عیاش کو مکہ مکرمہ میں سخت عذاب دیا کرتا تھا۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا اور ہجرت کر کے مدینہ منورہ حضور کی خدمت میں آرہا تھا کہ راستہ میں اسے عیاش نے کافر سمجھ کر قتل کر دیا پھر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا تو حضور نے غلام آزاد کرنے کا حکم دیا اس وقت یہ آئت کریمہ نازل ہوئی (طبری) خطاءً قتل کرنے سے مراد یہ ہے کہ اگر اس نے غلطی سے قتل کر دیا اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ غلطی کرنا مشروع ہے کیونکہ ناحق قتل کسی صورت جائز نہیں عمداً ہو یا خطاءً ہو۔ قتل کے کفارہ میں کافر غلام آزاد کرنا جائز ہے جمہور فقہاء کا یہی مسلک ہے کہ قتل کے کفارہ میں مسلمان غلام آزاد کرنا ہے وہ چھوٹا ہو بڑا ہو اس میں کچھ امتیاز نہیں اگر مقتول مومن ہو لیکن اس کے دلی کافر حربی ہوں تو اس کے قاتل پر صرف مومن غلام آزاد کرنا ضروری ہے دیت وغیرہ نہیں۔ اور اگر مقتول ذمی ہے یا ان لوگوں میں سے ہے جن کے ساتھ صلح ہے تو مقتول کے وارثوں کو دیت ادا کرنا اور غلام آزاد کرنا واجب ہے قتل کے کفارہ میں اگر غلام آزاد نہ کر سکے تو مسلسل دو ماہ روزے رکھے درمیان میں کسی عذر کے بغیر افطار نہ کرے اگر عذر کے بغیر افطار کر دیا تو دوبارہ کفارہ شروع کرے اور جو روزے رکھ چکا ہے ان کو شمار نہ کیا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب: جب ایک بار قتل کرنے کا اقرار کر لیا تو اس کو قتل کیا جائیگا

۶۴۷۲ــ ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر

بَابُ قَتْلِ الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ

۶۴۷۳ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ يَهُوْدِيًّا بِجَارِيَةٍ قَتَلَهَا عَلٰى اَوْضَاحٍ لَهَا

دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا اس لڑکی سے کہا گیا تیرے ساتھ یہ کس نے کیا ہے کیا فلاں فلاں شخص نے تجھے قتل کیا ہے یہاں تک کہ یہودی کا نام ذکر کیا تو اُس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں، پھر یہودی کو لایا گیا تو اُس نے قتل کا اقرار کر لیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اس یہودی کا سر پتھر سے کچل دیا گیا۔ ہمام نے کہا دو پتھروں کے درمیان کچل دیا گیا۔

۶۴۷۲ ـــ شرح: لڑکی کے اقرار کرنے سے قتل ثابت نہیں ہوتا اس سے صرف اس لئے پوچھا گیا تھا کہ مشکوک شخص کا پتہ چل جائے اور اس سے پوچھا جائے اگر وہ اقرار کرے کہ اُس نے قتل کیا ہے تو اس کے اقرار پر اس کو قتل کیا جائے گا محض لڑکی کے اقرار سے کچھ ثابت نہیں ہوتا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی کی موت کے بعد یہودی کو قصاصاً قتل کرا دیا۔ امام مالک شافعی کے نزدیک قاتل کا ایک بار اقرار کر لینا کافی ہے لیکن علمائے کوفہ نے اس کو زنا پر قیاس کرتے ہوئے کہا کہ دو بار اقرار کرے گا! کیونکہ قتل گواہوں سے ثابت ہوتا ہے جیسے زنا چار گواہوں سے ثابت ہوتا ہے تو زنا کا اقرار بھی چار بار کرے گا۔ محض ایک بار اقرار کرنا کافی نہیں۔ حدیث میں اگرچہ مطلق اعتراف مذکور ہے لیکن مطلق اعتراف ایک بار میں منحصر نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب مرد کو عورت کے بدلے قتل کرنا

۶۴۷۳ ـــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی کو لڑکی قتل کرنے کے بدلے میں قتل کرا دیا جبکہ لڑکی کو یہودی نے اس کے زیورات کی وجہ سے قتل کر دیا تھا

۶۴۷۳ ـــ شرح: یعنی اگر مرد عورت کو قتل کر دے تو اس کے بدلہ میں مرد کو قتل کیا جائے گا تمام فقہاء اور علماء کا یہی مسلک ہے۔ اوضاح وضح کی جمع معنی زیور ہے۔ وضح

بَابُ الْقِصَاصِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِي الْجِرَاحَاتِ

وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ يُقْتَلُ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ وَيُذْكَرُ عَنْ عُمَرَ تُقَادُ الْمَرْأَةُ مِنَ الرَّجُلِ فِي كُلِّ عَمْدٍ يَبْلُغُ نَفْسَهُ فَمَا دُونَهَا مِنَ الْجِرَاحِ وَبِهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَإِبْرَاهِيمُ وَأَبُو الزِّنَادِ عَنْ أَصْحَابِهِ وَجَرَحَتْ أُخْتُ الرُّبَيِّعِ إِنْسَانًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِصَاصُ

کے لغوی معنی سفید شئی ہے اس لئے چاندی کے زیورات کو اوضاح کہتے ہیں

باب مردوں اور عورتوں کے درمیان زخموں میں قصاص لینا

اہل علم نے کہا مرد کو عورت کے بدلہ قتل کیا جائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ہر قتلِ عمد یا اس سے کم زخموں میں عورت کے بدلہ مرد سے قصاص لیا جائے " عمر بن عبدالعزیز، ابراہیم نخعی اور ابوالزناد نے اپنے ساتھیوں سے یہی ذکر کیا ہے۔ ربیع کی بہن نے ایک انسان کو زخمی کر دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا قصاص ضروری ہے

شرح : جراحات جراحہ کی جمع بمعنی زخم ہے۔ امام مالک و شافعی رضی اللہ عنہما کے نزدیک ان میں قصاص واجب ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ زخم جن میں موت واقع نہ ہو ان میں مردوں اور عورتوں میں مساوات نہیں؛ کیونکہ مساوات نفس میں معتبر ہے اطراف میں معتبر نہیں؛ چنانچہ یہ واضح ہے کہ شل ہاتھ کے بدلہ صحیح ہاتھ سے قصاص لیا جاتا ہے۔ بیمار نفس کے بدلہ صحیح نفس سے قصاص نہیں لیا جاتا ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک مرد کو عورت کے بدلہ قتل کیا جائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جب کوئی عورت مرد کو عمداً قتل کر دے یا اس سے کم زخم کر دے تو اس سے قصاص لیا جائے گا یعنی جب عورت مرد کا کوئی عضو قتل کر دے تو اس کا اس طرح کا عضو قطع کیا جائے۔

قولہ "یذکر" ، امام بخاری رحمہ اللہ نے صیغۂ تمریض سے ذکر کیا؛ کیونکہ اس کے اسناد میں سعید بن منصور نخعی کے طریق سے شریح سے روایت کرتے ہیں؛ حالانکہ نخعی کا شریح سے سماع ثابت نہیں۔ حضرت عمر فاروق کے قول کے مطابق ہی عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ، ابراہیم نخعی اور ابوالزناد اپنے ساتھیوں سے روایت کرتے ہیں اُن کے ساتھ عبدالرحمٰن ابن ہرمز اعرج، قاسم بن محمد اور عروہ بن زبیر وغیرہ ہیں۔ قولہ "جرحت" ، امام کرمانی نے کہا بعض علماء کہتے ہیں کہ اخت الربیع سے لفظ اُخت حذف کرنا درست ہے اور یہ سورۂ بقرہ کی آیت کتب علیکم القصاص میں مذکور کے موافق ہے کہ خود

۶۴۷۴ — حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَدَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ فَقَالَ لَا تَلُدُّوْنِيْ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ الدَّوَاءَ فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ لَا يَبْقٰى اَحَدٌ مِّنْكُمْ اِلَّا لُدَّ غَيْرُ الْعَبَّاسِ فَاِنَّهٗ لَمْ يَشْهَدْكُمْ

ربیع نے ایک لڑکی کا دانت توڑ دیا تھا، لیکن علماء نے کہا کہ یہ دو واقع مختلف ہیں۔ ابن حزم نے کہا یہ دو صحیح واقعات ہیں جو ایک ہی عورت سے سرزد ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ربیع نے کسی انسان کو زخمی کر دیا تھا اس لئے اس پر ضمان ادا کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ دوسرا یہ کہ اس نے ایک لڑکی کا دانت توڑ دیا تھا حضور نے اس میں قصاص کا فیصلہ کیا تھا اس کی والدہ نے پہلے واقعہ میں قسم کھائی تھی اور اُس کے بھائی نے دوسرے میں قسم کھائی تھی بیہقی نے بھی کہا یہ دو مختلف واقعات ہیں۔ ربیّع ربیع کی تصغیر بنت نضر بن انس ہے۔

۶۴۷۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی مرض میں لُدّ کیا (حضور کے منہ مبارک کی ایک طرف میں دوائی ڈالی) آپ نے فرمایا مجھے لُدّ نہ کرو ہم نے خیال کیا کہ مریض دوائی کو پسند نہیں کرتا۔ جب حضور کو افاقہ ہوا تو فرمایا کسی کو باقی نہ چھوڑا جائے مگر اسے لُدّ کیا جائے مگر عباس رضی اللہ عنہ (کو لدّ نہ کیا جائے) کیونکہ یہ تم میں موجود نہ تھے۔

۶۴۷۴ — شرح : لَدَدْنَا لدود سے مشتق ہے کہ اس کے معنی ہیں منہ میں ایک طرف سے دوائی ڈالنا ہے قولہ کراہیۃ المریض، یعنی لُدّ سے منع کرنا بطور تحریم نہ تھا بلکہ تنزیہ کے طور پر تھا کیونکہ حضور نے لدّ کو ایسے مکروہ جانا جیسے مریض دوا کو مکروہ سمجھتا ہے، چونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روکنے کے باوجود انہوں نے آپ کو لدّ کر دیا تھا اس لئے اس کی مکافات اور بدلہ کے لئے حضور نے فرمایا عباس کے بغیر تمام اہل مجلس کو لُدّ کر دو، کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس وقت موجود نہ تھے۔

(حدیث ۴۱۴۸ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

بَابُ مَنْ اَخَذَ حَقَّهٗ اَوِ اقْتَصَّ دُوْنَ السُّلْطَانِ

۶۴۷۵ـ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ اَنَّ الْاَعْرَجَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ اِنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ وَبِاِسْنَادِهٖ لَوِ اطَّلَعَ فِىْ بَيْتِكَ اَحَدٌ وَلَمْ تَاْذَنْ لَهٗ خَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَاْتَ عَيْنَهٗ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ

باب جس نے حاکم کے حکم کے بغیر کسی سے اپنا حق لیا یا بادشاہ کے حکم کے بغیر قصاص لیا"

یعنی جس شخص نے مقروض سے حاکم کے حکم کے بعد اپنا حق لیا یا اس شخص سے قصاص طلب کیا جس پر کسی نفس یا ہاتھ پاؤں ضائع کرنے میں قصاص واجب ہے۔ سلطان سے مراد حاکم ہے، کیونکہ جو حاکم ہو اس کو تسلط ہوتا ہے۔ ابن بطال نے کہا فقہاء کا اس میں اتفاق ہے کہ حاکم وقت کے حکم کے بغیر کسی کے لئے جائز نہیں کہ کسی سے اپنا قصاص لے البتہ اختلاف اس شخص میں ہے جس نے اپنے غلام پر حد قائم کی اس کی تفصیل مذکور ہو چکی ہے۔ البتہ جس نے کسی سے اپنا حق یعنی مال وغیرہ لینا ہو تو حاکم کی اجازت کے بغیر وہ اپنا حق وصول کر سکتا ہے جبکہ وہ اس کا انکار کرتا ہے اور صاحب حق کے پاس گواہ بھی نہ ہو۔ بعض علماء نے کہا اگر حاکم مظلوم کی مدد نہ کرے اور نہ ہی مظلوم کا حق دلوائے تو اس کے لئے جائز ہے کہ حاکم کے بغیر قصاص لے (عینی)

۶۴۷۵ــ ترجمہ: ابوالزناد نے بیان کیا کہ اعرج نے اُن سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم آخر سابق ہیں اور اسی اسناد سے مروی ہے" اگر کوئی تیرے گھر میں جھانکے حالانکہ تو نے اس کو اجازت نہیں دی تو نے اس کو کنکر مار دی اور اس کی آنکھ پھوڑ دی تو تجھ پر گناہ نہیں۔

۶۴۷۵ــ شرح: قولہ وَلَمْ یَاْذَنْ "، یعنی اس کو جھانکنے کی اجازت نہ دی کیونکہ اگر اس کی اجازت دی پھر اُس نے لکڑی یا کسی اور شئی سے اس کی آنکھ نکال

۶۴۷۶ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ اَنَّ رَجُلًا اِطَّلَعَ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَدَّدَ اِلَيْهِ مِشْقَصًا فَقُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

بَابٌ اِذَا مَاتَ فِي الزِّحَامِ اَوْ قُتِلَ

۶۴۷۷ـــ حَدَّثَنِي اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو اُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ اَخْبَرَنَا عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَصَاحَ اِبْلِيْسُ اَيْ عِبَادَ اللّٰهِ اُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ اُوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَاُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَاِذَا هُوَ بِاَبِيْهِ الْيَمَانِ فَقَالَ اَيْ عِبَادَ اللّٰهِ

تو اس پر قصاص واجب ہے۔ مالکیہ کہتے ہیں قصاص نہیں اور یہ حدیث تغلیظ پر مبنی ہے۔ ابوبکر رازی نے کہا: حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر جھانکنے والے کی آنکھ کنکری وغیرہ مار کر پھوڑ دی تو اسکی ضمان واجب ہے، کیونکہ آنکھ پھوڑنے کے بغیر جھانکنے والے کی مدافعت ممکن ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۴۷۶ـــ ترجمہ: حمید سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جھانکا تو حضور نے اس کی طرف تیر کا پھل سیدھا کیا میں نے کہا تجھے اس حدیث کی کس نے خبر دی ہے کہا انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔،،

۶۴۷۶ـــ شرح: ،،مِشْقَص،، بکسر المیم والقاف بمعنی تیر کا پھل۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ حدیث عنوان کے مطابق نہیں، کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم امام اعظم ہیں۔ آپ کے لئے تو یہ جائز ہے کسی امتی کے لئے جائز نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال واقوال ہر امتی کے لئے اس وقت حجت ہیں جب شرعی دلیل سے آپ کی تخصیص ثابت نہ ہو لیکن کسی دلیل سے یہ ثابت نہیں کہ مذکور فعل آپ کے ساتھ مخصوص ہے، لہذا یہ تمام احادِ امت کے لئے جائز ہے۔

باب ـــ جب ہجوم میں مر گیا یا قتل کیا گیا،، ۶۴۷۷ـــ ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا

اَبِی اَبِی قَالَتْ فَوَاللّٰہِ مَا احْتَجَزُوْا حَتّٰی قَتَلُوْہُ قَالَ حُذَیْفَۃُ غَفَرَ اللّٰہُ لَکُمْ قَالَ عُرْوَۃُ فَمَا زَالَتْ فِیْ حُذَیْفَۃَ مِنْہُ بَقِیَّۃٌ حَتّٰی لَحِقَ بِاللّٰہِ

بَابٌ اِذَا قَتَلَ نَفْسَہٗ خَطَأً فَلَا دِیَۃَ لَہٗ

۶۴۷۸ — حَدَّثَنَا الْمَکِّیُّ بْنُ اِبْرَاہِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ عُبَیْدٍ عَنْ سَلَمَۃَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی خَیْبَرَ

نے فرمایا اُحد کے دن مشرک شکست کھا گئے تو ابلیس بلند آواز سے چلایا اے اللہ کے بندو پچھلوں سے جنگ کرو تو اگلے پچھلوں کی طرف لوٹے اور اور اگلے پچھلے دونوں لڑائی میں مشغول ہو گئے۔ حُذیفہ نے نگاہ ڈالی۔ اچانک وہ اپنے والد یمان کو دیکھتے ہیں (صحابہ اس کو قتل کر رہے ہیں) کہا اللہ کے بندو! میرا باپ، میرا باپ! ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس کے متعلق حذیفہ ہمیشہ غمناک رہے حتی کہ اللہ سے جا ملے۔

۶۴۷۷ — شرح: اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ جنگ کے ہجوم میں اگر مسلمان غلطی سے مسلمان کو قتل کر دے تو گناہ نہیں۔ بایں ہمہ قاتل حزن و پشیمانی سے خالی نہیں ہوتا۔ بقیہ حزن کے یہی معنیٰ ہیں۔ قولہ عباد اللہ اخراکم ،، یعنی ابلیس نے بلند آواز سے چلا کر کہا پچھلوں کو قتل کرو۔ قولہ فاجتلدت ،، جلد بمعنی قوت اور صبر ہے۔ حضرت عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے کہا ایسے قتل کی دیت بیت المال میں ہے۔ حسن بصری نے کہا یہ دیت اُن لوگوں پر ہے جو قتل کے وقت موجود تھے امام شافعی نے کہا مقتول کے ولی سے کہا جائے گا جسے چاہو، بلاؤ اور قسم دو اگر قسم کھا جائے تو وہ دیت کا مستحق ہے اگر انکار کیا تو نفی پر مدعیٰ علیہ کو قسم دے گا اور مطالبہ ساقط ہے امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا خون لغو ہے۔

باب جس نے اپنے آپ کو غلطی سے قتل کر دیا اس کی دیت نہیں ،،

۶۴۷۸ — ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر کی طرف نکلے اُن میں سے ایک آدمی نے کہا اے عامر ہمیں اپنے رجز

فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ اَسْمَعْنَا يَا عَامِرُ مِنْ هُنَيَّاتِكَ فَحَدَا بِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ السَّائِقُ قَالُوا عَامِرٌ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَّا اَمْتَعْتَنَا بِهِ فَاُصِيبَ صَبِيحَةَ لَيْلَتِهِ فَقَالَ الْقَوْمُ حَبِطَ عَمَلُهُ قَتَلَ نَفْسَهُ فَلَمَّا رَجَعْتُ وَهُمْ يَتَحَدَّثُونَ اَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ فَجِئْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فِدَاكَ اَبِي وَاُمِّي زَعَمُوا اَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ فَقَالَ كَذَبَ مَنْ قَالَهَا اِنَّ لَهُ لَاَجْرَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ وَاَيُّ قَتْلٍ يَزِيدُهُ عَلَيْهِ

سا تو عامر نے ان کو رجز پڑھ کر چلایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ چلانے والا کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ عامر ہے حضور نے فرمایا اللہ اس پر رحم کرے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس سے ہمیں نفع کیوں نہیں دیا۔ پس وہ اسی رات کی صبح کو شہید ہو گیا۔ لوگوں نے کہا عامر کا عمل باطل ہو گیا اس نے اپنے آپ کو قتل کیا ہے۔ جب میں واپس ہوا، حالانکہ لوگ یہ باتیں کرتے تھے کہ عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا نبی اللہ! میرا باپ اور ماں آپ پر قربان ہوں لوگوں نے گمان کیا ہے کہ عامر کے عمل باطل ہو گئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ کہا جھوٹ بولا ہے۔ اس کو دو ثواب حاصل ہیں وہ کوشش کرنے والا جہاد کرنے والا ہے۔ اس سے کونسا قتل افضل ہوگا؟

۶۴۷۸ — شرح: اس باب کا عنوان یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے تئیں غلطی سے قتل کر دے تو اس کی دیت واجب نہیں بلکہ اگر عمداً خودکشی کرے تو اس کی دیت نہیں امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کے عاقلہ یعنی قبیلہ پر دیت واجب ہے۔ اگر وہ زندہ رہا تو دیت اس کے لئے ہے ورنہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔ امام مالک سفیان ثوری امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا اس میں کوئی شئی واجب نہیں اور یہ حدیث ان کی دلیل ہے، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن اکوع کے لئے اس کے عاقلہ «قبیلہ» پر دیت واجب نہیں کی۔ اور نہ ہی اُن کے علاوہ کسی اور پر واجب کی ہے اگر اس قتل پر دیت واجب ہوتی تو بیان کی جاتی کیونکہ یہ مقام محتاج بیان ہے جبکہ وقت حاجت سے بیان کی تاخیر جائز نہیں تمام علماء کا

بَابٌ اِذَا عَضَّ رَجُلًا فَوَقَعَتْ ثَنَايَاهُ

۶۴۷۹ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ اَوْفٰی عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَنَزَعَ يَدَهٗ مِنْ فِيْهِ فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتَاهُ فَاخْتَصَمُوْا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَعَضُّ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ لَادِيَةَ لَكَ ـــــ

اس میں اتفاق ہے کہ اگر کسی نے قصدًا یا سہوًا اپنے اعضاء میں سے کوئی عضو قطع کر دیا اس میں کوئی شئ واجب نہیں۔ "حدی" کے معنی اشعار پڑھ کر اونٹوں کو چلانا ہے۔ قولہ اِمْتَعْتَنَا ، یعنی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی دعاء سے اس کے لئے شہادت واجب ہو گئی ہے۔ کاش کہ آپ اس کو ہمارے لئے زندہ رہنے دیتے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی کے وقت جب کسی کے لئے خصوصًا دعاء فرما دیں تو وہ شہید ہو جاتا ہے۔

(حدیث ۳۹۲۲ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

باب جب کسی انسان کو کاٹا تو اس کے اگلے دانت گر گئے

۶۴۷۹ ـــ ترجمہ : عمران بن حصین سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ایک آدمی کا ہاتھ پر دانت سے کاٹا (جس کا ہاتھ کاٹا تھا) اس نے اپنا ہاتھ کاٹنے والے کے منہ سے کھینچا تو اُس کے اگلے دانت نکل گئے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقدمہ لے گئے تو حضور نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو ایسے کاٹتا ہے جیسے اونٹ کاٹتا ہے تیرے لئے کوئی دیت نہیں ،،

(ان دونوں میں سے ایک یعلی بن امیہ تھا دوسرا مبہم ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ ایک یعلی بن امیہ کا ملازم تھا اور دوسرا مبہم ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ دو مواقع ہوں، لہٰذا تضاد نہیں ،، ہر حیوان مذکر کو فحل کہا جاتا ہے)

۶۴۸۰ — حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَرَجْتُ فِيْ غَزْوَةٍ فَعَضَّ رَجُلٌ فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهٗ فَاَبْطَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ السِّنِّ بِالسِّنِّ

۶۴۸۱ — حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ ابْنَةَ النَّضْرِ لَطَمَتْ جَارِيَةً فَكَسَرَتْ فَاَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِالْقِصَاصِ

۶۴۸۰ — ترجمہ : یعلی نے کہا میں ایک غزوہ میں نکلا تو ایک آدمی نے دانت سے ہاتھ کاٹا اُس نے اس کے اگلے دانت نکال دیئے تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی دیت باطل کر دی۔

۶۴۸۰ — شرح : اس حدیث میں پہلی حدیث کے ابہام کی وضاحت ہے کہ ان دو میں سے ایک یعلی بن امیہ تھا یہ ایسا ہے جیسے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیوی کو بوسہ دیا تو ام المؤمنین سے روایت کرنے والے عروہ نے کہا وہ آپ ہی ہوں گی تو آپ ہنس پڑیں، یعلی بن امیہ کو یعلی بن منیہ بھی کہا جاتا ہے۔ منیہ اس کی والدہ ہے۔ وہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے حُنین، طائف اور تبوک کے غزوات میں شامل ہوئے اور اڑتیس (۳۸) ہجری کو جنگ صفین پر حضرت علی کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے جبکہ اس سے پہلے جنگ جمل میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں تھے۔

باب دانت کے بدلہ دانت

دانت کے بدلہ دانت نکالنے میں اجماع ہے اور دوسری ہڈیوں میں اختلاف ہے امام شافعی اور حنفیہ نے کہا دانت کے بغیر کسی ہڈی میں قصاص نہیں، کیونکہ ہڈی کے آگے گوشت پٹھے اور چمڑا حائل ہے جن کے سبب مماثلت متعذر ہے لہذا اُن میں دیت ہے۔

۶۴۸۱ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نضر کی بیٹی نے ایک لڑکی کو طمانچہ کھ

بَابُ دِيَةِ الْاَصَابِعِ

۶۴۸۲ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ سَوَاءٌ يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْاِبْهَامَ

۶۴۸۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

مارا تو اس کے اگلے دانت توڑ دیئے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو حضور نے قصاص کا حکم فرمایا (عورتوں اور مردوں میں قصاص میں یہ حدیث گزری ہے)

باب انگلیوں کی دیت

۶۴۸۲ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ اور یہ یعنی چھنگلی اور انگوٹھا برابر ہیں۔ **۶۴۸۲** — شرح: یعنی دیت میں چھوٹی بڑی انگلیاں برابر ہیں۔ ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہے۔ فقہاء کا اس میں اتفاق ہے کہ ہاتھ کی دیت نصف ہے۔ لہٰذا اور پاؤں کی انگلیاں مساوی ہیں۔ کسی کو دوسری پر فضیلت نہیں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَلْاَصَابِعُ کُلُّھَا سَوَاءٌ"، تمام انگلیاں برابر ہیں۔ اگر انگلی زائد ہو تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا اس کی دیت انگلی کی تہائی دیت ہے۔

۶۴۸۳ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا ہے۔

بَابُ إِذَا اَصَابَ قَوْمٌ مِنْ رَجُلٍ هَلْ يُعَاقِبُ اَوْ يَقْتَصُّ مِنْهُمْ كُلِّهِمْ

وَقَالَ مُطَرِّفٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي رَجُلَيْنِ شَهِدَا عَلٰى رَجُلٍ اَنَّهٗ سَرَقَ فَقَطَعَهٗ عَلِيٌّ ثُمَّ جَاءَا بِآخَرَ وَقَالَا اَخْطَأْنَا فَاَبْطَلَ شَهَادَتَهُمَا وَاُخِذَا بِدِيَةِ الْاَوَّلِ وَقَالَ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّكُمَا تَعَمَّدْتُّمَا لَقَطَعْتُكُمَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لِي ابْنُ بَشَّارٍ ۶۴۸۴ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ غُلَامًا قُتِلَ غِيْلَةً فَقَالَ عُمَرُ لَوِ اشْتَرَكَ فِيْهَا اَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ وَقَالَ مُغِيْرَةُ بْنُ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ اَرْبَعَةً قَتَلُوْا صَبِيًّا فَقَالَ عُمَرُ مِثْلَهٗ وَاَقَادَ اَبُوْ بَكْرٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَعَلِيٌّ وَسُوَيْدُ بْنُ مُقَرِّنٍ مِنْ لَطْمَةٍ وَاَقَادَ عُمَرُ مِنْ ضَرْبَةٍ بِالدِّرَّةِ وَاَقَادَ عَلِيٌّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَسْوَاطٍ وَاقْتَصَّ شُرَيْحٌ مِنْ سَوْطٍ وَخُمُوْشٍ ۶۴۸۵ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا

باب جب کئی لوگوں نے ایک شخص کو قتل کر دیا

مُطرّف نے شعبی سے دو آدمیوں کے متعلق ذکر کیا جنہوں نے ایک آدمی پر گواہی دی کہ اُس نے چوری کی ہے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا پھر وہ دو آدمی دوسرے شخص کو لائے اور کہا ہم نے غلطی کی ہے (چور تو یہ آدمی ہے) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی گواہی باطل کر دی اور ان کو پہلے شخص کی دیت میں گرفتار کر لیا گیا اور فرمایا اگر میں جانتا کہ تم نے قصدًا ایسا کیا ہے تو میں تمہارے ہاتھ کٹوا تا اور مجھے محمد بن بشار نے کہا

۶۴۸۴ ترجمہ: ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے عبید اللہ بن عمر عمری اور نافع کے ذریعہ ابن عمر رضی اللہ عنہ

ذکر کیا کہ ایک غلام کو دھوکہ سے قتل کر دیا گیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اگر اس قتل میں صنعاء کے تمام لوگ شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کر دیتا۔ مغیرہ بن حکیم نے اپنے والد سے بیان کیا کہ چار مردوں نے ایک بچہ قتل کر دیا تو عمر فاروق نے بھی اسی طرح کیا تھا۔ ابوبکر صدیق، عبداللہ بن زبیر، حضرت علی المرتضیٰ اور سوید بن مقرن نے طمانچہ مارنے کے سبب قصاص دلایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دُرّہ مارنے سے قصاص لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین کوڑے مارنے سے قصاص لیا۔ قاضی شریح نے کوڑے مارنے اور نوچنے کا قصاص دلایا۔

۶۴۸۴ شرح : جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ اگر ایک جماعت نے ایک شخص کو قتل کر دیا تو اس کے بدلہ میں تمام کو قتل کیا جائے گا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عقاب اور قصاص دونوں کو جمع کرنے کا کیا فائدہ ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قصاص خون میں استعمال کیا جاتا ہے اور معاقبت مکافات و مجازات میں استعمال کی جاتی ہے۔ لہٰذا ان میں فرق ہے۔

قولہ وقال مطرف الخ مطرف نے عامر شعبی سے روایت کی کہ دو آدمیوں نے ایک شخص کے خلاف حضرت علی کے پاس گواہی دی کہ اُس نے چوری کی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس شخص کا ہاتھ کٹوا دیا، کیونکہ ان کے پاس دو آدمیوں نے سرقہ کی گواہی دی تھی۔ اس لئے شہادت کے باعث چوری کا ثبوت ہو گیا تھا لیکن وہ دونوں گواہ پھر کسی اور شخص کو پکڑ لائے اور کہا ہم نے غلطی کی تھی دراصل چور یہ شخص ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن کی گواہی کو باطل کر دیا اور اُن سے اس شخص کے ہاتھ کی دیت لی جسے ان کی گواہی کے سبب کٹوا دیا تھا۔ پھر فرمایا اگر میں پہلے جانتا کہ تم نے اپنی گواہی میں قصداً ایسا کیا ہے تو میں تم دونوں کے ہاتھ کٹوا دیتا، کیونکہ انہوں نے اس میں خطاء کا اقرار کیا تھا۔

قولہ قال لی بشار ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اثر سے امام بخاری کی غرض محمد بن سیرین کا ردّ کرنا ہے کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ اگر ایک آدمی کو دو شخص قتل کر دیں تو ایک کو قتل کیا جائے گا اور دوسرے سے دیت لی جائے گی ؛ حالانکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر ایک آدمی کے قتل میں صنعاء کے سارے لوگ شریک ہو جائیں تو میں تمام کو قتل کروں گا۔

قولہ مغیرۃ بن حکیم الخ ، یہ اثر مختصر ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابن وہب نے کہا مجھے جریر بن حازم نے خبر دی کہ مغیرہ بن حکیم صنعانی نے اپنے والد سے ان کو خبر دی کہ صنعاء میں ایک عورت کا شوہر غائب ہو گیا اُس نے کوئی بچہ اپنی پرورش میں لے رکھا تھا جو اس کی بیوی کے بطن سے نہ تھا۔ اس کو اصیل کہا جاتا تھا۔ اس عورت نے شوہر کے غائب ہونے کے بعد کسی سے آشنائی کر لی اور آشنا سے کہا یہ لڑکا ہمیں ذلیل و خوار کرے گا اس کو قتل کر دے اُس نے انکار کیا تو وہ عورت اس سے ناراض ہو گئی اس کو خوش کرنے کے لئے اُس نے عورت کی موافقت کی اور

اس لڑکے کو قتل کرنے پر آمادہ ہوگیا اس کے ساتھ ایک اور شخص اور عورت اور اس کا خادم بھی قتل کرنے میں شریک ہوگئے اور اس لڑکے کو قتل کرکے اس کے اعضاء کاٹ کر ایک بوری میں ڈال کر کسی پرانے کنوئیں میں پھینک دیا اس قتل کی تفتیش کی گئی تو اس عورت کا آشنا گرفتار کرلیا گیا۔ اُس نے قتل کا اعتراف کرلیا جبکہ دوسروں نے بھی قتل کا اعتراف کرلیا۔ صنعا کے حاکم لیعلیٰ نے واقعہ کی تفصیل تحریر کرکے حضرت عمر فاروق کو بھیجی تو امیر المؤمنین نے تحریر کیا کہ جتنے قتل میں شریک ہیں تمام کو قتل کردیا جائے (عینی)

قولہ اقاد ابوبکر الخ طمانچہ مارنے کے سبب حضرت ابوبکر صدیق، عبداللہ بن زبیر، علی المرتضیٰ اور سوید بن مقرن نے قصاص لیا۔ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوڑے کے ساتھ مارنے کی وجہ سے قصاص لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجلود کو تین زائد کوڑے مارنے کے باعث قصاص لیا؛ چنانچہ ابن ابی شیبہ نے اپنے اسناد سے عبداللہ بن معقل سے روایت کی انہوں نے کہا میں امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ ایک آدمی آیا اور اُن سے خفیہ گفتگو کی حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا اے قنبر، اس کو باہر لے جاؤ اور اس کو کوڑے مارو پھر اس کے بعد وہ شخص آیا جس کو کوڑے مارے گئے تھے اور کہا اُس نے مجھے تین کوڑے زائد مارے ہیں۔ قنبر نے کہا یا امیر المؤمنین اُس نے سچ کہا ہے۔ حضرت علی نے مجلود کو فرمایا کوڑا لو اور اس کو تین کوڑے مار لو، پھر قنبر سے فرمایا جب کوڑے مارو تو حد سے تجاوز نہ کرو،، (عینی)

قولہ واقتص شریح ،، یعنی قاضی شریح بن حارث کوڑا مارنے اور نوچنے کے سبب قصاص دلایا۔ امام عینی نے لیث اور ابن قاسم سے نقل کیا کہ کوڑا مارنے کا قصاص لیا جائے گا، البتہ آنکھ پر طمانچہ مارنے کا قصاص نہیں۔ جب طمانچہ سے زخم نہ آئے اس میں صرف کوئی سزا دے سکتے ہیں؛ کیونکہ طمانچہ کا قصاص لینے کی صورت میں آنکھ کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ اکثر علماء بھی یہی کہتے ہیں کہ آنکھ پر طمانچہ میں قصاص نہیں البتہ اگر طمانچہ سے زخم ہوجائے تو جو قاضی فیصلہ کردے وہی ادا کیا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں مماثلت متعذر ہے۔ اگر رخسارہ پر طمانچہ مارے تو اس کا قصاص ہے۔ حسن بصری اور امام شافعی اور علماء کوفہ نے کہا طمانچہ کا قصاص نہیں۔ قولہ الخموش بضم الخاء والمیم ،، یہ وہ زخم ہیں جن پر دیت نہیں کہا جاتا ہے۔ خمش وجھہ جبکہ اپنے چہرے پر زخم کردے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو طمانچہ مارا پھر اسے کہا کہ بدلہ لے لو اُس نے معاف کردیا۔ طمانچہ وغیرہ میں علماء کے چند اقوال ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جنہوں نے لُدّ کیا تھا آپ نے اُن کو لُدّ کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ یہ اُن سے قصاص لیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لُدّ کی حدیث سے صراحۃً قصاص معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اس میں یہ احتمال ہے کہ بطورِ عقیدت ان کو لُدّ کیا ہو کیونکہ انہوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کی تھی جبکہ حضور نے فرمایا تھا مجھے لُدّ نہ کرو (لُدّ کے معنی منہ کے کنارے میں دوائی ڈالنا) اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لطم ایک شخص سے ہوتا ہے، حالانکہ باب عنوان کا عنوان ہے جب لوگ ایک شخص کو قتل کردیں تو سب سے قصاص لیا جائے گا اس کا جواب یہ ہے کہ

۴۴۸۵ ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ وَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ لَا تَلُدُّونِي فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُدُّونِي قَالَ قُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْقَى مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا لُدَّ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ

بَابُ الْقَسَامَةِ

وَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ

۴۴۸۵ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض میں آپ کو لُدّ کیا۔ حضور نے ہمیں اشارہ کیا کہ مجھے لُدّ نہ کرو ہم نے خیال کیا کہ حضور کا منع کرنا اس لئے ہے کہ بیمار دوائی کو اچھا نہیں جانتا ہے۔ جب حضور کو افاقہ ہوا تو فرمایا کیا میں نے تم کو منع نہیں کیا تھا؟ کہ میرے گلے میں دواء نہ ڈالو۔ ہم نے کہا کہ بیمار دوائی کو بُرا سمجھتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سوا تم میں سے کوئی باقی نہ رہے مگر اُس کو لُدّ کیا جائے (اس کے منہ میں دواء ڈالی جائے) اس حال میں کہ میں دیکھوں۔ عباس کے منہ میں نہ ڈالی جائے۔ کیونکہ وہ تمہارے پاس موجود نہ تھے۔

۴۴۸۵ ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ طمانچہ مارنا یا کوڑا لگانا یا لُدّ کا قصاص لینا ترجمہ اور باب کے عنوان کے مناسب نہیں، کیونکہ یہ تو ایک شخص کے لئے ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب معمولی اشیاء کا قصاص ہے تو کئی بڑے بڑے امور جمع ہو جائیں جیسے قتل اور چوری وغیرہ سے بطریق اولیٰ قصاص لیا جائے گا۔ لُدّ کے معنی ہیں منہ میں ایک طرف سے دواء ڈالنا۔

أَوْ يَمِيْنُهُ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ لَمْ يُقِدْ بِهَا مُعٰوِيَةُ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ إِلٰى عَدِيِّ بْنِ أَرْطَاةَ وَكَانَ أَمَّرَهُ عَلَى الْبَصْرَةِ فِيْ قَتِيْلٍ وُجِدَ عِنْدَ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ السَّمَّانِيْنَ إِنْ وَجَدَ أَصْحَابُهُ بَيِّنَةً وَإِلَّا فَلَا تَظْلِمِ النَّاسَ فَإِنَّ هٰذَا لَا يُقْضٰى فِيْهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

بَابُ الْقَسَامَةِ

یہ خون پر قسم کھانے سے یا قسمت یمین سے مشتق ہے یہ قسموں کا نام ہے چند لوگ کسی شئ پر قسمیں کھاتے ہیں یہ قسم ان لوگوں کی طرف منسوب ہے پھر صرف قسموں پر اس کا اطلاق کیا گیا ہے ،،

متن : " اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے دو گواہ یا اس کی قسم "

" ابن ابی ملیکہ نے کہا قسامت کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قصاص نہ لیا "

" عمر بن عبد العزیز نے عدی بن ارطاۃ کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا تھا اس کو ایک مقتول جو گھی فروشوں کے محلہ میں پایا گیا تھا کے متعلق خط لکھا کہ اگر اس کے وارث شہادت پائیں تو فبہا ورنہ لوگوں پر ظلم نہ کرنا کیونکہ قیامت تک اس کا فیصلہ نہ ہو سکے گا ۔

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس سے مقصد یہ ہے کہ قسامت سے قصاص نہیں کیونکہ انہوں نے اشعث ابن قیس کی حدیث ذکر کی جس میں یہ حکم گواہی یا قسم پر مقصور ہے ۔ پھر ابن ابی ملیکہ اور عمر بن عبد العزیز سے اسناد کے بغیر مرسل روایت کی ۔ ابن ابی شیبہ نے اپنے اسناد کے ساتھ ذکر کیا کہ ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور اہل علم کی جماعت قسامت سے قتل نہیں کرتے تھے ۔ ابراہیم سے اپنی سند سے روایت کی کہ قسامت سے قصاص ظلم ہے ۔ ابو معشر کی روایت میں ہے کہ قسامت میں دیت کے مستحق ہوتے ہیں اس میں قصاص نہیں لیا جاتا ۔

اشعث بن قیس کندی

وہ کندہ سے ساٹھ آدمیوں کے ساتھ آیا اور اسلام قبول کیا پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے

۶۴۸۶ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ عُبَیْدٍ عَنْ بُشَیْرِ بْنِ یَسَارٍ زَعَمَ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ یُقَالُ لَهٗ سَهْلُ بْنُ اَبِیْ حَثْمَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ قَوْمِهٖ انْطَلَقُوْا اِلٰی خَیْبَرَ فَتَفَرَّقُوْا فِیْهَا وَ وَجَدُوْا اَحَدَهُمْ قَتِیْلًا وَّ قَالُوْا لِلَّذِیْنَ وُجِدَ فِیْهِمْ قَتَلْتُمْ صَاحِبَنَا قَالُوْا مَا قَتَلْنَا وَ لَا عَلِمْنَا قَاتِلًا فَانْطَلَقُوْا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ انْطَلَقْنَا اِلٰی خَیْبَرَ فَوَجَدْنَا اَحَدَنَا قَتِیْلًا فَقَالَ

بعد مرتد ہو گیا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مسلمان ہوا اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے شہید ہو جانے کے چالیس روز بعد چالیس ہجری میں فوت ہو گیا اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی

ابن ابی مُلیکہ

ابن ابی ملیکہ کا نام عبداللہ بن ابی مُلیکہ ہے اور ابو ملیکہ کا نام زُہیر ہے۔ صحیح یہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قسامہ میں قصاص لیا ہے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے عدی بن ارطاۃ کو ننانوے ہجری میں بصرہ کا حاکم مقرر کیا تھا اور معاویہ بن یزید بن مہلب نے اس کو ایک سو دو ہجری کے آخر میں قتل کر دیا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے عدی کو خط لکھا کہ اگر مقتول کے ولی گواہ پائیں تو اس کے مطابق فیصلہ کرو اور اگر وہ گواہ نہ پائیں تو لوگوں پر ظلم نہ کرو، کوئی فیصلہ نہ کرو، کیونکہ یہ ایسا مقدمہ ہے جس میں قیامت تک فیصلہ نہ لیا جائے گا، کیونکہ اس میں غائب پر شہادت ہے ..

۶۴۸۶ — ترجمہ : بُشیر بن یسار نے کہا ایک مرد انصاری جس کو سہل بن ابی حثمہ کہا جاتا تھا اس نے بیان کیا کہ اس کی قوم کے چند لوگ خیبر کی طرف گئے اور وہاں جا کر جُدا جُدا ہو گئے اور اُن میں سے ایک کو مقتول پایا اُنہوں نے اس شخص کے متعلق جن میں مقتول پایا گیا کہ تم نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا ہم نے قتل نہیں کیا اور نہ ہی ہم قاتل کو جانتے ہیں۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم خیبر کی

الْكُبْرَ الْكُبْرَ فَقَالَ لَهُمْ تَأْتُوْنَ بِالْبَيِّنَةِ عَلٰى مَنْ قَتَلَهٗ قَالُوْا مَا لَنَا بَيِّنَةٌ قَالَ فَيَحْلِفُوْنَ قَالُوْا لَا نَرْضٰى بِاَيْمَانِ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُطَلَّ دَمُهٗ فَوَادَهٗ مِائَةً مِّنْ اِبِلِ الصَّدَقَةِ

جانب گئے وہاں ہم نے ایک کو مقتول پایا ہے۔ فرمایا تم میں سے بڑا بات کرے (یا فرمایا بڑے کو آگے کرد) اور اُن سے فرمایا تم اس پر گواہ لاؤ جس نے اس کو قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے پاس کوئی گواہ نہیں فرمایا پھر وہ قسمیں کھائیں گے انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم یہودیوں کی قسموں سے خوش نہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پسند نہ کیا کہ اسکا خون لغو جائے تو حضور نے صدقہ کے اونٹوں سے سو اونٹ اس کی دیت ادا کر دی۔"

۶۴۸۶ — شرح: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث قسامت میں عدمِ قصاص کے لئے ذکر کی ہے اور یہ کہ اس میں حکم گواہوں یا قسم پر موقوف ہے جیساکہ اشعث بن قیس کی حدیث میں مذکور ہے۔ مذکور حدیث کی تفصیل یہ ہے کہ سہل بن ابی حثمہ نے کہا عبداللہ ابن سہل خیبر کے ایک پُرانے کنوئیں میں مقتول پایا گیا تو اس کا بھائی عبدالرحمٰن بن سہل اور دو چچے حُویصہ اور مُحیّصہ مسعود عبدالرحمٰن نے کلام شروع کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے کو آگے کرو اور اس کے دو چچوں میں سے کوئی ایک بات کرے۔ حویصہ کلام کرے یا محیّصہ بات کرے ان میں سے بڑے نے کلام کرتے ہوئے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے عبداللہ بن سہل کو خیبر کے ایک غیر آباد کنوئیں میں مقتول پایا ہے یہاں یہودیوں کے سوا ہمارا کوئی دشمن نہیں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا فیصلہ یہ ہے کہ پچاس یہودی قسم کھا کر تم سے بری ہو جائیں گے کہ انہوں نے عبداللہ بن سہل کو قتل نہیں کیا اس نے کہا وہ تو مشرک ہیں ان کی قسموں سے ہم خوش نہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تم میں سے پچاس آدمی قسمیں کھائیں کہ انہوں نے قتل کیا ہے۔ کہا حضور ہم کیسے قسمیں کھائیں ہم نے تو کسی کو قتل کرتے نہیں دیکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے مقتول کی دیت ادا کر دی،، نفر اسم جمع ہے مردوں کی جماعت تین سے دس تک پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کے اونٹوں سے سو اونٹ خرید کر اپنی طرف سے دیت ادا کی تھی۔ اس طرح جھگڑا ختم کیا۔ لہٰذا یہ سوال نہ ہوگا کہ اس حدیث میں جو تم نے ذکر کی ہے۔ حضور نے اپنی طرف سے دیت ادا کی؛ حالانکہ باب کی حدیث میں ہے کہ حضور نے صدقہ کے اونٹوں سے دیت ادا

۶۴۸۷ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْأَسَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ مِنْ آلِ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو قِلَابَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَبْرَزَ سَرِيرَهُ يَوْمًا لِلنَّاسِ ثُمَّ أَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا فَقَالَ مَا تَقُولُونَ فِي الْقَسَامَةِ قَالُوا نَقُولُ الْقَسَامَةُ الْقَوَدُ بِهَا حَقٌّ وَقَدْ أَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ قَالَ لِي مَا تَقُولُ يَا أَبَا قِلَابَةَ وَنَصَبَنِي لِلنَّاسِ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عِنْدَكَ رُءُوسُ الْأَجْنَادِ وَأَشْرَافُ الْعَرَبِ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِينَ مِنْهُمْ شَهِدُوا عَلَى رَجُلٍ مُحْصَنٍ بِدِمَشْقَ أَنَّهُ قَدْ زَنَى لَمْ يَرَوْهُ أَكُنْتَ تَرْجُمُهُ قَالَ لَا قُلْتُ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِينَ مِنْهُمْ شَهِدُوا عَلَى رَجُلٍ بِحِمْصَ أَنَّهُ سَرَقَ أَكُنْتَ تَقْطَعُهُ وَلَمْ يَرَوْهُ قَالَ

کی اندفاع کی وجہ یہ ہے کہ حضور نے صدقہ کے اونٹ خرید کر اپنی طرف سے دیت ادا کی تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قسامت جو جاہلیت میں جاری تھی اسلام میں بھی مشروع ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ثابت رکھا ہے نیز کسی مشترک امر میں کثیر لوگ جمع ہوں تو سب سے بڑے کو گفتگو کرنا چاہئیے اور حدود کے مطالبہ میں وکالت جائز ہے۔

قسامت کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مشہور حدیث "اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ" کہ گواہ مدعی پر ہیں ورنہ مدعیٰ علیہ پر قسم ہے، سے قسامت مخصوص ہے؛ چنانچہ عمرو بن شعیب کی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "گواہ مدعی پر ہیں اور انکار کرنے والے پر قسم ہے مگر قسامت میں یہ نہیں، لیکن سفیان ثوری، ابن ابی لیلی، عامر شعبی، ابراہیم نخعی، امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن پر دعویٰ کیا جائے پہلے وہ قسمیں کھائیں پھر دیت ادا کریں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی طرح روایت کی اور عمرو بن شعیب کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ وہ حدیث معلول ہے، کیونکہ اس کے اسناد میں مسلم بن خالد ہے جو امام شافعی کا استاد ہے بیہقی نے اپنے سنن میں اس کو ضعیف کہا ہے۔ نیز بیہقی نے وجوب الفطرہ کے باب میں کہا کہ اس حدیث کے اسناد میں ابن جریج نے عمرو سے روایت کی ہے، حالانکہ اس کا عمرو سے سماع ثابت نہیں ویسے بھی عمرو بن شعیب کی حدیث سے استدلال کرنا مختلف فیہ ہے۔

۶۴۸۷ــــ ترجمہ: ابوقلابہ نے بیان کیا کہ ایک دن عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کے لئے اپنا تخت ظاہر کیا

قَالَ لَا قُلْتُ فَوَاللّٰهِ مَا قَتَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدًا قَطُّ اِلَّا
فِيْ اِحْدٰى ثَلٰثِ خِصَالٍ رَجُلٌ قَتَلَ بِجَرِيْرَةِ نَفْسِهٖ فَقُتِلَ اَوْ رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ
اِحْصَانٍ اَوْ رَجُلٌ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ
الْقَوْمُ اَوَلَيْسَ قَدْ حَدَّثَ اَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَطَعَ فِي السَّرَقِ وَسَمَرَ الْاَعْيُنَ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ فَقُلْتُ اَنَا اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثَ
اَنَسٍ حَدَّثَنِيْ اَنَسٌ اَنَّ نَفَرًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعُوْهُ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاسْتَوْخَمُوا الْاَرْضَ فَسَقِمَتْ اَجْسَامُهُمْ فَشَكَوْا

اور اس پر بیٹھ کر لوگوں کو عام اجازت دی وہ آئے تو اُن سے کہا قسامت کے متعلق تم کیا کہتے ہو۔ راوی نے کہا ہم نے کہا قسامت میں قصاص حق ہے۔ خلفاء راشدین نے قسامت کے ساتھ قصاص لیا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے مجھے کہا اے ابوقلابہ تم کیا کہتے ہو اور مجھے لوگوں کے سامنے کھڑا کر دیا۔ میں نے کہا یا امیرالمؤمنین آپ کے پاس عرب کے بڑے بڑے لوگ اور سردار موجود ہیں۔ آپ بتائیں اگر ان میں سے پچاس آدمی ایک محصن آدمی پر دمشق میں گواہی دیں کہ اُس نے زناء کیا ہے اور اس کو دیکھا نہ ہو کیا آپ اس کو رجم کریں گے؟ عمر بن عبدالعزیز نے کہا نہیں (ابوقلابہ نے کہا) میں نے کہا آپ بتائیں اگر ان میں سے پچاس آدمی ایک شخص پر گواہی دیں جو حمص میں رہتا ہے کہ اُس نے چوری کی ہے کیا آپ اس کا ہاتھ کٹوائیں گے؟ حالانکہ انہوں نے اس کو چوری کرتے نہیں دیکھا۔ عمر ابن عبدالعزیز نے کہا نہیں میں نے کہا اللہ کی قسم! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو کبھی قتل نہیں کیا مگر تین خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت میں قتل کیا ہے ایک وہ شخص جو کسی کو ظلماً قتل کر دے اس کو قصاص میں قتل کیا جائے گا یا کسی نے شادی شدہ ہونے کے بعد زناء کیا یا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی اور اسلام سے مرتد ہو گیا (ان کو قتل کیا جائے گا) لوگوں نے کہا کیا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان نہیں کی؟ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کٹوایا اور "مرتدوں" کی آنکھوں میں گرم سلائیں پھیریں پھر ان کو دھوپ میں پھینک دیا میں نے کہا۔ میں تمہیں انس کی حدیث سے خبر دیتا ہوں مجھ سے انس نے بیان کیا کہ قبیلہ عکل کے آٹھ آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام پر حضور کی بیعت کی ان کو مدینہ منورہ

ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُمْ اَفَلَا تَخْرُجُوْنَ مَعَ رَاعِيْنَا فِىْ اِبِلِهٖ فَتُصِيْبُوْنَ مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا قَالُوْا بَلٰى فَخَرَجُوْا فَشَرِبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَصَحُّوْا فَقَتَلُوْا رَاعِىَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَرَدُوْا النَّعَمَ فَبَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ فِىْ اٰثَارِهِمْ فَاُدْرِكُوْا فَجِئَ بِهِمْ فَاَمَرَ بِهِمْ فَقُطِّعَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ وَسُمِرَتْ اَعْيُنُهُمْ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِى الشَّمْسِ حَتّٰى مَاتُوْا قُلْتُ وَاَىُّ شَيْءٍ اَشَدُّ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ اِرْتَدُّوْا عَنِ الْاِسْلَامِ وَقَتَلُوْا وَسَرَقُوْا فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاللّٰهِ اِنْ سَمِعْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ فَقُلْتُ اَتَرُدُّ عَلَىَّ حَدِيْثِىْ يَا عَنْبَسَةُ فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ جِئْتَ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهٖ وَاللّٰهِ لَا يَزَالُ هٰذَا الْجُنْدُ بِخَيْرٍ مَا عَاشَ هٰذَا الشَّيْخُ بَيْنَ اَظْهُرِهِمْ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ فِىْ هٰذَا سُنَّةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَتَحَدَّثُوْا عِنْدَهٗ فَخَرَجَ

”شہر قبا اللہ تعالیٰ“ کی آب وہوا ناموافق پڑی تو اُن کے جسم بیمار ہوگئے۔ اُنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ شکایت کی تو حضور نے فرمایا کیا تم ہمارے چرواہے کے ہمراہ اُونٹوں میں نہیں جاتے؟ اُن کا دودھ اور پیشاب پیو۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں ہم جاتے ہیں۔ وہ گئے اور اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا تو تندرست ہوگئے پھر انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان کے کھوج میں آدمی بھیجے تو ان کو پکڑ لیا گیا اور حضور کے پاس سب کو لایا گیا۔ آپ نے ان کے متعلق حکم دیا تو ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھرا دیں پھر ان کو دھوپ میں پھینک دیا حتی کہ وہ مر گئے۔ میں نے کہا جو کچھ ان لوگوں نے کیا تھا اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے وہ اسلام سے پھر گئے وہ مرتد ہوگئے، انہوں نے قتل کیا اور چوری کی۔ عنبسہ بن سعید نے کہا اللہ کی قسم! میں نے آج کے دن کی طرح کبھی نہیں سنا میں نے کہا اے عنبسہ کیا تو میری حدیث مسترد کرتا ہے؟ اُس نے کہا نہیں لیکن تم نے

رَجُلٌ مِنْهُمْ بَيْنَ اَيْدِيهِمْ فَقُتِلَ فَخَرَجُوا بَعْدَهٗ فَاِذَا هُمْ بِصَاحِبِهِمْ يَتَشَحَّطُ
فِي الدَّمِ فَرَجَعُوا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَاحِبُنَا الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُ مَعَنَا فَخَرَجَ بَيْنَ اَيْدِيْنَا فَاِذَا نَحْنُ بِهٖ يَتَشَحَّطُ
فِي الدَّمِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِمَنْ تَرَوْنَ قَتَلَهٗ فَقَالُوْا
نُرٰى اَنَّ الْيَهُوْدَ قَتَلَتْهُ فَاَرْسَلَ اِلَى الْيَهُوْدِ فَدَعَاهُمْ فَقَالَ ءَاَنْتُمْ قَتَلْتُمْ
هٰذَا قَالُوْا لَا قَالَ اَتَرْضَوْنَ نَفَلَ خَمْسِيْنَ مِنَ الْيَهُوْدِ مَا قَتَلُوْهُ فَقَالُوْا مَا يُبَالُوْنَ
يَقْتُلُوْنَا اَجْمَعِيْنَ ثُمَّ يَنْتَفِلُوْنَ قَالَ اَفَتَسْتَحِقُّوْنَ الدِّيَةَ بِاَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ
قَالُوْا مَا كُنَّا لِنَحْلِفَ فَوَادَهٗ مِنْ عِنْدِهٖ قُلْتُ وَقَدْ كَانَتْ هُذَيْلٌ خَلَعُوْا
خَلِيْعًا لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَطَرَقَ اَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْيَمَنِ بِالْبَطْحَاءِ
فَانْتَبَهَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَحَذَفَهٗ بِالسَّيْفِ فَقَتَلَهٗ فَجَاءَتْ هُذَيْلٌ فَاَخَذُوا
الْيَمَانِيَّ فَرَفَعُوْهُ اِلٰى عُمَرَ بِالْمَوْسِمِ وَقَالُوْا قَتَلَ صَاحِبَنَا فَقَالَ اِنَّهُمْ قَدْ خَلَعُوْهُ

حدیث صحیح طریقہ سے اس کے طریق پر بیان کی ہے۔ اللہ کی قسم! یہ لشکر ہمیشہ خیریت سے رہے گا جب تک یہ شیخ اُن میں زندہ رہے گا۔ میں نے کہا اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے وہ یہ کہ حضور کے پاس چند انصار آئے اور آپ کے پاس باتیں کرتے رہے پھر اُن کے سامنے اُن میں سے ایک شخص باہر نکلا اور قتل کیا گیا۔ اس کے بعد وہ باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کا ساتھی خون میں تڑپ رہا ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹے اور عرض کیا یا رسُولَ اللہ! ہمارا ساتھی ہمارے ساتھ گفتگو کر رہا تھا وہ ہمارے سامنے نکلا ہے اچانک ہم اس کو دیکھ رہے ہیں کہ خون میں تڑپ رہا ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ تم کس کے متعلق گمان کرتے ہو یا فرمایا تمہارا خیال کس کے متعلق ہے۔ اُنھوں نے کہا ہمارا خیال ہے کہ یہودیوں نے اس کو قتل کیا ہے۔ حضور نے یہودیوں کو پیغام بھیجا اور انہیں بلوایا اور فرمایا تم نے اس کو قتل کیا ہے؟ یہودیوں نے

فَقَالَ يُقْسِمُ خَمْسُونَ مِنْ هُذَيْلٍ مَا خَلَعُوهُ قَالَ فَأَقْسَمَ مِنْهُمْ
تِسْعَةٌ وَأَرْبَعُونَ رَجُلًا فَقَدِمَ رَجُلٌ مِنْهُمْ مِنَ الشَّامِ فَسَأَلُوهُ أَنْ
يُقْسِمَ فَافْتَدَى يَمِينَهُ مِنْهُمْ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ فَأَدْخَلُوا مَكَانَهُ رَجُلًا
آخَرَ فَدَفَعَهُ إِلَى أَخِي الْمَقْتُولِ فَقُرِنَتْ يَدُهُ بِيَدِهِ قَالَ فَانْطَلَقْنَا
وَالْخَمْسُونَ الَّذِينَ أَقْسَمُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِنَخْلَةٍ أَخَذَتْهُمُ السَّمَاءُ
فَدَخَلُوا فِي غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْهَجَمَ الْغَارُ عَلَى الْخَمْسِينَ الَّذِينَ أَقْسَمُوا
فَمَاتُوا جَمِيعًا وَأَفْلَتَ الْقَرِينَانِ فَاتَّبَعَهُمَا حَجَرٌ فَكَسَرَ رِجْلَ أَخِي الْمَقْتُولِ
فَعَاشَ حَوْلًا ثُمَّ مَاتَ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ أَقَادَ رَجُلًا
بِالْقَسَامَةِ ثُمَّ نَدِمَ بَعْدُ مَا صَنَعَ فَأَمَرَ بِالْخَمْسِينَ الَّذِينَ أَقْسَمُوا فَمُحُوا
مِنَ الدِّيوَانِ وَسَيَّرَهُمْ إِلَى الشَّامِ

کہا ہم نے قتل نہیں کیا، حضور نے فرمایا تم راضی ہو کہ یہودیوں میں سے پچاس آدمی قسمیں کھائیں کہ انہوں نے قتل نہیں کیا، انہوں نے کہا وہ تو یہ بھی پرواہ نہیں کرتے کہ ہم سب کو قتل کر دیں پھر قسمیں کھا جائیں۔ فرمایا کیا تم میں سے پچاس آدمیوں کی قسموں سے تم دیت کے مستحق ہوتے ہو؟ اُنہوں نے کہا ہم تو قسمیں نہیں کھائیں گے پھر سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی طرف سے دیت ادا کر دی۔ میں نے کہا ہُذیل نے جاہلیت میں اپنے حلیف کو الگ کر دیا تھا۔ وہ بطحاء میں یمن کے کسی گھر والوں کے پاس رات گیا اُن میں سے ایک شخص بیدار ہُوا اور اُس پر تلوار کے ساتھ حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا پھر ہذیل قبیلہ والے لوگ آئے اور یمنی کو پکڑ لیا اور حج کے دنوں میں اس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لائے اور کہا اُس نے ہمارا ساتھی قتل کر دیا ہے۔ یمنی نے کہا ہذیل نے اس کو اپنے سے علیحدہ کر دیا ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا قبیلہ ہُذیل کے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ انہوں نے اس کو نہیں چھوڑا ہے۔ ابو قلابہ نے کہا اُن میں سے اُنچاس آدمی قسمیں کھا گئے اُن پر ایک آدمی شام سے آیا اس سے انہوں نے پوچھا کہ

بَابُ مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ فَفَقَؤُا عَيْنَهُ فَلَا دِيَةَ لَهُ

۶۴۸۸ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ ابْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِي حُجْرٍ فِي بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ أَوْ مَشَاقِصَ وَجَعَلَ يَخْتِلُهُ لِيَطْعَنَهُ

قسم کھائے اُس نے اپنی قسم کا ایک ہزار درہم فدیہ ادا کر دیا۔ اُنھوں نے اس کی جگہ ایک اور آدمی داخل کر لیا اور اس کو مقتول کے بھائی کے حوالہ کر دیا اور اس کا ہاتھ اس کے ہاتھ کے ساتھ ملایا گیا انہوں نے کہا ہم اور وہ پچاس آدمی جنہوں نے قسمیں کھائی تھیں چلے حتیٰ کہ جب نخلہ پہنچے تو ان کو بارش نے آ لیا وہ پہاڑ کی غار میں داخل ہو گئے تو غار اُن پچاس آدمیوں پر گر پڑی جنہوں نے قسمیں کھائی تھیں اور وہ سب مر گئے۔ دو آدمی باہر نکل گئے ان کے پیچھے پتھر گیا اور مقتول کے بھائی کا ٹخنہ توڑ دیا وہ ایک سال زندہ رہنے کے بعد مر گیا۔ میں نے کہا عبد الملک بن مروان نے قسامت میں ایک آدمی سے قصاص لیا پھر اس فعل کے بعد نادم ہُوا اور اُن پچاس آدمیوں کے متعلق حکم دیا جنہوں نے قسمیں کھائی تھیں اُن کا نام دفتر سے محو کر دیا اور انہیں شام کی طرف جلا وطن کر دیا۔

۶۴۸۷ — شرح: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث اس لئے ذکر کی ہے کہ قسم پہلے مدعیٰ علیہ پر عائد ہوتی ہے مدعی پر نہیں جیسے حدیث میں مذکور انصار کے واقعہ میں مدعیٰ علیہم یہود تھے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ان سے قسم لینے کو ذکر کیا تھا۔ قولہ والخمسون الخ یعنی وہ نفر بیا پچاس تھے کیونکہ ان میں سے ایک نے اپنی قسم کا فدیہ ادا کر دیا تھا لہٰذا اُنچاس رہ گئے تھے پچاس نہ تھے یا کل کا جزو پر اطلاق کیا ہے ایسے اطلاقات جائز ہیں۔ قولہ فَمَحَوْا مِنَ الدِّيوَانِ ،، دیوان کے معنی رجسٹر کے ہیں جس میں حکومت کے ملازمین وغیرہ کے نام درج ہوتے ہیں۔ قابسی نے کہا تعجب ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے قسامت کا حکم جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور خلفاء راشدین کے عمل سے ثابت ہے اس کو ابو قلابہ کے قول سے کیسے باطل کر دیا حالانکہ ابو قلابہ تابعی ہیں اور اُن سے یہ قول مرسل سنا گیا ہے۔ بایں ہمہ انہوں نے انصار کے واقعہ کو خیبر کے واقعہ کے ساتھ عدم حفظ کی بنا پر ملا دیا۔ اسی طرح انہوں نے مرسل حکایت سنی جس کو یہاں ذکر کیا، حالانکہ اس کا قسامت سے کچھ تعلق نہیں کیونکہ خلع قسامت نہیں جبکہ دونوں کے حکم مختلف ہیں نیز عبد الملک کا ان کو دیوان سے ہٹا دینا حجت نہیں دیکھئے

۶۴۸۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَجُلًا اِطَّلَعَ فِيْ جُحْرٍ فِيْ بَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَاْسَهُ فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْتَظِرُنِيْ لَطَعَنْتُ بِهِ فِيْ عَيْنِكَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْبَصَرِ۔ ۶۴۹۰ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ

باب جس نے لوگوں کے گھر میں نظر ڈالی تو انہوں نے اس کی آنکھ نکال دی اس کی دیت نہیں"

۶۴۸۸ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریفہ میں جھانکا تو حضور اس کی طرف تیر کا پھل لے کر اٹھے اور خفیہ کوشش کرنے لگے کہ اس کو چبھوئیں۔

۶۴۸۹ — ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریفہ کے دروازہ میں جھانکا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سر کھجلانے کا آلہ تھا جس سے اپنا سر کھجلا رہے تھے جب اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا اگر میں جانتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو اس کے ساتھ تیری آنکھ چبھو دیتا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھنے ہی کے باعث تو اجازت مشروع ہے۔

۶۴۹۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر کوئی آدمی اجازت کے بغیر تم پر جھانکے اور تو کنکری مارے اور اس کی آنکھ پھوڑ دے تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں۔

۶۴۸۸ تا ۶۴۹۰ — شرح : ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ اگر کسی نے گھر کا دروازہ بند کیا ہو یا اس پر پردہ لٹکایا تو گھر میں داخل ہونے کیلئے

عَبْدِاللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُو الْقٰسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ امْرَأً اطَّلَعَ عَلَیْكَ بِغَیْرِ اِذْنٍ فَخَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَیْنَهٗ لَمْ یَكُنْ عَلَیْكَ جُنَاحٌ

بَابُ الْعَاقِلَةِ

۶۴۹۱ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُیَیْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِیَّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَیْفَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَلِیًّا هَلْ عِنْدَكُمْ شَیْءٌ مَا لَیْسَ فِی الْقُرْاٰنِ وَقَالَ مَرَّةً مَا لَیْسَ عِنْدَ النَّاسِ فَقَالَ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا اِلَّا مَا فِی الْقُرْاٰنِ اِلَّا فَهْمًا یُعْطٰی رَجُلٌ فِیْ كِتَابِهٖ وَمَا فِی الصَّحِیْفَةِ قُلْتُ وَمَا

اجازت لینا شرط ہے اور بدونِ اجازت گھر میں جھانکنا جائز نہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی خفیہ طور پر گھر میں جھانکے تو اس کو ہلکی سی شئی مارنا جائز ہے اور خفیف شئی سے وہ دُور نہ ہو تو بھاری شئی سے اس کو جھانکنے سے ہٹایا جائے اس سے اگر اس کی جان یا کوئی عضو ضائع ہو جائے تو اس پر کچھ تاوان نہیں اور مارنے سے پہلے اس کو خبردار کرنا ضروری نہیں۔ (حدیث ۵۸۶۳ ج ۹ کی شرح دیکھیں)

باب عاقلہ پر دیت

عاقلہ عاقل کی جمع بمعنی دیت۔ دفع کرنے والا۔ دیت کو عقل مصدر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ دیت کے اونٹ مقتول کے ولی کے گھر باندھے جاتے ہیں پھر کثرتِ استعمال کے سبب عقل کا اطلاق دیت پر کیا جاتا ہے۔ اگرچہ دیت اونٹ نہ ہوں۔ کہا گیا ہے کہ یہ عَقَلَ یَعْقِلُ بمعنی منع و دفع سے ہے کیونکہ جاہلیت کے زمانہ میں جو کوئی قتل کرتا تھا وہ اپنی قوم سے التجا کرتا تھا کیونکہ اس کو قتل کرنے کے لئے تلاش کیا جاتا تھا۔ اس کی قوم اس سے قتل دفع کرتی تھی اس لئے اس کو عاقلہ کہتے ہیں؛ کیونکہ وہ قاتل کو قتل کرنے سے منع کرتے ہیں۔ امام مالک شافعی اور

فِی الصَّحِیْفَۃِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِکَاکُ الْاَسِیْرِ وَلَا یُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِکَافِرٍ

احمد رضی اللہ عنہم کے نزدیک عصبات عاقلہ ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک اگر قاتل اہلِ دیوان سے نہیں اور اہلِ دیوان وہ ہیں جن کے نام لشکر میں جانے کے لئے رجسٹر پر لکھے ہوتے ہیں تو اس کا عاقلہ وہ لوگ ہیں جو اس کے اہلِ حرفہ ہیں ؛ ورنہ جن سے حلف کا تعلق ہے یعنی اس کے حلیف عاقلہ ہیں۔

امام کرمانی نے کہا جو نکاح میں ولی ہیں وہ عاقلہ ہیں ان کو عاقلہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ خطاءً یا شبہ عمد میں مقتول کی دیت دیتے ہیں۔ علامہ قسطلانی نے کہا عقل کے معنیٰ منع کے ہیں۔ عقل کو عقل اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ فواحش سے منع کرتی ہے۔ عاقلہ کا دیت کا متحمل ہونا سنّت سے ثابت ہے اس پر اہلِ علم کا اجماع ہے یہ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ "وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی" ، کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی کا بوجھ نہیں اٹھاتا لیکن اس آیت کے عموم سے یہ مخصوص ہے، کیونکہ اس میں بہت بڑی مصلحت ہے ، کیونکہ اگر قاتل سے ساری دیت لی جائے تو ہو سکتا ہے کہ اس کے سارے مال سے پوری نہ ہو اور اگر دیت لئے بغیر قاتل کو چھوڑ دیا جائے ، تو مقتول کا خون لغو جاتا ہے۔

۶۴۹۱ ترجمہ : شعبی نے کہا میں نے ابو جحیفہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے علی المرتضیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہارے پاس کوئی شئ ہے جو قرآن میں نہیں کبھی یہ کہا کہ جو لوگوں کے پاس نہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس ذات ستودہ صفات کی قسم ہے جس نے دانہ کھولا اور انسان کو پیدا کیا ہمارے پاس کوئی شئ نہیں مگر وہ جو قرآن میں ہے لیکن جو کسی کو اللہ کی کتاب میں فہم دیا جائے اور ہمارے پاس وہ ہے جو اس صحیفہ میں ہے میں نے کہا اس صحیفہ میں کیا ہے انہوں نے کہا اس میں دیت، قیدی کو چھڑانا اور یہ کہ مسلمان کو کافر کے بدلہ قتل نہ کیا جائے کے احکام ہیں :

۶۴۹۱ شرح : قولہ لیس فی القرآن "یعنی جو تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لکھا ہے وہ تمہیں یاد ہو یا نہ ہو ہر مکتوب عام مراد نہیں ؛ کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بکثرت ثابت ہیں جو مذکور صحیفہ میں نہیں۔ قولہ لا یقتل ، یعنی اگر مسلمان کافر حربی کو قتل کر دے تو اس کا قصاص نہیں۔ وہ حربی اور ذمی میں فرق نہیں کرتے۔ ابن حزم نے محلّی میں ذکر کیا اگر عاقل بالغ مسلمان کافر ذمی یا مستامن کو عمداً یا خطاءً قتل کر دے تو اس کا قصاص نہیں اور نہ ہی دیت و کفارہ ہے ، لیکن عمداً قتل میں زجر و تہدید کی جائے اور جیل میں بند کر دیا جائے حتیٰ کہ توبہ کرے۔ عامر شعبی ، ابراہیم نخعی ، ابن ابی لیلیٰ ، امام ابو حنیفہ ، امام ابو یوسف ، محمد اور زفر رضی اللہ عنہم نے کہا مسلمان کو کافر کے بدلہ قتل کیا جائے گا اور متن میں مذکور حدیث کا جواب یہ

بَابُ جَنِيْنِ الْمَرْأَةِ

۶۴۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مٰلِكٌ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ امْرَاَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ رَمَتْ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى فَطَرَحَتْ جَنِيْنَهَا فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ

یہ ہے کہ اس کافر سے حربی کافر مراد ہے (اس کی تفصیل حدیث ع ۱۱۱ ج ۱ میں دیکھیں)

باب عورت کے پیٹ کا بچہ

جب تک بچہ عورت کے پیٹ میں ہو اس کو جنین کہتے ہیں، کیونکہ وہ نگاہوں سے چھپا ہوتا ہے باہر آجائے تو ولد ہے اگر مردہ نکلے مذکر ہو یا مؤنث ہو جب تک باہر نکلتے وقت چیخ نہ مارے سقطہ ہے۔"

۶۴۹۲ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ قبیلہ ہُذَیل کی دو عورتوں میں سے ایک عورت نے دوسری کو پتھر مارا اور اس کے پیٹ کا بچہ گرادیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں غُرّہ غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ کیا۔

۶۴۹۲ — شرح: یہ دو عورتیں سوکنیں تھیں اور حمل بن مالک بن نابغہ ہذلی کی بیویاں تھیں ان میں ایک حاملہ تھی وہ دونوں لڑ پڑیں تو دوسری نے حاملہ کے پیٹ پر پتھر مارا۔ مسلم کی روائت میں ہے کہ خیمہ کا بانس مارا اور اس کے پیٹ کے بچہ کو قتل کر دیا۔ یونس کی روائت میں اس عورت کو قتل کر دیا۔ غُرّۃ بضم العین وتشدید الراء گھوڑے کی پیشانی پر سفیدی ہے۔ ابن اثیر نے کہا غرہ بنفسہ غلام یا لونڈی ہے۔ ابوعمرو بن علاء نے کہا غرّہ سفید غلام یا سفید لونڈی ہے۔ سفید ہونے کی وجہ سے ان کو غرّہ

۶۴۹۳ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِيْ اِمْلَاصِ الْمَرْاَةِ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْغُرَّةِ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ فَشَهِدَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ اَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِهٖ

۶۴۹۴ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عُمَرَ نَشَدَ النَّاسَ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي السَّقْطِ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ اَنَا سَمِعْتُهُ قَضٰى فِيْهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ قَالَ

کہا جاتا ہے۔ دیت میں کالا غلام اور کالی لونڈی قبول نہیں کی جاتی لیکن یہ فقہاء کے نزدیک شرط نہیں۔
ان کے نزدیک غُرّہ وہ ہے جس کی قیمت دیت میں غلام یا امیر آدمی کے بیسویں حصہ کو پہنچے "غلام یا لونڈی غُرّہ سے بدل ہے۔ جب پیٹ سے بچہ مُردہ گر جائے اس وقت اس کی دیت غُرّہ ہے اور اگر زندہ گر جائے پھر مر جائے تو اس میں پُوری دیت ہے۔

۶۴۹۳ — ترجمہ: عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے عورت کے حمل گرا دینے کی دیت میں لوگوں سے مشورہ لیا تو مغیرہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں غُرّہ غلام یا لونڈی فیصلہ فرمایا ہے۔ عمر فاروق نے کہا کوئی گواہ لاؤ جو تمہارے ساتھ گواہی دے تو محمد بن مَسْلَمہ نے گواہی دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے جبکہ حضور نے یہ فیصلہ فرمایا تھا۔

۶۴۹۳ — شرح: عورت کا پیٹ سے مردہ بچہ گرا دینے کو املاص کہا جاتا ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک صحابی کی خبر حجت ہے اس کا قبول کرنا واجب ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گواہ کیوں طلب کیا تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ مزید یقین حاصل کرنے اور تاکید کے لئے گواہ طلب کیا تھا بایں ہمہ اس کی گواہی بھی خبر واحد ہی ہے اس سے خبر واحد سے نہیں نکلی۔

۶۴۹۴ — ترجمہ: عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قسم لی کہ کس شخص نے سُنا ہے

اِئْتِ مَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ عَلٰى هٰذَا فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ اَنَا اَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هٰذَا

۶۴۹۵ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ سَمِعَ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِيْ اِمْلَاصِ الْمَرْاَةِ مِثْلَهُ

بَابُ جَنِيْنِ الْمَرْاَةِ وَاَنَّ الْعَقْلَ عَلَى الْوَالِدِ وَعَصَبَةِ الْوَالِدِ لَا عَلَى الْوَلَدِ

۶۴۹۶ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سقط میں فیصلہ کیا ہے۔ مغیرہ بن شعبہ نے کہا میں نے سنا ہے کہ حضور نے اس میں غرہ غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ فرمایا اپنے ساتھ کوئی گواہ لاؤ جو میرے ساتھ گواہی دے۔ محمد بن سلمہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ کیا ہے۔

۶۴۹۵ ـــ ترجمہ: ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے اُنہوں نے اپنے والد سے سنا کہ اُنہوں نے مغیرہ بن شعبہ کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے عورت کا بچہ اس کے پیٹ سے خارج کر دینے میں اس طرح فیصلہ کیا۔

باب عورت کے پیٹ کا بچہ اور دیت والد اور والد کے عصبہ پر ہے بچے پر نہیں "

۶۴۹۶ ـــ ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي جَنِينِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي لَحْيَانَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَزَوْجِهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى عَصَبَتِهَا

۶۴۹۸ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

نے بنی لحیان کی ایک عورت کے پیٹ سے مردہ باہر بچہ نکال دینے میں غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ کیا پھر جس عورت پر غُرّہ کا فیصلہ کیا وہ بھی فوت ہوگئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ عورت کا ترکہ اس کے بیٹے شوہر کے لئے ہے اور دیت عورت کے عاقلہ "عصبات" پر ہے۔ (عینی)

۶۴۹۷ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں والد پہ دیت کا ذکر نہیں، لہٰذا عنوان اور حدیث میں مطابقت نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے بعض طرق میں والد مذکور ہے۔ امام بخاری کی عادت ہے کہ اس طرح بھی عنوان ذکر کر دیتے ہیں۔ اس کا باب میں عورت کے جنین کا حکم بیان ہوگا اور یہ کہ مقتولہ عورت کی دیت قاتلہ کے والد اور اس کے عصبہ پہ ہے اس کے لڑکے پہ نہیں یعنی جب لڑکا قاتلہ عورت کے عصبات میں سے نہ ہو تو اس پہ دیت نہیں، کیونکہ دیت عصبات پہ ہوتی ہے۔ ذوالارحام پہ دیت واجب نہیں اسی لئے اخیافی بھائیوں پہ دیت واجب نہیں اس مقتولہ عورت کا نام ملیکہ بنت عُوَیمر تھا اور اس کی سوتکن کو ام عفیف بنت مسروح کہا جاتا تھا اہل علم کا اس میں اتفاق ہے کہ جنین کی دیت غُرّہ ہے وہ مذکر ہو یا مؤنث ہو اس کی خلقت مکمل ہو چکی ہو یا ناقص ہو جبکہ اس میں آدمی کی خلقت متصور ہو۔ (عینی)

۶۴۹۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا قبیلہ ہذیل کی دو عورتیں جھگڑ پڑیں اُن میں سے ایک نے دوسری کو پتھر ملا اور اس کو قتل کر دیا اور جو اس کے پیٹ میں تھا اس کو بھی قتل کر دیا وہ یہ جھگڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے تو حضور نے یہ فیصلہ کیا کہ مقتولہ عورت کے جنین کی دیت غُرّہ ہے جو غلام یا لونڈی ہے اور یہ فیصلہ کیا کہ مقتولہ کی دیت اس کے عاقلہ یعنی عصبات پر ہے "

يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا
الْأُخْرٰى بِحَجَرٍ قَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَضٰى أَنَّ دِيَةَ جَنِينِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ وَقَضٰى دِيَةَ الْمَرْأَةِ
عَلٰى عَاقِلَتِهَا

بَابُ مَنِ اسْتَعَارَ عَبْدًا أَوْ صَبِيًّا

وَيُذْكَرُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ بَعَثَتْ إِلٰى مُعَلِّمِ الْكِتَابِ ابْعَثْ إِلَيَّ غِلْمَانًا
يَنْفُشُونَ صُوفًا وَلَا تَبْعَثْ إِلَيَّ حُرًّا

۶۴۹۹ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ
ابْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب جس نے غلام یا بچّے سے مدد مانگی

اور ذکر کیا جاتا ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کتاب کے مُعلّم کو پیغام بھیجا کہ
میرے پاس کمسن چند غلام بھیجے جو روئی دھنیں اور میرے پاس آزاد نہ بھیجو "

شرح : اس باب کو کتاب الدیات میں ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب یہ استعمال میں ہلاک ہو جائیں
تو حُر کی دیت واجب ہے اور غلام کی قیمت واجب ہے ۔ اگر بالغ حُر سے استعانت مفت یا اجارہ سے کی اور
اس کو کچھ نقص لاحق ہُوا تو اگر اس عمل میں دھوکہ نہ ہو تو تمام اہل علم کے نزدیک اس کی ضمان نہیں ہے ام المؤمنین
ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی آزاد نہ بھیجنے سے غرض یہ ہے کہ جس نے آزاد نابالغ بچے سے استعانت کی یا غلام سے
اس کے مالک کی اجازت کے بغیر استعانت کی اور وہ دونوں اس عمل میں ہلاک ہو گئے وہ غلام کی قیمت کا ضامن

الْمَدِيْنَةَ اَخَذَ اَبُوْطَلْحَةَ بِيَدِيْ فَانْطَلَقَ بِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ قَالَ فَخَدَمْتُهٗ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَوَاللّٰهِ مَا قَالَ لِيْ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهٗ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا هٰكَذَا وَلَا لِشَيْءٍ لَمْ اَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هٰذَا هٰكَذَا

بَابُ الْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ

٦٥٠٠ — **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ

اور آزاد نابالغ بچے کی دیت کا ضامن ہے جو اس کے عاقلہ پر واجب ہے۔ شارح کرمانی نے کہا ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا آزاد کو منع کرنے سے مقصد آزاد کا اکرام و احترام اور ایصالِ عوض ہے، کیونکہ اس عمل میں اس کے ہلاک ہو جانے کی تقدیر پر اس کی ضمان نہیں، لیکن اگر غلام ہلاک ہو گیا تو اس کی ضمان ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ نے یہ صیغۂ تمریض سے ذکر کیا، کیونکہ محمد بن منکدر کی ام المؤمنین ام سلمہ سے سماعت ثابت نہیں۔

٦٤٩٩ — ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابوطلحہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! انس ذہین بچہ ہے یہ آپ کی خدمت کرے گا۔ انس نے کہا میں نے حضر و سفر میں آپ کی خدمت کی۔ اللہ کی قسم! حضور نے کسی شئ کے متعلق مجھے نہیں فرمایا جو میں نے کی ہو کہ تو نے یہ اس طرح کیوں کیا ہے اور نہ اس شئ کے متعلق فرمایا جو میں نے نہ کی ہو کہ تو نے یہ اس طرح کیوں نہیں کیا،،

٦٤٩٩ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے اس حدیث کی عنوان سے مطابقت کس طرح ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خدمت استعارہ کو مستلزم ہے۔ لہٰذا عنوان کے دوسرے

جوء کے مطابق ہے یا دوسری روایات پر اعتماد کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لئے کوئی بچہ تلاش کرو جو میری خدمت کرے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کی کفالت میں تھے انہوں نے اس کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا جبکہ اُن کا شوہر اُن کے ساتھ تھا۔ اس لئے انس کو حاضر کرنے کی نسبت کبھی ام سلیم کی طرف کی گئی اور کبھی ابوطلحہ کی طرف کی گئی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے وقت ہی ام سلیم نے یہ کیا تھا اور جو ابوطلحہ نے انس کو حاضر کیا تھا وہ اور واقعہ ہے، جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی طرف جانے کا ارادہ کیا تھا،، قسطلانی۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت انس پر اعتراض نہ کرنا اُن امور میں تھا جن کا تعلق خدمت و آداب سے ہے جن کا تعلق تکالیف شرعیہ سے ہے اس میں یہ نہ تھا، کیونکہ تکالیف شرعیہ میں اعتراض کرنا جائز نہیں،، اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسنِ خلق پر دلالت ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم خلق ہے،،

باب کان اور کنوئیں میں دب کر مرجانے کا خون معاف ہے

یعنی جو کوئی کان گرنے سے دب کر مرگیا یا کنوئیں میں گر پڑا اور مرگیا اس میں کوئی شئ واجب نہیں،،

الحاصل یہ دونوں موتیں لغو ہیں،،

۶۵۰۰ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیوانات کا زخمی کرنا رائگاں ہے، کنوئیں میں گر کر مرجانا رائگاں ہے کان میں دب کر مرجانا رائگاں ہے اور رکاز میں پانچواں حصہ ہے۔،،

۶۵۰۰ — شرح: عجماءُ کے معنی بہائم ہیں۔ بعض اہل علم نے اس کی تفسیر چوپائے سے کی ہے جو ہاتھ سے نکل کر بھاگ جائے۔ بھاگنے کی حالت میں جو نقصان کردے وہ رائگاں ہے۔ اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا۔ بہائم جو شئ تلف کردیں اس میں ضمان نہیں۔ وہ رات کو بھاگ نکلیں یا دن کو زخمی کریں یا نہ کریں، البتہ اگر صاحب بہیمہ اس کے سبب قصداً اتلاف کرے تو اس کی ضمان ہے، کیونکہ اس میں تعدّی پائی جاتی ہے۔ امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے فرمایا اگر بہیمہ کے ساتھ مالک یا مستاجر وغیرہ ہو یا مستعیر یا مودّع یا وکیل یا غاصب وغیرہ ہو تو تلف کردہ کی ضمان

بَابُ الْعَجْمَاءِ جُبَارٌ

وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ كَانُوْا لَا يُضَمِّنُوْنَ مِنَ النَّفْحَةِ وَيُضَمِّنُوْنَ مِنْ رَدِّ الْعِنَانِ وَقَالَ حَمَّادٌ لَا يُضَمَّنُ مِنَ النَّفْحَةِ اِلَّا اَنْ يَّنْخُسَ اِنْسَانٌ الدَّابَّةَ وَقَالَ شُرَيْحٌ لَا تُضَمَّنُ مَا عَاقَبَتْ اَنْ يَّضْرِبَهَا فَتَضْرِبَ بِرِجْلِهَا وَقَالَ

واجب ہے۔ اور متن میں مذکور حدیث کا محمل یہ ہے کہ جب بہیمہ کے ساتھ کوئی نہ ہو تو دن کو جو تلف کر دے اور کسی قسم کی کمی کے بغیر رات کو باہر نکل جائے اور اس کے ساتھ کوئی نہ ہو تو۔ اس تقدیر پر تلف کردہ کی ضمانت نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ کے اصحاب نے جواب دیا کہ حدیث مطلقاً عام ہے اس کے عموم کے مطابق عمل کرنا واجب ہے اور تعدی اس عموم سے خارج ہے اس لئے تعدی سے ضمان واجب ہے۔

رکاز جاہلیت کا دفینہ ہے وہ سونا ہو یا چاندی ہو وہ اتنی مقدار میں ہو کہ اس میں زکوٰۃ واجب ہو اور وہ نصاب ہے تو اس میں بطور زکوٰۃ واجبہ خمس واجب ہے۔ یہ جمہور علماء کا مذہب ہے۔ حضرات ائمہ کرام مالک شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم بھی یہی کہتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ رکاز اور معدن دو علیحدہ چیزیں ہیں اور ہر ایک کا حکم جداگانہ ہے، کیونکہ شارع علیہ السلام نے ایک کا دوسرے پر عطف کیا اور ہر ایک کا حکم علیحدہ ذکر کیا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور علماء عراق نے کہا رکاز اور معدن ایک شئ ہیں اور معدن ہی رکاز ہے جب ایک کا حکم بیان کرنے کا ارادہ کیا تو اس کو دوسرے نام سے ذکر کیا اور وہ رکاز ہے۔ اگر یہ کہتے کہ اس میں خمس ہے اور یہ نہ کہتے کہ رکاز میں خمس ہے تو ان میں التباس آتا، کیونکہ یہ احتمال تھا کہ ضمیر کا مرجع بیر ہو۔ قاضی عیاض نے کہا رکاز کا کنز پر عطف اس امر کی دلیل ہے کہ رکاز کنز کے مغائر ہے اور رکاز ہی معدن ہے۔ جیسا کہ علماء عراق کہتے ہیں۔ یہ امام شافعی کے خلاف دلیل ہے۔ صاحب ہدایہ نے کہا رکاز کا معدن اور سونے چاندی کے دفینہ پر اطلاق کیا جاتا ہے۔

باب چوپایوں کا نقصان کرنا لغو ہے

ابن سیرین نے کہا حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام چوپایوں کے لات مارنے سے نقصان کی ضمان نہ دلاتے تھے اور اس کی لگام رد کرنے سے ضمان دلاتے تھے حماد نے کہا لات مارنے سے نقصان کی ضمان نہیں، البتہ اگر کوئی اس کو گدگدا کرے تو اس صورت میں ضمان ہے۔ قاضی شریح نے کہا چوپایہ کو پیچھے سے مارنے

قَالَ الْحَكَمُ وَحَمَّادٌ إِذَا سَاقَ الْمُكَارِي حِمَارًا عَلَيْهِ امْرَأَةٌ فَتَخِرُّ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ إِذَا سَاقَ دَابَّةً فَأَتْعَبَهَا فَهُوَ ضَامِنٌ لِمَا أَصَابَتْ وَإِنْ كَانَ خَلْفَهَا مُتَرَسِّلًا لَمْ يَضْمَنْ

۶۵۰۱ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَاءُ عَقْلُهَا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ

بَابُ إِثْمِ مَنْ قَتَلَ ذِمِّيًّا بِغَيْرِ جُرْمٍ

۶۵۰۲ — حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا

اور وہ اپنی لات مارنے سے نقصان کر دے تو اس کی ضمان نہیں اور حکم اور حماد نے کہا جب کرایہ دار نے گدھے کو ہانکا جس پر عورت سوار ہو اور وہ گر پڑے تو کرایہ دار پر کوئی شئ واجب نہیں شعبی نے کہا جب چوپایہ کو ہانکا اور اس کو تھکا دیا تو وہ نقصان کا ضامن ہے اور اگر اس کے پیچھے آرہا ہے تو ضامن نہ ہوگا۔

مفردات : نخس، جانور کی پچھلی دو ٹانگوں کے درمیان یا اس کے پہلو میں لکڑی چبھونا۔ مکاری کرایہ دار، مترسلاً، آرام سے چلنے والا۔

۶۵۰۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چوپایوں کی دیت لغو ہے۔ کنوئیں میں گر کر مرنے والا لغو ہے کان کنی کرنے میں دب کر مر جانے والا لغو ہے اور رکاز میں خمس ہے (یعنی اسی طرح مرنے والوں میں دیت نہیں)

بَابُ لَا يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ

۶۵۰۳— حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ

باب اس شخص کو گناہ جو بے گناہ ذمّی کافر کو قتل کر دے

۶۵۰۲— ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے ایسی جان کو قتل کیا کہ اس کے ساتھ عہد کیا گیا ہے وہ جنت کی ہوا نہ پائے گا، حالانکہ اس کی ہوا چالیس سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔

۶۵۰۲— شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مؤمن دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا تو اس کا جنت کی ہوا نہ پانے کے کیا معنیٰ ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وعید بطور زجر و تہدید ہے یا مراد یہ ہے کہ اوّل بار جنت کی ہوا نہ پائے گا جو دوسرے مسلمان کبائر کے مرتکب نہ ہونے والے پائیں گے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عنوان میں ذمّی مذکور اور حدیث میں ذی عہد کا ذکر ہے لہٰذا حدیث عنوان کے مطابق نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ معاہد بھی ذمّی ہے کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمّہ مسلمانوں پر واجب ہے۔ اس حدیث میں چالیس سال کی مسافت ذکر کی گئی ہے۔ ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنت کی ہوا ستّر برس کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔ طبرانی نے اوسط میں محمد بن سیرین کے طریق سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سو سال کی مسافت روایت کی ہے۔ صاحب فردوس نے جابر کی حدیث میں ایک ہزار سال کی مسافت ذکر کی ہے۔ اس اختلاف کا اندفاع اس طرح ہے کہ یہ اختلاف لوگوں کے منازل اور درجات کے تفاوت کے اعتبار سے ہے۔ علامہ کرمانی نے اس کا جواب یہ ذکر کیا کہ عدد مخصوصہ مقصود نہیں بلکہ مبالغہ اور تکثیر مقصود ہے۔

باب مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے

۶۵۰۳— ترجمہ : ابو جحیفہ نے کہا میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا ہم سے صدقہ بن فضل

قَالَ سَأَلْتُ عَلِيًّا هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِمَّا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ قَالَ الْعَقْلُ وَ فَكَاكُ الْأَسِيرِ وَ أَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ

بَابُ إِذَا لَطَمَ الْمُسْلِمُ يَهُودِيًّا عِنْدَ الْغَضَبِ

رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے بیان کیا کہ انہیں مُطرِّف نے خبر سنائی کہ میں نے شعبی کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا کہ میں نے ابوجحیفہ سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی شئی ہے جو قرآن میں نہ ہو ایک بار سفیان بن عیینہ نے کہا کہ جو لوگوں کے پاس نہ ہو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا اس ذات کی قسم ہے جس نے دانہ کو اُگایا جان کو پیدا کیا ہمارے پاس دبی ہے جو اس قرآن کریم میں موجود ہے سوائے فہم کتاب کے جو کسی کو دیا جاتا ہے اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے۔ میں نے کہا اس صحیفہ میں کیا ہے۔ فرمایا اس میں دیت کے احکام اور قیدی کو آزاد کرنا اور یہ کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔

۶۵۰۳

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بہت احکام احادیث سے معلوم ہوتے ہیں تو قرآن مجید میں احکام کا حصر کیسے درست ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس قول میں قرآن کریم کی اس آئت کریمہ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى ،، کی طرف اشارہ ہے لہٰذا قرآن کریم احادیث کے تمام احکام کو شامل ہے۔

(حدیث ع ۱۱۱ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب جب مسلمان غصّہ کی حالت میں یہودی کو طمانچہ مارے ،،

اس کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے ،،

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم ذکر نہیں کیا لیکن در اصل حکم یہ ہے کہ اس پر کوئی شئی واجب نہیں، کیونکہ باب کی حدیث میں قصاص کا ذکر نہیں اگر اس میں قصاص ہوتا تو ضرور بیان

۶۵۰۴ــ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَاءِ

۶۵۰۵ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى الْمَازِنِىِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لُطِمَ وَجْهُهٗ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِكَ مِنَ الْاَنْصَارِ لَطَمَ فِىْ وَجْهِىْ قَالَ ادْعُوْهُ فَدَعَوْهُ قَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ مَرَرْتُ بِالْيَهُوْدِ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ وَالَّذِىْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ قَالَ فَقُلْتُ

کیا جاتا یہ مسئلہ اجماعیہ ہے اور فقہاء کی ایک جماعت کا یہی قول ہے۔

۶۵۰۴ــ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبیوں کے درمیان ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دو

۶۵۰۴ــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ہمارے نبی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل ہیں، کیونکہ آپ نے فرمایا ہے "میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں"، نیز فرمایا: آدم اور اُن کے سوا تمام نبی قیامت میں میرے جھنڈے تلے ہوں گے اس میں فخر نہیں،، اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع اور انکساری کے طور پر فرمایا تھا کہ ایک نبی کو دوسرے پر فضیلت نہ دو یا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ ایک نبی کو دوسرے نبی سے اس طور پر افضل نہ کہو کہ دوسرے کی تنقیص ہو جائے یا اس میں جھگڑے کی صورت پیدا ہو جائے۔ یا نفس نبوت میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دو۔

۶۵۰۵ــ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ایک یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حالانکہ اس کے چہرہ پر طمانچہ مارا گیا تھا اس نے کہا "یا محمد" صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے

اَعَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَتْنِیْ غَضْبَۃٌ فَلَطَمْتُہٗ قَالَ لَاتُخَیِّرُوْنِیْ مِنْ بَیْنِ الْاَنْبِیَاءِ فَاِنَّ النَّاسَ یَصْعَقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَاَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یُّفِیْقُ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰی اٰخِذٌ بِقَائِمَۃٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ اَفَاقَ قَبْلِیْ اَمْ جُزِیَ بِصَعْقَۃِ الطُّوْرِ

ایک انصاری صحابی نے میرے چہرے پر طمانچہ مارا ہے۔ فرمایا اسے بلاؤ لوگوں نے اس کو بلایا تو حضور نے فرمایا تو نے اس کے چہرہ پر طمانچہ کیوں مارا ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہودیوں کے پاس سے گزرا میں نے اسے سنا یہ کہہ رہا تھا اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ "علیہ السلام" کو تمام انسانوں پر فضیلت دی ہے تو میں نے کہا کیا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ؟ مجھے غصہ آگیا تو میں نے اس کو طمانچہ دے مارا۔ فرمایا مجھے نبیوں کے درمیان فضیلت نہ دو، کیونکہ لوگ قیامت میں بیہوش ہو جائیں گے پھر مجھے سب سے پہلے ہوش آئے گا تو اچانک موسیٰ "علیہ السلام" عرش معلی کے پائے پکڑے ہوں گے نامعلوم وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے ہوں گے یا کوہ طور پر صعقہ سے بیہوش ہونے کے باعث قیامت کے صعقہ سے مستغنی ہو گئے تھے۔

۶۵۰۵ — **شرح :** بعض روایات میں ہے کہ طمانچہ مارنے والا مرد جناب ابوبکر صدیق تھے "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ موسیٰ "علیہ السلام" مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا طور کے صعقہ سے اس کی مکافات ہو گئی تھی جبکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا سوال کیا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضور نے فرمایا میں تمام سے پہلے ہوش میں آؤں گا اور موسیٰ کو دیکھوں گا کہ اس نے عرش کا ستون پکڑا ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پہلے ہوش میں آئیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کلام موسیٰ علیہ السلام کے افاقہ کی تقدیم کا موجب نہیں، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم افاقہ کے بعد اپنی امت کے حال کی طرف متوجہ ہوں گے تو اس حال میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھیں گے کہ انہیں افاقہ ہے یا دوسرے نبیوں کی نسبت موسیٰ علیہ السلام کو پہلے افاقہ ہو گیا ہوگا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

كِتَابُ اِسۡتِتَابَةِ الۡمُعَانِدِيۡنَ وَالۡمُرۡتَدِّيۡنَ وَقِتَالِهِمۡ

ثُمَّ مَنۡ اَشۡرَكَ بِاللّٰهِ وَعُقُوۡبَتُهٗ فِي الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ وَلَئِنۡ اَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخَاسِرِيۡنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب مرتدوں اور اسلام کے دشمنوں سے توبہ کرانا اور اُن سے جنگ کرنا،،

مرتد وہ لوگ ہیں جو صحیح راہ سے پھر جائیں اور حق کا علم ہوتے ہوئے اسکو مسترد کر دیں

باب اس شخص کو گناہ جو اللہ کا شریک بنائے اور دُنیا اور آخرت میں اس کو عذاب

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے اگر تو نے شرک کیا تو تیرا عمل باطل ہو جائیگا اور تو خسارہ والوں میں رہ جائے گا ۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ

۶۵۰۶ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ

الْاٰيَةُ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْآ اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْٓا اَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ اِيْمَانَهٗ بِظُلْمٍ فَقَالَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ لَيْسَ بِذٰلِكَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِلٰى قَوْلِ

لُقْمَانَ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ"

شرح : ظلم کے معنیٰ ہیں "شئ کو اس کے مقام کے غیر میں رکھنا۔ مشرک شئ کو اس کے مقام کے غیر میں رکھتا ہے کیونکہ جس نے اس کو عدم سے وجود کی طرف نکالا اس کے لئے مساوی بناتا ہے اور نعمت کو اس کی طرف منسوب کرتا ہے جو وہ نہیں دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! لَئِنْ اَشْرَكْتَ الْاٰيَة

اس آئت کریمہ میں مخاطب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں لیکن مراد لوگ ہیں اور شرک کرنے والوں کے عمل کا باطل ہونا موت کے ساتھ مقید ہے کہ اگر اُن کا خاتمہ اور موت شرک پر ہُوئی تو اُن کے سب اعمال باطل ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ"، یعنی جو کفر کی حالت میں مرجائیں ان کے عمل باطل ہیں۔

۶۵۰۶ — ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ آئت کریمہ "جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہ ملایا"، نازل ہوئی تو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بہت شاق گزری۔ اُنہوں نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہم میں کون ہے جس نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہ ملایا ہو تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ بات نہیں کیا تم نے لقمان کی بات نہیں سُنی ؟ بے شک شرک کرنا عظیم ظلم ہے۔

۶۵۰۶ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایمان اور شرک کیسے جمع ہوسکتے ہیں اس کا جواب یہ

۶۵۰۷ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ ح وَحَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ ثَلٰثًا أَوْ قَوْلُ الزُّورِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ

ہے جیسے اُن لوگوں میں جمع ہوئے تھے جنہوں نے کہا تھا یہ بُت ہمارے خُدا بڑے خدا کے حضور ہماری شفاعت کریں گے وہ لوگ اللہ کو مانتے تھے اور اس پر ایمان رکھتے تھے لیکن اس کا شریک بھی بناتے تھے اور ان کو اللہ کے مساوی سمجھتے تھے۔ (حدیث ۳۱ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۵۰۷ ــ ترجمہ : عبد الرحمٰن بن ابی بکرہ نے اپنے والد ابو بکرہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت بڑا گناہ اللہ کا شریک بنانا، والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹی گواہی دینا، یہ تین بار فرمایا یا جھوٹی بات کرنا، آپ اس کو بار بار فرماتے رہے حتی کہ ہم نے کہا کاش کہ حضور خاموش ہو جائیں

۶۵۰۷ ــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرات صحابہ کرام نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاموش ہونے کی خواہش کی ؛ حالانکہ حضور کا کلام سُننے میں ملال نہیں آتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام نے حضور کے آرام کرنے کی خواہش کی تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث شریف میں قتل کو اکبر الکبائر کہا ہے، اسی طرح وارد ہے کہ زنا بہت بڑا گناہ ہے تو شرک کی کیا تخصیص ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث ہر مقام میں اس کے مقتضیٰ کے مطابق اور اس مقام میں حاضرین کے حال کے مناسب ذکر کی جاتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !

۶۵۰۸ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْكَبَائِرُ قَالَ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ قُلْتُ وَمَا الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ قَالَ الَّذِيْ يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيْهَا كَاذِبٌ

۶۵۰۹ ـــ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ مَنْ اَحْسَنَ فِي الْاِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ اَسَاءَ فِي الْاِسْلَامِ اُخِذَ بِالْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ

۶۵۰۸ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! بڑے بڑے گناہ کیا ہیں؟ حضور نے فرمایا اللہ کا شریک بنانا اُس نے کہا اس کے بعد؟ فرمایا والدین کی نافرمانی کرنا۔ کہا پھر کیا؟ فرمایا جھوٹی قسم کھانا۔ میں نے عرض کیا "یمین غموس کیا ہے" فرمایا جو کسی کا مال قابو کرے، حالانکہ وہ اس قسم میں جھوٹا ہے۔

۶۵۰۸ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب الدیات میں حدیث گزری ہے کہ پھر حضور نے فرمایا تو اپنے بچے کو اس خوف سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر سائل کا جواب اس کے حال کے مطابق فرمایا جاتا تھا۔ شائد اس شخص کے حال کا مقتضیٰ قتل کے حکم کی تغلیظ اور اس سے زجر تھی اور اس شخص کے حال کا مقتضیٰ قتل کے حکم کی تغلیظ اور اس سے زجر تھی اور اس شخص کے حال کا مقتضیٰ والدین کی نافرمانی کے حکم کی تغلیظ تھا۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۶۵۰۹ ـــ ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جاہلیت اور کفر کی حالت میں ہم نے جو عمل کئے تھے ان کے بدلے ہمارا مواخذہ ہوگا

بَابُ حُكْمِ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّةِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالزُّهْرِيُّ وَإِبْرٰهِيمُ تُقْتَلُ الْمُرْتَدَّةُ وَاسْتِتَابَتِهِمْ وَقَالَ اللّٰهُ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ إِلٰى قَوْلِهٖ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ وَقَوْلُهٗ إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ

فرمایا جس نے اسلام کو خوبی کے ساتھ قبول کیا وہ جاہلیت کی بداعمالیوں کے باعث نہ پکڑا جائے گا اور جس نے اسلام میں اساءت کی اوّل آخر سب گناہوں کے عوض پکڑا جائے گا۔

۶۵۰۹ — **شرح**: اس حدیث میں اسلام میں اساءت سے مراد دین سے ارتداد ہے اور اسلام میں احسان سے مراد اس پر دوام و استمرار اور ترکِ معاصی ہے اوّل سے مراد کفر کی حالت کے اعمال ہیں اور آخر سے مراد جو اسلام میں عمل کئے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث شریف میں ہے اَلْاِسْلَامُ يَجُبُّ مَا قَبْلَهٗ "اسلام پہلے سب گناہ مٹا دیتا ہے" تو کفر کی حالت میں گناہوں کا جو اسلام کے باعث مٹ گئے ہیں کیسے مؤاخذہ ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کفر کی حالت میں جو گناہ کئے ہیں اُن پر شرمندگی دلائی جائے گی گویا کہ کہا جائے گا کیا تو نے ایسا ایسا نہیں کیا تھا جبکہ تو کافر تھا ایسے گناہ کرنے سے تجھے اسلام نے منع کیوں نہیں کیا پھر اسلام میں جو اُس نے گناہ کئے ہیں ان پر مؤاخذہ کیا جائے گا۔ سیاقِ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حسنِ اسلام کے وقت پہلے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ الاسلام یجب ما قبلہ کا محمل یہی ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا اسلام میں اساءت کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کا اسلام صحیح نہ ہو یا اس کا ایمان خالص نہ ہو بلکہ اس میں منافقت پائی جائے۔

باب مرتد مرد اور مرتدہ عورت کا حکم اور ان سے توبہ کرانا "

عبداللہ بن عمر، محمد بن مسلم زہری اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہم نے کہا مرتدہ عورت کو قتل کیا جائے گا، یعنی مرتد مرد اور مرتدہ عورت کا حکم برابر ہے یا نہیں؟ حضرت عبداللہ بن عمر، زہری اور ابراہیم نخعی نے کہا ان

يُرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ وَقَالَ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا وَقَالَ مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ وَقَالَ وَلَٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ

دونوں کا حکم برابر ہے ان میں کچھ فرق نہیں

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ اس قوم کو کیسے ہدایت دے گا جنھوں نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا اور گواہی دی کہ رسول حق ہے اور ان کے پاس دلائل آئے۔ اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا ان لوگوں کی جزا دیہ ہے کہ ان پر اللہ کی لعنت، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اُن سے عذاب خفیف نہیں کیا جائیگا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی مگر وہ لوگ جو اس کے بعد تائب ہو گئے اور نیک کام کئے بے شک اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ بیشک جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا پھر کفر میں زیادہ ہو گئے۔ اُن کی توبہ کبھی قبول ہو گی۔ یہ لوگ گمراہ ہیں۔ ابن جریر نے اپنے اسناد کے ساتھ عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک انصاری آدمی مسلمان ہو گیا پھر مرتد ہو گیا اور شرک کو مخفی رکھا پھر نادم ہوا اور اپنی قوم کو پیغام بھیجا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجو کہ میرے لئے توبہ ہے؟ اس وقت مذکورہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس کی قوم نے اسے پیغام بھیجا تو وہ مسلمان ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب کے ایک گروہ کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہیں کافر بنا دیں گے "

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کو اہل کتاب کے گروہ کی اطاعت سے منع کرتا ہے جو مومنوں پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اُن کی طرف رسول بھیج کر ان پر انعام کرنے پر حسد کرتے ہیں۔

یہ آیت کریمہ شماس بن قیس یہودی کے بارے میں نازل ہوئی جس نے انصار کو اکٹھے باہم شیر و شکر دیکھا تو ان کو گزرے ہوئے زمانہ میں ان کی باہم جنگیں یاد دلائیں تو وہ پھر آپس میں جنگ پر آمادہ ہو گئے پھر اُن کے پاس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہیں نصیحت فرمائی تو انہیں معلوم ہو گیا کہ مذکورہ اشتعال شیطان نے دلایا

وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ لَا جَرَمَ يَقُوْلُ حَقًّا اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ اِلٰى قَوْلِهٖ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جَاهَدُوْا وَ صَبَرُوْۤا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَقَالَ وَ لَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ

ہے پھر وہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے اور حضور کی اطاعت کرتے ہوئے واپس چلے گئے تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو لوگ ایمان لائے پھر کفر کیا پھر ایمان لائے پھر کفر کیا پھر کفر میں بڑھتے گئے اللہ ان کو نہیں بخشے گا اور نہ ہی انہیں سیدھی راہ کی ہدائت دے گا ،،

اس آئت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی خبر دی ہے جو ایمان لایا پھر مرتد ہو گیا اور ارتداد کی حالت میں رہا اور اسی حال میں مرگیا اس کو اللہ نہیں بخشے گا اور نہ ہی اس کے لئے ہدایت کی راہ کھولے گا اسی لئے فرمایا اور اللہ اس کو بخشنے والا نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مرتد سے تین بار توبہ کرائی جائے یہ انہوں نے اس آئت سے اخذ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم میں سے اگر کوئی شخص اپنے دین سے پھر گیا تو اللہ عنقریب ایسی قوم لائے گا جن سے وہ محبت کرے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے وہ مومنوں کے لئے مہربان ہوں گے اور کافر پر بہت سخت ہوں گے۔

اَذِلَّہ ذلیل کی جمع یعنی مہربان ہے۔ اسی لئے فرمایا اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ،، گویا کہ کہا گیا وہ مومنوں پر بطور تذلل اور تواضع مہربان ہوں گے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اللہ کی قسم یہ لوگ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! لیکن جن کے سینے کفر میں کھل گئے ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیاوی زندگی سے آخرت کی زندگی کے سوا محبت کی (دنیا کو آخرت پر ترجیح دی) بے شک اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر مہریں لگا دی ہیں، یہی لوگ غافل ہیں یقیناً یہ

عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

۶۵۱۰ — حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمٰنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ اُتِيَ عَلِيٌّ بِزَنَادِقَةٍ فَاَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ اَنَا لَمْ اُحَرِّقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ

لوگ آخرت میں خسارہ پانے والے ہیں ..... پھر تمہارا ربّ اس کے لئے غفور رحیم" تک

یعنی ان لوگوں کو دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کے سبب سخت عذاب ہوگا۔ لا جرم "بمعنی حق ہے حسن بصری اسے فعل کہتے ہیں جبکہ کوفی اس کو اسم کہتے ہیں اور اس کے جواب پر لام داخل ہوتی ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے لَاجَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ لوگ تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے حتیٰ کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیریں اگر انہیں یہ طاقت ہو اور تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر وہ مرجائے؛ حالانکہ وہ کافر تھا ان کے عمل دنیا و آخرت میں تباہ و برباد ہوگئے۔ یہ ہی لوگ دوزخی ہیں جس میں ہمیشہ رہیں گے

یہ آیت کریمہ مکہ کے مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اعمال تباہ ہونے کی شرط کفر پر موت ہے۔

۶۵۱۰ — ترجمہ: عکرمہ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس زندیق لائے گئے تو انہوں نے ان کو جلا دیا یہ خبر ابن عباس رضی اللہ عنہما تک پہنچی تو انہوں نے کہا اگر میں ہوتا تو ان کو نہ جلاتا؛ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جلانے سے" منع فرمایا ہے۔

چنانچہ فرمایا ، اللہ کے عذاب کے ساتھ عذاب نہ دو ، البتہ میں انہیں قتل کرتا ، کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا دین بدل دے اس کو قتل کر دو۔"

۶۵۱۰ — **مشرح** : زنادقہ زندیق کی جمع ہے یہ لفظ فارسی ہے۔ عربی میں مستعمل ہے اس کو معرب کہتے ہیں۔ زنادقہ میں تاء زندیق کی یا سے بدل ہے۔ زندیق وہ ہے جو منافق کی طرح کفر چھپائے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے بعض کہتے ہیں زندیق بت پرست قوم ہے جو کئی خالقوں کی قائل ہے۔ بعض کہتے ہیں زندیق بے دین لوگ ہیں۔ بعض علماء نے کہا زندیق روافض کا ایک گروہ ہے جن کو سبائیہ کہا جاتا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ حضرت علی الٰہ ہیں ان کا رئیس عبداللہ بن سباء یہودی تھا جس نے اسلام کا لبادہ پہن رکھا تھا۔ طبرانی نے اوسط میں سوید بن عفلہ کے طریق سے روایت کی کہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کو خبر ملی کہ ایک قوم اسلام سے مرتد ہو گئی ہے آپ نے ان کو پیغام بھیجا۔ وہ حاضر ہوئے تو ان کو کھانا کھلایا پھر ان کو دعوتِ اسلام دی۔ انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا ان کے لئے گڑھا کھودا گیا پھر ان کو قتل کر کے اس میں پھینک دیا اور ان پر لکڑیاں ڈال کر آگ سے جلا دیا۔ اسماعیلی نے عکرمہ کی حدیث روایت کی کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک قوم لائی گئی جو اسلام سے مرتد ہو گئے تھے یا کہا وہ زندیق تھے ان کے ساتھ ان کی کتابیں تھیں۔ آپ نے حکم دیا اور ان کو آگ میں جلا دیا گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی اس وقت وہ حضرت علی کی طرف سے بصرہ کے حاکم مقرر تھے۔ زندیق کی توبہ میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ امام مالک، لیث، امام احمد اور اسحاق نے کہا زندیق کو قتل کر دیا جائے اس کی توبہ قبول نہیں۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے اس میں مختلف اقوال ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ایک قول یہ ہے کہ زندیق سے توبہ کرائی جائے۔ اگر توبہ کرے تو فبہا ورنہ اس کو قتل کر دیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا زندیق سے مرتد کی طرح توبہ کرائی جائے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ سے کہا گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کو جانتے ہوئے انہیں قتل نہیں کیا آپ انہیں کیوں قتل کرتے ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کو جانتے ہوئے انہیں قتل نہیں کیا آپ انہیں کیوں قتل کرتے ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی توبہ معروف نہیں علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا کہ ابن الطلاع کے احکام میں ذکر کیا کسی مشہور تصنیف میں یہ مذکور نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرتد یا زندیق کو قتل کیا ہو ، البتہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ام فرقد کو قتل کیا تھا جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئی تھی۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندیقوں کو آگ میں جلا دیا۔ انہوں نے آگ سے نہ جلانے والی حدیث پر عمل کیوں نہیں کیا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ علیہ السلام ابن عباس سے زیادہ عالم تھے انہوں نے صلاحِ حال اسی میں

۶۵۱۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي وَالْآخَرُ عَنْ يَسَارِي وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَكِلَاهُمَا سَأَلَ فَقَالَ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قَالَ قُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَطْلَعَانِي عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ فَقَالَ لَنْ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ وَلٰكِنِ اذْهَبْ أَنْتَ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ إِلَى الْيَمَنِ ثُمَّ اتَّبَعَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ أَلْقَى لَهُ وِسَادَةً قَالَ انْزِلْ وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مُوثَقٌ قَالَ مَا هٰذَا قَالَ كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ اجْلِسْ قَالَ لَا أَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ ثُمَّ تَذَاكَرَا قِيَامَ اللَّيْلِ

دیکھی جو حضرت نے اُن سے معلوم کی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ نہی کی حدیث ایک جماعت کے ساتھ مخصوص ہو اور جس نے اپنا دین بدل دیا "، اس کی موجب نہیں مرتد کی عقوبت قتل سے ہی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! (حدیث ۶۸۱۴ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۵۱۱ ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے ساتھ دو آدمی اشعری تھے۔ ان میں سے ایک میری دائیں جانب اور دوسرا بائیں تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک فرما رہے تھے۔ اُن دونوں نے سوال کیا تو حضور نے فرمایا اے ابا موسیٰ یا کہا اے عبداللہ بن قیس۔ ابو موسیٰ نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے

فَقَالَ اَحَدُهُمَا اَمَّا اَنَا فَاَقُوْمُ وَاَنَامُ وَاَرْجُوْ فِي نَوْمَتِي مَا اَرْجُوْ فِي قَوْمَتِي

بَابُ قَتْلِ مَنْ اَبٰى قَبُوْلَ الْفَرَائِضِ وَمَا نُسِبُوْا اِلَى الرِّدَّةِ

۶۵۱۲ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ

انہوں نے اپنے دلوں کی بات پر مجھے مطلع نہیں کیا اور نہ ہی میں نے جانا کہ یہ عمل طلب کرنے آئے ہیں گویا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک حضور کے ہونٹوں تلے دیکھ رہا ہوں کہ وہ دبی ہوئی ہے۔ حضور نے فرمایا ہم اپنے عمل پر اس شخص کو ہرگز عامل نہیں بناتے جو اس کی خواہش کرے لیکن اے ابا موسیٰ یا فرمایا اے عبداللہ بن قیس تم یمن جاؤ پھر اُن کے پیچھے معاذ بن جبل کو بھیجا۔ جب معاذ بن جبل ابوموسیٰ کے پاس آئے۔ ابوموسیٰ نے اُن کے لئے گدا بچھا دیا اور کہا سواری سے نیچے اُترو اچانک ایک آدمی اُن کے پاس بندھا ہُوا تھا۔ معاذ بن جبل نے کہا یہ کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا یہ شخص یہودی تھا پھر مسلمان ہوگیا پھر یہودی ہوگیا ہے۔ کہا بیٹھئے معاذ بن جبل نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا یہاں تک کہ اس کو قتل کردیا جائے یہ اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیصلہ ہے یہ تین بار کہا۔ ابوموسیٰ نے قتل کرنے کا حکم دیا تو اس کو قتل کردیا گیا۔ پھر دونوں نے آپس میں رات کے قیام کا تذکرہ کیا اُن میں سے ایک نے کہا بہرحال میں تو رات کو عبادت کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور اپنے سونے میں وہ امید کرتا ہوں جو عبادت میں اُمید کرتا ہوں۔

۶۵۱۱ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امارت کا سوال کرنا اور اس کی حرص کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اس میں تہمت ہے اور اس کی خواہش کرنے والے کی اللہ کی طرف سے مدد نہیں کی جاتی اور اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے پھر وہ اس میں عاجز ہونے کے باعث لوگوں کے حقوق ضائع کرنے لگتا ہے بخلاف اس شخص کے جو حصول امارت کو نہ چاہے اور اس کو امارت پر مجبور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کے لئے فرشتہ بھیج دیتا ہے جو فیصلہ کرنے میں اس کی اعانت کرتا ہے۔ اس حدیث میں معان کا اکرام بھی ہے

باب اس کا قتل جس نے فرائض قبول کرنے سے انکار کیا اور انکا قتل جو ردّت کی طرف منسوب ہیں

قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُوْ بَكْرٍ وَكَفَرَ مَنْ
كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ يَا أَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ
عَلَى اللّٰهِ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ
فَإِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا إِلَى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا
هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ أَبِيْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ

۶۵۱۲ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اور عربوں میں سے بعض لوگ کافر ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابابکر! آپ لوگوں سے کیسے جنگ کریں گے، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ کہیں لا الٰہ الا اللہ، جس نے لا الٰہ الا اللہ، کہا اس نے مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان محفوظ کر لی مگر اس کے حق کے ساتھ اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ان لوگوں سے جنگ کروں گا جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا، کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم اگر وہ مجھ سے بکری کا بچہ منع کریں گے جسے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کرتے تھے تو میں اس کو منع کرنے پر جنگ کروں گا۔ عمر فاروق نے کہا اللہ کی قسم ابوبکر صدیق کا ارشاد نہ تھا مگر یہ کہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا سینہ جہاد کے لئے کھول دیا تھا میں نے جانا کہ وہی حق ہے۔

۶۵۱۲ — شرح: قولہ وَمَا نُسِبُوْا میں ما موصولہ ہے اس مسئلہ میں بہت اختلاف کیا گیا ہے جس شخص نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا، حالانکہ وہ اس کے وجوب کا اقرار کرتا ہے اگر وہ ہم میں موجود ہے اور زکوٰۃ ادا کرنے پر لڑائی کے لئے آمادہ نہیں اور نہ ہی بذریعہ تلوار منع کرتا ہے تو

اس سے جبراً زکوٰۃ لی جائے گی اور اس کو قتل نہ کیا جائے گا اور زکوٰۃ مساکین میں تقسیم کی جائیگی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ منع کرنے والوں سے جنگ اس لئے کی کہ انہوں نے بذریعہ تلوار زکوٰۃ منع کی تھی اور مسلمانوں کے خلاف محاذِ جنگ قائم کیا تھا علماء کا اس میں اتفاق ہے کہ جو فریضۂ زکوٰۃ منع کرنے میں مسلمانوں سے محاربت کرے یا کسی آدمی کا حق ادا کرنے سے منع کرے جو اس پر واجب ہے اس سے جنگ کرنا واجب ہے اور اس کا خون لغو ہے نماز میں علماء کی جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جو کوئی اس کا انکار کرتے ہوئے اسے ترک کرے وہ مرتد ہے اس سے توبہ کرائی جائے اگر تائب ہو جائے تو فبہا ورنہ قتل کیا جائے یہی حکم تمام فرائض کا ہے، البتہ جس نے سستی کرتے ہوئے نماز ترک کی اور کہا میں نماز نہیں پڑھتا ہوں تو امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب صحیح یہ ہے کہ اگر اس نے ایک نماز ترک کی تو اس کو بطورِ حد قتل کیا جائے بطورِ کفر قتل نہیں کیا جائے گا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اسے کہا جائے گا جب تک نماز کا وقت باقی ہے نماز ادا کر اگر اس نے نماز ادا کی تو اسے چھوڑ دیا جائے گا اور اگر نماز ادا کرنے سے رکا رہا حتیٰ کہ نماز کا وقت نکل گیا تو اس کو قتل کر دیا جائے گا پھر اس میں اختلاف ہے بعض علماء نے کہا اس سے توبہ کرائی جائے اگر توبہ کرے تو فبہا ورنہ قتل کر دیا جائے۔ بعض علماء نے کہا اس کو قتل کر دیا جائے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی حد ہے اس پر مزور قائم کی جائے گی توبہ اس کو ساقط نہیں کر سکتی اور وہ زانی کی طرح فاسق ہے کافر نہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نماز کا تارک کافر ہے مرتد ہے اس کا مال مسلمانوں کے لئے مالِ غنیمت ہے اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے وہ سستی سے نماز ترک کرے یا انکار کرتا ہوا ترک کرے۔ امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری اور مُزنی رضی اللہ عنہم نے کہا ہے نماز کو کسی صورت قتل نہ کیا جائے، لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اس پر تعزیر قائم کی جائے حتیٰ کہ نماز پڑھنے لگے اور بعض حنفیہ نے کہا اس کو اتنا پیٹا جائے کہ اس کے چمڑے سے خون بہہ نکلے (عینی)

علامہ کرمانی نے خطابی سے نقل کیا کہ یہ حدیث مشکل ہے، کیونکہ اس کا پہلا حصہ ان کے کفر پر دلالت کرتا ہے اور نماز اور زکوٰۃ کے درمیان تفریق کا موجب یہ ہے کہ وہ دین پر ثابت ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں نیز وہ زکوٰۃ منع کرنے میں یہ تاویل کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ الآیۃ لوگوں کے مال سے صدقہ لیں اس کے ساتھ ان کو پاک کریں اور ان کے لئے دعاء کریں بے شک آپ کی دعاء ان کے لئے سکون کا سبب ہے اور تطہیر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مقدم ہے نیز آپ کی صلوٰۃ ہمارے لئے سکون و آرام ہے۔ حضور کے علاوہ اور کسی کی صلوٰۃ ہمارے لئے سکون نہیں اس قسم کا شبہ ان کے ساتھ قتال اور جنگ سے منع کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مانعین زکوٰۃ دو قسم کے لوگ تھے ایک وہ تھے جو مسیلمہ کذاب کے ساتھ مل کر مرتد ہو گئے تھے۔ حدیث شریف میں کَفَرَ مَنْ کَفَرَ " سے مراد یہ لوگ ہیں۔ دوسرے وہ لوگ تھے

بَابٌ اِذَا عَرَّضَ الذِّمِّيُّ وَغَيْرُهٗ بِسَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُصَرِّحْ نَحْوُ قَوْلِهٖ اَلسَّامُ عَلَيْكَ ۶۵۱۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

جنہوں نے صرف زکوٰۃ سے انکار مذکور تاویل کی بناء پر کیا تھا یہ باغی لوگ تھے۔ مجملاً ان کی ارتداد کی طرف نسبت کی گئی ہے۔ دُوسری قسم کے لوگوں کے بارے میں شیخین کے درمیان مناظرہ ہُوا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ظاہری کلام کیا اور اس کے آخر پر نگاہ نہ ڈالی جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا زکوٰۃ مال کی ہے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "اِلَّا بِحَقِّهٖ" کے تحت داخل ہے اور اس کو نماز پر قیاس کیا، کیونکہ نماز سے منع کرنے والے کے ساتھ جنگ میں سب کا اتفاق ہے اور اس پر اجماع ہے اس لئے مختلف کو متفق علیہ کی طرف رد کیا ہے۔ رہی تطہیر اور دُعاء کبھی یوں ہوتا ہے کہ یہ کرنے والا آپ کے زمانہ میں اس کا پُورا ثواب پالیتا تھا جس کا وعدہ کیا گیا ہے کیونکہ یہ منقطع نہیں۔ امام المسلمین کے لئے مستحب ہے کہ صدقہ کرنے والے کے لئے دعاء کرے اور اس کی قبولیت کی امید کی جائے۔ مذکور حدیث شریف میں تفریق سے مراد یہ ہے کہ نماز کا اقرار کرے اور زکاۃ کا اعتراف کرتے ہوئے انکار کرے اور فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ ، مذکور تفریق کے منع کی دلیل ہے کہ نفس کا حق نماز ہے اور مال کا حق زکوٰۃ ہے لہٰذا جو شخص نماز قائم کرے گا وہ اپنی جان محفوظ کرے گا اور جو کوئی زکوٰۃ ادا کرے گا وہ اپنا مال محفوظ کرے گا اگر نماز نہ پڑھے تو ترکِ صلوٰۃ پر اس سے جنگ کی جائے گی اور جو زکوٰۃ نہ دے اس کے مال سے جبرًا زکوٰۃ لی جائے گی اگر وہ اس کے لئے محاربت کرے تو اس سے جنگ کی جائے گی۔ آخر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قائم کردہ دلیل سے حق پہچانا تھا کیونکہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کی تقلید نہیں کر سکتا۔

(اس کی مزید تفصیل حدیث ۱۳۲۱ ج ۳ کی شرح میں دیکھیں)

باب جس وقت ذمّی وغیرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی بکنے میں تعریض کرے تصریح نہ کرے جیسے کہے "اَلسَّامُ عَلَيْكَ"

تعریض یہ ہے کہ کسی لفظ کو اس کی حقیقت میں استعمال کیا جائے جس سے دوسرے مقصودی معنیٰ کی طرف اشارہ ہو جائے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں علماء کوفہ کا مذہب اختیار کیا ہے جبکہ اُن کے نزدیک جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی یا آپ پر عیب لگایا اگر وہ ذمّی ہے تو اس کو تعزیر لگائی جائے گی قتل نہیں کیا جائے گا۔

مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ زَيْدِ بْنِ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مٰلِكٍ يَقُولُ مَرَّ يَهُودِيٌّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّامُ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُونَ مَا يَقُولُ قَالَ السَّامُ عَلَيْكَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَلَا نَقْتُلُهُ قَالَ لَا اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتٰبِ فَقُولُوا وَعَلَيْكُمْ

سفیان ثوری بھی یہی کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ مسلمان ہے تو مرتد ہو جائے گا اگر ذمی ہے تو اس کا عہد ذمہ منقوض نہ ہوگا۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے کہا یہودی کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہنا "اَلسَّامُ عَلَیْکَ"۔ اگر یہ مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال کرے تو مرتد ہو جائے گا اور قتل کیا جائے گا لیکن حضور نے ایسا لفظ کہنے والے یہودی کو قتل نہیں کیا؛ کیونکہ اُن کا شرک کرنا گالی سے اوپر ہے بایں ہمہ "السام علیک" موت کی دُعا ہے اور موت سے کوئی خالی نہیں رہ سکتا وہ ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن اشرف کو قتل کرایا تھا؛ چنانچہ آپ نے فرمایا کون ہے جو کعب کو قتل کرے گا کیونکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتا ہے پھر اس کو اچانک قتل کرا دیا اس طرح ابو رافع کو سوتے میں قتل کرا دیا اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو محض گالی نکالنے یا عیب لگانے کے باعث قتل نہیں کرایا تھا بلکہ وہ حضور کے خلاف مشرکوں کی مدد کرتے تھے اور آپ کے خلاف محاربت کے لئے لوگوں کو جمع کرتے تھے؛ چنانچہ بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ عقبہ بن ابی معیط نے پکارتے ہوئے کہا اے قریش! میرا کیا حال ہے میں تم میں روک کر قتل کیا جاؤں گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تیرے کفر کرنے کے سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان سازی کے عوض ہوگا علاوہ ازیں مذکور مقتول اہلِ ذمہ سے نہ تھے بلکہ وہ مشرک تھے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محاربت کرتے تھے۔

۶۵۱۳ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک یہودی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اور کہا "السَّامُ عَلَیْکَ"، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وَعَلَیْکَ" پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے۔ اُس نے کہا ہے تم پر موت ہو حضرات صحابہ کرام

۶۵۱۴ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَاْذَنَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهٖ قُلْتُ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ ۶۵۱۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى

رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم اس کو قتل نہ کر دیں۔ فرمایا نہیں جب اہلِ کتاب تمہیں سلام کہیں تو کہہ دیا کرو "وعلیکم" اور تم پر

شرح ۶۵۱۳ — اس سے علماء کوفہ اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم کے قول کی دلیل ہے کہ اہلِ ذمہ اگر حضور کو گالی دیں تو ان کو قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اُن کا ذمہ منقوض ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے "وعلیک" میں واؤ چاہتی ہے کہ اس کلام میں دونوں شریک ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے معنیٰ یہ ہیں تجھ پر لعنت ہے جس کا تو مستحق ہے اور عذاب ہے یا یہاں عبارت مقدر ہے یعنی وَاَنَا اَقُوْلُ عَلَيْكَ اور میں کہتا ہوں تجھ پر" یا موت مشترک ہے یعنی ہم اور تم سب فوت ہوں گے۔ یہودی کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دعا یہودی پر موجب وبال اور اللہ کا عذاب ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک دعا مستجاب اور قبول ہے

ترجمہ ۶۵۱۴ — ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا چند یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی اور کہا "السام علیک" تم پر موت ہو۔ میں نے کہا بلکہ تم پر موت اور لعنت ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اللہ رفیق ہے۔ ہر کام میں رفق وہ نرمی" کو پسند کرتا ہے میں نے عرض کیا آپ نے سُنا نہیں جو کچھ انہوں نے کہا ہے فرمایا میں نے کہہ تو دیا ہے "وعلیکم" اور تم پر

ترجمہ ۶۵۱۵ — عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب یہودی تم میں سے کسی کو سلام کہیں تو وہ تم پر سام ہی کہتے ہیں تم علیک کہہ دیا کرو۔

ترجمہ ۶۵۱۶ — عبد اللہ بن مسعود نے کہا گویا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں آپ نبیوں میں سے ایک نبی کی حکایت کرتے تھے جس کو اس کی قوم

ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيٰنَ وَ مٰلِكِ بْنِ اَنَسٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْيَهُوْدَ اِذَا سَلَّمُوْا عَلٰى اَحَدِكُمْ اِنَّمَا يَقُوْلُوْنَ سَامٌ عَلَيْكُمْ فَقُلْ عَلَيْكَ

باب ۶۵۱۶ ـــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِيْ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ ضَرَبَهٗ قَوْمُهٗ فَاَدْمَوْهُ فَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

بَابُ قِتَالِ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِيْنَ بَعْدَ اِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ

وَقَوْلُ اللّٰهِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا اِلٰى اٰيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

نے مارا پیٹا اور خون آلود کر دیا وہ اپنے چہرے سے خون پونچھتے اور فرماتے اے میرے پروردگار! میری قوم کو معاف کر دے یہ مجھے جانتے نہیں ہیں۔

۶۵۱۶ ـــ شرح: اس حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ یہ اس باب سے ملحق ہے جس کا عنوان یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو قتل کرنا ترک کر دیا جس نے آپ کو "السام علیک" کہا تھا۔ یہ آپ کی نرمی اور کافروں کی اذیت پر صبر تھا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام لوگوں کی اذیت پر صبر کرنے پر مامور ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں ہے "آپ صبر فرمائیں جیسے اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا۔ اس حدیث میں ایک نبی کے صبر کا بیان ہے۔ غالباً یہ نبی حضرت نوح علیہ السلام تھے، کیونکہ ان کی قوم ان کو اس قدر مارتی تھی کہ وہ بیہوش ہو جاتے تھے پھر افاقہ ہوتا تو فرماتے اِهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ "، اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے

باب خوارج اور ملحدوں کو اُن پر حجت قائم کر کے قتل کرنا،،

خوارج خارجہ کی جمع ہے یہ ایک گروہ ہے جو دین سے نکل گیا تھا ان کو خوارج اس لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے نیک لوگوں پر خروج کیا تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شہرستانی سے نقل کیا کہ انہوں نے کتاب ملل ونحل میں ذکر کیا کہ ہر وہ شخص جو امامِ حق کے خلاف خروج کرے وہ خارجی ہے اگرچہ صحابہ کے زمانہ میں ہو فقہاء نے کہا خوارج غیر باغیہ ہیں۔ باغی وہ ہیں جو تاویل باطل کے ساتھ محض اپنے گمان کے مطابق امام الوقت کی مخالفت کریں۔ خوارج بلا تاویل بلا تاویل باطل سے خلاف کرتے ہیں بعض علماء نے کہا یہ بدعتی گروہ ہے جن کی فضول باتیں مشہور ہیں؛ چنانچہ وہ کہتے ہیں انسان کبیرہ گناہ کرنے سے کافر ہو جاتا ہے۔ اور قریش سے باہر امام تجویز کرتے ہیں۔ ملحدین ملحد کی جمع ہے یہ وہ لوگ ہیں جو حق سے عدول کر کے باطل کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ قولہ بعد اقامۃ الحجۃ الخ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سے یہ اشارہ کیا ہے کہ خارجی وغیرہ کو قتل نہ کیا جائے جب تک ان پر حجت قائم کر کے ان کے عذر زائل نہ کئے جائیں اور اُن کو حق کی دعوت دی جائے اور جو امر اُن پر خلط ملط ہو گیا ہو اس کی وضاحت کی جائے۔ اس کے باوجود اگر وہ حق کی طرف رجوع سے انکار کریں تو اُن سے قتال واجب ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اللہ کسی قوم کو جبکہ ان کو ہدایت دی گمراہ نہیں کرتا یہاں تک کہ اُن کے لئے وہ چیزیں بیان کرے جن سے وہ پرہیز کریں۔ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمْ اِنْطَلَقُوْا اِلٰى اٰيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ"

خارجیوں کے متعلق عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خوارج کو اللہ کی بدترین مخلوق خیال کرتے تھے انہوں نے کہا یہ لوگ اُن آیات کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ طبری نے تہذیب الآثار میں بکیر بن عبداللہ بن اشج کے طریق سے روایت کی کہ انہوں نے نافع سے پوچھا خارجیوں کے متعلق عبداللہ بن عمر کی رائے کیا تھی؟ انہوں نے کہا وہ اُن کو اللہ کی بدترین مخلوق خیال کرتے تھے کہ انہوں نے کافروں اور بتوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیاتِ قرآنیہ کو مومنوں کے حق میں استعمال کیا

خارجی کون ہیں؟

یہ وہ لوگ ہیں جو دین سے نکل گئے ہیں انہوں نے امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا اور ان کی اطاعت سے اس لئے نکل گئے کہ حضرت علی المرتضیٰ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مصالحت کر لی تھی اور طریق مصالحت میں ابوموسیٰ اشعری کی تحکیم کو قبول کیا جبکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی تحکیم کو قبول

کیا تھا لیکن خارجیوں نے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے تحکیم کا انکار کر دیا اس وقت یہ لوگ آٹھ ہزار کی تعداد میں تھے۔ بعض نے کہا دس ہزار سے زیادہ تھے۔ جب یہ حضرت علی المرتضیٰ سے علیحدہ ہوئے تو ان کو پیغام بھیجا لیکن انہوں نے حاضر ہونے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تم تحکیم سے راضی ہو گئے ہو یہ کفر سے رضا ہے؛ لہٰذا تم پہلے اپنے کفر کا اقرار کرو انہوں نے اس پر اتفاق و اجماع کیا کہ جو شخص ان کے عقیدہ کے موافق نہ ہو وہ کافر ہے اور ان کو قتل کرنا، ان کا مال لوٹ لینا اور اُن کی عورتیں چھین لینا مباح ہیں۔ پھر انہوں نے یہ کرنا شروع بھی کر دیا۔ اور جو مسلمان ان کے پاس سے گزرتا اس کو قتل کر دیتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے عبداللہ بن ارتؔ کو قتل کیا اور اسکی سریہ کا پیٹ پھاڑ دیا۔ حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ علیہ السلام نے نہروان کے مقام میں ان سے جنگ کی اور ان کا قتل عام کیا حتیٰ کہ ان سے صرف دس سے کم بچے اور علی المرتضیٰ کے لشکر سے صرف چھ سات آدمی قتل ہوئے پھر اُن چند خارجیوں کی طرف چند اور لوگ مائل ہوئے جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ خلافت پر فائز ہوئے تو انہوں نے نافع بن ارزق کے ساتھ عراق پر غلبہ کر لیا اور نجدہ بن عامر کے ساتھ یمامہ پر غلبہ کر لیا پھر نجدہ نے خوارج کے مذہب میں یہ اضافہ کیا کہ جو شخص مسلمانوں سے جنگ نہ کرے وہ کافر ہے۔ پھر اس میں مزید وسعت کی حتیٰ کہ اگر شادی شدہ انسان زناء کرے تو اس کو سنگسار کرنا باطل کر دیا اور چور کا ہاتھ بغل تک کاٹنا شروع کیا۔ حالتِ حیض میں عورت پر نماز پڑھنا واجب قرار دیا۔ بعض نے پانچ نمازوں کا انکار کر دیا اور صرف صبح اور شام کی نماز کو فرض کہا۔ اُن میں سے بعض نے بھائی اور بہن کی لڑکیوں سے نکاح جائز کہا۔ بعض نے قرآن کریم کی سورۂ یوسف کا انکار کر دیا۔ ابن عربی نے کہا خارجیوں کی دو قسمیں ہیں ایک وہ ہیں جو کہتے ہیں حضرت عثمان، علی المرتضیٰ اور اصحاب جمل وصفین (جو جمل وصفین کی جنگوں میں شریک تھے) سب کافر ہیں اور جو تحکیم سے راضی ہوا وہ بھی کافر ہے۔ ان کی دوسری قسم وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں جو کبیرہ گناہ کرے وہ کافر ہے اور ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے گا (قسطلانی)

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری امت میں ایک قوم ظاہر ہو گی جو بڑی خوبصورت نمازیں پڑھیں گے تم اپنی نمازوں کو ان کی نسبت کمزور خیال کرو گے اور بہترین آواز میں قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہ اُترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ تم ان کو جہاں پاؤ قتل کر دو جو انہیں قتل کرے گا اس کو قیامت میں عظیم ثواب ملے گا۔ سید عالم صلی نے فرمایا یہ لوگ آخر زمانہ میں نکلیں گے جو نوجوان بیوقوف ہوں گے اور حدیث کی باتیں کریں گے۔ فقہاء کہتے ہیں خوارج باغیوں سے مختلف ہیں۔ باغی وہ ہیں جو تاویل باطل ظنی سے امام الوقت کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہ کبیرہ گنہگار کو کافر کہتے ہیں اور غیر قریش سے امام جائز قرار دیتے ہیں۔ ان کی ان باتوں کے باعث انہیں خارجی کہا جاتا ہے۔ ان کے شبہات زائل کرنے اور حق کی دعوت دینے کے بعد اگر یہ صحیح نہ ہوں تو ان سے جنگ کرنا ضروری ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا

۶۵۱۷ـــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا خَيْثَمَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيٌّ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا فَوَاللّٰهِ لَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خُدْعَةٌ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ حُدَّاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

ہے اللہ ایسا نہیں کہ وہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ کر دے یہاں تک کہ وہ ان لوگوں کے لئے جن چیزوں سے بچنا ہے وہ سب واضح کر دے۔

۶۵۱۷ ـــ ترجمہ : سوید بن غفلہ نے بیان کیا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں تم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں تو اللہ کی قسم! میرا آسمان سے گرنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ حضور پر جھوٹ بولوں اور جب میں تم سے وہ بات کروں جو میرے اور تمہارے درمیان ہے تو بے شک لڑائی دھوکہ ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب آخر زمانہ میں ایک قوم ظاہر ہوگی جو نو عمر بے وقوف ہوں گے وہ اچھے لوگوں جیسی باتیں کریں گے اُن کا ایمان ان کے حلقوں سے نیچے نہ اُترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ تم جہاں بھی اُن سے ملو ان کو قتل کر دو کیونکہ ان کو قتل کرنے میں جو ان کو قتل کرے گا قیامت میں ثواب ملے گا۔

۶۵۱۷ شرح : قولہ خُدعةٌ، خا پر تینوں حرکات پڑھی جاتی ہیں یعنی جب میں تم سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں تو اس میں نہ تو کنایہ کرتا ہوں نہ تعریض کرتا ہوں

۶۵۱۸ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى ابْنَ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَسَأَلَاهُ عَنِ الْحَرُورِيَّةِ أَسَمِعْتَ

اور نہ ہی توریہ وغیرہ کرتا ہوں اور جب کسی اور سے کچھ بیان کروں تو یہ اشیاء کرتا ہوں تاکہ ان کے ساتھ اس شخص کو دھوکہ دوں جو میرے ساتھ محاربت اور جنگ کرتا ہے کیونکہ ایک دھوکہ سے بھی لڑائی اختتام کو پہنچ جاتی ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نسائی میں ابوبرزہ کی حدیث میں ہے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم ظاہر ہوگی اور یہ باب کی حدیث کے مخالف ہے جو ابوسعید سے مروی ہے، کیونکہ حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ اس امت میں قوم نکلے گی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ مراد ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے آخر میں قوم ظاہر ہوگی لیکن اس جواب پر بھی اعتراض ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا آخری زمانہ سو سال پر ہے اور خارجی اس سے ساٹھ سال پہلے نکلے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آخر زمانہ سے مراد خلافت نبوت کا آخر زمانہ ہے، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "میرے بعد خلافت صرف تیس سال ہے پھر ملک ہو جائے گا" خارجیوں کا واقعہ اور نہروان میں ان کا قتل حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی خلافت کے اواخر میں اڑتیس (۳۸) ہجری کو ہوا تھا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ خوارج کا ظہور متعدد بار ہوا ہے تو سرے سے ہی سوال اٹھ جاتا ہے۔

قولہ حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ "، اکثر روایات میں احداث الاسنان ہے اور احداث حدث کی جمع بمعنی چھوٹی عمر کے نوجوان ظاہر ہوں گے۔ قولہ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ "، یعنی اُن کی عقلیں ردّی ہوں گی۔ احلام حِلم بکسر الحاء کی جمع بمعنی بردباری اور امور میں ثابت قدمی ہے جو عقلمند لوگوں کا طریقہ ہے (قولہ احلام بمعنی عقول ہے) قولہ من خیر قول البریۃ "، یہ عبارت مقلوب ہے دراصل "من قول خیر البریۃ" ہے اس سے مراد قرآن کریم تھا۔ علامہ کرمانی نے کہا یعنی من خیر اقوال الناس یا خیر من قول البریۃ أی سے مراد قرآن کریم ہے۔ اس تقدیر پر عبارت مقلوب نہیں۔ قولہ لا یجاوز إیمانهم حَنَاجِرَهُمْ "، حناجر حنجرہ کی جمع بمعنی حلقوم ہے۔ یہ سانس کی نالی ہے جو منہ سے متصل ہے۔ مسلم نے زید ابن وہب کے طریق سے حضرت علی المرتضیٰ سے روایت میں لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ ہے ایمان کا اطلاق صلوٰۃ پر کیا ہے اور ابوذر کی روایت میں لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَلَاقِيمَهُمْ " اس سے مراد یہ ہے کہ وہ منہ سے ایمان لاتے ہیں دل سے نہیں۔ قولہ الرمیۃ "، فعیلہ کے وزن پر مرمی سے ہے۔ اس کا اطلاق شکار پر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ رمیۃ فعیلہ کے وزن پر ہے اور فعیلہ بمعنی مفعول ہے اس میں مذکر و مؤنث مساوی ہیں تو رمیۃ پر تا کیوں لائی گئی ہے اس کا جواب

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اَدْرِيْ مَا الْحَرُوْرِيَّةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَخْرُجُ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوْقَهُمْ اَوْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمُرُوْقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَنْظُرُ الرَّامِيْ اِلٰى سَهْمِهٖ اِلٰى نَصْلِهٖ اِلٰى رِصَافِهٖ فَيَتَمَارٰى فِي الْفُوْقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ

۶۵۱۹ ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٰنَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَذَكَرَ الْحَرُوْرِيَّةَ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ

یہ ہے کہ یہ رمیہ کو وصفیہ سے اسمیت کی طرف نقل کیا تو تاء نقل کے لئے لائی گئی۔ اس حدیث کی مزید شرح حدیث ۳۳۷۹، ۳۳۸۰ کی شرحوں میں دیکھیں"

۶۵۱۸ ــــ ترجمہ: ابوسلمہ اور عطاء بن یسار دونوں ابوسعید خدری کے پاس آئے اُنہوں نے ابوسعید سے خوارج کے متعلق دریافت کیا کہ تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ ابوسعید نے کہا میں نہیں جانتا ہوں کہ حرورؔیہ کون ہیں؟ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اس امت میں ایک قوم ظاہر ہوگی۔ یہ نہیں فرمایا اس امت سے ظاہر ہوگی تم اپنی نمازوں کو اُن کی نمازوں کے مقابلہ میں بہت کمزور سمجھوگے وہ قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلقوم یا حناجر سے نہ گزرے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے تیرانداز اپنے تیر کی طرف نظر کرتا ہے، اس کے پھالے کو دیکھتا ہے اور اس کے رصاف کو دیکھتا ہے وہ فوقہ میں شک کرتا ہے کہ اس میں کچھ خون لگا ہے؟

۶۵۱۹ ــــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حروریہ کو ذکر کیا اور کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خارجی اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

۶۵۱۸ ــ ۶۵۱۹ شرح: یعنی جب ان لوگوں نے قرآن کریم میں بغیر حق تاویل

بَابُ مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الْخَوَارِجِ لِلتَّأَلُّفِ وَاَنْ لَّا يَنْفِرَ النَّاسُ عَنْهُ

۶۵۲۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ التَّمِيْمِيُّ فَقَالَ اعْدِلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَّعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ائْذَنْ لِّيْ فَاَضْرِبْ عُنُقَهٗ قَالَ دَعْهُ فَاِنَّ لَهٗ اَصْحَابًا يَحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلَاتَهٗ مَعَ صَلَاتِهٖ وَصِيَامَهٗ مَعَ صِيَامِهٖ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ فِيْ نَصْلِهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ اٰيَتُهُمْ رَجُلٌ اِحْدٰى يَدَيْهِ اَوْ

کی تو ان کو کچھ ثواب حاصل نہ ہُوا اور وہ اس کے سبب ثواب سے دُنیا و آخرت میں محروم رہے ،، اس حدیث کی <u>۳۳۲۹</u>ع ج : ۳ کی شرح دیکھیں۔ <u>لغات</u> : نصل ،، پھل۔ رِصَاف ،، بکسر الرّاء رصفہ کی جمع ہے۔

باب ۔ جس نے خارجیوں سے محاربت تالیف قلب کے لئے ترک کردی اور یہ کہ تارک سے لوگ نفرت نہ کریں ،،

خارجیوں سے تالیف ابتداءِ اسلام کے وقت تھی جبکہ ان کی مضرت کا ڈر تھا۔ آج اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا کیا ہے اس لئے تالیف کی ضرورت باقی نہیں رہی لیکن اگر تمام لوگوں کو اس کی حاجت پڑے تو امام الوقت تالیف کر سکتا ہے۔

ابن بطال نے کہا خوارج سے جنگ ترک کرنا جائز نہیں اور وہ شخص جس نے سردارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر مالِ غنیمت کی تقسیم کے وقت اعتراض کیا تھا جس کو ذوالخویصرہ کہا جاتا ہے اس کو حضورؐ نے اس لئے قتل نہیں کیا تھا کہ اس کو جاہل خیال فرماتے ہُوئے معذور سمجھتے ہُوئے چھوڑ دیا تھا اور خبر دی کہ اس کی قوم سے ایسے لوگ ہوں گے جو دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو زخمی کر کے نکل جاتا ہے جب وہ ظاہر ہوں گے اُن سے جنگ کرنا واجب ہو گا۔

۶۵۲۰ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک دفعہ

قَالَ ثَدْيَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ اَوْ قَالَ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ يَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا قَتَلَهُمْ وَاَنَا مَعَهٗ جِئَ بِالرَّجُلِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِيْ نَعَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَنَزَلَتْ فِيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ ۶۵۲۱ — حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مال تقسیم فرما رہے تھے کہ عبداللہ بن ذی الخویصرہ تمیمی آیا اور کہا یا رسول اللہ! انصاف کریں فرمایا تیری ہلاکت ہو جب میں نے انصاف نہ کیا تو اور کون انصاف کرے گا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا آپ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں فرمایا اس کو چھوڑ دو اس کے ساتھی ہیں تم میں سے کوئی بھی آدمی اپنی نماز کو اس کی نماز کی نسبت حقیر سمجھے گا اور اپنے روزے اس کے روزے کی نسبت حقیر سمجھے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو زخمی کر کے نکل جاتا ہے اس کے پروں کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی شئ نہیں پائی جاتی پھر اس کے پھل میں دیکھے تو اس میں کوئی شئ نہیں پائی جاتی پھر اس کے رصاف میں دیکھا جائے تو اس میں کوئی شئ نہیں پائی جاتی، حالانکہ وہ غلاظت اور خون سے گذرا ہے ان کی علامت یہ ہوگی کہ ایک آدمی ہوگا۔ جس کا ایک ہاتھ یا فرمایا جس کا ایک پستان عورتوں کے پستان کی طرح ہوگا یا فرمایا گوشت کے ٹکڑے کی مثل ہوگا جو حرکت کرتا ہوگا لوگوں میں اختلاف کے زمانہ میں وہ ظاہر ہوں گے۔ ابو سعید خدری نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور میں گواہ ہوں کہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے ان کو قتل کیا تھا اور میں ان کے ہمراہ تھا جبکہ اس آدمی کو اسی وصف پر لایا گیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حلیہ بیان فرمایا تھا کہا کہ اس شخص کے بارے میں یہ آیت کریمہ: وَمِنْهُمْ مَنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ "، ان میں وہ شخص ہے جو صدقات میں عیب لگاتا ہے۔

۶۵۲۱ — ترجمہ: یُسیر بن عمرو نے بیان کیا کہ میں نے سہل بن حُنیف سے کہا کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خارجیوں کے متعلق کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے کہا میں نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اور اپنا ہاتھ عراق کی طرف مائل کیا کہ وہاں سے ایک قوم نکلے گی جو قرآن پڑھیں گے وہ ان کے حلقوں سے آگے نہ جائے گا وہ اسلام سے ایسے نکلیں گے جیسے تیر شکار کو زخمی

قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُسَيْرُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ لِسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الْخَوَارِجِ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ وَأَهْوَى بِيَدِهِ قِبَلَ الْعِرَاقِ يَخْرُجُ مِنْهُ قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ

۶۵۲۲ـ **حَدَّثَنَا** عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ

کرکے نکل جاتا ہے۔

۶۵۲۰ - ۶۵۲۱ شرح : یہ وہ واقعہ ہے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہ مال تقسیم کر رہے تھے جو حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے یمن سے سونا بھیجا تھا وہ مٹی سے علیحدہ نہ تھا یعنی تبر تھا یا غزوۂ حنین میں مال کی تقسیم کا واقعہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار آدمیوں میں مال تقسیم کر دیا تھا اور وہ اقرع بن حابس حنظلی۔ عُیَیْنَہ بن حصین فزاری، علقمہ بن علاثہ عامری اور زید الخیر طائی تھے۔ اس حدیث میں عبداللہ بن خویصرہ مذکور ہے اور علامات نبوت میں ہے کہ ذوالخویصرہ تمیمی آیا تھا۔ اکثر نسخوں میں عبداللہ بن خویصرہ مذکور ہے۔ اس کا نام حرقوص ابن زہیر ہے۔ یہ خوارج کا اصل تھا۔ طبری نے اس کو صحابہ میں شمار کیا ہے اور ذکر کیا کہ اس کا عراق فتح کرنے میں اثر تھا اسی نے سوق اہواز فتح کیا۔ پھر حروریہ میں حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ رہا۔ پھر خارجیوں میں شامل ہو گیا اور اُن کے ساتھ قتل ہوا ،، اس حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے کہ انہوں نے اس کو قتل کرنا چاہا تھا لیکن مغازی میں ،، بَابُ بَعْثِ عَلِيٍّ إِلَى الْيَمَنِ ،، میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا علامہ کرمانی نے کہا ایسا کلام دونوں سے صادر ہونے میں حرج نہیں ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یکے بعد دیگرے خواہش کا اظہار کیا ہو قَوْلُهُ يَخْرُجُونَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ الخ ،، یعنی صحابہ میں افتراق کے وقت خوارج کا ظہور ہو گا۔ ایک روایت میں : علیٰ خیر فرقہ ،، ہے یعنی اس زمانہ میں افضل گروہ پر خروج کریں گے۔ وہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی ہیں جنہوں نے خوارج کو قتل کیا تھا اُن میں ان کا سرغنہ ذوالخویصرہ بھی تھا۔ **لغات** : قُذَذٌ، تیر کا پر قُذَّہ کی جمع ہے

عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَأَوِّلِينَ** وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو جماعتیں لڑیں گی ان کا دعویٰ ایک ہی ہوگا!

۶۵۲۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ دو جماعتیں لڑیں گی جن کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔

۶۵۲۲ — شرح : یہ دو جماعتیں حضرت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ کی جماعتیں ہیں اُن میں سے ہر ایک کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا مقابل باطل پر ہے۔ یہ دعویٰ ان کے اجتہاد پر مبنی تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ کے درمیان جنگ صفین کے موقع پر خارجیوں کا ظہور ہُوا تھا؛ جبکہ دونوں کے صلح کے لئے حکم مقرر کئے تھے اس وقت انہوں نے کہا "اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ" حاکم صرف اللہ ہے۔ اس لئے انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کو کافر کہا اور حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تکفیر کی۔ قسطلانی نے ذکر کیا کہ قاضی ابوبکر بن عربی نے خوارج کی تکفیر حدیث کے ان الفاظ "یمرقون من الاسلام" سے کی کہ وہ اسلام سے باہر نکل جائیں گے اور "أُولٰئِكَ هُمْ شِرَارُ الْخَلْقِ"، سے بھی ان کی تکفیر کی شیخ تقی الدین سبکی نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا جنہوں نے خوارج اور غالی روافض کو کافر کہا ہے یہ استدلال کیا کہ خارجی اور غالی رافضی افاضل صحابہ کرام کو کافر کہتے ہیں، حالانکہ صحابہ کو کافر کہنا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنا ہے کیونکہ حضور نے صحابہ کرام کے جنتی ہونے کی گواہی دی ہے۔ سبکی نے کہا میرے نزدیک یہ استدلال صحیح ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! "يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ"، مذکور استدلال کی تائید کرتا ہے۔

باب "تاویل کرنے والوں کے متعلق احادیث

یعنی قرآنی آیات میں تاویل کرنے والوں کے حق میں جو اخبار منقول ہیں"

قال اللیث الخ امام لیث نے کہا مجھے یونس نے ابن شہاب زہری سے خبر دی انہوں نے کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن عبد القاری دونوں نے عروہ کو خبر دی کہ انہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے

عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ عَبْدِ الْقَارِيِّ
اَخْبَرَاهُ اَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَأُ
سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهٖ
فَاِذَا هُوَ يَقْرَأُهَا عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَذٰلِكَ فَكِدْتُ اُسَاوِرُهٗ فِي الصَّلٰوةِ فَانْتَظَرْتُهٗ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ لَبَّبْتُهٗ
بِرِدَائِهٖ اَوْ بِرِدَائِيْ فَقُلْتُ مَنْ اَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ قَالَ اَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ كَذَبْتَ فَوَاللّٰهِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَقْرَأَنِيْ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَؤُهَا فَانْطَلَقْتُ اَقُوْدُهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ
عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا وَاَنْتَ اَقْرَاْتَنِيْ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ اقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِيْ

ہوئے سنا کہ میں نے ہشام بن حکیم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں سورۂ فرقان پڑھتے ہوئے سنا میں نے ان کی قراءت کی طرف کان لگایا وہ یہ سورت کثیر حروف پر پڑھتے تھے وہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نہ پڑھائی تھی۔ میں عنقریب نماز میں اُن سے جھگڑا کرنے والا تھا لیکن میں نے انہیں مہلت دی حتیٰ کہ سلام پھیرا جب سلام پھیر لیا تو میں نے اس کی چادر یا اپنی چادر اُن کے گلے میں ڈالی اور کہا یہ سورت تمہیں کس نے پڑھائی ہے۔ ہشام نے کہا یہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی ہے۔ میں نے کہا جھوٹ بولتے ہو بخدا! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورت جو میں نے تمہیں پڑھتے سنا ہے مجھے پڑھائی ہے میں ہشام کو کھینچتا ہوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے ان کو سورۂ فرقان، کئی حروف پر پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ آپ نے مجھے وہ نہیں پڑھائی، حالانکہ آپ نے مجھے سورۂ فرقان پڑھائی ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر!

سَمِعْتُهُ يَقْرَأُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَاْ يَا عُمَرُ فَقَرَاْتُ فَقَالَ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

۶۵۲۳ — **حَدَّثَنِیْ** اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنِیْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا اَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كَمَا تَظُنُّوْنَ اِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ يٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

انہیں چھوڑ دو اے ہشام پڑھو تو انہوں نے وہی قرأت کی جو میں نے اُن کو پڑھتے ہوئے سنا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح یہ نازل ہوئی ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے عمر پڑھو میں نے پڑھا تو فرمایا اسی طرح یہ سورت نازل ہوئی ہے۔ پھر فرمایا یہ قرآن حکیم سات لغات پہ نازل ہوا ہے جو لغت تمہیں آسان ہو سو اُس میں پڑھ لیا کرو۔

شرح: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہشام کی تکذیب کرنے کے سبب مواخذہ نہیں کیا اور نہ ہی ان کے گلے میں چادر ڈالکر کھینچنے کے باعث مواخذہ کیا بلکہ ہشام کی تصدیق کی اور عمر فاروق کو انکے انکار کرنے میں معذور جانا۔ اہل علم کا اس امر میں اتفاق ہے کہ ہر متأول اپنی تاویل میں معذور ہوتا ہے اگر اسکی تاویل عرب کی زبان میں جائز ہو تو اس میں اس کو ملامت نہ کی جائے گی۔ اسی لئے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو زجر نہ فرمائی۔ قولہ علی سبعۃ احرف یعنی سات لغات پہ نازل ہوا یہ فصیح تر لغت ہے بعض نے کہا حروف اعراب ہیں بعض نے کہا ان سات حروف میں حصر مقصود نہیں یہ تو صرف آسانی کے

۶۵۲۳ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ آئت کریمہ مد جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو

۴۵۲۴ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ ابْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ ابْنَ مَالِكٍ قَالَ غَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ اَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَّا ذَاكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَقُوْلُوْهُ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ بَلٰى قَالَ فَاِنَّهٗ لَا يُوَافِيْ عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِهٖ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ

ظلم کے ساتھ نہ ملایا" نازل ہوئی تو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو بہت شاق گزری۔ اُنہوں نے کہا ہم میں سے کون ہے جس نے اپنی جان پر ظلم نہ کیا ہوگا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں جو تمہارا گمان ہے۔ یہ تو صرف جیسے لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا اے میرے بیٹے اللہ کا شریک نہ کر بے شک شرک عظیم ظلم ہے۔

۴۵۲۳ — شرح: اس حدیث کی ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا آیت کریمہ میں ظلم کو عموم پر محمول کرنے پر مؤاخذہ نہیں کیا بلکہ ان کو معذور جانا، کیونکہ یہ معنی تاویل میں ظاہر اور واضح ہے پھر لیس کما تظنون" سے اُن کے لئے مراد کی وضاحت کی " حدیث ۳۲ ج ۱ کی شرح دیکھیں "

۴۵۲۴ — ترجمہ: محمود بن ربیع نے بیان کیا کہ میں نے عتبان بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح میرے پاس تشریف لائے ایک آدمی نے کہا مالک بن دخشن کہاں ہے ہم میں سے ایک آدمی نے کہا وہ منافق ہے اللہ اور اُس کے رسول سے محبت نہیں کرتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس کو یہ گمان نہیں کرتے ہو؟ وہ لا الہ الا اللہ اس حال میں کہتا ہے کہ اس سے اللہ کی رضا طلب کرتا ہے کہا کیوں نہیں فرمایا قیامت میں کوئی بندہ اس کو نہ لائے گا مگر اللہ تعالیٰ اس پر اس کے سبب دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔

۶۵۲۵ــــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ فُلَانٍ قَالَ تَنَازَعَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحِبَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لِحِبَّانَ لَقَدْ عَلِمْتُ الَّذِي جَرَّأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَاءِ يَعْنِي عَلِيًّا قَالَ مَا هُوَ لَا أَبَا لَكَ قَالَ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ مَا هُوَ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ وَأَبَا مَرْثَدٍ وَكُلُّنَا فَارِسٌ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتّٰى تَأْتُوا رَوْضَةَ حَاجٍ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ هٰكَذَا قَالَ أَبُو عَوَانَةَ فَإِنَّ فِيهَا امْرَأَةً مَعَهَا صَحِيفَةٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ فَأْتُونِي بِهَا فَانْطَلَقْنَا عَلٰى أَفْرَاسِنَا حَتّٰى أَدْرَكْنَاهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسِيرُ عَلٰى بَعِيرٍ لَهَا وَقَدْ كَانَ كَتَبَ إِلٰى أَهْلِ مَكَّةَ بِمَسِيرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقُلْنَا أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِي مَعَكِ قَالَتْ مَا مَعِي كِتَابٌ فَأَنَخْنَا بِهَا

۶۵۲۴ــــ شرح : قولہ اَلَا تَقُوْلُوْہُ ،، یہ قول بمعنی گمان ہے۔ قیاس کا مقتضی یہ ہے کہ اَلَا تَقُوْلُوْنَہ کہیں نون کو ناصب اور جازم کے بغیر حذف کیا ہے۔ فصحاء کے کلام میں یہ لغت فصیح ہے یہ بھی احتمال ہے کہ لفظ واحد ہو ہر ایک کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اور ضمہ کی مناسبت کیلئے واؤ لائی گئی ہے۔

۶۵۲۵ــــ ترجمہ : ابو عبدالرحمٰن اور حبان بن عطیہ نے جھگڑا کیا ابو عبدالرحمٰن نے حبان سے کہا میں جانتا ہوں کس نے تیرے ساتھی کو خون ریزی پر جرأت دلائی ہے ابن حبان نے کہا تیرا باپ نہ ہو وہ کیا ہے ابو عبدالرحمٰن نے کہا ایک شئی ہے جو میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ حبان نے کہا وہ کیا ہے؟ ابو عبدالرحمٰن نے کہا وہ کہتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زبیر اور ابو مرثد کو بھیجا جبکہ ہم سب سوار تھے فرمایا جاؤ حتیٰ کہ تم روضۂ حاج میں پہنچو۔ ابو سلمہ نے کہا ایسے ہی ابو عوانہ نے حاج کہا ہے (فرمایا) وہاں ایک عورت ہے اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا مشرکوں کی طرف لکھا ہوا خط

بَعِيْرَهَا فَابْتَغَيْنَا فِي رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا فَقَالَ صَاحِبَايَ مَا نَرَى مَعَهَا
كِتَابًا قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ عَلِمْنَا مَا كَذَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
حَلَفَ عَلِيٌّ وَالَّذِيْ يُحْلَفُ بِهِ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَاُجَرِّدَنَّكِ فَاَهْوَتْ
اِلٰى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَاَخْرَجَتِ الصَّحِيْفَةَ فَاَتَوْا بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ
دَعْنِيْ فَاَضْرِبَ عُنُقَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا حَمَلَكَ
عَلٰى مَا صَنَعْتَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لِيْ اَنْ لَا اَكُوْنَ مُؤْمِنًا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ
وَلٰكِنِّيْ اَرَدْتُ اَنْ تَكُوْنَ لِيْ عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يُدْفَعُ بِهَا عَنْ اَهْلِيْ وَمَالِيْ وَ
لَيْسَ مِنْ اَصْحَابِكَ اَحَدٌ اِلَّا لَهٗ هُنَالِكَ مِنْ قَوْمِهٖ مَنْ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهٖ عَنْ
اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ قَالَ صَدَقَ فَلَا تَقُوْلُوْا لَهٗ اِلَّا خَيْرًا قَالَ فَعَادَ عُمَرُ فَقَالَ

ہے وہ میرے پاس لے آؤ ہم اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر چلے یہاں تک کہ ہم نے اس کو اس جگہ پا لیا جہاں ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ اپنے اونٹ پر چل رہی تھی۔ حاطب نے مکہ مکرمہ والوں کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کی طرف روانگی کے متعلق لکھا تھا۔ ہم نے عورت سے کہا وہ خط کہاں ہے جو تیرے پاس ہے اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں۔ ہم نے اس کا اونٹ بٹھا دیا اور اس کے کجاوہ میں خط تلاش کیا ہم نے کوئی شئ نہ پائی۔ میرے دونوں ساتھیوں نے کہا ہم اس کے پاس کوئی خط نہیں دیکھتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ نے کہا میں نے کہا ہم جانتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ نہیں بولا۔ حضرت علی نے پھر قسم کھائی۔ کہ اس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے تو خط ضرور نکالیگی یا میں تجھے برہنہ کر دوں گا وہ عورت اپنی چادر کے بند کی طرف مائل ہوئی، حالانکہ وہ اپنی چادر میں لپٹی ہوئی تھی اور خط نکالا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خط لائے عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں سے خیانت کی ہے۔ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ دَعْنِىْ فَلَأَضْرِبْ عُنُقَهٗ قَالَ اَوَ لَيْسَ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ اَوْجَبْتُ لَكُمُ الْجَنَّةَ فَاغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَاجٍ تَصْحِيْفٌ وَهُوَ مَوْضِعٌ وَهُشَيْمٌ يَقُوْلُ خَاخٍ

نے فرمایا اے حاطب! تو نے جو یہ کیا ہے اس پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا ہے۔ حاطب نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا کیا حال ہے کہ میں اللہ اور اس پر ایمان لانے والا نہ ہوں، لیکن میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اس قوم پر میرا کچھ احسان ہو جس کے سبب میرے اہل و مال کی حفاظت ہو اور آپ کے صحابہ کرام میں سے کوئی نہیں مگر اس کی وہاں اس کی قوم میں وہ ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ اس کے اہل و مال کی حفاظت کرتا ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے اس کو سوا بھلائی کے کچھ نہ کہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دوبارہ کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور مومنوں سے خیانت کی ہے مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑاؤں۔ حضور نے فرمایا کیا یہ اہلِ بدر سے نہیں؟ اور کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر پر جھانکا اور فرمایا تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہارے لئے جنّت واجب کر دی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں پھر کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں

۶۵۲۵ — شرح: جرأت کے معنی دلیری اور کسی شئی پر اقدام کرنا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قتل پر جرأت کی نسبت حضرت علی المرتضیٰ کی طرف کیسے جائز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کو یقین تھا کہ وہ اہلِ جنّت میں سے ہیں اس لئے انہیں معلوم تھا کہ اُن سے ایسے معاملہ میں اجتہاد میں خطاء واقع ہو جائے تو وہ قیامت میں معاف ہو جائے گا۔

قولہ لا ابا لک" اس ترکیب میں قیاس یہ ہے کہ لا اب لک کہا جاتا، لیکن یہ مضاف کے مشابہ ہے اس لئے یہ ترکیب جائز ہے ایسا کلام بطور تکیہ کلام فصحاء کی عادت ہے۔ اس سے حقیقتاً بددعاء مراد نہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کسی شئی پر اُبھارنے کے لئے یہ کلمہ کہا جاتا ہے۔ دراصل جب انسان کسی سخت معاملہ میں مبتلا ہو تو اس کا باپ اس کی مدد کرتا ہے۔ جب کہا جائے "لا ابا لک" تو اس کے معنی یہ ہوں گے تیرا باپ نہیں جو تیرے معاملہ میں کوشش کرتا پھر اس کا استعمال ایسے مقام میں ہونے لگا جہاں قول یا فعل کا صدور مخاطب سے بعید ہو۔ قولہ روضہ خاج" یہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقام ہے جو مدینہ منورہ سے تقریباً بارہ میل دور ہے۔

یہ عورت کون تھی ؟

اس میں مختلف اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ یہ مشرکہ عورت تھی اور اُن لوگوں میں شمار ہے جن کو فتح مکہ میں قتل کر دینے کا حکم دیا گیا تھا، کیونکہ یہ مغنیہ عورت تھی جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور حضرات صحابہ کرام کی ہجو کیا کرتی تھی، حاطب نے اس کو دس دینار دیئے تھے اور چادر پہنائی تھی۔ علامہ عینی نے واحدی سے نقل کیا کہ یہ عورت مدینہ منورہ میں آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اسے کہا تو مسلمان ہونے آئی ہے اُس نے کہا نہیں لیکن میں محتاج ہوں۔ حضور نے فرمایا قریش کے نوجوانوں سے کیوں نہیں طلب کرتی۔ اُس نے کہا میں نے بدر کے واقعہ کے بعد اُن سے کچھ طلب نہیں کیا، پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو کپڑے اور سواری عطا کی اس کے بعد حاطب اس کے پاس آئے اور اس کو ایک خط دیا جس کو وہ مکہ مکرمہ والوں کو پہنچائے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تم سے جنگ کرنا چاہتے ہیں تم احتیاط سے رہو۔ قولہٗ حجزتھا، بضم الحاء وسکون الجیم، یہ ازار باندھنے کی جگہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جاسوس کے باب میں مذکور ہے کہ اس عورت نے اپنے بالوں سے خط نکالا تھا اور اس حدیث میں ہے کہ اُس نے اپنے تہبند کے بند سے نکال کر دیا تھا اس کا جواب یہ ہے اُس نے پہلے حجزہ سے نکال کر بالوں میں چھپا لیا تھا۔ پھر حضرت علی المرتضیٰ علیہ السّلام کے دھمکی دینے سے بالوں سے نکالنے پر مجبور ہوگئی یا پہلے بالوں میں خط چھپا رکھا تھا اُس نے صحابہ کو دیکھ کر حجزہ میں چھپا لیا جب حضرت علی نے کہا تجھے ننگا کر دیں گے تو برہنہ ہو جانے کے خوف سے حجزہ سے نکالنے پر مجبور ہوگئی تھی حاطب ابن بلتعہ نے یہ خط صنادید قریش سُہیل بن عامر عامری، عکرمہ بن ابی جہل مخزومی اور صفوان بن اُمیّہ جمحی کو لکھا تھا جو مکہ مکرمہ میں سرکردہ تھے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے حُسنِ کلام سے دریافت فرمایا کہ وہ اپنے اس فعل میں سچا ہے اور اس کا جنگ بدر میں موجود ہونا اس کے سچا ہونے کی قوی دلیل تھی اسی لئے بدر کے واقعہ کو بطور استشہاد ذکر فرمایا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے حاطب کی تصدیق کر دی تو حضور کی تصدیق کے بعد عمر فاروق کیوں پہلے کلام کی طرف لوٹے کہ اس نے اللہ اور اس کے رسُول اور مؤمنوں سے خیانت کی ہے اور اس کو قتل کر دینے کی ٹھان لی اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ گمان تھا کہ ایسے عذر میں اس کا صدق اس کو قتل سے محفوظ نہیں رکھ سکتا اس لئے دوبارہ قتل کی اجازت طلب کی اور کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یہ درست ہے کہ یہ بدر میں حاضر ہوا تھا لیکن اس نے نقضِ عہد کیا ہے اور آپ کے دشمنوں کی آپ کے خلاف مدد کی ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ ارشاد اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکُمْ، اس مغفرت سے مُراد آخرت میں مغفرت ہے ورنہ اگر اُن میں سے بالفرض کوئی حد کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی حد قائم کی جائے گی چنانچہ قاضی عیاض نے حد قائم کرنے پر اجماع کیا ہے اور مسطح پر حد قائم کی حالانکہ وہ بدری تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الْاِکْرَاہِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ وَلٰکِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْکُفْرِ صَدْرًا فَعَلَیْہِ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰہِ الْاٰیَۃَ وَقَالَ اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقَاۃً وَھِیَ تَقِیَّۃٌ وَقَالَ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْ اَنْفُسِھِمْ

اگر مسطح بدری تھا تو اس پر حد قائم نہیں کرنے چاہئے تھی جیسے حاطب پر حد قائم نہیں کی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدر میں حاضر لوگوں سے یہ فرمایا تھا کہ ان کا آخرت کا عذاب بخش دے گا دُنیا کا نہیں۔ حالانکہ اس میں فقہاء کا اجماع ہے کہ جو کوئی اہلِ بدر سے کسی گناہ کا مرتکب ہو مثلاً کسی کو تہمت لگائے یا کسی کو زخمی کر دے یا قتل کر دے تو اس پر حد اور قصاص واجب ہے۔

قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ خَاخٍ اَصَحُّ، یعنی امام بخاری نے کہا مذکور حدیث میں روضۂ حاج سے روضۂ خاخ صحیح تر ہے لیکن ابو عوانہ نے حاج کہا ہے اور یہ غلط ہے یہ ایک جگہ کا نام ہے ہُشیم خاخ کہتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الْاِکْرَاہِ (جبر کرنا)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مگر جس کو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان سے مطمئن ہے لیکن جن کا سینہ کفر کے لئے کھل گیا تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور اُن کو بڑا عذاب ہے اور فرمایا مگر یہ کہ اُن سے پُوری طرح بچتے رہو۔ تُقَاۃ یعنی تقیۃ ہے اور فرمایا جن کو فرشتوں نے فوت کیا اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے فرشتوں نے کہا تم کن

قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا اِلٰى قَوْلِهٖ عَفُوًّا غَفُوْرًا وَقَالَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ

میں رہے انہوں نے کہا ہم زمین میں کمزور تھے وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا تک ،، اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو معذور جانا جو اللہ کے امر کے ترک سے رُک نہیں سکتے تھے۔ جس پر جبر کیا جائے وہ کمزور ہی ہوتا ہے جس فعل کا اس کو حکم دیا گیا ہے اس سے رک نہیں سکتا۔ حسن بصری نے کہا تقیہ قیامت تک باقی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس شخص کے بارے میں کہا جس کو چوروں نے مجبور کیا (کہ وہ بیوی کو طلاق دے) وہ مجبوراً طلاق دے تو یہ کوئی شئ نہیں۔ عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، شعبی اور حسن بصری بھی یہی کہتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال کا ثواب نیت پر ہے۔

شرح : اکراہ کے معنی یہ ہیں کہ کسی پر کوئی شئ لازم کر دینا جو وہ نہ چاہتا ہو یہ جبر کرنے والے اور جس کو مجبور کیا جائے اور جس کے ساتھ جبر کیا جائے کے اختلاف سے جبر مختلف ہوتا رہتا ہے۔

قولہ تعالیٰ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ الخ اس آیت کی ابتداء میں مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ ہے۔ یعنی جس نے ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کیا مگر وہ شخص جس کو مجبور کیا گیا الخ اور اُس نے اذیت کے خوف سے زبانی طور پر مجبوراً مشرکوں کی موافقت کی لیکن اس کا دل اللہ اور اس کے رسول پر ایمان میں مضبوط ہے۔ ابن جریر نے اپنے اسناد کے ساتھ ذکر کیا کہ عمار بن یاسر کو مشرکوں نے گرفتار کر لیا اور ان کو سخت عذاب دیا یہاں تک کہ جو انہوں نے ارادہ کیا تھا وہ کہہ دیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو حضور نے فرمایا تمہارا دل کیا کہتا تھا۔ عرض کیا ایمان کے ساتھ مطمئن تھا اس لئے اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کسی کو کفر پر مجبور کیا جائے تو وہ اپنی جان باقی رکھنے کے لئے زبانی زبانی کلمہ کفر کہہ سکتا ہے لیکن افضل یہ ہے مؤمن اپنے دین و ایمان پر ثابت رہے اگرچہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ قسطلانی نے ابن عساکر سے عبداللہ بن حذافہ سہمی صحابی کے ترجمہ میں نقل کیا کہ ان کو رومی پکڑ کر اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے اس نے ابن حذیفہ سے کہا نصرانی ہو جاؤ میں تجھے اپنے ملک میں شریک کر لوں گا اور اپنی بیٹی کا تیرے ساتھ نکاح کر دوں گا عبداللہ بن حذافہ نے کہا اگر تو مجھے اپنا سارا ملک دے دے اور تمام مملوکہ مجھے دے کہ میں چشم زدن کی مقدار دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر جاؤں تو ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ بادشاہ نے کہا اگر تو نصرانی نہ بنے گا تو تجھے قتل کر دوں گا۔ عبداللہ نے کہا جو چاہو کرو بادشاہ نے عبداللہ کے متعلق حکم دیا کہ اس کو صلیب پر چڑھایا جائے اور تیر اندازوں کو حکم دیا کہ اس کو آگے اور پیچھے سے تیر ماریں اور اس پر نصرانیت پیش کرتے رہیں لیکن عبداللہ بدستور

الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ نَصِيْرًا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ
فَعَذَرَ اللّٰهُ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يَمْتَنِعُوْنَ مِنْ تَرْكِ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ
وَالْمُكْرَهُ لَا يَكُوْنُ اِلَّا مُسْتَضْعَفًا غَيْرَ مُمْتَنِعٍ مِنْ فِعْلِ مَا اُمِرَ بِهٖ وَقَالَ الْحَسَنُ
التَّقِيَّةُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْمَنْ يُكْرِهُهُ اللُّصُوْصُ فَيُطَلِّقُ
لَيْسَ بِشَيْءٍ وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَالشَّعْبِيُّ وَالْحَسَنُ وَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ

نصرانیت قبول کرنے سے انکار کرتے رہے پھر بادشاہ نے حکم دیا اور اس کو صلیب سے نیچے اُتار اگیا پھر اُس نے تانبہ کا برتن گرم کرنے کا حکم دیا اور ایک مسلمان قیدی کے متعلق حکم دیا کہ اس میں ڈال دیا جائے جبکہ عبداللہ اس کو گرم دیگ میں ڈالتے دیکھ رہے تھے۔ عبداللہ بن حذافہ کو اُٹھایا گیا کہ اس گرم دیگ میں ڈالیں تو عبداللہ رو پڑے بادشاہ نے ان کو بلایا اور رونے کا سبب دریافت کیا۔ عبداللہ بن حذافہ سہمی صحابی نے کہا میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میری ایک ہی جان ہے جس کو اس وقت اس گرم دیگ میں ڈالا جائے گا میری خواہش ہے کہ کاش میرے جسم کے بالوں کی تعداد میری جانیں ہوتیں جن کو یہ عذاب دیا جاتا۔ ایک روایت کے مطابق بادشاہ نے عبداللہ کے سر کو بوسہ دیا اور آزاد کر دیا پھر ان کے ساتھ جتنے مسلمان قیدی تھے سب کو رہا کر دیا۔ جب وہ واپس مدینہ منورہ آئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ہر مسلمان پر حق ہے کہ عبداللہ کے سر کو بوسہ دے اور میں ابتداء کرتا ہوں پھر اپنے مقام سے اُٹھے اور عبداللہ بن حذافہ کے سر کو بوسہ دیا۔

قولہ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ،، یعنی مگر یہ کہ تم کافروں سے شدید خوف کرو کہ کافر تم پر غالب ہو جس سے اپنی جان و مال کی ہلاکت کا خوف ہو تو تجھے کافر کی موافقت کرنا جائز ہے اور زبانی طور پر کفر کرنا جائز ہے جبکہ دل ایمان سے معمور ہو اور اطمینان مستحکم ہو۔ تقاۃ، تقیہ ہے معنی یہ ہیں کہ لوگوں کے سامنے عقیدہ خوف کے باعث چھپالینا ،، قولہ کُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ ،، یہ وہ لوگ ہیں جو مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئے تھے اور مشرکوں نے ان کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے سے روک دیا تھا وہ ان کے ہاتھوں میں کمزور رہ گئے اور مشرکوں کی سخت اذیتیں برداشت کرتے رہے یہ مرد عورتیں اور بچے تھے یعنی قریش نے ان پر اتنا ظلم کیا کہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی

ان کے ستم اور جور و جفا سے نہ بچ سکے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں اور میری والدہ عورتوں اور بچوں میں کمزور رہ گئے تھے۔ جو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے تھے کہ اللہ ہمیں اس شہر (مکہ مکرمہ) سے نکال جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور ہماری مدد فرما اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی بعض کے لئے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت آسان ہوگئی اور جو رہ گئے تھے وہ فتح مکہ کے بعد مدینہ منورہ آگئے۔ قولہ فِيمَ كُنْتُمْ ،، یعنی تم یہاں رہے اور ہجرت نہ کی۔ انہوں نے کہا ہم مکہ مکرمہ سے باہر نکلنے پر قادر نہ تھے اور نہ کسی اور زمین میں جا سکتے تھے۔ فرشتوں نے کہا اللہ کی زمین بہت وسیع ہے۔ ابوداؤد شریف میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مشرک کے ساتھ رہے وہ اس کی مثل ہے۔

قولہ فَعَذَرَ اللّٰهُ ،، یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو معذور کیا۔ قولہ غیر ممتنع ،، سے غرض یہ ہے کہ مستضعف "کمزور"، فعل سے رکنے پر قادر نہیں اور جس کام پر اس کو جبر کیا جاوے وہ کرنے میں معذور ہوتا ہے۔

قَالَ الحسن التقية اِلَىٰ يَوْمِ القيامة ،، یعنی حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا تقیہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے مختص نہیں یہ قیامت تک ثابت ہے۔ قولہ قال ابن عبّاس ،، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس شخص کو چور اس کی بیوی کو طلاق دینے پر مجبور کریں اور وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو طلاق واقع نہ ہوگی اس فتویٰ کی بنیاد اس بات پر ہے کہ اکراہ پر قادر ہر شخص سے اکراہ ثابت ہوسکتا ہے۔ جمہور فقہاء کا یہی مذہب ہے لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اکراہ صرف بادشاہ ہی کرسکتا ہے۔ شعبی نے کہا اگر چور جبر کریں تو طلاق نہ ہوگی اور اگر بادشاہ جبر کرے تو طلاق ہوجائے گی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ جبر سے طلاق واقع ہوجاتی ہے۔" وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ ،،

اس حدیث میں امام نے ظاہریہ کے مذہب کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں اکراہ کی صورت میں قول اور فعل میں فرق ہے۔ ابن حزم نے کہا اکراہ دو قسم ہے ایک اکراہ کلام پر دوسرا فعل پر۔ کلام پر جبر کرنے میں کوئی شئ ثابت نہیں ہوتی لہٰذا کفر، قذف، نکاح کے اقرار، رجوع، بیع، قسم، عتق اور ھبہ وغیرہ میں کوئی شئ ثابت نہ ہوگی اور فعل پر اکراہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ ہے جس کو ضرورت مباح کرتی ہے جیسے کھانا پینا اس کو جبر مباح کر دیتا ہے؛ لہٰذا جو کوئی کسی کی شئ کھانے یا پینے پر مجبور کیا گیا اس پر کچھ لازم نہیں؛ کیونکہ اس نے وہ کام کیا ہے جو اس کے لئے مباح تھا۔ دوسری قسم یہ ہے جس کو ضرورت مباح نہیں کرتی جیسے کسی کو قتل کرنے، زخمی کرنے اور مال تباہ کرنے پر جبر کیا تو یہ اکراہ مذکورامور کو مباح نہیں کرتا؛ لہٰذا جو کوئی مذکور امور کرنے پر جبر کیا گیا تو اس پر لازم ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے کہا قول وفعل میں اکراہ برابر ہے جبکہ ایمان کو مخفی رکھے۔ قول وفعل میں اکراہ کو مساوی کہنے والوں نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ عمل جوارح اور قلوب کے افعال کو شامل ہے پھر اگر یہ پوچھا جائے

۶۵۲۶۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ خٰلِدِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ ھِلَالٍ عَنْ ھِلَالِ بْنِ اُسَامَةَ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَخْبَرَھُمْ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَدْعُوْا فِی الصَّلٰوةِ اَللّٰھُمَّ اَنْجِ عَیَّاشَ بْنَ اَبِیْ رَبِیْعَةَ وَسَلَمَةَ ابْنَ ھِشَامٍ وَالْوَلِیْدَ بْنَ الْوَلِیْدِ اَللّٰھُمَّ اَللّٰھُمَّ اَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَللّٰھُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَکَ عَلٰی مُضَرَ وَابْعَثْ عَلَیْھِمْ سِنِیْنَ کَسِنِیْ یُوْسُفَ

کہ اگر یہی بات ہے تو ہر فعل نیّت کا محتاج ہوگا، حالانکہ مجبور شخص کی نیّت نہیں ہوتی، لہٰذا اس کا مواخذہ نہیں ہونا چاہیے اس کا جواب یہ ہے کہ جس کو جبر کیا جائے اس کی نیّت ہوتی ہے اور وہ فعل نہ کرنے کی نیّت ہے جس پر اس کو جبر کیا گیا پھر اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر غلطی سے یا بھول کر طلاق یا عتاق وغیرہ کیا جائے تو یہ واقع نہیں ہونے چاہئیں کیونکہ ان کی نیّت نہیں ہوتی اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے شخص کا مواخذہ کیا جائے گا لہٰذا اس کی طلاق واقع ہوگی حتیٰ کہ اگر کہا مجھے پانی پلا لیکن اس کی زبان پر پانی کی بجائے اَنْتِ طَالِق۔ تجھے طلاق جاری ہو گیا تو طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ قصد باطنی امر ہے جس پر اطلاع نہیں لہٰذا حکم اس کی حقیقت کے وجود سے متعلق نہ ہوگا بلکہ ظاہری سبب سے متعلق ہوگا اور وہ اس کا طلاق وعتاق کے اہل ہونا جو عقل وبلوغ سے ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس تقدیر پر سونے والے کی طلاق واقع ہونی چاہیے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا مانع موجود ہے۔ وہ یہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخصوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے اُن میں سے ایک نائم ہے (حدیث ع۔ ج ا کی شرح دیکھیں)

۶۵۲۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دُعا کرتے تھے" اے اللہ عیاش بن ابی ربیعہ، سلمہ بن ہشام اور ولید بن ولید کو نجات دے۔ اے اللہ کمزور مومنوں کو نجات دے اے اللہ مضر قبیلہ پر اپنی گرفت سخت کر۔ اُن پر یوسف علیہ السلام کے قحط سال کی طرح قحط سال بھیج۔

۶۵۲۶ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ اگر کفر پر جبر کفر ہوتا تو ان لوگوں کے لئے حضور نجات کی دُعا نہ فرماتے اور ان کو مسلمان نہ کہتے، اس حدیث

بَابُ مَنِ اخْتَارَ الضَّرْبَ وَالْقَتْلَ وَالْهَوَانَ عَلَى الْكُفْرِ

۶۵۲۷ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ الطَّائِفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَّكْرَهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ

کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جن لوگوں کے لئے سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم دعاء فرماتے تھے اُن پر مکہ مشرفہ میں جبر کیا گیا تھا۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جس پر جبر کیا جائے وہ کمزور ہی ہوتا ہے (حدیث ۹۰۷/۹۵۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

لغات : الوطاء، پاؤں میں روندنا یہ قہر اور شدّت سے مجاز ہے۔ مُضر قریش کا بہت بڑا قبیلہ ہے۔

باب جس نے کفر پر مار کھانے، قتل ہوجانے اور ذلّت کو ترجیح دی،،

۶۵۲۷ — **ترجمہ** : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تین[۳] خصلتیں ہیں جس میں وہ پائی جائیں۔ وہ ایمان کی شرینی پاتا ہے۔ اللہ اور اس کا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو ان کے ماسوا سے زیادہ محبوب ہو اور یہ[۱] کہ کسی سے محبت صرف اللہ کے لئے کرے اور یہ[۲] کہ کفر کی طرف لوٹنا ایسا بُرا جانے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو بُرا جانتا ہے۔

۶۵۲۷ — **شرح** : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ حدیث میں کفر کو بُرا جاننے اور آگ میں ڈالے جانے کو بُرا جاننے میں برابری ذکر کی ہے۔ اور مومن کے نزدیک بہت ذلّت و رسوائی کفر سے آسان تر ہیں جبکہ سختی سے اختیار کرے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک شخص نے خطبہ میں کہا مَنْ عَصَاھُمَا فَقَدْ غَویٰ جس دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوگیا تو سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تو بُرا خطیب ہے اس

۶۵۲۸ — **حَدَّثَنَا** سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمٰنَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ سَمِعْتُ قَيْسًا قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُوْلُ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَاِنَّ عُمَرَ مُوْثِقِيْ عَلَى الْاِسْلَامِ وَلَوِ انْفَضَّ اُحُدٌ مِّمَّا فَعَلْتُمْ بِعُثْمٰنَ كَانَ مَحْقُوْقًا اَنْ يَّنْفَضَّ ۶۵۲۹ — **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ خَبَّابِ ابْنِ الْاَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَّهٗ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا اَلَا تَسْتَنْصِرُ اَلَا تَدْعُوْ لَنَا

جواب یہ ہے کہ خطبہ اختصار کا محل نہیں ؛ لہٰذا خطیب کا مذکور کلام مقام کے مقتضیٰ کے موافق نہیں (حدیث ع ج ۲ شرح دیکھیں)

۶۵۲۸ — ترجمہ : سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے اسلام کی وجہ سے باندھ دیا کرتے تھے۔ اب حال یہ ہے کہ اگر احد پہاڑ اس کے باعث پھٹ جائے جو تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ معاملہ کیا ہے وہ اس لائق ہے کہ پھٹ جائے۔

۶۵۲۸ — شرح : اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے قتل ہو جانے کو قاتلوں کی مرضی پر ترجیح دی اور جو باغی چاہتے تھے اس پر راضی نہ تھے تو ان کا اپنی ذاتِ کریمہ کے قتل کو کفر پر ترجیح دینا بطریقِ اولیٰ ہے۔

حدیث کے معنی یہ ہیں کہ سعید بن زید کا بیان ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے مجھے اسلام کی وجہ سے باندھا کرتے تھے اور اس وقت کافر ہونے کے باوجود مجھے اسلام پر ثابت رہنے پر مجبور کیا کرتے تھے اور تم مسلمان ہونے کے باوجود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کیا ہے کہ ان کی طاعت سے انکار کر دیا ہے پھر ان کو مکان میں بند کر دیا اور دشمنی اور ظلم کے طور پر ان کو قتل کیا۔ انہوں نے خود قتل ہو جانے کو تمہارے قتل پر ترجیح دی۔ ——— اس لئے انہوں نے کفر پر اپنے آپ کے قتل کو بطریقِ اولیٰ پسند کیا۔ (حدیث ع ۲۶۱۸ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۵۲۹ — ترجمہ : خبابؓ بن ارت نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی جبکہ

فَقَالَ قَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهَا فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهِ وَعَظْمِهِ فَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ وَاللّٰهِ لَيَتِمَّنَّ هٰذَا الْأَمْرُ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ وَالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهِ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ

حضور کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ ہم نے عرض کیا کیا آپ ہمارے لئے مدد نہیں طلب کرتے؟ کیا آپ ہمارے لئے دعا نہیں فرماتے ہیں؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگ تھے۔ آدمی کو پکڑا جاتا تھا پھر اس کے لئے زمین میں گڑھا کھودا جاتا اور اس کو اس میں بٹھایا جاتا پھر آرا لایا جاتا اور اس کے سر پر رکھا جاتا اور اس کے دو ٹکڑے کئے جاتے اور لوہے کی کنگھیوں سے گوشت اور ہڈیوں کو جدا کیا جاتا تو یہ عذاب اس کو اپنے دین سے نہ پھیرتا تھا۔ بخدا! یہ امر ضرور پورا ہوگا حتی کہ صنعاء سے حضرموت تک سفر کرنے والا شخص اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گا۔ اور نہ ہی بھیڑیے کے سوا بکریوں کو کسی کا ڈر ہوگا لیکن تم تو جلدی کرنے لگے ہو۔

۶۵۲۹ — **شرح**: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کافروں پر بددعاء کی درخواست کی کیونکہ وہ کافروں کے ہاتھوں میں گرفتار تھے اور وہ انہیں سخت عذاب دے رہے تھے۔ اور اس کو کفر پہ مجبور کرتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خباب کی درخواست کو مسترد کر دیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "تم مجھ سے دعاء کرو میں قبول کروں گا۔" اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ ان حضرات کی تقدیر میں یہ مصائب اور بلیات ہیں اور یہ ان پر ضروری جاری ہوں گے تاکہ انہیں ثواب حاصل ہو اور نبیوں کے علاوہ دوسرے لوگوں پہ مصیبت کے وقت کفار پہ بددعاء کرنا واجب ہے کیونکہ جس پر حضور مطلع ہیں عام لوگ اس پر مطلع نہیں "ھذا الامر" سے مراد دین اسلام ہے۔

(حدیث ۳۳۸۱ ج: ۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ فِی بَیعِ المُکرَہِ وَنَحوِہٖ فِی الحَقِّ وَغَیرِہٖ

۶۵۳۰ — حَدَّثَنَا عَبدُ العَزِیزِ بنُ عَبدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِی اللَّیثُ عَن سَعِیدِ المَقبُرِیِّ عَن اَبِیہِ عَن اَبِی ھُرَیرَۃَ قَالَ بَینَمَا نَحنُ فِی المَسجِدِ اِذ خَرَجَ اِلَینَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انطَلِقُوا اِلٰی یَھُودَ فَخَرَجنَا مَعَہٗ حَتّٰی جِئنَا بَیتَ المِدرَاسِ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَنَادَاھُم یَا مَعشَرَ یَھُودَ اَسلِمُوا تَسلَمُوا فَقَالُوا قَد بَلَّغتَ یَا اَبَا القٰسِمِ فَقَالَ ذٰلِکَ اُرِیدُ ثُمَّ قَالَھَا الثَّانِیَۃَ فَقَالُوا قَد بَلَّغتَ یَا اَبَا القٰسِمِ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَۃَ فَقَالَ اِعلَمُوا اَنَّمَا الاَرضُ لِلّٰہِ وَرَسُولِہٖ وَاِنِّی اُرِیدُ اَن اُجلِیَکُم فَمَن وَجَدَ مِنکُم بِمَالِہٖ شَیئًا فَلیَبِعہُ وَاِلَّا فَاعلَمُوا اَنَّمَا الاَرضُ لِلّٰہِ وَرَسُولِہٖ

باب مجبور وغیرہ کا اپنے حقوق فروخت کرنا

یعنی اس شخص کا اپنی مالیت فروخت کرنا جس میں اس پر جبر کیا جائے؛ چنانچہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو جلاوطنی کا حکم دیا اور فرمایا وہ اپنی املاک اور اراضی فروخت کر دیں اور وہ اس بیع میں مجبور تھے غیر حق سے مراد وہ جنایت ہے جو موجب بیع ہے ۔"

۶۵۳۰ — **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ ہم مسجد میں تھے اچانک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا یہودیوں کی طرف چلو ہم آپ کے ساتھ نکلے حتی کہ ہم "بیت المدارس" آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اُن کو آواز دی "اے یہودیوں کے گروہ اسلام قبول کرو سلامتی میں رہوگے"، انہوں نے کہا اے ابوالقاسم آپ نے حکم پہنچا دیا۔ حضور نے فرمایا یہی میرا ارادہ تھا (کہ میں نے تمہیں تبلیغ کر دی ہے) پھر دوبارہ فرمایا تو انہوں نے کہا اے ابوالقاسم آپ نے تبلیغ کر دی ہے پھر تیسری بار فرمایا یقین کرو کہ زمین اللہ اور اُس کے رسول کی ہے اور میں تم کو جلاوطن کرنا چاہتا ہوں تم میں جو کوئی اپنا مال

بَابٌ لَا يَجُوزُ نِكَاحُ الْمُكْرَهِ قَالَ اللّٰهُ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ الْآيَةَ ۶۵۳۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ قَزْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ

چاہتا ہے اس کو فروخت کر دے، ورنہ جان لو زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے

۶۵۳۰ — شرح: اس حدیث سے امام بخاری نے مجبور شخص کی بیع کے جواز پر استدلال کیا۔ یہ حدیث مکرہ (مجبور) کی۔ بیع میں بہت واضح ہے کیونکہ مکروہ شخص جس کو اپنی ملکیت فروخت کرنے پر مجبور کیا جائے، حالانکہ وہ اس کو بیچنا نہیں چاہتا۔ یہودی اپنے اموال میں بہت بخیل تھے جب ان کو دھمکی دی گئی تو انہوں نے املاک کو فروخت کرنا پسند کر لیا گویا کہ وہ اس بیع میں مجبور تھے۔ قولہ بیت المدراس، بیت مدراس کی طرف مضاف ہے اور یہ اضافت "شجرۃ الاراک" کے قبیلہ سے ہے یعنی عام خاص کی طرف مضاف ہے۔ یہودیوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوالقاسم کہہ کر پکارا آپ کا اسم گرامی "محمد" ذکر نہ کیا، کیونکہ تورات میں محمد نام مذکور ہے کہ وہ آخری نبی ہوں گے اگر وہ یہ نام مبارک ذکر کرتے تو حضور کی رسالت کا اقرار لازم آتا تھا۔

باب مجبور شخص کا نکاح جائز نہیں

اور تم اپنی لونڈیوں کو زناء پر مجبور نہ کرو وہ پاک اور عصمت چاہتی ہیں تاکہ دنیاوی زندگی کا سامان تیار کرو اور جو کوئی ان کو زناء پر مجبور کرے بے شک اللہ ان کو مجبور کئے جانے کے بعد بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

تفسیر: یہ آیت کریمہ عبداللہ بن ابی بن سلول کی دو لونڈیوں معاذہ اور مسیکہ کے بارے میں نازل ہوئی جن کو وہ یومیہ ٹیکس وصول کرنے کے لئے زناء پر مجبور کرتا تھا۔ جاہلیت میں لوگ اپنی لونڈیوں سے یہی برتاؤ کرتے تھے اور ان کو کرایہ پر دیتے تھے جب اسلام آیا تو معاذہ نے مسیکہ سے کہا جس دھندے میں ہم مصروف ہیں۔ یہ دو وجہوں سے خالی نہیں اگر یہ اچھا ہے تو ہم نے اس سے بہت کچھ لیا ہے اگر یہ شر ہے تو وقت قریب آگیا ہے کہ اس کو ترک کر دیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

۶۵۳۱ — ترجمہ: خنساء بنت خدام انصاریہ سے روایت ہے کہ اُن کے والد نے اُن کا نکاح کر دیا حالانکہ وہ ثیبہ تھی اُس نے نکاح پسند نہ کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضور نے اس کا نکاح مسترد کر دیا۔

(حدیث ــــ کی شرح دیکھیں)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقٰسِمِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَیْ یَزِیْدَ
ابْنِ جَارِیَةَ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْاَنْصَارِیَّةِ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا
وَهِیَ ثَیِّبٌ فَکَرِهَتْ ذٰلِكَ فَاَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِکَاحَهَا
۶۵۳۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ ابْنِ
جُرَیْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ
تُسْتَامَرُ النِّسَاءُ فِیْ اَبْضَاعِهِنَّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَاِنَّ الْبِکْرَ تُسْتَامَرُ فَتَسْتَحْیِیْ
فَتَسْکُتُ قَالَ سُکَاتُهَا اِذْنُهَا

بَابٌ اِذَا اُکْرِهَ حَتّٰی وَهَبَ عَبْدًا اَوْ بَاعَهُ لَمْ یَجُزْ وَبِهٖ

قَالَ بَعْضُ النَّاسِ فَاِنْ نَذَرَ الْمُشْتَرِیْ فِیْهِ نَذْرًا فَهُوَ جَائِزٌ بِزَعْمِهٖ
وَکَذٰلِكَ اِنْ دَبَّرَهٗ ۶۵۳۳ — حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا

۶۵۳۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا عورتوں سے ان کی شادی کے متعلق پوچھا جائے فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا کنواری لڑکی سے پوچھا جائے تو وہ شرم کرے گی اور خاموش رہے گی۔ فرمایا اس کی خاموشی ہی اجازت ہے۔

۶۵۳۲ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ کنواری بالغہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔ اگر اس کی رضامندی کے بغیر نکاح کیا جائے تو وہ مکرہ کے حکم میں ہوگی۔ قولہ ابضاعہن ان کی شادی کرنا (حدیث ۴۸۴۰ ج ۸ کی شرح دیکھیں)

باب جب کسی کو جبر کیا گیا حتیٰ کہ اس نے غلام ہبہ کیا یا اس کو بیچ دیا تو جائز نہیں"

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوكًا لَهُ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ بِثَمَانِي مِائَةِ دِرْهَمٍ قَالَ فَسَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ

پھر اگر خریدار نے اس میں نذر مانی تو اُن کے خیال میں یہ جائز ہے ایسے ہی اگر غلام کو مدبر بنایا

شرح : یعنی جب کسی آدمی کو جبر کیا گیا کہ وہ اپنا غلام کسی کو ہبہ کر دے یا اس کے پاس فروخت کر دے تو یہ ہبہ اور بیع جائز نہیں اور غلام مملوک نہ رہے گا۔ **بعض النّاس** سے مراد حنفیہ ہیں لیکن حنفیہ کا یہ مذہب نہیں۔ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر کسی کو اپنا مال فروخت کرنے یا کسی کے لئے ہبہ کرنے کے لئے مجبور کیا گیا یا مثلاً کسی کے لئے ایک ہزار روپیہ اقرار کرنے پر مجبور کیا گیا، تو اُس نے ہبہ، بیع اور اقرار کر لیا پھر جبر زائل ہو گیا تو اس کو اختیار حاصل ہے کہ اگر چاہے تو مذکور عقود بحال رکھے اور اگر چاہے تو ان کو فسخ کر دے، کیونکہ ملک عقد کے ساتھ ثابت ہوتی ہے، کیونکہ یہ اس کے اہل سے اس کے محل میں صادر ہوئی ہے لیکن ملک کے حلال ہونے کی شرط رضامندی ہے، لہٰذا یہ دوسری شروط کی طرح ہے جو عقد کو فاسد کر دیتی ہیں حتیٰ کہ اگر اس میں ایسا تصرف کیا جو نقض کو قبول نہیں کرتا جیسے غلام کو آزاد کر دیا یا اس کو مدبر بنا دیا تو نافذ نہ ہو گا اور اس کی قیمت لازم ہے اور اگر جائز کر دیا تو رامنی ہونے کے باعث یہ عقد جائز ہوں گے لیکن بیع فاسد میں ایسا نہیں کیونکہ فساد شرع کا حق ہے (عینی)

قولہ ان نذر المشتری آہ ،، اس سے بعض الناس پر اعتراض اور ان کے کلام میں تناقض ثابت کرنا مقصود ہے۔ یعنی بعض لوگوں نے کہا اگر خریدار کو مجبور کیا گیا کہ اس میں نذر مانے تو یہ بعض لوگوں کے خیال میں جائز ہے اسی طرح اگر خریدار کو خرید کردہ غلام کو مدبر بنانے پر مجبور کیا گیا تو جائز ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے گمان میں تناقض کی صورت یہ ہے کہ مجبوراً بیع کرنے سے اگر مبیعہ مشتری کی ملک میں ہو جاتا ہے تو چاہیئے کہ مجبور کے تمام تصرفات درست ہوں۔ صرف نذر اور مدبر کرنے کی تخصیص نہ ہو اور اگر مجبور بیع کرنے سے مبیعہ مشتری کی ملک میں نہیں جاتا تو نذر اور تدبیر بھی صحیح نہیں ہونے چاہئیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری بعض الناس سے حنفیہ مراد لیتے ہیں حالانکہ احناف کا یہ مذہب نہیں علاوہ ازیں نقلِ ملک اور عدمِ نقل میں تردید ممنوع ہے بلکہ عقد کے ساتھ ملک ثابت ہے کیونکہ عقد اس کے اہل سے محل میں صادر

عَبدًا قِبطِیًّا مَاتَ عَامًا اَوَّلَ

بَابٌ مِنَ الاِکرَاہِ کُرھًا وَ کَرھًا وَاحِدٌ

۶۵۳۴ — حَدَّثَنَا حُسَینُ بنُ مَنصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَسبَاطُ بنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّیبَانِیُّ سُلَیمَانُ بنُ فَیرُوزَ عَن عِکرِمَۃَ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ

ہُوا ہے، لیکن اس میں حلال ہونے کی شرط رضامندی ہے لہٰذا یہ دوسری شروط مفسدہ کی طرح ہے یہاں تک کہ اگر اس میں ایسا تصرف کیا جو نقض کو قبول نہیں کرتا جیسے غلام کو آزاد کر دیا یا اس کو مدبّر بنا دیا تو یہ عقد نافذ ہو جائیں گے اور غلام کی قیمت لازم ہوگی اور اگر وہ راضی ہو گیا تو جائز ہو جائیں گے۔

۶۵۳۳ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے اپنا مملوک مدبّر کر دیا، حالانکہ اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی شئی نہ تھی۔ یہ خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضور نے فرمایا مجھ سے یہ غلام کون خریدتا ہے۔ نُعَیم بن نحام نے آٹھ سو درہم سے اس کو خرید لیا عمرو بن دینار نے کہا میں نے جابر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ غلام حبشی قبطی تھا جو پہلے سال فوت ہو گیا تھا۔

۶۵۳۳ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی مرضی کے خلاف غلام کو فروخت کر دیا تھا گویا کہ وہ بیچنے پر مجبور ہو گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مدبّر کی بیع جائز ہے۔ احناف کے نزدیک مدبر کی بیع جائز نہیں۔ وہ اس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ مدبّر کی دو قسم ہیں ایک مقید دوسرے مطلق۔ مقید مدبر کی بیع جائز ہے۔ احناف کے نزدیک مقید مدبر کی بیع جائز ہے مطلق مدبّر کی بیع جائز نہیں اور حدیث شریف مقید مدبر پر محمول ہے۔

باب اکراہ سے کَرہ اور کُرہ ہم معنیٰ ہیں

۶۵۳۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ "اے ایمان والو! تمہارے لئے حلال نہیں کہ عورتوں کے جبراً وارث بنو،" کی تفسیر میں فرمایا لوگوں کی عادت تھی کہ جب کوئی آدمی مر جاتا تو اس کے ولی اس کی بیوی کے زیادہ حق دار ہوتے اگر اُن میں کوئی چاہتا تو اس

وَقَالَ الشَّيْبَانِيُّ وَحَدَّثَنِي عَطَاءٌ اَبُو الْحَسَنِ السُّوَائِيُّ وَلَا اَظُنُّهُ اِلَّا ذَكَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا الْاٰيَةَ قَالَ كَانُوْا اِذَا مَاتَ الرَّجُلُ كَانَ اَوْلِيَاؤُهَا اَحَقَّ بِامْرَأَتِهٖ اِنْ شَاءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا وَاِنْ شَاؤُا زَوَّجُوْهَا وَاِنْ شَاؤُا لَمْ يُزَوِّجُوْهَا فَهُمْ اَحَقُّ بِهَا مِنْ اَهْلِهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ ذٰلِكَ

بَابٌ اِذَا اسْتُكْرِهَتِ الْمَرْأَةُ عَلَى الزِّنٰى فَلَا حَدَّ عَلَيْهَا

لِقَوْلِهٖ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

۶۵۲۵ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ اَبِي عُبَيْدٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَبْدًا مِنْ رَقِيْقِ الْاِمَارَةِ وَقَعَ عَلٰى وَلِيْدَةٍ مِنَ الْخُمُسِ فَاسْتَكْرَهَهَا حَتّٰى افْتَضَّهَا فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ وَنَفَاهُ وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيْدَةَ مِنْ اَجْلِ اَنَّهُ

نکاح کر لیتا پھر اگر وہ چاہتے تو اس کا نکاح کر دیتے اگر چاہتے تو اس کا نکاح نہ کرتے وہ اس عورت کے اس کے اہل (ماں باپ وغیرہ) سے زیادہ حقدار ہوتے تھے۔ اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے جو کوئی کسی عورت کو یہ حرص کرتے ہوئے روک رکھے کہ وہ مرجائے تو اس کا وارث ہو گا نصِ قرآن سے ایسا کرنا جائز نہیں) [حدیث ۴۲۶۵ ج ۶ کی شرح دیکھیں]

باب جب عورت کو زناء پر مجبور کیا جائے تو اس پر حد نہیں

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وہ جو کوئی عورتوں کو زناء پر مجبور کرے بیشک اللہ تعالیٰ ان کو مجبور کئے جانے کے بعد بخشنے والا رحم کرنے والا ہے"

۶۵۲۵ ترجمہ: نافع نے بیان کیا کہ صفیہ بنت عُبید نے ان کو خبر دی کہ حکومت کے

اَسْتَکْرَهَهَا وَقَالَ الزُّهْرِیُّ فِی الْاَمَۃِ الْبِکْرِ یَفْتَرِعُهَا الْحُرُّ یُقِیْمُ ذٰلِکَ الْحَکَمُ مِنَ الْاَمَۃِ الْعَذْرَاءِ بِقَدْرِ ثَمَنِهَا وَیُجْلَدُ وَلَیْسَ فِی الْاَمَۃِ الثَّیِّبِ فِیْ قَضَاءِ الْاَئِمَّۃِ غُرْمٌ وَلٰکِنْ عَلَیْهِ حَدٌّ

۶۵۳۶ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

غلاموں میں سے ایک غلام نے خمس کی ایک لڑکی سے جماع کر لیا جبکہ اس پر زبردستی کی حتیٰ کہ اس کی بکارت زائل کر دی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے غلام کو حد لگائی اور اس کو جلاوطن کر دیا اور لڑکی کو اس لئے حد نہ لگائی کہ اس پر زبردستی کی تھی،، زہری نے کہا کنواری لونڈی جس سے آزاد مرد زنا کرے تو حاکم کنواری لونڈی کی قیمت کی کے اعتبار سے قیمت وصول کرے اور اس کو کوڑے لگائے اور ثیبہ لونڈی سے زنا کرنے کی صورت میں حضرات ائمہ فقہ کے فیصلہ میں تاوان نہیں لیکن اس پر حد ہے۔

۶۵۳۵ ـــ شرح: حدیث کی مطابقت عنوان سے واضح ہے، کیونکہ عنوان اور حدیث دونوں کا مفہوم یہ ہے کہ جس عورت سے جبراً زنا کیا جائے اس پر حد واجب نہیں اور آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم اپنی لونڈیوں کو زنا پر مجبور نہ کرو اور جو کوئی ان کو مجبور کریگا اللہ تعالیٰ ان کے لئے غفور رحیم ہے۔ عینی نے طیبی سے نقل کیا کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو زنا پر مجبور کرنے والوں کے لئے سخت وعید ہے اور مغفرت و رحمت ذکر کرنے میں تعریض ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے کہ اے عورتوں کو زنا پر مجبور کرنے والو۔ ان کو مجبور کئے جانے کے باوجود بھی اُن سے مواخذہ کیا جاتا اگر اللہ کی مغفرت و رحمت نہ ہوتی پھر تم کیسے بچو گے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زانی غلام کو نصف سال جلاوطن کرتے تھے۔ جیسے آزاد زانی کو ایک سال جلاوطن کیا جاتا ہے کیونکہ غلام کی حد آزاد کی حد سے نصف ہے۔ زہری کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ حاکم لونڈی کی بکارت زائل کرنے والے سے بکارت زائل کرنے کی دیت وصول کرے گا جو اس کی قیمت کے اعتبار سے ہوگی یعنی کنواری لونڈی اور ثیبہ لونڈی کی قیمت کی جائے جو دونوں قیمتوں میں فرق ہو وہ نقصان کی غرامت ہے۔

۶۵۳۶ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم

مَا جَاءَ إِبْرَاهِيمُ بِسَارَةَ وَدَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوكِ أَوْ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ أَرْسِلْ إِلَيَّ بِهَا فَأَرْسَلَ بِهَا فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي فَقَالَتِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ

بَابُ يَمِينِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ إِنَّهُ أَخُوهُ إِذَا خَافَ عَلَيْهِ الْقَتْلَ أَوْ نَحْوَهُ وَكَذَلِكَ كُلُّ مُكْرَهٍ يَخَافُ فَإِنَّهُ يَذُبُّ عَنْهُ الْمَظَالِمَ

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارہ کے ساتھ ہجرت کی انہیں ایک شہر میں لے گئے جہاں بادشاہوں میں سے کوئی بادشاہ یا جابروں میں سے کوئی جابر تھا اس نے ابراہیم علیہ السلام کو پیغام بھیجا کہ میرے پاس سارہ کو بھیج دو حضرت ابراہیم علیہ السلام اٹھا تو سارہ کھڑی ہوئیں اور وضو کرکے نماز پڑھی پھر فرمایا اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان رکھتی ہوں تو مجھ پر کافر کو مسلط نہ کر اس جابر کا دم گھٹنے لگا حتیٰ کہ زمین پر پاؤں مارنے لگا۔

۶۵۳۶

شرح: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مجبور کیا گیا تھا کہ وہ حضرت سارہ کو اس کے پاس بھیجے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام کی والدہ سارہ کو بیت المقدس یا عراق سے مصر کی طرف لے گئے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو زنا پر جبر کرنے کا حکم ذکر نہیں کیا۔ جمہور فقہاء نے کہا اگر مرد کو زناء پر جبر کیا جائے تو اس پر حد نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ اور کئی علماء نے کہا اس پر حد ہے، کیونکہ لذت کے بغیر آلۂ تناسل منتشر نہیں ہوتا اور اس میں فرق نہیں کہ جبر کرنے والا بادشاہ ہو یا اس کا غیر ہو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر مرد کو بادشاہ نے زناء پر جبر کیا تو اس پر حد نہیں۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ نے اس مسئلہ میں امام کی مخالفت کی ہے۔

باب کسی آدمی کا اپنے ساتھی کے لئے قسم کھانا کہ وہ اس کا بھائی ہے جبکہ اس پر قتل وغیرہ کا ڈر ہو

وَيُقَاتِلُ دُونَهُ وَلَا يَخْذُلُهُ فَإِنْ قَاتَلَ دُونَ الْمَظْلُومِ فَلَا قَوَدَ عَلَيْهِ وَلَا يَخْذُلُهُ فَإِنْ قِيلَ لَهُ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَتَبِيعَنَّ عَبْدَكَ أَوْ تُقِرُّ بِدَيْنٍ أَوْ تَهَبُ هِبَةً وَكُلَّ عُقْدَةٍ أَوْ لَنَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوْ أَخَاكَ فِي الْإِسْلَامِ وَسِعَهُ ذٰلِكَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَوْ قِيلَ لَهُ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَنَقْتُلَنَّ ابْنَكَ أَوْ أَبَاكَ أَوْ ذَا رَحِمٍ مُحَرَّمٍ لَمْ يَسَعْهُ لِأَنَّ هٰذَا لَيْسَ بِمُضْطَرٍّ ثُمَّ

ایسے ہی ہر مجبور جس پر یہ ڈر ہو وہ اس سے ظالم کو دفع کرے اور اس کے سامنے جھگڑا کرے اور اس کو رسوا نہ ہونے دے پھر اگر مظلوم کے سامنے لڑائی کی تو اس پر قصاص نہیں۔ اور اگر اس کو کہا گیا کہ شراب پئے یا مردار کھائے یا اپنا غلام فروخت کرے یا قرضہ کا اقرار کرے یا کوئی شئی ہبہ کرے یا کوئی عقد قائم کرے ورنہ تیرے باپ کو یا تیرے اسلامی بھائی کو ہم قتل کر دیں گے تو مجبور کے لئے جائز ہے کہ یہ امور کرے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔

قَالَ بَعْضُ النَّاسِ ،، بعض لوگوں نے کہا اگر مجبور شخص سے کہا جائے تو شراب پی یا مُردار کھا ، ورنہ تیرا بیٹا قتل کر دیں گے یا تیرا باپ یا ذی رحم ،، رشتہ دار ،، قتل کر دیں گے تو اس کو اس کی اجازت نہیں ، کیونکہ یہ شخص درحقیقت مجبور نہیں۔ پھر اس کا خلاف کرتے ہوئے کہا اگر اسے کہا جائے ہم تیرے باپ یا بیٹے کو قتل کر دیں گے ورنہ تو یہ غلام فروخت کر یا قرضہ کا اقرار کر یا ہبہ کر تو قیاس کے مطابق اسے اجازت ہے لیکن ہم استحسان کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس میں بیع ، ہبہ اور ہر عقد باطل ہے (بخاری نے کہا) ان لوگوں نے ذی رحم محرم اور اس کے غیر میں بغیر کتاب و سنت کے فرق کیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیوی کے متعلق فرمایا یہ میری بہن ہے یہ اسلامی بہن ہے نخعی نے کہا جب قسم لینے والا ظالم ہو تو قسم کھانے والے کی نیت معتبر ہے اور اگر وہ مظلوم ہو تو قسم لینے والے کی نیت معتبر ہے۔

شرح : اس مقام کی تفصیل یہ ہے کہ کسی شخص نے اپنے ساتھی پر قتل وغیرہ کا خوف دیکھا تو اس کو قتل

نَاقِصٌ فَقَالَ اِنْ قِيْلَ لَهٗ لَتَقْتُلَنَّ اَبَاكَ اَوْ اِبْنَكَ اَوْ لَتَبِيْعَنَّ هٰذَا الْعَبْدَ اَوْ تُقِرُّ بِدَيْنٍ اَوْ هِبَةٍ يَلْزَمُهٗ فِي الْقِيَاسِ وَلٰكِنَّا نَسْتَحْسِنُ وَنَقُوْلُ الْبَيْعُ وَالْهِبَةُ وَكُلُّ عُقْدَةٍ فِيْ ذٰلِكَ بَاطِلٌ فَرَّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِيْ مَحْرَمٍ وَغَيْرِهٖ بِغَيْرِ كِتَابٍ وَّلَا سُنَّةٍ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِامْرَاَتِهٖ هٰذِهٖ اُخْتِيْ وَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ وَقَالَ النَّخَعِيُّ اِذَا كَانَ الْمُسْتَحْلِفُ ظَالِمًا فَنِيَّةُ الْحَالِفِ وَاِنْ كَانَ مَظْلُوْمًا فَنِيَّةُ الْمُسْتَحْلِفِ

وغیرہ سے بچانے کے لئے یہ قسم کھائی کہ وہ اس کا بھائی ہے تو جائز ہے۔ ایسے ہی ہر مجبور شخص جو خائف ہو۔ اس کو ظالم سے باز رکھے اور اس کی طرف سے جنگ کرے اور اس کی مدد ترک نہ کرے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قود کے بعد قصاص کو ذکر کرنے میں تکرار ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قصاص قود سے عام ہے کیونکہ نفس کے قتل کرنے اور کسی عضو کو ضائع کرنے میں قصاص ہے جبکہ قود صرف نفس میں استعمال ہوتا ہے لہٰذا تکرار نہیں۔ قولہ اِنْ قِيْلَ لَهٗ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ الخ یعنی اگر مجبور شخص کو کہا جائے کہ شراب پی یا یہ کہا جائے کہ مُردار کھا یا کہا جائے کہ بہر حال اپنا غلام فروخت کر یا قرض کا اقرار کر کہ فلاں شخص کا قرضہ اس پہ واجب الاداء ہے یا یہ کہا جائے کہ اس شئی کو ہبہ کرنے کا اقرار کر ایسے ہی ہر عقدہ جو اس نے کیا ہے اس کو فسخ کر دے مثلاً عقد نکاح کیا ہے تو طلاق دیدے یا غلام کا عقد بیع کیا ہے تو اس کو آزاد کر دے ورنہ تیرے باپ یا اسلامی بھائی کو قتل کر دیں گے تو اس کے لئے مذکورہ امور کرنے جائز ہیں، کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ قولہ اَخَاكَ فِي الْاِسْلَامِ ، لفظِ اسلام ذکر کرنے میں بھائی عام ہے نسبی بھائی ہو یا اسلامی بھائی بہر حال مومن بھائی کی جان بچانا بھی نہایت ضروری ہے۔ لہٰذا مذکورہ امور پہ مجبور کئے گئے شخص کے لئے جائز ہے کہ اپنے باپ یا بھائی کی جان بچانے کے لئے ان کو کرے (حدیث ع ج۲ کی بجائے ۸۰ حدیث

قولہ قَالَ بَعْضُ النَّاسِ ، بعض الناس سے مراد حنفیہ ہیں یعنی اگر کسی ظالم نے کسی آدمی سے کہا کہ تو شراب پی یا مردار کھا، ورنہ تیرے بیٹے یا تیرے باپ یا رشتہ دار کو قتل کر دیں گے تو اس کے لئے شراب پینا یا مردار کھانا جائز نہیں، کیونکہ یہ شخص اس میں مجبور نہیں، کیونکہ جبر انسان کی اپنی جان کے اعتبار سے ہوتا ہے دوسرے

کی جان ضائع ہونے میں جبر نہیں ہوتا، لہٰذا اس کے لئے جائز نہیں کہ دوسروں کے گناہوں کی مدافعت کرے اگر اُس نے مذکور امور کر لئے تو گناہ گار ہوگا۔

علامہ کرمانی نے کہا یہ شخص اس لئے مجبور نہیں کہ اس کو متعدد امور میں اختیار دیا گیا ہے اور تخییر جبر و اکراہ کے منافی ہے۔ **قولہ ثمّ ناقض الخ** یعنی حنفیہ نے پھر اس کے خلاف یہ کہا کہ مذکورہ صورت میں اگر مجبور شخص کو کہا گیا ہم تیرے باپ یا بیٹے کو قتل کر دیں گے، ورنہ یہ غلام فروخت کر یا قرض کا اقرار کر یا ہبہ کر تو قیاس یہ ہے کہ اس کو یہ امور کرنے لازم ہیں تاکہ باپ اور بیٹے کی جان بچ جائے لیکن ہم استحساناً کہتے ہیں۔ اس جبر میں بیع، ہبہ اور ہر قسم کا عقد باطل ہے۔ حنفیہ نے پہلی صورت میں کہا کہ مذکور شخص مجبور نہیں اور دوسری صورت میں قیاس کے اعتبار سے کہا کہ وہ شخص مجبور ہے پھر استحساناً بیع وغیرہ کے بطلان کا قول کیا اس میں اُنہوں نے اپنے قول کا نقض کیا، کیونکہ یہ جبر ہے حالانکہ اُنہوں نے عدمِ جبر کا قول کیا ہے۔

جواب لبعض النّاس ،، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے زعم میں جو مناقضہ بیان کیا ہے صحیح نہیں کیونکہ مجتہد استحسان کے ساتھ اپنے قیاس والے قول کی مخالفت کر سکتا ہے۔ اور استحسان حنفیہ کے نزدیک حجّت ہے۔ **قولہ فرّقوا الخ** اس سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ ذی رحم کے بارے میں حنفیہ کا مذہب اجنبی کے بارے میں مذہب کے خلاف ہے۔ پس اگر کسی آدمی سے کہا گیا اس اجنبی مرد کو قتل کر یا فلاں شئ فروخت کر تو اُس نے اجنبی کو قتل سے نجات دینے کے لئے بیع کر دی تو بیع لازم ہو جائیگی اور اگر ذی رحم محرم کے بارے میں یہ کہا تو اس کی بیع اور عقد وغیرہ لازم نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی بطریق استحسان ہے اور یہ کتاب و سنت سے خارج نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم میں ہے۔ **فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ** ،، اور حدیث شریف میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ** ،، لہٰذا حنفیہ نے کتاب و سنّت کا خلاف نہیں کیا۔ کرمانی نے ذکر کیا کہ امام بخاری ان مباحث میں جو مثالیں ذکر کی ہیں اس کتاب کی وضع کے مناسب نہیں کیونکہ یہ فن حدیث سے خارج ہیں **قولہ وقال النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم الخ** اس حدیث شریف سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں قریبی اور اجنبی میں عدمِ فرق پر استدلال کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اپنی بیوی سارہ سے فرمایا یہ میری بہن ہے یعنی اسلامی بہن ہے تو وہ جب اسلامی بہن ہے تو اس کی حمایت واجب ہے اور اس سے مدافعت ضروری ہے لیکن حنفیہ کہتے ہیں قریبی اور اجنبی میں ان کا فرق کرنا بھی استحسان ہے کیونکہ جب مسلمان دینی بھائی کی حمایت واجب ہے تو قریبی کی حمایت بطریق اولیٰ واجب ہے۔

قولہ وَقَالَ النَّخَعِيُّ الخ یعنی ابراہیم نخعی نے کہا جب قسم لینے والا ظالم ہو تو قسم کھانے والے کی نیت کا اعتبار ہے اور اگر وہ مظلوم ہے تو قسم لینے والے کی نیت کا اعتبار ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الآثار

۶۵۳۷ ــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ

۶۵۳۸ ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُومًا أَفَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ قَالَ تَحْجُزُهُ أَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ فَإِنَّ ذَلِكَ نَصْرُهُ ــــ

میں امام ابوحنیفہ کے ذریعے حماد سے روایت کی جب کسی آدمی سے قسم لی جائے حالانکہ وہ مظلوم ہو تو اس کی نیت کا اعتبار ہے اور اگر وہ ظالم ہو تو قسم میں نیت کا اعتبار قسم لینے کی نیت پر موقوف ہے۔

۶۵۳۷ ــ ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ سالم نے ان کو خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اُن سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم نہ کرے اور نہ اس کو ذلیل کرے اور جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرتا ہے (حدیث ۲۲۷۹ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۵۳۸ ــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کر درآنحالیکہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو ایک آدمی نے کہا، یارسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! میں اس کی مدد کروں گا جب وہ مظلوم ہوگا تو یہ فرمائیں کہ جب وہ ظالم ہو تو اس کی مدد کیسے کروں؟ فرمایا اس کو روکو یا فرمایا اس کو ظلم سے منع کر دینا اس کی مدد ہے (حدیث ۲۲۸۰ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الحیل

باب فی ترک الحیل وان لکل امریٔ مانوی فی الایمان وغیرہ

۶۵۳۹۔ حدثنا ابو النعمٰن قال حدثنا حماد بن زید عن یحیی عن محمد بن ابراھیم عن علقمۃ بن وقاص قال سمعت عمر بن الخطاب یخطب قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول یایھا الناس انما الاعمال بالنیۃ وانما لامریٔ مانوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن ھاجر الی دنیا یصیبھا او امرأۃ یتزوجھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الحیل

حِیَل حیلہ کی جمع ہے حیلہ وہ ہے جس کے ساتھ خفیۃً مقصود تک پہنچے ''

باب حیلہ ترک کرنا '' اور ہر آدمی کے لئے وہی حاصل ہے جو وہ قسموں وغیرہ میں نیت کرے

۶۵۳۹ ترجمہ: علقمہ بن وقاص نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ

بَابٌ فِي الصَّلٰوةِ [أَيْ هٰذَا بَابٌ فِي بَيَانِ دُخُولِ الْحِيلَةِ فِي الصَّلٰوةِ]

۶۵۴۰ــــ حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةَ اَحَدِكُمْ اِذَا اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اے لوگو! اعمال نیتوں پر موقوف ہیں۔ ہر آدمی کے لئے وہی حال ہے جس کی وہ نیت کرے پس جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے (ثواب کی موجب ہے) اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہے جسے وہ حاصل کرنا چاہتا ہے یا عورت کے لئے ہے جس سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی

۶۵۳۹ــــ شرح: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ مہاجر ام قیس نے اس سے نکاح کرنے کے لئے ہجرت کو حیلہ بنایا تھا امام بخاری نے اس حدیث سے حیلہ کے ابطال پر استدلال کیا ہے۔ دراصل حیلہ کی مشروعیت قرآن کریم سے ثابت ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعہ میں فرماتا ہے "خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ وَلَا تَحْنَثْ" "اے ایوب" اپنے ہاتھ میں گھاس لو اور حانث نہ ہو۔

حرام سے بھاگنے اور گناہ میں واقع ہونے سے دور ہونے میں حیلہ کرنا مستحب ہے اور مسلمان کا حق باطل کرنے کے لئے حیلہ کرنا گناہ ہے۔ نسفی نے کافی میں امام محمد بن حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا کہ حیلہ بہانہ سے اللہ تعالیٰ کے احکام سے بھاگنا مومن کا خلق نہیں۔

باب نماز میں حیلہ کرنا

۶۵۴۰ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں کرتا جب وہ بے وضو ہو جائے حتی کہ وضو کرے"

۶۵۴۰ــــ شرح: اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض حنفیہ کا رد کرنا ہے کیونکہ حنفیہ

بَابٌ فِي الزَّكٰوةِ وَالَّا يُفَرَّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَلَا يُجْمَعَ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ ۶۵۴۱ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهٗ فَرِيْضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ فَرَضَ

کہتے ہیں جو شخص نماز کے آخری قعدہ میں بے وضوء ہو جائے اس کی نماز صحیح ہے کیونکہ ہر وہ شئی جو نماز کی ضد ہو اس کے ساتھ نماز سے تحلّل حاصل ہو جاتا ہے۔ یعنی نماز کے آخری جلسہ میں بے وضوء ہو جانے سے نماز پوری ہو جاتی ہے۔ امام احناف کا ردّ کرتے ہیں کہ وہ نماز میں بے وضوء ہو جانے کے باوجود نماز کی صحت کے لئے حیلہ کرتے ہیں حالانکہ آخری قعدہ میں بے وضوء ہونے والا نماز میں بے وضوء ہے لہٰذا نماز صحیح نہ ہوگی، کیونکہ نماز سے باہر ہونا نماز کا رکن ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ، نماز کی تحلیل سلام پھیرنے سے ہے۔ لہٰذا تحلیل نماز کا رکن ہے جو سلام سے حاصل ہوتی ہے جیسے تکبیر تحریمہ نماز کا رکن ہے۔ پس سلام سے پہلے بے وضوء ہو جانے سے نماز صحیح نہ ہوگی۔" امام بخاری کے ردّ کا جواب یہ ہے کہ احناف آخری قعدہ میں بے وضوء ہو جانے والے کی نماز حیلہ کے ساتھ صحیح نہیں کرتے اور نہ ہی حیلہ کو نماز میں دخل ہے بلکہ احناف حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے سلام کی عدم فرضیت پر استدلال کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا: اِذَا قُلْتَ هٰذَا اَوْ فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلٰوتُكَ "جب تو یہ کہے یا یہ کرے تیری نماز پوری ہوگئی"۔ یہ سلام کی فرضیت کے منافی ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قعدہ آخیرہ کے بعد نمازی کو اختیار دیا؛ چنانچہ فرمایا "اِنْ شِئْتَ اَنْ تَقُوْمَ وَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ" "اگر کھڑا ہونا چاہتا ہے تو کھڑا ہو اور اور اگر بیٹھنا چاہتا ہے تو بیٹھ جا تخییر سے معلوم ہوا کہ سلام فرض نہیں واجب ہے۔ اسی لئے احناف کہتے ہیں کہ آخری قعدہ میں بے وضوء ہونے والا وضوء کر کے سلام پھیرے۔

الحاصل امام کا وجہ ردّ میں یہ کہنا کہ قعدہ اخیرہ میں بے وضو ہونے والا مُحْدِث ہے لہٰذا نماز صحیح نہیں غیر صحیح ہے کیونکہ قعدہ سے نماز پوری ہو جاتی ہے اور تحلیلها التسلیم سے سلام کی فرضیت پر دلیل قائم کرنا درست نہیں کیونکہ یہ خبر واحد ہے اس سے فرض ثابت نہیں ہوتا۔ اسی طرح تحریمها التکبیر سے بھی فرضیت ثابت نہیں بلکہ تحریمہ کی فرضیت اس آیت کریمہ "وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ" سے ثابت ہے؛ کیونکہ مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ نماز

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ

۶۵۴۲ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِي سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ اَنَّ اَعْرَابِيًّا جَاءَ اِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اَخْبِرْنِي مَاذَا فَرَضَ اللهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ

کے باہر تکبیر فرض نہیں، لہٰذا نماز میں تکبیر فرض ہوگی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

باب زکوٰۃ میں حیلہ کرنا

اور صدقہ کے خوف سے مجتمع کو متفرق نہ کیا جائے اور نہ ہی متفرق کو جمع کیا جائے

۶۵۴۱ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن کی طرف زکوٰۃ کا فریضہ تحریر کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کیا ہے کہ زکوٰۃ کے خوف سے مجتمع کو متفرق نہ کیا جائے۔

۶۵۴۱ ترجمہ: یعنی دو آدمیوں میں سے ہر ایک کے پاس چالیس چالیس بکریاں ہیں ان دونوں نے شرکت کرلی چونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک پر ایک ایک بکری زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے لہٰذا وہ ان کو جمع نہ کریں تاکہ اسی بکریوں سے صرف ایک بکری زکوٰۃ میں ادا کرنی پڑے ایسے ہی مجتمع کو متفرق نہ کریں جیسے دو شریکوں کے پاس چالیس بکریاں ہیں ان میں ایک بکری زکوٰۃ واجب ہے اگر وہ بکریاں تقسیم کر کے علیحدہ علیحدہ کرلیں تو زکوٰۃ اصلاً واجب نہ ہوگی۔ امام بخاری نے کہا وہ زکوٰۃ ساقط کرنے کے لئے یہ حیلہ نہ کریں۔

۶۵۴۲ ترجمہ: طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے ایک اعرابی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں آیا کہ اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے اُس نے کہا

شَيْئًا قَالَ اَخْبِرْنِيْ مَا ذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ قَالَ شَهْرُ رَمَضَانَ اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا قَالَ اَخْبِرْنِيْ مَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكٰوةِ قَالَ فَاَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَائِعِ الْاِسْلَامِ قَالَ وَالَّذِيْ اَكْرَمَكَ لَا اَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَلَا اَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ اَوْ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ اِنْ صَدَقَ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ عِشْرِيْنَ وَمِائَةِ بَعِيْرٍ حِقَّتَانِ فَاِنْ اَهْلَكَهَا مُتَعَمِّدًا اَوْ وَهَبَهَا اَوِ احْتَالَ فِيْهَا فِرَارًا مِنَ الزَّكٰوةِ فَلَا شَيْئَ عَلَيْهِ

یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے خبر دیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں۔ حضور نے فرمایا پانچ نمازیں فرض کی ہیں مگر یہ کہ کچھ نفل پڑھ لیا کرو۔ اُس نے کہا مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنے روزے فرض کئے ہیں فرمایا رمضان مبارک کے مہینہ کے روزے فرض کئے ہیں مگر یہ کہ نفل روزے رکھ لیا کرو۔ اس نے عرض کیا مجھ پر کتنی زکوٰۃ فرض ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسلام کے احکام کی خبر دی اُس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت دی ہے میں اس سے کچھ نہ زیادہ کروں گا اور نہ اس سے کم کروں گا جو اللہ نے مجھ پر فرض کی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اُس نے سچ کہا ہے تو نجات پا گیا یا فرمایا اگر اُس نے سچ کہا ہے تو جنت میں داخل ہوگا۔ بعض لوگوں نے کہا ایک سو بیس اونٹوں میں دو حقے ہیں۔ اگر اونٹوں کو قصدًا ہلاک کر دیا یا کسی کو وہ ہبہ کر دیئے یا زکوٰۃ سے فرار کرتے ہوئے کوئی حیلہ کیا تو اس پر کوئی شئی واجب نہیں۔

۶۵۴۲ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ وہ احکام کی پابندی کرے گا اور اس میں حیلہ وغیرہ نہ کرے گا (حدیث ۴۴ ج ا کی شرح دیکھیں)

: بعض الناس سے مراد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں اس سے امام بخاری حضرت امام اعظم ابوحنیفہ پر طعن کرتے ہیں کیونکہ بخاری کا مذہب یہ ہے اگر کوئی زکوٰۃ ساقط کرنے میں حیلہ کرے تو وہ گناہ گار ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر سال پورا ہونے سے ایک دو روز پہلے نصاب زکوٰۃ میں کمی

۶۵۴۳ـ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ وَيَطْلُبُهُ وَيَقُوْلُ أَنَا كَنْزُكَ قَالَ وَاللّٰهِ لَنْ يَزَالَ يَطْلُبُهُ حَتّٰى يَبْسُطَ يَدَهُ فَيُلْقِمَهَا فَاهُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَارَبُّ النَّعَمِ لَمْ يُعْطِ حَقَّهَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَخْبِطُ وَجْهَهُ بِأَخْفَافِهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِي رَجُلٍ لَهُ إِبِلٌ فَخَافَ أَنْ تَجِبَ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ فَبَاعَهَا بِإِبِلٍ مِثْلِهَا أَوْ بِغَنَمٍ أَوْ بِبَقَرٍ أَوْ بِدَرَاهِمَ فِرَارًا مِنَ الصَّدَقَةِ بِيَوْمٍ وَاحْتِيَالًا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ إِنْ زَكّٰى إِبِلَهُ قَبْلَ أَنْ يَحُوْلَ الْحَوْلُ بِيَوْمٍ أَوْ بِسَنَةٍ جَازَتْ عَنْهُ

کر دے تو اس میں اس کو ضرر نہیں اور وہ اس نیت میں گنہگار نہ ہوگا کیونکہ زکوٰۃ سال پورا ہونے کے بعد واجب ہے اور اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ سال پورا ہونے سے پہلے اپنے مال میں جیسے چاہے تصرف کر سکتا ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں لہٰذا بعض النّاس میں امام ابو حنیفہ کی تخصیص نہیں۔

۶۵۴۳ـ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کا خزانہ قیامت میں گنجا سانپ ہوگا۔ خزانے کا مالک اس سے بھاگے گا اور وہ اس کو تلاش کرے گا اور کہے گا میں تیرا خزانہ ہوں۔ راوی نے کہا بخدا! وہ اس کو تلاش کرتا رہے گا حتیٰ کہ خزانہ کا مالک اپنا ہاتھ لمبا کرے گا وہ اس کو اپنے منہ کا لقمہ بنا لے گا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب چارپایوں والا اُن کا حق ادا نہ کرے تو قیامت میں اس پر اسے مسلط کیا جائے گا اور اپنے پاؤں سے اس کا چہرہ نوچے گا،، (حدیث ع ۱۳۲۴ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

وقال بعض النّاس،، بعض لوگوں نے اس شخص کے بارے میں کہا جس کے پاس اونٹ ہیں اس کو ڈر ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ اُس نے اونٹوں کو ان کی مثل دوسرے اونٹوں کے عوض یا بکریوں کے عوض

۶۵۴۴ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ اسْتَفْتٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى أُمِّهٖ تُوُفِّيَتْ أَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْضِهٖ عَنْهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِذَا بَلَغَتِ الْإِبِلُ عِشْرِيْنَ فَفِيْهَا أَرْبَعُ شِيَاهٍ فَإِنْ وَهَبَهَا قَبْلَ الْحَوْلِ أَوْ بَاعَهَا فِرَارًا أَوِ احْتِيَالًا لِإِسْقَاطِ الزَّكٰوةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَكَذٰلِكَ إِنْ أَتْلَفَهَا فَمَاتَ فَلَا شَيْءَ فِيْ مَالِهٖ

یا گائے کے عوض یا دراہم کے عوض زکوٰۃ سے فرار کرتے ہوئے سال پورا ہونے سے ایک دن پہلے فروخت کر دیئے تو اس پر کوئی شئی نہیں، حالانکہ یہی بعض الناس کہتے ہیں کہ اگر سال گزرنے سے ایک دن پہلے یا سال پہلے زکوٰۃ ادا کردی تو جائز ہے۔ (زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے)

مسئلہ: امام بخاری کی اس بعض سے مراد امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں وہ امام کے کلام میں تناقض ثابت کرتے ہیں حالانکہ یہ تناقض نہیں، کیونکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سال گزر جانے کے بعد زکوٰۃ کا ادا کرنا واجب کہتے ہیں اور سال سے پہلے ادا کرنا جائز کہتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے سال کے بعد قرض دینا ہے اور وہ سال گزرنے سے پہلے ہی ادا کر دے تو قرض ادا ہو جاتا ہے۔

۶۵۴۴ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سعد بن عبادہ انصاری نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی والدہ کی نذر کے بارے میں فتویٰ طلب کیا جسے وہ ادا کرنے سے پہلے فوت ہو گئی تھیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی والدہ کی نذر پوری کرو۔

۶۵۴۴ — شرح: اس حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ زکوٰۃ، موت اور حیلہ سے ساقط نہیں ہوتی، کیونکہ جب نذر موت سے ساقط نہیں ہوتی تو زکوٰۃ بطریق اولیٰ ساقط نہ ہوگی، لیکن یہ قیاس صحیح نہیں، کیونکہ نذر ایک معین حق ہے اور زکوٰۃ اللہ کا حق اور فقراء کا حق ہے ان دونوں میں کوئی جہت جامع نہیں۔ حدیث ۱۳۶۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

بَابُ الحِيلَةِ فِي النِّكَاحِ

۶۵۴۵ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ قُلْتُ لِنَافِعٍ مَا الشِّغَارُ قَالَ يَنْكِحُ ابْنَةَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ ابْنَتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَيَنْكِحُ أُخْتَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ أُخْتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ احْتَالَ حَتَّى تَزَوَّجَ عَلَى الشِّغَارِ فَهُوَ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ فِي الْمُتْعَةِ النِّكَاحُ فَاسِدٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمُتْعَةُ وَالشِّغَارُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ ——

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اور بعض لوگوں نے کہا جب اونٹ بیس ہو جائیں تو ان میں چار بکریاں واجب ہیں اگر اس نے زکوٰۃ سے فرار کرتے ہوئے یا زکوٰۃ ساقط کرنے کے لئے حیلہ کرتے ہوئے ان کو سال گزرنے سے پہلے ہبہ کر دیا یا بیچ دیا تو اس پر کچھ واجب نہیں اسی طرح ان کو تلف کر دیا اور مر گیا تو اس کے مال میں کوئی شئی واجب نہیں ہے۔

شرح: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ بعض الناس سے مراد حنفیہ لیتے ہیں، لیکن مذکور طعن صحیح نہیں کیونکہ احناف کہتے ہیں ان تینوں صورتوں میں کوئی شئی واجب نہیں، کیونکہ جب سال پورا ہونے سے پہلے اپنی ملکیت زائل کر دی تو اس پر کیا واجب ہوگا؟

باب نکاح میں حیلہ کرنا

۶۵۴۵ شرح: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع فرمایا ہے۔ عبید اللہ نے کہا میں نے نافع سے کہا شغار کیا ہے؟ انہوں نے کہا کوئی شخص کسی آدمی کی بیٹی سے بغیر مہر نکاح کرے اور وہ اس کو اپنی بیٹی بغیر مہر نکاح کر دے

اور مہر کے بغیر کسی آدمی کی بہن سے نکاح کرے اور اس کو اپنی بہن نکاح کر دے

۶۵۴۶ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے قطعاً مناسب نہیں اور اس حدیث کو کتاب الحیلہ میں داخل کرنا مشکل ہے کیونکہ جو جواز کے قائل ہیں وہ شغار کو باطل کرتے ہیں اور مہر مثل واجب کرتے ہیں (عینی) [حدیث ۴۷۸۹ ع ج ۸ کی شرح دیکھیں]

وقال بعض الناس : اور بعض لوگوں نے کہا اگر حیلہ کرے اور نکاح شغار کرے تو یہ جائز ہے اور شرط باطل ہے۔

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ بعض الناس سے حنفیہ مراد لیتے ہیں، لیکن بخاری کا یہ اعتراض صحیح نہیں کیونکہ احناف کہتے ہیں نکاح کا رکن اس کے اہل سے اپنے محل میں پایا گیا ہے لہٰذا مہر مثل واجب ہے اور حدیث میں شغار سے نہی اس لئے ہے کہ عقد مہر سے خالی ہے جیسے شراب کو مہر مقرر کیا تو نکاح جائز ہے اور مہر مثل واجب ہے۔ نیز کسی حنفی نے نہیں کہا کہ وہ شغار میں حیلہ کرتے ہیں وہ تو شغار کی صورت یہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی آدمی کہتا ہے کہ میں تجھے اپنی بیٹی اس شرط پر نکاح کر دیتا ہوں کہ تو اپنی بیٹی یا بہن مجھ سے نکاح کر دے اس میں ایک عقد دوسرے کا عوض ہو جاتا ہے لہٰذا دونوں عقد جائز ہیں اور مہر مثل واجب ہے۔ امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہ نے کہا نکاح شغار باطل ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔

نکاح المتعہ

نکاح متعہ کی صورت یہ ہے کہ عورت سے اس شرط پر نکاح کرے کہ وہ اس سے چند روز بیوی خاوند کی طرح رہے گا پھر اس کو چھوڑ دے گا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کی صورت اس طرح ذکر کی ہے کہ مرد کہے میں تجھ سے ایک مدت کے لئے متعہ کرتا ہوں پھر عورت کہے میں نے اپنا نفس تجھے متعہ کے لئے دیا، اس میں لفظ متعہ کا ذکر ضروری ہے۔ اس میں سب کا اتفاق ہے قولہ قال بعضھم الخ اس سے امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول کی طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے نکاح موقت کو جائز کہا ہے اور شرط کو لغو قرار دیا ہے، کیونکہ یہ شرط فاسد ہے اور نکاح شرط فاسد سے باطل نہیں ہوتا، لیکن امام زفر کا مذہب یہ نہیں بلکہ ان کے نزدیک اس کی صورت یہ ہے کہ کسی عورت سے مدت معلومہ تک نکاح کرے یہ نکاح صحیح اور لازم ہے اور مدت کی شرط باطل ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور صاحبین کے نزدیک نکاح موقت باطل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۵۴۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ عَلِيًّا قِيلَ لَهُ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَرٰى بِمُتْعَةِ النِّسَاءِ بَأْسًا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ احْتَالَ حَتّٰى تَمَتَّعَ فَالنِّكَاحُ فَاسِدٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ النِّكَاحُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِحْتِيَالِ فِي الْبُيُوعِ وَلَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ فَضْلُ الْكَلَاءِ

۶۵۴۷ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مٰلِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ فَضْلُ الْكَلَاءِ

۶۵۴۶ ترجمہ : حسن اور عبداللہ ابناء محمد بن علی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما عورتوں سے نکاح متعہ میں کچھ حرج نہیں جانتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز متعہ اور اہلی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

۶۵۴۶ شرح : یہ حدیث عنوان کے مطابق نہیں کیونکہ متعہ میں حیلہ کا ذکر نہیں۔ (حدیث ع۳۹۴۳ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ : اگر حیلہ کیا حتی کہ نکاح متعہ کیا تو نکاح فاسد ہے اور بعض نے کہا نکاح جائز

بَاب مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَاجُشِ

۶۵۴۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّجْشِ

ہے اور شرط باطل ہے۔ اس عبارت کو حیلہ میں قطعاً دخل نہیں۔ یہ بلاوجہ حنفیہ پر طعن ہے۔

باب خرید و فروخت میں حیلہ مکروہ ہے

اور زائد پانی منع نہ کیا جائے تاکہ اس کے ساتھ زائد گھاس منع کیا جائے

۶۵۴۷ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زائد پانی منع نہ کیا جائے۔ تاکہ اس کے ساتھ زائد گھاس منع کیا جائے۔

۶۵۴۷ — شرح: اس حدیث کا کتاب الحیل سے تعلق اس طرح ہے کہ جس گھاس میں سب لوگ شریک ہوں اور وہ ہر ایک کے لئے مباح ہو اس کو لوگوں سے بچانے کے لئے یہ حیلہ کرے کہ کسی کو پانی نہ دے تو گھاس بھی محفوظ ہو جائے گا۔ کیونکہ پانی میں ہر ایک کے لئے اباحت کی صورت میں گھاس محفوظ نہ رہے گا۔ اور اگر پانی کنوئیں کے مالک کی حاجت سے زائد نہیں تو وہ گھاس سے منع کر سکتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کنوئیں کا مالک ہے اس میں کوئی شریک نہیں کنوئیں کے ارد گرد گھاس کی چراگاہ ہے جو ہر ایک کے لئے مباح ہے کنوئیں کا مالک چاہتا ہے کہ گھاس کوئی نہ چرائے تو وہ اپنے کنوئیں کا زائد پانی منع کرتا ہے تاکہ لوگوں کے چارپائے پانی پی کر گھاس نہ کھائیں یہ اس وقت ممنوع ہے جبکہ اس کو پانی کی ضرورت نہ ہو وہ صرف گھاس کا محتاج ہو چونکہ اس میں تمام شریک ہیں اس لئے پانی روکنے سے لوگ نہیں آئیں گے اور گھاس محفوظ رہے گا جس کا وہ محتاج ہے۔ اگر پانی ضرورت سے زائد نہ ہو تو لوگوں کو پانی سے روک سکتا ہے۔

باب قیمت بڑھانا منع ہے

"تناجش" کسی شی کی قیمت بڑھانا حالانکہ اس کو خریدنے کا ارادہ نہیں تاکہ کسی اور کو خریدنے کی رغبت دلائے یہ قیمت زیادہ کرنے کا حیلہ ہے یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اس میں غیر کو ضرر پہنچانے کا حیلہ ہے۔ (حدیث ع ۲۰۰۹ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبَيْعِ

وَقَالَ اَيُّوْبُ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ كَاَنَّمَا يُخَادِعُوْنَ اٰدَمِيًّا لَوْ اَتَوُا الْاَمْرَ عِيَانًا كَانَ اَهْوَنَ عَلَيَّ **۶۵۴۹** — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ

۶۵۴۸ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیمت بڑھانے سے منع فرمایا ۔ (حدیث ۱۹۸۴ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

باب خرید و فروخت میں دھوکہ دینا ممنوع ہے

اور ایوب نے کہا وہ "منافق" اللہ کو دھوکا دیتے ہیں جیسے آدمیوں کو دھوکا دیتے ہیں اگر وہ کام علانیہ کرتے تو مجھ پر بہت آسان ہوتا

۶۵۴۹ — ترجمہ : عبداللہ بن دینار ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ اسے بیع میں دھوکا دیا جاتا ہے ۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جب تو خرید و فروخت کرے تو یہ کہہ دیا کرو دھوکہ نہ کرنا ۔

۶۵۴۹ — شرح : لا خلابۃ کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس بیع میں مجھے دھوکہ نہ دینا ، کیونکہ دھوکہ حلال نہیں اور اگر مبیعہ کی تعریف کرکے اس کی مدح میں خوب مبالغہ کیا تو اس سے بیع منقوض نہیں ہوتی ، کیونکہ یہ تجاوز ہے ۔ اس کو بیع میں دخل نہیں ۔ (حدیث ۱۹۸۷ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ الْاِحْتِيَالِ لِلْوَلِيِّ فِي الْيَتِيمَةِ الْمَرْغُوبَةِ وَاَلَّا يُكَمِّلَ صَدَاقَهَا

۶۵۵۰ — **حَدَّثَنَا** اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوا فِي فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ قَالَتْ هِيَ الْيَتِيمَةُ فِي حِجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا يُرِيدُ اَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِاَدْنٰى مِنْ سُنَّةِ نِسَائِهَا فَنُهُوا عَنْ نِكَاحِهِنَّ اِلَّا اَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ فِي اِكْمَالِ الصَّدَاقِ ثُمَّ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَآءِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

باب یتیم لڑکی جو حسنِ صورت و سیرت کے اعتبار سے پسند ہو اس سے نکاح کرنے میں ولی کے لئے حیلہ سازی کرنے کی ممانعت اور اس کا مہر مکمل نہ کرنیکی ممانعت "

۶۵۵۰ — ترجمہ : ابوالیمان نے کہا ہم سے شعیب نے زُہری سے بیان کیا کہ عروہ بہ حدیث، بیان کرتے تھے کہ انہوں نے ام المؤمنین عائشہ سے اس آیت کریمہ "اور اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو دوسری ان کے سوا" جو عورتیں پسند ہوں ان سے نکاح کرو " کی تفسیر پوچھی تو فرمایا۔ یتیمہ لڑکی جو اپنے ولی کی کفالت میں ہوتی وہ اس کے مال میں اور حسنِ صورت میں رغبت کرتا اور عورتوں کے معروف مہر سے کم مہر میں نکاح کرتا تو اُن کو ان عورتوں سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا مگر یہ کہ ان کے

بَابُ اِذَا غَصَبَ جَارِيَةً فَزَعَمَ اَنَّهَا مَاتَتْ فَقُضِيَ بِقِيمَةِ الْجَارِيَةِ الْمَيِّتَةِ ثُمَّ وَجَدَهَا صَاحِبُهَا فَهِيَ لَهُ وَيَرُدُّ الْقِيمَةَ وَلَا تَكُونُ الْقِيمَةُ ثَمَنًا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْجَارِيَةُ لِلْغَاصِبِ لِاَخْذِهِ الْقِيمَةَ وَفِي هٰذَا اِحْتِيَالٌ لِمَنِ اشْتَهٰى جَارِيَةَ رَجُلٍ لَا يَبِيعُهَا فَغَصَبَهَا وَاعْتَلَّ بِاَنَّهَا مَاتَتْ حَتّٰى يَاْخُذَ رَبُّهَا قِيمَتَهَا فَيَطِيبُ لِلْغَاصِبِ جَارِيَةُ غَيْرِهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْوَالُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ وَلِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

مہر کامل کرنے میں اُن سے انصاف کریں پھر اس کے بعد لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ یَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ ،، نازل فرمائی۔ (حدیث ۴۲۶۰ ج ۴ کی شرح دیکھیں

باب جب کوئی لونڈی غصب کی پھر کہا کہ وہ مرگئی ہے اور مردہ لونڈی کی قیمت کا فیصلہ کر دیا گیا۔ پھر لونڈی کے مالک نے اس کو پا لیا تو وہ لونڈی اس کی ہے اور قیمت واپس کر دی جائے گی اور یہ قیمت ثمن نہ ہوگی ،،

یعنی جب کسی شخص کی لونڈی پہ جبراً قبضہ کر لیا اور جب اس کے مالک نے دعویٰ کیا تو غاصب نے کہا وہ مرگئی ہے اور حاکم نے مردہ لونڈی کی قیمت کا فیصلہ کر دیا پھر لونڈی کو مالک نے پا لیا تو وہ مالک کی ہے اور جس قیمت کا حاکم نے فیصلہ کیا تھا وہ غاصب کو ادا کرے گا اور یہ قیمت لونڈی کی ثمن نہ ہوگی کیونکہ یہ بیع نہیں اور ثمن وہ ہے جو بائع مشتری کے درمیان طے پائی جائے) کیونکہ اس نے لونڈی کو مری ہوئی گمان کر کے قیمت لی تھی جب وہ زندہ پائی گئی تو اصل کی طرف رجوع واجب ہے اور وہ قیمت ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ ،، بعض لوگوں نے کہا یہ لونڈی غاصب کی ہے کیونکہ اس کے مالک نے اس کی قیمت وصول کر لی ہے۔ اور یہ اس شخص کے لیے جو کسی آدمی کی لونڈی کی خواہش کرے اور اس کا مالک

۶۵۵۱ — حَدَّثَنَا ابُونُعَیمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفۡیٰنُ عَنۡ عَبۡدِاللّٰہِ ابۡنِ دِیۡنَارٍ عَنِ ابۡنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ

بَابٌ ۶۵۵۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بۡنُ کَثِیۡرٍ عَنۡ سُفۡیَانَ عَنۡ ہِشَامٍ عَنۡ عُرۡوَۃَ عَنۡ زَیۡنَبَ بِنۡتِ اُمِّ سَلَمَۃَ عَنۡ اُمِّ سَلَمَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاِنَّکُمۡ تَخۡتَصِمُوۡنَ وَلَعَلَّ بَعۡضَکُمۡ اَنۡ یَّکُوۡنَ

اس کو نہیں بیچا تو وہ شخص اس لونڈی کو غصب کرلے اور یہ حیلہ کرے کہ وہ مرگئی ہے تاکہ مالک اس کی قیمت لے لے تو غاصب کے لئے اس کے غیر کی لونڈی حلال ہوجاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے مال تم پر حرام ہیں (جب تک بطور اباحت نہ ہوں) اور ہر غدر کرنے والے کے لئے قیامت کے دن جھنڈا ہوگا۔

شرح : لبعض الناس سے مراد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو حدیثیں اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے ذکر کی ہیں، لیکن ان دونوں سے اُن کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا؛ کیونکہ پہلی حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ جب کسی کی رضامندی کے بغیر اس کا مال لیا جائے تو یہ مال لینے والے پر حرام ہے۔ اور یہاں جب لونڈی کا مالک اس کی قیمت لینے پر راضی ہوگیا تو غاصب کے لئے لونڈی حرام نہ ہوئی۔ اور دوسری حدیث سے بھی امام کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ لغت میں غاصب کو غادر نہیں کہا جاتا کیونکہ غدر کے معنیٰ ترکِ وفا کے ہیں اور غصب کے معنیٰ کوئی شئ جبرًا قبضہ میں کرنا ہے۔ غاصب کا یہ کہنا کہ لونڈی مرگئی ہے جھوٹ ہے پھر مالک کا لونڈی کی قیمت وصول کرنا رضامندی ہے۔ لہٰذا مالک کی رضامندی سے غاصب لونڈی کا مالک ہوگیا۔ امام بخاری کا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنا محض تشنیع ہے۔

۶۵۵۱ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر غدر کرنے والے کے لئے قیامت کے دن جھنڈا ہوگا

جس کے ساتھ غادر پہچانا جائے گا۔

اَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِیْ لَہٗ عَلٰی نَحْوِ مَا اَسْمَعُ فَمَنْ قَضَیْتُ لَہٗ مِنْ اَخِیْہِ شَیْئًا فَلَا یَاْخُذْ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَہٗ قِطْعَۃً مِنَ النَّارِ

بَابٌ فِی النِّکَاحِ

۶۵۵۳ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْکَحُ الْبِکْرُ حَتّٰی تُسْتَاْذَنَ وَلَا الثَّیِّبُ حَتّٰی تُسْتَاْمَرَ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ اِذْنُھَا قَالَ اِذَا سَکَتَتْ وَقَالَ بَعْضُ

باب ۶۵۵۲ — **ترجمہ** : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بشر ہوں اور تم جھگڑے کرتے ہو قریب ہے کہ تم میں سے بعض دوسرے سے اپنی حجت زیادہ جاننے والا ہو تو میں اس کے لئے مثل اس کے فیصلہ کرتا ہوں جو میں اس سے سنتا ہوں پس جس کے لئے میں اس کے بھائی کے حق سے کسی شئی کا فیصلہ کردوں وہ اس کو نہ لے میں اس کے لئے آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دیتا ہوں۔

۶۵۵۲ — **شرح** : اس حدیث کے باب کا عنوان نہیں گویا کہ یہ باب پہلے باب کے لئے فصل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے اس حدیث کی مناسبت اس سے پہلے باب کے عنوان سے ہوگی جو بالکل واضح ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کا حق لینے سے منع فرمایا ہے جبکہ وہ جانتا ہو کہ یہ یقیناً غیر کا حق ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حالت بشریہ کا مقتضیٰ ظاہر حال پر فیصلہ کرنا ہے۔ اس لئے فرمایا میں بشر ہوں لہٰذا ظاہر حال پر فیصلہ کرتا ہوں۔ بعض لوگ دلیل بیان کرنے پر زیادہ قادر ہوتے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس کی دلیل کے مطابق فیصلہ کر دیا جائے لہٰذا اگر ایسا ہو کہ نفس الامر میں وہ مستحق نہ ہو اور اس کی دلیل کے مقتضیٰ پر اس کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے تو وہ غیر کا حق ہے اس کو نہ لے کیونکہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے۔ (حدیث ۲۲۹۵ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

النَّاسِ اِنْ لَمْ تُسْتَاْذَنِ الْبِكْرُ وَلَمْ تُزَوَّجْ فَاحْتَالَ رَجُلٌ فَاَقَامَ شَاهِدَيْ زُوْرٍ اَنَّهٗ تَزَوَّجَهَا بِرِضَاهَا فَاَثْبَتَ الْقَاضِیْ نِكَاحَهَا وَالزَّوْجُ یَعْلَمُ اَنَّ الشَّهَادَةَ بَاطِلٌ فَلَا بَأْسَ اَنْ یَطَأَهَا وَهُوَ تَزْوِیْجٌ صَحِیْحٌ

باب باب نکاح میں جھوٹی گواہی

۶۵۵۴ **ترجمہ** : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کنواری لڑکی کا نکاح نہ کیا جائے حتیٰ کہ اس سے اجازت حاصل کی جائے اور ثیبہ سے نکاح نہ کیا جائے حتیٰ کہ اس سے پوچھا جائے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری لڑکی کی اجازت کیسی ہے فرمایا اگر وہ خاموش رہے تو یہی اجازت ہے (حدیث ۴۸۰۵ کی شرح دیکھیں) (شوہر دیدہ عورت، کا شوہر فوت ہو جائے یا اسے طلاق ہو جائے تو اس کو ثیبہ کہتے ہیں اس نے پہلے شوہر سے ازدواجی زندگی بسر کرلی ہے اس لئے وہ نکاح کے وقت اجازت دینے میں شرم نہیں کرتی لہٰذا اس کا منہ سے بولنا ضروری ہے بخلاف کنواری لڑکی کے وہ بولنے میں شرم کرتی ہے اس سے اجازت لیتے وقت اس کی خاموشی ہی رضامندی کی دلیل ہے)

قال بعض الناس : بعض لوگوں نے کہا جب کنواری سے اجازت نہ لی گئی اور نہ اس کا نکاح کیا گیا اور کسی شخص نے حیلہ کیا اُس نے دو جھوٹے گواہ بنا لئے کہ اس نے اس عورت سے اس کی رضا سے نکاح کیا ہے اور قاضی نے اس کا نکاح ثابت کر دیا حالانکہ شوہر جانتا ہے کہ گواہی جھوٹی ہے باطل ہے تو اس کے لئے حرج نہیں کہ اس سے جماع کرے اور یہ نکاح صحیح ہے۔

شرح : اس بعض الناس سے مراد امام ہمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں اس سے بخاری نے امام اعظم پر محض تشنیع کی ہے جس کی کوئی وجہ نہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فقہ کے عظیم امام ہیں اور مرتبہ کے اعتبار سے تابعی مجتہد ہیں انہوں نے صحابہ کو پایا اور کثیر التعداد تابعین کو پایا ہے۔ دراصل یہ مسئلہ اس طرح ہے کہ قضاء بیوی خاوند میں جھگڑے کو ہر طریقہ سے ختم کرنے کے لئے ہے۔ اگر جھوٹی گواہی سے باطن میں قضاء نافذ نہ ہو تو یہ اُن کے جھگڑے کی بنیاد ثابت ہوگی، حالانکہ شریعت مطہرہ میں اس طرح کا عقد نافذ ہو جاتا ہے جیسے بیوی خاوند کے لعان کرنے سے باطن میں تفریق ہو جاتی ہے، حالانکہ یقیناً ان میں سے ایک یقیناً جھوٹا ہوتا ہے

۶۵۵۴ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ الْقٰسِمِ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ وَّلَدِ جَعْفَرٍ تَخَوَّفَتْ اَنْ يُّزَوِّجَهَا وَلِيُّهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَاَرْسَلَتْ اِلٰى شَيْخَيْنِ مِنَ الْاَنْصَارِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ جَارِيَةَ قَالَا فَلَا تَخْشَيْنَ فَاِنَّ خَنْسَاءَ بِنْتَ خِذَامٍ اَنْكَحَهَا اَبُوْهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ قَالَ سُفْيٰنُ وَاَمَّا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ خَنْسَاءَ

اور جب قاضی جھوٹے گواہوں کی شہادت سے طلاق کا فیصلہ کر دے اور وہ جانتا نہیں ہے تو جائز ہے کہ اس مطلقہ سے وہ شخص نکاح کرے جو بطلانِ نکاح کو جانتا نہیں ہے اور وہ اس پر حرام نہیں علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض شناعت کرنے والوں نے کہا یہ قیاس خطاء ہے پھر اس کی مثال یہ دی کہ اگر کسی آدمی نے اپنی بیٹی پر جھوٹے گواہ قائم کئے کہ وہ اس کی لونڈی ہے اور حاکم نے جھوٹی گواہی پر فیصلہ کر دیا تو اس کا اس سے جماع کرنا جائز نہیں اسی طرح نکاح پر جھوٹے گواہ قائم کرنے سے نکاح صحیح نہ ہوگا اور تحریم میں دونوں برابر ہیں پھر اس کا جواب دیا کہ جس شخص میں صحیح ادراک ہے وہ ان دونوں قیاسوں میں فرق کرے کیونکہ اس قیاس میں خطاء واضح ہے۔

جھوٹی شہادت سے نکاح

شمس الائمہ مبسوط میں روایت ذکر کی کہ ایک آدمی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت سے نکاح کا دعویٰ کیا اور اس پر دو جھوٹے گواہ قائم کئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نکاح کا فیصلہ کر دیا پھر اس عورت نے کہا یا امیر المؤمنین اگر یہ ضروری ہے تو اس کے ساتھ میرا نکاح کر دیں کیونکہ اس سے پہلے میں نے اس آدمی سے نکاح نہیں کیا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا تیرے گواہوں نے اس سے تیرا نکاح کر دیا ہے۔ اس عورت نے مطالبہ کیا کہ اس کو زنا سے بچائے اور اُن میں اب نکاح کر دے امیر المؤمنین حضرت علی نے اس کو جواب نہ دیا اور فرمایا تم میں میرے فیصلہ سے نکاح ہو چکا ہے۔ اس باب میں حضرت علی المرتضیٰ سے منقول فیصلہ ایسا ہے جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے، کیونکہ اپنی رائے سے حقیقتہً اس کی

۶۵۵۵ ــــ حَدَّثَنَا اَبُونُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْكَحُ الْاَیِّمُ حَتّٰی تُسْتَامَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰی تُسْتَاذَنَ قَالُوْا كَیْفَ اِذْنُهَا قَالَ اَنْ تَسْكُتَ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِنِ احْتَالَ اِنْسَانٌ بِشَاهِدَیْ زُوْرٍ عَلٰی تَزْوِیْجِ امْرَاَةٍ ثَیِّبٍ بِاَمْرِهَا فَاَثْبَتَ الْقَاضِیْ نِكَاحَهَا اِیَّاهُ وَالزَّوْجُ یَعْلَمُ اَنَّهٗ لَمْ یَتَزَوَّجْهَا قَطُّ فَاِنَّهٗ یَسَعُهٗ هٰذَا النِّكَاحُ وَلَا بَاْسَ بِالْمُقَامِ لَهٗ مَعَهَا ــــ

معرفت کا کوئی طریقہ نہیں ۔

۶۵۵۴ ــــ ترجمہ : یحییٰ بن سعید نے قاسم سے روایت کی کہ حضرت جعفر کی اولاد سے ایک عورت کو ڈر ہُوا کہ اس کا ولی اس کا نکاح کر دے گا ، حالانکہ وہ اس کو پسند نہیں کرتی تھی اُس نے انصار کے دو بزرگوں عبدالرحمٰن اور مجمع جو جاریہ کے بیٹے ہیں کو پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا تم مت ڈرو کیونکہ خنساء بنت حذام کا نکاح اس کے والد نے کر دیا تھا ، حالانکہ وہ اس کو پسند نہ کرتی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کر دیا ۔ سفیان نے کہا عبدالرحمٰن کو میں نے یہ کہتے ہوئے سُنا کہ وہ اپنے والد سے بیان کرتے تھے کہ خنساء کا نکاح اس کے والد نے کر دیا تھا (حدیث ۴۸۱۰ ، ۴۸۱۱ جلد ہشتم کی شرح دیکھیں)

قولہ فسمعتہ الخ اس سے غرض یہ ہے کہ اس نے اس حدیث کو مرسل ذکر کیا ہے اور اس میں عبدالرحمٰن بن یزید کو ذکر نہیں کیا اور نہ ہی ان کے بھائی کو ذکر کیا ہے ۔

۶۵۵۵ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ کا نکاح نہ کیا جائے حتی کہ اس سے پوچھ لیا جائے اور کنواری کا نکاح نہ کیا جائے حتی کہ اس سے اجازت لی جائے لوگوں نے کہا اس کی اجازت کیسے ہے فرمایا اس کا خاموش ہو جانا ۔

۶۵۵۵ ــــ شرح : اَیِّم وہ عورت ہے جس کا شوہر نہ ہو وہ کنواری ہو یا ثیّبہ ہو لیکن یہاں اس سے ثیّبہ مراد ہے کیونکہ ایّم کو کنواری کے مقابلہ میں ذکر کیا ہے ۔

(حدیث ۴۸۰۸ ج ۸ کی شرح دیکھیں)

قَالَ بَعْضُ النَّاسِ : بعض لوگوں نے کہا اگر کوئی انسان دو جھوٹے گواہوں کے سبب ثیّبہ عورت سے

۶۵۵۶ـ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبِكْرُ تُسْتَاذَنُ قُلْتُ اِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِيْ قَالَ اِذْنُهَا صُمَاتُهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِنْ هَوِيَ رَجُلٌ جَارِيَةً يَتِيْمَةً اَوْ بِكْرًا فَاَبَتْ فَاحْتَالَ فَجَاءَ بِشَاهِدَيْ زُوْرٍ

اس کے حکم کے مطابق نکاح کا حیلہ کرے اور قاضی اس کے ساتھ اس کا نکاح ثابت کر دے حالانکہ شوہر جانتا ہے کہ اس نے مذکورہ عورت سے کبھی نکاح نہیں کیا تو اس کا یہ نکاح جائز ہے اور اس کا عورت کے ساتھ جماع کرنے میں حرج نہیں۔ اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ پر تشنیع کرتے ہیں اس کا جواب ہم نے حدیث ۶۱۷۱ ج ۸ کے تحت ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس نکاح کی بنیاد یہ ذکر کی ہے کہ دو جھوٹے گواہوں کی گواہی سے حاکم کا حکم ظاہر اور باطن میں نافذ ہو جاتا ہے ایسا فیصلہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا تھا، چنانچہ ردالمحتار میں ذکر کیا کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اصل میں ذکر کیا کہ ہمیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت پہنچی ہے کہ ایک آدمی نے اُن کے پاس گواہ پیش کئے کہ اُس نے فلاں عورت سے نکاح کیا ہے عورت نے نکاح کا انکار کر دیا تو حضرت علی المرتضیٰ نے مرد کے حق میں فیصلہ کر دیا پھر عورت نے کہا یا امیر المؤمنین اس نے میرے ساتھ نکاح نہیں کیا اگر آپ نے فیصلہ کر ہی دیا ہے تو اب اس سے میرا نکاح کر دیں حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں اس سے اب تیرا نکاح نہیں کرتا ہوں۔ دو گواہوں نے ہی اس سے تیرا نکاح کر دیا ہے اگر اس فیصلہ سے باطن میں ان کا نکاح نہ ہوتا تو عورت کے مطالبہ پر تجدیدِ نکاح ممنوع نہ ہوتا اور نہ ہی شوہر اس میں رغبت کرتا اس طرح عورت زنا سے محفوظ ہو جاتی ہے پس امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے وہی فرمایا ہے جو حضرت علی المرتضیٰ نے فیصلہ کیا تھا۔

۶۵۵۶ـ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کنواری عورت سے نکاح کی اجازت لی جائے میں نے عرض کیا حضور کنواری لڑکی شرم کرتی ہے فرمایا اس کا خاموش رہنا ہی اجازت ہے (حدیث ۴۸۰۸ ج ۸ کی شرح دیکھیں)

قَالَ بَعْضُ النَّاسِ ،، اگر کوئی یتیمہ لڑکی یا کنواری عورت سے نکاح کرنا چاہے اور وہ نکاح سے انکار کرے تو یہ حیلہ کرے کہ دو جھوٹے گواہ لائے کہ اُس نے اس عورت سے نکاح کیا ہے پھر عورت کو خبر پہنچی اور وہ

عَلَى أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا فَأَدْرَكَتْ فَرَضِيَتِ الْيَتِيمَةُ فَقَبِلَ الْقَاضِي شَهَادَةَ الزُّورِ وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ بِبُطْلَانِ ذٰلِكَ حَلَّ لَهُ الْوَطْءُ

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنِ احْتِيَالِ الْمَرْأَةِ مَعَ الزَّوْجِ وَالضَّرَائِرِ وَمَا نَزَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ

۶۵۵۷ــ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَيُحِبُّ الْعَسَلَ وَكَانَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ أَجَازَ عَلَى نِسَائِهِ فَيَدْنُو مِنْهُنَّ فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ عِنْدَهَا أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَحْتَبِسُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيلَ لِي أَهْدَتْ امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةَ عَسَلٍ فَسَقَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ أَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ

راضی ہو گئی قاضی نے جھوٹی گواہی قبول کر لی اور شوہر جانتا ہے کہ اُس نے نکاح نہیں کیا اس کا عورت سے جماع کرنا جائز ہے۔ یہ بھی حنفیہ پر تشنیع ہے اس کو بار بار ذکر کرنے میں فائدہ بھی نہیں، کیونکہ امر مسلم الثبوت ہے کہ قاضی کا فیصلہ ظاہر باطن میں نافذ ہو جاتا ہے۔ قولہ ادرکت، بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹی گواہی کے بعد اس کو خبر پہنچی تو وہ راضی ہو گئی ہے لیکن احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ دو گواہ لایا کہ اس کو نکاح کی خبر پہنچی ہے اور وہ راضی ہو گئی ہے کہ اُس نے اس سے نکاح کر لیا ہے تو یہ شہادت کے تحت داخل ہو گا اور فاء سببیۃ کے لئے ہے علامہ کرمانی نے کہا بار بار یہ ذکر کرنے سے تشنیع زیادہ کرنا ہے۔ بایں ہمہ پہلی صورت کنواری لڑکی کے بارے میں ہے دوسری ثیبہ کے بارے میں اور تیسری صورت میں اعتراف ہے اور یہ گواہی کے بعد ہے۔ بہر حال جو بھی ہو یہ بلا فائدہ تکرار ہے جبکہ مقصد ایک ہی ہے کہ حاکم کا حکم ظاہر اور باطن میں نافذ ہوتا ہے اور حلال و حرام کرتا ہے

فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسَوْدَةَ وَقُلْتُ إِذَا دَخَلَ عَلَيْكِ فَإِنَّهُ سَيَدْنُو مِنْكِ فَقُولِي لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَا فَقُولِي لَهُ مَا هٰذِهِ الرِّيحُ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ تُوجَدَ مِنْهُ الرِّيحُ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقُولِي لَهُ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ وَسَأَقُولُ ذٰلِكَ وَقُولِيهِ لَهُ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى سَوْدَةَ قَالَتْ تَقُولُ سَوْدَةُ وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ كِدْتُ أَنْ أُبَادِيَهُ بِالَّذِي قُلْتِ لِي وَإِنَّهُ لَعَلَى الْبَابِ فَرَقًا مِنْكِ فَلَمَّا دَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ قَالَ لَا قَالَتْ فَمَا هٰذِهِ الرِّيحُ قَالَ سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ قَالَتْ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيَّ قُلْتُ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَدَخَلَ عَلَى صَفِيَّةَ فَقَالَتْ

باب عورت کا اپنے شوہر اور سوکنوں سے حیلہ کرنا اور جو اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا

۶۵۵۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میٹھی شئ کو بہت پسند کرتے تھے ۔ جب عصر کی نماز پڑھ لیتے تو اپنی بیبیوں کے پاس تشریف لے جاتے اور اُن کے قریب ہوتے ۔ آپ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور اُن کے پاس اس سے عرصہ زیادہ رکے جو پہلے رُکا کرتے تھے میں نے اِس کے متعلق دریافت کیا تو مجھے فرمایا اُن کی قوم سے ایک عورت نے انہیں ایک کپی شہد ہدیہ بھیجا اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا میں نے

لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ قَالَتْ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَسْقِيْكَ مِنْهُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ بِهٖ قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قَالَتْ قُلْتُ لَهَا اُسْكُتِيْ

(اپنے دل میں) کہا اللہ کی قسم! میں آپ کے لئے ضرور حیلہ کروں گی اور سودہ سے یہ ذکر کیا میں نے کہا جب تمہارے پاس حضور تشریف لائیں تو آپ عنقریب تمہارے قریب آئیں تو کہنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ فرمائیں گے نہیں تو تم نے یہ کہنا ہو گا پھر یہ بُو کیسی ہے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شئی شاق گزرتی کہ آپ سے بُو پائی جائے بیشک حضور تمہیں فرمائیں گے مجھے حفصہ نے شہد پلایا ہے تو تم نے کہنا ہو گا کہ شہد کی مکھی نے عرفط کو چوسا ہو گا میں بھی عنقریب یہی کہوں گی اے صفیہ تم نے بھی یہی کہنا ہو گا۔ جب حضور ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے" ام المومنین عائشہ فرماتی ہیں سودہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ قریب تھا کہ میں تم سے ڈرتے ہوئے بہت جلد حضور سے وہ کہہ دوں جو تم نے مجھے کہا ہے، حالانکہ آپ دروازہ پر ہی تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریب آئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے مغافیر کھایا ہے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا پھر یہ بُو کیسی ہے؟ فرمایا مجھے حفصہ نے شہد پلایا ہے میں نے عرض کیا شہد کی مکھی نے عرفط کو چوس لیا ہو گا جب حضور میرے پاس تشریف لائے تو میں نے اسی طرح کہا صفیہ کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا پھر جب حفصہ کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں آپ کو شہد نہ پلاؤں؟ فرمایا مجھے اس کی حاجت نہیں، ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا سودہ کہتی تھی: سبحان اللہ ہم نے شہد حرام کر دیا ہے میں نے انہیں کہا چپ رہو!

۶۵۵۷ —

شرح: مغافیر مغفور کی جمع ہے بمعنی میٹھی گوند ہے جو درخت سے خود بخود بہہ نکلتی ہے۔ عینی نے کہا مغفور گوند ہے جو درخت سے نکل کر وہیں جم جاتی ہے اس کی بُو کریہہ ہوتی ہے۔ اس کو عُرفط کہتے ہیں۔ عرفط کڑوی جڑی بوٹی ہوتی ہے جس کے پتے چوڑے ہوتے ہیں اور زمین پر پھیلی ہوتی ہے۔ اس کے چھوٹے کانٹے ہوتے ہیں۔ روئی کی طرح سفید پھل قمیص کے بٹن کی طرح ہوتا ہے اس کی بُو مکروہ ہوتی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغافیر کھانے کی تردید فرمائی اور قسم کھا کر فرمایا کہ آئندہ شہد نہیں پئیں گے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اس تحریک میں غیرت شامل ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ حضور نے حفصہ کے گھر شہد نوش فرمایا تھا۔ صاحب توضیح نے اس کو غلط کہا ہے کیونکہ حفصہ وہ بی بی ہے جس نے اس

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِحْتِيَالِ فِي الْفِرَارِ مِنَ الطَّاعُوْنِ

۶۵۵۸ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَلِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ اَنَّ عُمَرَ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ فَلَمَّا جَاءَ سَرْغَ بَلَغَهٗ اَنَّ الْوَبَاءَ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاَخْبَرَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ

قصہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مل کر یہ تجویز مرتب کی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شہد نوش فرمانا صفیہ کے گھر تھا۔ بعض نے کہا ام المؤمنین زینب کے گھر پیا تھا یہی صحیح تر ہے۔ سورۃ تحریم میں عبید ابن عمیر کے طریق سے ہے کہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے گھر پیا تھا۔ کتاب الطلاق میں امام نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پینا ذکر کیا ہے۔ ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا کہ سودہ کے گھر پیا تھا، لیکن ابن عمیر کی روایت زیادہ معتبر ہے، کیونکہ یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موافق ہے کہ جن دو بیبیوں نے مشورہ کیا تھا وہ ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ تھیں رضی اللہ عنہا۔ اگر ام المؤمنین حفصہ کے گھر شہد پیا ہوتا تو وہ مظاہرہ میں ام المؤمنین عائشہ کے ساتھ کیسے شریک ہوتیں بعض علماء نے کہا یہ واقعہ متعدد بار پر محمول ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں سے کیسے جائز تھا کہ وہ اس طرح حیلہ کرتیں، حالانکہ وہ مطہرات ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عورتوں کے طباع کا مقتضی ہے کہ ان کی طبع میں غیرت مرکوز ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا تھا۔

(حدیث ۴۵۹۱ ج : ۷ کی شرح دیکھیں)

باب طاعون سے بھاگنے میں حیلہ کرنا مکروہ ہے

۶۵۵۸ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کا علاقہ فتح کرنے نکلے جب سرغ مقام میں آئے تو آپ کو یہ خبر پہنچی کہ شام میں طاعون پھوٹ پڑی ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمْ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدِمُوْا عَلَیْہِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِھَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْہُ فَرَجَعَ عُمَرُ مِنْ سَرْغٍ وَعَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ عُمَرَ اِنَّمَا انْصَرَفَ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی زمین میں وباء سنو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں وبا پڑی ہو اور تم وہاں موجود ہو تو اُس سے بھاگتے ہوئے نہ نکلو پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سرغ سے ہی واپس آگئے۔ ابن شہاب نے سالم بن عبد اللہ سے روایت کی عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے واپس آگئے تھے۔

۶۵۵۸ — شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کی طرف اٹھارہ ہجری کو ربیع الثانی کے مہینہ میں روانہ ہوئے تھے۔ سرغ شام کی ایک طرف حجاز کی جانب مقام ہے۔ بعض کہتے ہیں سرغ شام میں ایک شہر ہے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس کو اور یرموک جابیہ اور رمادہ کو یکے بعد دیگرے فتح کیا تھا۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے ہر شخص اپنی اجل سے پہلے یا بعد نہیں مرتا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وباء کے مقام میں داخل یا خارج ہونے سے ممانعت کی توجیہہ کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون کے خوف سے منع نہیں کیا، کیونکہ ہر انسان کو وہی پہنچتا ہے جو اس کی تقدیر میں لکھا ہے بلکہ حضور کا منع فرمانا اس لئے تھا کہ اگر کوئی وبائی شہر میں آکر ہلاک ہو جائے تو وہ یہ خیال کرے گا کہ اس کی ہلاکت وہاں آنے سے واقع ہوئی ہے۔ اس سے باہر نکل جانے میں سلامتی تھی اس طرح تقدیر میں شک واقع ہوتا ہے اور یہ بہت بڑا فتنہ ہے۔ اگر کوئی شخص وبائی شہر میں ہو اور وہاں سے تجارت یا زیارت وغیرہ کے حیلہ سے نکلنا چاہے تو جائز نہیں، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انما الاعمال بالنیات" اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وبائی شہر سے فرار کو اس لئے منع فرمایا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی قضاء قدر سے فرار ہے یہ کسی کے لئے جائز نہیں کیونکہ انسان کی قدرت قضاء و قدر پر غالب نہیں

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۶۵۵۹۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اُسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ یُّحَدِّثُ سَعْدًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَکَرَ الْوَجَعَ فَقَالَ رِجْزٌ اَوْ عَذَابٌ عُذِّبَ بِهٖ بَعْضُ الْاُمَمِ ثُمَّ بَقِیَ مِنْهُ بَقِیَّةٌ فَتَذْهَبُ الْمَرَّةَ وَتَاْتِی الْاُخْرٰی فَمَنْ سَمِعَ بِاَرْضٍ فَلَا یَقْدَمَنَّ عَلَیْهِ وَمَنْ کَانَ بِاَرْضٍ بِهَا فَلَا یَخْرُجْ فِرَارًا مِّنْهُ

۶۵۵۹۔ ترجمہ : عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ سے سنا وہ سعد سے یہ حدیث بیان کر رہے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وباء کا ذکر کیا اور فرمایا اللہ کا یہ عذاب ہے جس کے ساتھ بعض امتوں کو عذاب دیا گیا پھر عذاب سے کچھ بچ رہا تھا جو کبھی جاتا ہے اور کبھی آتا ہے جو کوئی کسی زمین میں طاعون سنے وہاں ہرگز نہ جائے اور اگر وہاں موجود ہو جہاں وباء پڑی ہو تو اس سے بھاگتا ہوا باہر نہ نکلے "۔ (حدیث ۳۲۹ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

باب ہبہ اور شفعہ میں حیلہ کرنا

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ "۔ اور بعض لوگوں نے کہا اگر ایک ہزار درہم یا اس سے زیادہ ہبہ کیا حتی کہ اس کے پاس کئی سال رہا اور اس میں حیلہ کیا پھر ہبہ کرنے والے نے ہبہ واپس لے لیا تو ان دونوں میں سے کسی پر زکوٰۃ واجب نہیں ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہبہ میں مخالفت کی اور زکوٰۃ ساقط کر دی۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے بلاوجہ امام اعظم ابو حنیفہ پر تشنیع کی ہے۔ آپ نے کہیں بھی ایسا نہیں کہا بلکہ جو آپ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ ہبہ کرنے والا اپنے ہبہ میں رجوع کر سکتا ہے لیکن اس کی شرطیں ہیں ایک یہ کہ جس کو ہبہ کیا ہے وہ اجنبی ہو دوسری یہ کہ ہبہ اس کے حوالہ کر دیا ہو اور اس نے یعنی موہوب لہ نے اس کو قبضہ میں کر لیا۔ تیسری یہ کہ رجوع سے مانع کوئی شئ نہ ہو اور ہبہ میں رجوع کرنے پہ اس حدیث سے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ومن وہب ہبۃ فہو احق بہبتہ ما لم یثب منھا۔ یعنی جس نے ہبہ کیا وہ اس کا زیادہ حق ہے

بَابٌ فِي الْهِبَةِ وَالشُّفْعَةِ

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ وَهَبَ هِبَةً أَلْفَ دِرْهَمٍ أَوْ أَكْثَرَ حَتَّى مَكَثَ عِنْدَهُ سِنِينَ وَاحْتَالَ فِي ذٰلِكَ ثُمَّ رَجَعَ الْوَاهِبُ فِيهَا فَلَا زَكٰوةَ عَلٰى وَاحِدٍ مِنْهُمَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ فَخَالَفَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهِبَةِ وَأَسْقَطَ الزَّكٰوةَ

۶۵۶۰ — **حَدَّثَنَا** أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ

جب تک اس سے عوض نہ لیا ہو'' یہ حدیث صحیح ہے بخاری مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔ اسی لئے امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر اس میں رجوع کر لیا تو واہب پر زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ جب موہوب لہٗ نے اسکو اپنے قبضہ میں کر لیا تو وہ واہب کی ملک سے خارج ہو گیا اور موہوب لہ پر اس لئے زکوٰۃ واجب نہیں کہ مالک نے اس کو واپس کر لیا ہے اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہرگز مخالفت نہیں اور یہ حدیث کہ '' العائد فی هبته کالکلب یعود فی قیئه ہبہ میں رجوع کرنے والا اس کتے کی مانند ہے جو قی کر کے پھر نگل جاتا ہے '' کا محمل یہ ہے کہ واہب کا موہوب لہ سے ہبہ کا عوض لینے کے بعد اس میں رجوع کرنا قبیح ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کا انکار نہیں کیا بلکہ دونوں حدیثوں پر عمل کیا ہے پہلی حدیث سے جواز رجوع پر عمل کیا اور دوسری حدیث سے کراہت رجوع پر عمل کیا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع کو کتے کے قئے کرنے کے بعد رجوع سے تشبیہ دی اور کتے کا فعل قبح سے موصوف ہوتا ہے حرمت سے موصوف نہیں ہوتا امام اعظم بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ بہت قبیح ہے۔

۶۵۶۰ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہبہ میں رجوع کرنے والا کتے کی مانند ہے جو اپنی قئ میں رجوع کرتا ہے۔ ہمارے لئے بری مثال نہیں ہے۔ (حدیث ۱۴۰۲،۱۴۰۳ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۵۶۱ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ اِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الشُّفْعَةُ لِلْجِوَارِ ثُمَّ عَمَدَ اِلَى مَا شَدَّدَهُ فَاَبْطَلَهُ وَقَالَ اِنِ اشْتَرَى دَارًا فَخَافَ اَنْ يَاْخُذَ الْجَارُ بِالشُّفْعَةِ فَاشْتَرَى سَهْمًا مِنْ مِائَةِ سَهْمٍ ثُمَّ اشْتَرَى الْبَاقِيَ وَكَانَ لِلْجَارِ الشُّفْعَةُ فِي السَّهْمِ الْاَوَّلِ وَلَا شُفْعَةَ لَهُ فِي بَاقِي الدَّارِ وَلَهُ اَنْ يَحْتَالَ فِي ذٰلِكَ

۶۵۶۱ــــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس شئی میں شفعہ کیا جو تقسیم نہ ہو سکے جب حدیں مقرر ہو جائیں اور راستے علیحدہ علیحدہ ہو جائیں تو شفعہ نہیں۔ (حدیث ۲۰۷۳، ۲۱۱۶ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ ،، اور بعض لوگوں نے کہا شفعہ ہمسایہ کے لئے ہے پھر جس کو مضبوط کیا اس کو باطل کیا اور کہا اگر مکان خریدنا چاہا پھر خطرہ ہُوا کہ ہمسایہ شفعہ کر کے اسے لے لے گا تو سَو حصّوں میں سے ایک حصہ خریدے پھر باقی مکان خریدے تو ہمسایہ صرف پہلے ایک حصہ میں شفعہ کرے گا اور باقی مکان میں اس کے لئے شفعہ کا حق نہیں وہ اس میں یہ حیلہ کر سکتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر تشنیع کی ہے کہ ان کے کلام میں تناقض ہے، کیونکہ وہ ہمسایہ کے لئے شفعہ ثابت کرتے ہیں پھر اس کو باطل کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے اس صورت میں کہا باقی مکان میں ہمسایہ کے لئے شفعہ کا حق نہیں یہ کلام پہلے کلام کے مناقض ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے کلام میں تناقض ثابت کرنا صحیح نہیں کیونکہ جب مشتری نے سَو حصّوں میں سے ایک حصہ خرید لیا تو وہ اس کے مالک کے ساتھ شریک ہو گیا پھر جب مالک سے باقی حصّے خریدے تو وہ ہمسایہ کی نسبت شفعہ کا زیادہ مستحق ہو گیا کیونکہ شریک کا شفعہ ہمسایہ کے شفعہ سے مقدم ہے۔ کیونکہ ہمسایہ کے لئے شفعہ کا استحقاق اس کی نسبت [illegible] ہے

۶۵۶۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الشَّرِيْدِ يَقُوْلُ جَاءَ الْمِسْوَرُ اِبْنُ مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى مَنْكِبِيْ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ اِلٰى سَعْدٍ فَقَالَ اَبُوْرَافِعٍ لِلْمِسْوَرِ اَلَا تَاْمُرُ هٰذَا اَنْ يَشْتَرِيَ مِنِّيْ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْ دَارِهٖ فَقَالَ لَا اَزِيْدُهٗ عَلٰى اَرْبَعِ مِائَةٍ اِمَّا مُقَطَّعَةٍ وَّاِمَّا مُنَجَّمَةٍ قَالَ اُعْطِيْتُ خَمْسَ مِائَةٍ نَقْدًا فَمَنَعْتُهٗ وَلَوْلَا اَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ مَا بِعْتُكَهٗ اَوْ قَالَ مَا اَعْطَيْتُكَهٗ قُلْتُ لِسُفْيٰنَ اِنَّ مَعْمَرًا لَمْ يَقُلْ هٰكَذَا قَالَ لٰكِنَّهٗ قَالَهٗ لِيْ هٰكَذَا ؕ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّبِيْعَ الشُّفْعَةَ فَلَهٗ اَنْ يَّحْتَالَ حَتّٰى يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ فَيَهَبُ الْبَائِعُ لِلْمُشْتَرِيِ الدَّارَ وَيَحُدُّهَا وَيَدْفَعُهَا اِلَيْهِ وَيُعَوِّضُهُ الْمُشْتَرِيْ اَلْفَ دِرْهَمٍ فَلَا تَكُوْنُ لِلشَّفِيْعِ فِيْهَا شُفْعَةٌ

۶۵۶۲ ترجمہ : ابراہیم بن میسرہ نے کہا میں نے عمرو بن شرید سے سُنا کہ مسور بن مخرمہ آیا اور میرے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا میں اس کے ساتھ سعد کی طرف چلا تو ابورافع نے مسور سے کہا کہ تم سعد کو حکم نہیں کرتے کہ مجھ سے میرا مکان جو اس کے مکانات میں ہے خرید لے اُس نے کہا میں چار سو درہم پر اضافہ نہیں کروں گا وہ بھی قسطوں میں دوں گا۔ ابورافع نے کہا مجھے پانچ سو درہم نقد دیئے جاتے ہیں میں نے اس کو نہیں دیا اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا نہ ہوتا کہ آپ فرماتے تھے ہمسایہ اپنے قرب کے باعث زیادہ مستحق ہے تو میں تیرے پاس یہ مکان نہ بیچتا یا کہا میں تجھے یہ نہ دیتا (علی بن عبداللہ نے کہا)، میں نے سفیان سے کہا معمر نے اس طرح نہیں کہا ہے۔ اُس نے کہا لیکن اُس نے مجھ سے یہ کہا ہے۔

۶۵۶۳ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ اَنَّ سَعْدًا سَاوَمَهٗ بَيْتًا بِاَرْبَعِ مِائَةِ مِثْقَالٍ فَقَالَ لَوْلَا اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ مَا اَعْطَيْتُكَ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِنِ اشْتَرٰى نَصِيْبَ دَارٍ فَاَرَادَ اَنْ يُّبْطِلَ الشُّفْعَةَ وَهَبَ لِابْنِهِ الصَّغِيْرِ وَلَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ يَمِيْنٌ

مسور بن مخرمہ بن نوفل قرشی

ہجرت کے دو سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے آٹھ ہجری میں ذی الحجہ کے آخر میں مدینہ منورہ ان کو لایا گیا ان کی عمر آٹھ برس ہوئی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت اور حفظ کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ لڑائی میں ان کو منجنیق سے پتھر لگا جبکہ وہ حجرہ میں نماز پڑھ رہے تھے اس نے انہیں قتل کر دیا یہ چونسٹھ ہجری کے ربیع الاوّل شریف کے ابتدائی تاریخ کا واقعہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے حجون میں ان کی نماز جنازہ پڑھی جبکہ ان کی عمر باسٹھ برس تھی ان کے والد کا نام مخرمہ بن نوفل ہے جو فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے اور مؤلفۃ القلوب میں سے ہیں لیکن ان کا اسلام اچھا تھا وہ پچھتر ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے ان کی کل عمر ایک سو پندرہ برس ہے اور حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مخرمہ کے ماموں ہیں اور ابو رافع جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام ہیں (اس حدیث میں شفعہ جار کی تصریح ہے)

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ ،، اور بعض لوگوں نے کہا جب کوئی شخص مکان فروخت کرنے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ حیلہ کرے اور شفعہ کو باطل کر دے کہ بائع مشتری کو مکان ہبہ کر دے اور اس کی حد مقرر کر کے اس کو خریدار کے حوالے کر دے پھر مشتری اس کو ایک ہزار درہم معاوضہ دے اس میں شفیع شفعہ نہیں کر سکتا۔ اس صورت میں شفعہ اس لئے ساقط ہے کہ ہبہ محض معاوضہ نہیں یہ وراثت کے مشابہ ہو گیا اور اس میں شفعہ

بَابُ احْتِيَالِ الْعَامِلِ لِيُهْدٰى لَهٗ

۶۵۶۴ــ حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ

عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ السَّاعِدِیِّ قَالَ اسْتَعْمَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حنفیہ پر بلا وجہ تشنیع کی ہے۔ قولہ اراد ان یبیع الشفعۃ ،، یعنی شفعہ باطل کرنے کا ارادہ کیا۔

۶۵۶۳ــ ترجمہ: ابو رافع سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایک مکان کا چار سو مثقال سے سودہ کیا پھر کہا اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سُنا ہوتا کہ ہمسایہ اپنے قرب کے باعث زیادہ حقدار ہے تو میں تجھے یہ نہ دیتا۔

۶۵۶۳ــ شرح: یہ ابو رافع کی حدیث ہے یہاں اس کو مختصر ذکر کیا ہے۔ کتاب الحیل کے آخر میں اس سے اتم مذکور ہے بخاری امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے کلام میں تناقض ظاہر کرتے ہیں کیونکہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اس حدیث ،، الجار احق بسقبہ ،، ہمسایہ اپنے قرب کے سبب شفعہ کا زیادہ حقدار ہے ،، سے ہمسایہ کے لئے شفعہ کا حق واجب کرتے ہیں تو جو شخص یہ اعتقاد کرے اور اس کے نزدیک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے یہ ثابت ہو جائے پھر وہ حیلہ سے ہمسایہ کا حقِ شفعہ باطل کرے تو اُس نے جس سنت کا اعتقاد کیا تھا اس کو باطل کیا، لیکن یہ کلام غیر مفہوم ہے، کیونکہ وہ اس صورت میں ہمسایہ ہی نہیں کیونکہ اس میں تو وہ نفس مبیعہ میں شریک ہے اور ہمسایہ شریک سے مقدم نہیں ہوتا وہ شریک کے بعد ہی شفعہ کا مستحق ہوتا ہے، لہٰذا مذکور الزام صحیح نہیں۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ ،، اور بعض لوگوں نے کہا اگر مشتری نے مکان کا کچھ حصہ خریدا پھر ارادہ کیا کہ شفعہ کو باطل کرے تو وہ اپنے نابالغ بیٹے کو ھبہ کر دے نابالغ پر قسم نہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ حنفیہ پر تشنیع کرتے ہیں کہ شفعہ باطل کرنے کے لئے خریدا ہُوا مکان نابالغ بیٹے کو ہبہ کر دے پھر کوئی بھی نابالغ سے ہبہ کے ثبوت میں قسم کا مطالبہ نہیں کرے گا، کیونکہ اگر بالغ کو ہبہ کرے تو اس پر قسم واجب ہے اس لئے شفعہ ساقط کرنے کے لئے نابالغ کو ہبہ کرے گا۔

باب عامل کا حیلہ کرنا تاکہ اُس کو ہدیہ بھیجا جائے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا عَلٰى صَدَقَاتِ بَنِيْ سُلَيْمٍ يُدْعٰى ابْنَ اللُّتْبِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ حَاسَبَهٗ قَالَ هٰذَا مَالُكُمْ وَهٰذَا هَدِيَّةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا جَلَسْتَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْكَ وَاُمِّكَ حَتّٰى تَاْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ اِنْ كُنْتَ صَادِقًا ثُمَّ خَطَبَنَا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِيَ اللّٰهُ فَيَاْتِيْ فَيَقُوْلُ هٰذَا مَالُكُمْ وَهٰذَا هَدِيَّةٌ اُهْدِيَتْ لِيْ اَفَلَا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْهِ وَاُمِّهٖ حَتّٰى تَاْتِيَهٗ هَدِيَّتُهٗ. وَاللّٰهِ لَا يَاْخُذُ اَحَدٌ مِّنْكُمْ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ اِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ يَحْمِلُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَلَاَعْرِفَنَّ اَحَدًا مِّنْكُمْ لَقِيَ اللّٰهَ يَحْمِلُ بَعِيْرًا لَهٗ رُغَاءٌ اَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ اَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَهٗ حَتّٰى رُءِيَ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ بَصُرَ عَيْنِيْ وَسَمِعَ اُذُنِيْ

"عامل وہ ہے جو کسی شخص کے مال، ملک اور عمل وغیرہ کے امور کا اہتمام کرے اور جو زکوٰۃ وصول کرے اس کو بھی عامل کہا جاتا ہے"

۶۵۶۴ — **ترجمہ**: ابوحُمَید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی جس کو ابن لُتبیہ کہا جاتا تھا کو بنی سُلَیم کے صدقات پر عامل مقرر کیا جب وہ صدقات لے کر آیا تو اس سے حساب لیا اُس نے کہا یہ تمہارا مال ہے اور یہ میرے لئے ہدیہ ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو اپنے باپ اور اپنی ماں کے گھر کیوں نہیں بیٹھا رہا. حتی کہ تیرے پاس تیرا ہدیہ آتے پھر حضور نے خطبہ دیا اور اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اَمَّا بَعْدُ! میں تم میں سے کسی کو

۶۵۶۵ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ
ابْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَلْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِذَا اشْتَرٰى دَارًا بِعِشْرِيْنَ اَلْفَ
دِرْهَمٍ فَلَا بَأْسَ اَنْ يَّحْتَالَ حِيْنَ يَشْتَرِي الدَّارَ بِعِشْرِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ وَّيَنْقُدَهٗ

اس پر عامل مقرر کرتا ہوں جس کا اللہ نے مجھے والی بنایا ہے پھر وہ میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے یہ تمہارا مال ہے اور یہ مجھے ہدیہ کیا گیا ہے وہ اپنے باپ اور اپنی ماں کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھا رہتا حتیٰ کہ اس کے پاس اس کا ہدیہ آئے اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی شخص اپنے حق کے بغیر کوئی شئ نہیں لیتا مگر وہ قیامت کے دن اس کو اٹھائے ہوئے اللہ سے ملاقات کرے گا میں تم میں سے کسی کو نہ پہچانوں جو اللہ کو اس حال میں ملے کہ اس نے اونٹ اٹھایا ہوا ہو جو بلبلاتا ہو یا گائے اٹھائی ہو جو ڈکارتی ہو یا بکری ہو جو ممیاتی ہو پھر دونوں نورانی ہاتھ اٹھائے حتیٰ کہ آپ کی نورانی بغلوں کی سپیدی دیکھی گئی فرمایا اے اللہ! میں نے تیرا حکم لوگوں تک پہنچا دیا ہے یہ میری آنکھوں نے دیکھا اور میرے کانوں نے سُنا۔

۶۵۶۴ ـــ شرح : اس حدیث کی کتاب الحیل سے مناسبت اس طرح ہے کہ بعض مال واجب الاداء سے مسامحت کی جائے اور یہ حیلہ کیا جائے کہ وہ اسے ہدیہ دیا گیا ہے۔ اسی لئے فرمایا وہ اپنے باپ اور ماں کے گھر کیوں نہیں بیٹھا رہا تاکہ دیکھ لے کہ اس کے پاس ھدایا آتے ہیں۔ بعض نے کہا عامل کا حیلہ یہ ہے کہ اس کی تقرری میں جو اس کو ہدیہ دیا گیا ہے وہ اپنے لئے مخصوص کرے اور اس کو بیت المال میں جمع نہ کرائے۔ رُغا اونٹ کی آواز، خُوار گائے کی آواز اور تیعر بکری کی آواز ہے۔

۶۵۶۵ ـــ ترجمہ : ابو رافع نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسایہ اپنے قرب کے سبب زیادہ مستحق ہے۔ شرح : یہ حدیث کتاب الحیل کے مناسب نہیں اس کا تعلق وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ" اور بعض لوگوں نے کہا اگر بیس ہزار درہم سے مکان خریدنا چاہے تو اس کا حیلہ کرنے میں کچھ حرج نہیں پس وہ بیس ہزار درھم سے مکان خرید لے اور بائع کو نو ہزار نو سو ننانوے درھم یکمشت نقدی دے اور بیس ہزار میں سے باقی کے عوض ایک دینار دے پھر اگر شفعہ کرنے والا طلب کرے تو اس کو بیس ہزار میں لینا پڑے گا، ورنہ اس کی مکان پہ کوئی راہ نہیں پھر اگر مکان کا کوئی اور حقدار نکل آیا تو

تِسْعَةَ اٰلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ وَيَنْقُدُهٗ دِيْنَارًا بِمَا بَقِيَ مِنَ الْعِشْرِيْنَ الْفًا فَاِنْ طَلَبَ الشَّفِيْعُ اَخَذَهَا بِعِشْرِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ وَاِلَّا فَلَا سَبِيْلَ لَهٗ عَلَى الدَّارِ فَاِنِ اسْتُحِقَّتِ الدَّارُ رَجَعَ الْمُشْتَرِيْ عَلَى الْبَائِعِ بِمَا دَفَعَ اِلَيْهِ وَهُوَ تِسْعَةُ اٰلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ دِرْهَمًا وَدِيْنَارٌ لِاَنَّ الْبَيْعَ حِيْنَ اسْتُحِقَّ انْتَقَضَ الصَّرْفُ فِي الدِّيْنَارِ فَاِنْ وَجَدَ بِهٰذِهِ الدَّارِ عَيْبًا وَلَمْ تُسْتَحَقَّ فَاِنَّهٗ يَرُدُّهَا عَلَيْهِ بِعِشْرِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَاَجَازَ هٰذَا الْخِدَاعَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا دَاءَ وَلَا خِبْثَةَ وَلَا غَائِلَةَ

مشتری بائع سے اس رقم میں رجوع کرے گا جو اس کو دی ہے اور وہ نو ہزار نو سو ننانوے درہم اور ایک دینار ہے، کیونکہ بیع کا جب کوئی حقدار نکل آئے تو بیع صرف دینار میں ختم ہو جائے گی پھر اگر اس مکان میں عیب پائے اور اس کا کوئی مستحق نہ ہو تو وہ اس کو بیس ہزار درہم کے عوض واپس کرے گا۔ امام بخاری نے کہا ان بعض لوگوں نے مسلمانوں میں یہ دھوکا جائز کیا، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیع میں نہ بیماری نہ خبث اور نہ ہلاکت ہے۔

۶۵۶۵

شرح: یعنی اگر کوئی آدمی مکان بیس ہزار درہم سے خریدنے کا ارادہ کرے اور یہ ڈر ہو کہ کوئی شفعہ کر دے گا تو شفعہ ساقط کرنے کے لئے حیلہ کرے تو حرج نہیں پس وہ بیس ہزار درہم سے مکان خرید کرے اور بائع کو نو ہزار نو سو ننانوے درہم نقد دے اور بیس ہزار سے جو باقی رہ گیا ہو اس کے مقابلہ میں ایک دینار بائع کو دیدے۔ اب اگر شفیع مکان لینا چاہے گا تو اتنی رقم دے گا جس پر عقد ہوا تھا وہ بیس ہزار درہم ہے اور اگر وہ بیس ہزار درہم سے مکان لینے پر راضی نہ ہو تو وہ مکان نہیں لے سکتا کیونکہ جس قیمت پر بیع ہوئی تھی وہ ادا کرنے پر راضی نہ ہونے کے باعث شفعہ ساقط ہو جاتا ہے اور اگر یہ ظاہر ہو جائے کہ مکان کا کوئی اور شخص مستحق ہے تو بائع اور مشتری کے درمیان مذکور مکان میں جو بیع ہوئی تھی وہ ختم ہو جائے گی، کیونکہ جب مبیعہ کا کوئی اور شخص مستحق ہو جائے تو بیع صرف ختم ہو جاتی ہے یہاں

۶۵۶۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ سَاوَمَ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ بَيْتًا بِأَرْبَعِ مِائَةِ مِثْقَالٍ وَقَالَ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ مَا أَعْطَيْتُكَ —

دینار کے مقابلہ بیع منقوص ہو جائے گی۔ پھر اگر مذکور مکان میں کوئی عیب پایا گیا؛ حالانکہ اس کا کوئی اور شخص مستحق نہیں ہُوا تو وہ مکان کو بائع کی طرف بیس ہزار درہم کے عوض واپس کرے گا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ واضح طور پر تناقض ہے، کیونکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سمیت ساری امت کا اس پر اتفاق ہے کہ استحقاق اور عیب کے سبب رد کی صورت میں بائع وہی رقم واپس کرے گا جو اُس نے قبضہ کی ہو اسی طرح شفعہ کرنے والا بھی اسی رقم پر شفعہ کرے گا جو مشتری نے نقد دی ہو اور جو بائع نے قبض کیا ہو جس پر عقد ہُوا ہو اس پر شفعہ نہ ہو گا۔ اس کی طرف بخاری اشارہ کرتے ہُوئے کہتے ہیں۔ مسلمانوں میں یہ دھوکا جائز کیا۔ یعنی اگر شفیع شفعہ کرے گا تو پوری رقم دیگا اور اگر شفعہ ترک کرے گا تو عقد کے اعتبار سے ثمن میں زیادتی کے باعث اس کا حق باطل ہے۔ لیکن امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا سوءِ ادب ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کسی کو دھوکہ دینے سے مُبرا ہیں اور ان کا مضبوط دین اسے منع کرتا ہے۔

۶۵۶۶ — ترجمہ: عمرو بن شرید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو رافع نے سعد بن مالک کے پاس ایک گھر کا چار سو مثقال سے سودا کیا اور کہا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنا تھا کہ ”ہمسایہ اپنے قرب کے سبب زیادہ حقدار ہے“ تو میں تجھے یہ نہ دیتا (حدیث ۶۱۸۱ کی شرح دیکھیں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ التَّعْبِيْرِ

بَابٌ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ ٦٥٠٧ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب التعبیر

تعبیر معنی تفسیر خواب کی تفسیر کے ساتھ مختص ہے اور ظاہر حال سے اس کے باطن کی طرف عبور کرنا ہے۔ عبر سے مشتق ہے اور وہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف تجاوز کرنا ہے اعتبار اور عبرت وہ حالت ہے جس کے سبب شاہد کی معرفت سے غیر شاہد تک پہنچتے ہیں جب کسی خواب کی تعبیر کی جائے تو کہا جاتا ہے عَبَرْتُ الرُّؤْيَا۔

الْوَحْيُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ وَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ بِهِ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ فَكَانَ يَأْتِي حِرَاءَ فَيَتَحَنَّثُ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتَّى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فِيهِ فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ حَتَّى بَلَغَ مَا لَمْ يَعْلَمْ فَرَجَعَ بِهَا تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَزَمَّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ يَا خَدِيجَةُ مَا لِي وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ وَقَالَ قَدْ خَشِيتُ عَلَيَّ

باب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے جو وحی کی ابتداء ہوئی وہ اچھے خواب تھے"

۶۵۶۷ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سب سے پہلے جو وحی کی ابتداء ہوئی وہ نیند میں سچے خواب تھے۔ حضور کوئی خواب نہ دیکھتے مگر وہ سفید صبح کی مانند آتے آپ غارِ حراء میں تشریف لاتے اور اس میں چند راتیں عبادت کرتے (راوی نے کہا) تحنث کے معنی عبادت کرنے کے ہیں اور ان چند راتوں کے لئے زاد لے جاتے پھر ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف لوٹتے اور اسی طرح زاد لے جاتے حتیٰ کہ اچانک آپ کے پاس حق آیا؛ حالانکہ آپ غارِ حراء میں تھے پس حضور کے

فَقَالَتْ لَهُ كَلَّا اَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِى الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِيْجَةُ حَتّٰى اَتَتْ بِهٖ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ ابْنِ اَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قُصَيٍّ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيْجَةَ اَخُوْ اَبِيْهَا وَكَانَ اِمْرَءًا تَنَصَّرَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ فَيَكْتُبُ بِالْعَرَبِيَّةِ مِنَ الْاِنْجِيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيْجَةُ اَىِ ابْنَ عَمِّ اِسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ فَقَالَ وَرَقَةُ ابْنَ اَخِيْ مَا تَرٰى فَاَخْبَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاٰى فَقَالَ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ اُنْزِلَ عَلٰى مُوْسٰى يَالَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعًا اَكُوْنُ حَيًّا حِيْنَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ فَقَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتَ بِهٖ اِلَّا عُوْدِيَ وَاِنْ يُدْرِكْنِيْ يَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ اَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً

پاس غارِ حراء میں فرشتہ (جبرائیل علیہ السلام) آیا اور کہا پڑھیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اُس نے مجھے پکڑا اور بغل میں زور سے دبایا حتی کہ مجھ سے پوری طاقت کو پہنچا۔ (زور سے دبایا) پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھیے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اس نے دوسری بار مجھے پکڑا اور زور سے بغل میں دبایا حتی کہ مجھ پر پوری طاقت کو پہنچا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھیے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں

اس نے مجھے پکڑا اور تیسری بار بغل میں دبایا پھر مجھے

حَتّٰی حَزِنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْہُ مِرَارًا کَیْ یَتَرَدّٰی مِنْ رُؤُسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ فَکُلَّمَا اَوْفٰی بِذُرْوَةِ جَبَلٍ لِکَیْ یُلْقِیَ نَفْسَہٗ مِنْہُ تَبَدّٰی لَہٗ جِبْرِیْلُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

چھوڑ کر کہا اپنے رب کے نام سے پڑھئے جس نے پیدا کیا حتیٰ کہ "مالم یعلم" تک پہنچا حضور ان آیات کو ساتھ لے کر واپس تشریف لے گئے اس حال میں کہ گردن اور کندھے کے درمیان گوشت حرکت کر رہا تھا۔ آپ خدیجہ بنت خویلد کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے کپڑوں میں لپیٹ لو مجھے کپڑوں میں لپیٹ لو انہوں نے آپ کو کپڑوں میں لپیٹ دیا حتیٰ کہ آپ سے خوف وہراس جاتا رہا۔ حضور نے ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرشتے کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا اللہ کی قسم مجھے اپنی ذات پہ خوف ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا ایسا ہرگز نہ ہوگا اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا بے شک آپ صلہ رحمی کرتے ہیں داقرباء پر احسان کرتے ہیں) سچی بات کرتے ہیں بوجھ اٹھاتے ہیں دمسکین پروری کرتے ہیں) مہمان نوازی کرتے ہیں حق کی راہ میں مصائب میں مدد کرتے ہیں پھر ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور کو لے کر چلیں حتیٰ کہ آپ کو ورقہ بن نوفل ابن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کے پاس لائیں اور وہ خدیجہ کے چچا کے بیٹے تھے انہوں نے جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار کر لیا تھا وہ عربی لکھا کرتے تھے اور انجیل سے عبرانی میں جو اللہ چاہتا تھا لکھا کرتے تھے وہ معمر تھے اور نابینا ہو چکے تھے۔ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں فرمایا اے میرے چچا کے بیٹے اپنے بھتیجے سے کچھ سنو۔ ورقہ نے کہا اے میرے بھتیجے آپ کیا دیکھتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دیکھا تھا ذکر فرمایا ورقہ نے کہا یہ وہ رازدان ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا کاش کہ میں ایام نبوت میں نوجوان ہوتا اور زندہ رہتا جس وقت آپ کی قوم آپ کو (مکہ سے) نکالے گی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ ایسا کریں گے اور مجھے نکالیں گے۔ ورقہ نے کہا جی ہاں (ضرور نکالیں گے) جو خبر آپ لائے ہیں اس جیسی خبر کوئی نہیں لاتا مگر اس کے ساتھ دشمنی کی جاتی ہے۔ اگر مجھے آپ کو اخراج کے زمانہ نے پایا تو میں آپ کی زبردست مدد کروں گا پھر ورقہ نہ ٹھہرے اور جلد فوت ہو گئے اور وحی رک گئی، حتیٰ کہ جو کچھ ہمیں پہنچا ہے حضور سخت غمزدہ ہوئے اس غم کے باعث بار بار صبح جاتے کہ پہاڑ کی چوٹی سے گر پڑیں جب بھی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تاکہ اس سے اپنی ذات کریمہ کو گرائیں تو آپ کے سامنے جبرائیل علیہ السلام ظاہر ہو جاتے۔ جبرائیل علیہ السلام فرماتے یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ کے حق رسول ہیں تو اس سے آپ کے جوش کو سکون ہو جاتا اور آپ کا نفس شریف قرار

حَقًّا فَيَسْكُنُ لِذٰلِكَ جَأْشُهٗ وَتَقِرُّ نَفْسُهٗ فَيَرْجِعُ فَاِذَا طَالَتْ عَلَيْهِ فَتْرَةُ الْوَحْيِ غَدَا لِمِثْلِ ذٰلِكَ فَاِذَا اَوْفٰى بِذُرْوَةِ الْجَبَلِ تَبَدّٰى لَهٗ جِبْرِيْلُ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ضَوْءُ الشَّمْسِ بِالنَّهَارِ وَضَوْءُ الْقَمَرِ بِاللَّيْلِ

پاتا اور واپس لوٹ آتے پھر جب وحی کے انقطاع کی مدت لمبی ہوتی گئی تو پھر اسی طرح نکلے اور جس وقت پہاڑ کی چوٹی پر چڑھے تو جبرائیل علیہ السلام سامنے ظاہر ہوئے اور اسی طرح کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فالق الاصباح کی تفسیر میں ذکر کیا کہ یہ دن میں سورج کی روشنی اور رات کو چاند کی روشنی ہے "

۶۵۶۷ — شرح : اس حدیث میں رویا صادقہ مذکور ہے جبکہ حدیث ۳ ج ۱ میں رؤیا صالحہ کا ذکر ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کے حق میں امور آخرت کی نسبت دونوں ہم معنیٰ ہیں اور امور دنیا کی نسبت صالحہ خاص ہے ؛ چنانچہ اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب صادق تھا اور کبھی صالحہ بھی ہوتا ہے اور غیر صالحہ دنیا کی نسبت ہے جیسے اُحد کی جنگ کے موقع پر حضور نے خواب میں گائے ذبح ہوتی دیکھی یہ دنیا کے اعتبار سے یہ غیر صالحہ تھا۔ کرمانی نے کہا صالحہ وہ ہے جس کی صورت اچھی ہو یا اس کی تعبیر اچھی ہو اور صادقہ وہ ہے جو واقع کے مطابق ہو۔ فلق صبح کے معنیٰ صبح کی روشنی کے ہیں رؤیا صادقہ کو یہ فلق صبح سے تشبیہ اس طرح ہے کہ سچے خواب شمس نبوت کے ابتدائی انوار ہیں۔ پھر یہ نور وسیع تر ہوتا رہا یہاں تک کہ شمس نبوت چمکنے لگا جس شخص کا باطن نورانی تھا وہ تصدیق میں مستحکم رہا جیسے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تصدیق نبوت میں ذرہ بھر تامل نہ کیا اور جس کا باطن کور تھا وہ تکذیب میں چمگادڑ کی طرح ہے جو سورج کی روشنی دیکھ نہیں سکتا جیسے ابو جہل لعنۃ اللہ علیہ نے نور نبوت کی تکذیب کی اور اس میں پوری زندگی صرف کر دی ان دونوں کے علاوہ دوسرے لوگ ان کے مابین ہیں جس قدر کسی کو نور عطا ہوا اسی پر قادر ہوا "

غار حراء میں تشریف لے جانے میں کیا حکمت تھی ؟

غار حرا میں تنہائی اختیار کرنے میں یہ حکمت تھی کہ کعبہ اس کے سامنے ہے وہاں سے کعبہ پر نظر خوب جمتی ہے تو غار حراء میں علیحدہ رہنے والے کے لئے اس میں تین عبادتیں میسر ہوتی ہیں ایک تنہائی دوسرے عبادت

بَابُ رُؤْيَا الصَّالِحِيْنَ

وَقَوْلُهٗ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ اِلٰى فَتْحًا قَرِيْبًا

۶۵۶۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مٰلِكٍ عَنْ اِسْحٰقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِىْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ

اور تیسرے بیت اللہ پر نظر بعض علماء نے یہ ذکر کیا کہ قریش غار حراء میں تنہائی اختیار کرتے تھے ان میں سے سب سے پہلے عبدالمطلب نے یہ کیا اس لئے دوسرے قریش ان کی بزرگی کے سبب ان کی تعظیم کرتے تھے پھر بعد میں جو تنہائی میں عبادت اختیار کرتا وہ یہ کیا کرتا تھا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جدامجد عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی جگہ میں خلوت اختیار کی اور آپکے چچوں نے اس کو تسلیم کیا کیونکہ آپ کو اُن پر کرامت وعظمت حاصل تھی۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی غار حراء میں خلوت کی مدت میں صرف ایک مہینہ تھا اس مہینہ کی بعض راتوں کے لئے آپ خرچہ لے جاتے جب ختم ہو جاتا تو واپس آکر اور لے جاتے ایک ہی بار مہینہ بھر کا خرچہ اس لئے نہ لے جاتے تھے کہ اتنی مدت پڑے رہنے سے خراب ہونے کا احتمال تھا اس لئے تھوڑا تھوڑا لے جاتے تھے۔ پھر اس مدت میں جو کوئی آپ کے پاس آتا اس کو کھانا کھلاتے تھے۔ غار حراء میں خلوت کی انتہا جبرائیل علیہ السلام کی اوّلین آمد تھی۔ فجاءہ الملک فیہ " یعنی فرشتہ غار میں آپ کے پاس آیا اس میں اس شخص کی تردید ہے جس نے کہا کہ فرشتہ غار میں داخل نہ ہوا بلکہ باہر دروازہ پر کلام کیا تھا اور حضور غار میں تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سترہ رمضان کو پیر کے روز غار حراء میں تشریف لے گئے۔ جبکہ حضور کی عمر شریف چالیس برس تھی اس میں اور بھی اقوال ذکر کئے جاتے ہیں۔ طیالسی نے روائت کی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے پہلے سلام عرض کیا تھا پھر قرأت کے متعلق عرض کیا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اقرء سے جبرائیل علیہ السلام کی مراد کیا تھی؟ اس کا جواب یہ ہے محمد بن اسحٰق نے روائت کی ہے وہ لکھی ہوئی عبارت تھی جس کو پڑھنے کے لئے جبرائیل نے کہا تھا اسی لئے حضور نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس مکتوب میں وہی آیات تھیں جو جبرائیل علیہ السلام نے پڑھی تھیں (حدیث ۳ کی شرح دیکھیں)

باب نیک لوگوں کے خواب

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! بے شک اللہ نے اپنے رسُول کا خواب سچ کر دکھایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہوگے اس حال میں کہ تم بے خوف ہوگے اپنے سر منڈانے والے یا بال چھوٹے کرنے والے ہوگے اور تمہیں کوئی ڈر نہ ہوگا ۔ اللہ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے ہو اُس نے اس سے پہلے ہی جلد ایک اور فتح عطاء کر دی ۔

تفسیر : مجاہد نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا گیا جبکہ حضور حُدیبیہ میں تھے کہ آپ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سر منڈا کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے جب حضور نے حدیبیہ میں قربانی ذبح کر دی تو آپ کے صحابہ کرام نے عرض کیا حضور آپ کے خواب کا کیا حال ہے ؟ تو یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی اور جلد فتح حدیبیہ میں اونٹوں کو نحر کرنا ہے ؛ چنانچہ صحابہ کرام واپس آئے اور خیبر فتح کیا فتح سے یہی مراد ہے پھر اس کے ایک سال بعد عمرہ کیا جسے عمرۃ القضاء کہا جاتا ہے تو اس سال حضور کا خواب سچا کر دکھایا یہ چھ ہجری کا واقعہ ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم

۶۵۶۸

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک آدمی کا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں جزء ہے ۔

۶۵۶۸

شرح : کرمانی نے کہا یہ نبیوں کے حق میں ہے دوسرے لوگوں کا خواب نبوت کا کوئی حصہ نہیں کیونکہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے ۔ ان پر بیداری کی طرح خواب میں بھی وحی نازل ہوتا ہے ۔ بعض نے کہا خواب نبوت کے موافق آتا ہے ۔ یہ نہیں کہ یہ نبوت کا جزء ہے جو باقی رہ گیا ہے ۔ زجاج نے کہا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام مستقبل میں ہونے والے امور کی خبر دیتے ہیں اور خواب بھی ہونے والی شئی پر دلالت کرتی ہے ۔ خطابی نے اس کی تاویل میں نقل کیا کہ وحی کی ابتداء سے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک ۲۳ سال مدت ہے ۔ ان میں سے ۱۳ سال مکہ مکرمہ میں اور دس۱۰ سال مدینہ منورہ میں وحی نازل ہوتی رہی اور مکہ مکرمہ میں ابتدائی امر میں چھ ماہ تک خواب میں وحی نازل ہوتی رہی ۔ یہ نصف سال ہے اس طرح ۲۳ سالوں کے نصف ۴۶ ہُوئے تو خواب چھیالیسواں حصہ اس اعتبار سے ہے ۔

بَابُ اَلرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ

۶۵۶۹ ـــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ ۶۵۷۰ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ

باب خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے

ہر حلم اور غیر حلم پر رُؤیا کا اطلاق ہوتا ہے، لیکن جو خواب شیطان کی طرف منسوب ہو اس کو عرفاً حُلم کہا جاتا ہے اور جو اللہ کی طرف منسوب ہو اسے رؤیا کہتے ہیں اور رؤیا کی اللہ کی طرف اضافت تشریف کے لئے ہے جیسے ناقۃ اللہ میں ہے

۶۵۶۹ ـــــ ترجمہ : قتادہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا رؤیا اللہ کی طرف سے اور حُلم شیطان کی طرف سے ہے۔

۶۵۶۹ ـــــ شرح : حُلُم بضم الحاء واللام ہے جوہری نے سکون اللام ضبط کیا ہے یہ وہ ہے جس کو سونے والا خواب میں دیکھتا ہے اور حِلم بکسر اللام معنی بردباری ہے۔ حُلم کی نسبت شیطان کی طرف اس لئے کی جاتی ہے کہ یہ اس کی خواہش اور مراد کے مطابق ہوتا ہے یا اس لئے کہ یہ محض تخیل ہوتا ہے نفس الامر میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔

۶۵۷۰ ـــــ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب تم میں سے کوئی خواب دیکھے جس سے وہ محبت کرتا ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے لہٰذا اس وقت اللہ کی حمد و ثناء کرے اور کسی سے بیان کرے

اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یُحِبُّھَا فَاِنَّمَا ھِیَ مِنَ اللّٰہِ فَلْیَحْمَدِ اللّٰہَ عَلَیْھَا وَلْیُحَدِّثْ بِھَا وَاِذَا رَاٰی غَیْرَ ذٰلِکَ مِمَّا یَکْرَہُ فَاِنَّمَا ھِیَ مِنَ الشَّیْطَانِ فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّھَا وَلَا یَذْکُرْھَا لِاَحَدٍ فَاِنَّھَا لَا تَضُرُّہٗ

بَابُ اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّۃٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّۃِ

۶۵۷۱ — **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ لَقِیْتُہٗ بِالْیَمَامَۃِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ مِنَ اللّٰہِ

جب اس کے سوا دیکھے جس کو بُرا جانتا ہو تو وہ صرف شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اس کی شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور کسی سے ذکر نہ کرے وہ اس کو کچھ ضرر نہیں دے گا۔

۶۵۷۰ — شرح : اچھے خوابوں کے تین آداب ہیں اللہ کی حمد کرے اور اس سے خوش ہو، نیک مرد سے ذکر کرے اور حلم کے چار آداب ہیں۔ شیطان اور اس کی شر سے اللہ کی پناہ مانگے جب بیدار ہو تو بائیں جانب تھوک دے اور کسی سے ذکر نہ کرے۔ بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کھڑا ہو جائے اور نماز پڑھے مسلم کی روایت میں ہے کروٹ بدل لے اور تھوکنے میں حکمت شیطان کو دور کرنا ہے جو اس خواب کے وقت حاضر تھا اور اس کو بُرا جانے اور نماز سب کو جامع ہے۔ جب ایسا خواب آئے جس سے دل گھبرائے تو سونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لیا کرے بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ"

باب اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں جزء ہے

۶۵۷۱ — ترجمہ ابوقتادہ سے روایت

وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَتَعَوَّذْ مِنْهُ وَلْيَبْصُقْ عَنْ شِمَالِهِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَعَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

۶۵۷۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ وَرَوَاهُ ثَابِتٌ وَحُمَيْدٌ وَإِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَشُعَيْبٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے خواب اللہ کی طرف سے ہیں اور بُرا خواب شیطان کی طرف سے ہے جب تم میں سے کوئی بُرا خواب دیکھے تو اس سے پناہ چاہے اور اپنے بائیں طرف تھوک دے وہ اس کو ضرر نہ دے گا اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے وہ قتادہ کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جیسی روایت کرتے ہیں۔

۶۵۷۱ — شرح : قولہ "وَلْيَبْصُقْ"، بائیں جانب تھوکنے کا حکم اس لئے ہے کہ اس طرف شیطان ہے جو بُرے خواب کے وقت حاضر ہوتا ہے اس میں اس کی تحقیر و تذلیل ہے۔ بائیں جانب کی تخصیص اس لئے ہے کہ یہ طرف اقذار اور مکروہات کا محل ہے۔ قولہ وعن ابیہ اس کا پہلی سند پر عطف ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذکور حدیث میں مسدد کے دو طریق ہیں۔ ایک عبداللہ بن ابی قتادہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرا عبداللہ بن یحییٰ کے طریق سے۔ مثلہ سے مراد مذکور حدیث کی مثل ہے۔ کرمانی نے ذکر کیا کہ محدثین نے کہا جب راوی کوئی حدیث اس کی سند سے بیان کرے پھر اس کے بعد دوسرا اسناد ذکر کرے اور اس کے آخر میں "مثلہ" سے بیان کرے ——

—— شعبہ نے کہا پہلی حدیث کو دوسری حدیث کے اسناد کے ساتھ روایت کرنا جائز

۶۵۷۳ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ ۶۵۷۴ــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِىْ اِبْنُ اَبِىْ حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرُّؤْيَا

نہیں سفیان ثوری نے کہا جائز ہے یحیٰی بن معینؒ کہا اگر لفظ "مثلہ" کہا تو جائز ہے اگر "نحوہ" کہا ہے تو جائز نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۵۷۲ــــ **ترجمہ** : عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمن کا خواب نبوّت کے چھیالیس اجزاء سے ایک جزء ہے۔

۶۵۷۲ــــ **شرح** : اکثر احادیث میں نبوت کے چھیالیس اجزاء مذکور ہیں مسلم کی ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت میں پینتالیس اجزاء مذکور ہیں جبکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں نبوت کے ستر اجزاء سے خواب ایک جزء ہے۔ طبرانی کی روایت میں ۷۶ اجزاء کا ذکر ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ ابن عبدالبر سے عبدالعزیز بن مختار کے طریق سے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث میں ۲۶، اجزاء کا ذکر ہے۔ امام احمد اور ابویعلیٰ نے ابن عباس سے روایت کہ انہوں نے کہا میں نے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ فرماتے تھے میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ مؤمن کا اچھا خواب نبوت کے پچاس اجزاء سے ایک جزء ہے بعض روایات میں انچاس اجزاء مذکور ہیں۔ الحاصل مذکور اختلاف عدد کے علاوہ چوبیس، چھبیس، بہتر، بیالیس، ستائیس اور پچیس اجزاء تک روایات میں مذکور ہے لیکن اس اختلاف کا باعث یہ ہے کہ مختلف اوقات جن میں سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث بیان فرمائی کے اعتبار سے اختلافِ اعداد ہے۔ پھر حیاتِ طیبہ کے آخری ایام میں چھیالیس پر تکمیل ہُوئی اس کے علاوہ دیگر روایات موثوق بہا نہیں۔

۶۵۷۳ــــ **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمن

الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

بَابُ الْمُبَشِّرَاتِ

۶۵۷۵ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ

کا خواب نبوت کے اجزاء سے چھیالیسواں جزء ہے۔ ثابت، حمید، اسحاق بن عبداللہ اور شعیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روائت کی ہے۔

۶۵۷۴ — ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں سے ایک حصہ ہے۔

۶۵۷۴ — شرح: اس باب کی تمام احادیث میں نبوت کا بدل لفظ رسالت ذکر نہیں کیا اس میں راز یہ ہے کہ رسالت میں مکلف لوگوں کے لئے احکام کی تبلیغ ضروری ہے محض نبوت میں یہ نہیں کیونکہ اس میں صرف بعض مغیبات پر اطلاع ہوتی ہے (عینی)

باب بشارتیں

یہاں مبشرات سے مراد اچھے خواب ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں ہے لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ،، یعنی ان کے لئے دنیاوی زندگی میں اچھے خواب ہیں۔

۶۵۷۵ — ترجمہ: سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبوت سے محض مبشرات

بَابُ رُؤْيَا يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَقَوْلُهُ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يَا اَبَتِ اِنِّيْ رَأَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ اِلٰى قَوْلِهِ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ وَقَوْلُهُ يَا اَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ اِلٰى قَوْلِهِ وَاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ

باقی رہ گئے ہیں لوگوں نے عرض کیا مبشرات کیا ہیں ۔حضور نے فرمایا مبشرات اچھے خواب ہیں ۔

۶۵۷۳ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ،، لَمْ یَبْقَ ،، بمعنی ماضی منفی ہے یعنی زمانہ ماضی میں باقی نہیں رہے لیکن اس سے مراد استقبال ہے کیونکہ آپ کے زمانہ سے پہلے اور آپ کے زمانۂ حال میں ان کا غیر اُن سے باقی تھا لہٰذا آپ کے زمانہ کے مبشرات مراد ہیں اس کا جواب یہ ہے آپ کے زمانہ شریف میں آپ کے غیر کے لئے نبوت ثابت نہ تھی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جس کو اچھے خواب آئیں کیا اس کے لئے نبوت کا کچھ حصہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نبوت کا جزء نبوت کا غیر ہے لہٰذا اس کے لئے نبوت نہیں ۔عینی نے ابن تین سے نقل کیا کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، میری وفات سے وحی منقطع ہو جائے گی اور مستقبل کے احوال معلوم ہونے کے لئے صرف اچھے خواب باقی رہ جائیں گے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ الہام میں مستقبل کی خبریں ہیں اور نبیوں کے لئے وحی کی نسبت اچھے خوابوں کی طرح ہے اور یہ نبیوں کے غیر میں بھی پایا جاتا ہے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا ہے ،، میری امت میں عمر فاروق محدَّث ہے ،، اور محدَّث کے معنی مُلہَم کے ہیں جس کو الہام ہوتا ہو ، حالانکہ بہت اولیاء اللہ نے امور غیبیہ کی خبریں دی ہیں جو صحیح واقع ہوئی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حصر نیند میں ہے ، کیونکہ یہ عموماً مومنوں کو شامل ہے بخلاف الہام کے وہ بعض کے ساتھ مختص ہے اس کے باوجود یہ نادر الوقوع ہے ۔مہلب نے کہا مبشرات کی تعبیر بطریق اغلب ہے کیونکہ بعض خواب سچے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ ،، مومن کو اس لئے دکھاتا ہے کہ وہ مستقبل میں شئی کے وقوع سے پہلے ہی تیار ہو جائے اس میں مومن کے لئے رفق ہے ۔

باب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواب

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ میں نے گیارہ ستارے سورج اور چاند کو دیکھا ہے میں نے ان کو دیکھا کہ وہ سجدہ کرتے ہیں۔ کہا اے میرے پیارے بیٹے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا وہ تیرے ساتھ کوئی خفیہ تدبیریں کریں گے بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے ایسے تیرا رب تجھے منتخب کرے گا اور تجھے خوابوں کی تاویل سکھائے گا اور تیرے اوپر اور یعقوب کی اولاد پر اپنی نعمت پوری کرے گا جیسے اس سے پہلے ابراہیم اور اسحاق پر اسے پورا کیا بے شک تیرا پروردگار علم و حکمت والا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اے میرے باپ یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے بے شک میرے رب نے اسے سچا کیا اور بیشک اُس نے مجھ پر احسان کیا کہ مجھے قید سے نکالا اور سب کو گاؤں سے لے آیا بعد اس کے شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں ناچاقی کرا دی تھی بے شک میرا رب جس بات کو چاہے آسان کر دے بے شک وہی علم و حکمت والا ہے۔ اے میرے رب بیشک تو نے مجھے ایک سلطنت دی اور کچھ باتوں کا انجام نکالنا سکھایا اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے تو میرا کام بنانے والا ہے دنیا اور آخرت میں مجھے مسلمان اٹھا اور اُن سے ملا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں۔ بخاری نے کہا فاطر، بدیع، مبتدع، باری اور خالق ہم معنیٰ ہیں۔

تفسیر: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے خواب میں گیارہ ستارے "جریان[۱]، طارق[۲]، ذیال[۳]، ذوالکنفین[۴]، ذوالقابس[۵]، وثاب[۶]، عمودان[۷]، فلیق[۸]، مصبح[۹]، ضروح[۱۰] اور ذوالفرغ[۱۱]" دیکھے جبکہ آپ کی عمر شریف بارہ برس تھی۔ ایک روایت کے مطابق سات اور سترہ برس بھی مذکور ہے۔ آپ کے گیارہ بھائی یہوذا[۱]، روبیل[۲]، ریالون[۳]، شمعون[۴]، لاوی[۵]، یشجر[۶]، دنیہ[۷]، دان[۸]، نفتالی[۹]، جاد[۱۰] اور آشر[۱۱] تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب اور بھائیوں کی ملاقات کے درمیان چالیس(۴۰) برس تھے۔ ایک روایت کے مطابق اسی برس ہیں اُن کو گاؤں سے لایا، کیونکہ وہ کھیتی باڑی کرتے تھے اور مویشی وغیرہ رکھتے تھے جنگلات میں جہاں پانی میسر ہوتا وہاں منتقل ہو جاتے تھے۔ قولہ رأیتھم، میں نے ستاروں

بَابُ رُؤْيَا اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَقَوْلُهٗ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ قَالَ مُجَاهِدٌ اَسْلَمَا سَلَّمَا مَا اُمِرَا بِهٖ وَتَلَّهٗ وَضَعَ وَجْهَهٗ بِالْاَرْضِ

کو دیکھا قیاس رَاَیْتُھَا ہے لیکن مذکر ضمیر اس لئے ذکر کی کہ اللہ تعالیٰ نے گیارہ ستاروں کی وہ وصف ذکر کی ہے جو عقلاء کے ساتھ خاص ہے اور وہ سجدہ کرنا ہے اس لئے اُن پر عقلاء کا حکم جاری کیا گویا وہ عاقلہ ہیں آخر میں حضرت یوسف علیہ السلام نے دُعاء کی کہ مجھے قبض کرے اور میرے آباؤ اجداد انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ملادے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو مصر میں فوت کیا اور پتھر کے صندوق میں دریائے نیل میں دفن کیا گیا۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک سو بیس برس کی عمر میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون"
امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا فاطر، بدیع الخ ہم معنیٰ ہیں یعنی ان کا مرجع ایک ہی ہے اور وہ عدم کے بعد پیدا کرنا بادئہ بدو سے ہے۔

باب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواب

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا کہا اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تُو دیکھ تیری کیا رائے ہے کہا اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے۔ خُدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے تو جب اُن دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا اس وقت کا حال نہ پوچھ اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔

تفسیر : یعنی اسماعیل علیہ السلام اپنے والد کے ساتھ اشغال اور حوائج میں کام کے قابل ہو گئے اور نہ ہی یہ "سعی" سے متعلق ہے کیونکہ سعی مصدر ہے۔ اور مصدر کا صلہ اس سے مقدم نہیں

[illegible]

بَابُ التَّوَاطُوءِ عَلَى الرُّؤْيَا

۶۵۷۶ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ اُنَاسًا اُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَمِسُوهَا فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ

بَابُ رُؤْيَا اَهْلِ السُّجُونِ وَالْفَسَادِ وَالشِّرْكِ

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ اِلٰى قَوْلِهٖ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ وَادَّكَرَ افْتَعَلَ مِنْ ذَكَرَ اُمَّةٍ قَرْنٍ وَيُقْرَأُ اَمَةٍ نِسْيَانٍ وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَعْصِرُوْنَ الْاَعْنَابَ وَالدُّهْنَ تُحْصِنُوْنَ تَحْرُسُوْنَ

ہوتا قولہ قَالَ مُجَاهِدٌ ، یعنی مجاہد نے کہا اَسْلَمَا ، دونوں نے اس حکم کو تسلیم کرلیا جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا ، تَلَّہٗ ، اس کا ماتھا زمین پر رکھا ، ماتھے کے بل لٹایا ،

باب خواب پر سب کا اتفاق کرنا

یعنی ایک جماعت کا ایک خواب پر اتفاق کرنا اگرچہ بیان کی عبارات مختلف ہیں

۶۵۷۶ ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رمضان مبارک کے آخری سات راتوں میں لوگوں کو لیلۃ القدر دکھائی گئی اور بعض لوگوں کو دکھایا گیا کہ وہ رمضان مبارک کی آخری دس راتوں میں ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو رمضان مبارک کی آخری سات راتوں میں تلاش کرو ۔

باب قیدیوں، فسادیوں اور مشرکوں کے خواب

فساد عام اور شرک خاص ہے ، کیونکہ فسادی ضروری نہیں کہ مشرک ہی ہوں اس میں یہ اشارہ ہے کہ اچھے

خواب ان لوگوں کے حق میں بھی معتبر ہوتے ہیں اگر قیدیوں کو اچھے خواب نظر آئیں تو اُن کے لئے یہ خوشخبری ہے کہ وہ قید سے رہائی پا جائیں گے اور اگر وہ کافر ہے تو اس خواب میں اس کے ہدایت پانے کی خوشخبری ہے جیسے اُن دو نوجوانوں کا خواب سچا تھا جو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ قید خانہ میں تھے۔ الحاصل فسادی کا اچھا خواب اس کی توبہ کی خوشخبری ہے اور کافر کا اچھا خواب اس کے ہدایت پانے کی دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اس (یوسف علیہ السلام) کے ساتھ قید خانہ میں دو نوجوان داخل ہوئے ان میں سے ایک نے کہا میں نے خواب دیکھا کہ شراب نچوڑتا ہوں اور دوسرے نے کہا میں نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں جن میں سے پرندے کھاتے ہیں ہمیں اس کی تعبیر بتائیے بیشک ہم آپ کو نیکوکار دیکھتے ہیں یوسف نے کہا جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے وہ تمہارے پاس نہ آنے پائے گا کہ میں اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے بتا دوں گا۔ یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے بے شک میں نے ان لوگوں کا دین نہ مانا جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آخرت سے منکر ہیں اور میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کا دین اختیار کیا۔ ہمیں نہیں پہنچتا کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرائیں یہ اللہ کا ایک فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ اے میرے قید خانہ کے دونوں ساتھیو! کیا جدا جدا رب اچھے یا ایک اللہ جو سب پر غالب ہے تم اس کے سوا نہیں پوجتے مگر نرے نام جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے تراش لئے ہیں۔ اللہ نے اُن کی کوئی سند نہیں اُتاری حکم نہیں مگر اللہ کا۔ اُس نے فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو یہ سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اے قید خانہ کے دونوں ساتھیو! تم میں سے ایک تو اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلائے گا رہا دُوسرا وہ سُولی دیا جائے گا تو پرندے اس کا سر کھائیں گے۔ حکم ہو چکا ہے اس بات کا کہ جس کا تم سوال کرتے تھے اور یوسف نے ان دونوں میں سے جسے بچتا سمجھا اس سے کہا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس میرا ذکر کرنا تو شیطان نے اسے بھلا دیا کہ اپنے رب (بادشاہ) کے سامنے یوسف کا ذکر کرے تو یوسف کئی برس اور جیلخانہ میں رہا اور بادشاہ نے کہا میں نے خواب میں سات گائیں فربہ دیکھیں کہ انہیں سات دُبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیں ہری اور دوسری سات سوکھی۔ درباریو! میری خواب کا جواب دو اگر تمہیں خواب کی تعبیر آتی ہو۔ اُنہوں نے کہا پریشان خوابیں ہیں اور ہم خواب کی تعبیر نہیں جانتے اور اس جوان نے کہا جو ان دو نوجوانوں سے بچا تھا اور ایک مدت بعد اسے یاد آیا میں تمہیں اس کی تعبیر بتاؤں گا مجھے بھیجو! اے یوسف اے صدیق! ہمیں تعبیر دیجئے سات فربہ گایوں کی جنہیں سات دُبلی کھاتی ہیں اور سات ہری بالیں اور دوسری سات سوکھی شائد میں لوگوں کی طرف لوٹ کر جاؤں شائد وہ آگاہ ہوں۔ کہا تم کھیتی کرو گے سات برس لگاتار تو جو کاٹو اسے اس کی بالیوں میں ہی رہنے دو مگر تھوڑا جتنا کھا لو پھر اس کے بعد سات سخت سال آئیں گے کہ کھا جائیں گے جو تم نے ان کے لئے پہلے جمع کر رکھا

تھا مگر تھوڑا سا جو بچا لو پھر ان کے بعد ایک سال آئے گا جس میں لوگوں کو مینہ دیا جائے گا اور اس میں رس نچوڑیں گے اور بادشاہ نے کہا انہیں میرے پاس لے آؤ تو جب اس کے پاس ایلچی آیا کہا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس پلٹ جاؤ۔

شرح: حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ دو غلام قید خانہ میں داخل ہوئے جبکہ مصر کا بادشاہ ولید بن ریان ان پر غضبناک ہوا اور انہیں قید خانہ میں جانے کا حکم دیا ان میں سے ایک بادشاہ کا نانبائی اس کا کھانا پکایا کرتا تھا اس کا نام مجلث تھا اور دوسرا بادشاہ کو شراب پلایا کرتا تھا اس کا نام نبوء یا مرطبس تھا بادشاہ ان پر غضبناک اس لئے ہوا تھا کہ اس کو کسی نے خبر دی تھی کہ وہ کھانے میں زہر ملا کر اس کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے میں داخل ہوتے وقت فرمایا تھا کہ وہ خوابوں کی تعبیر جانتے ہیں۔ اس لئے دونوں نے تجربہ کرنے کے لئے مشورہ کیا تو انہوں نے مصنوعی خواب بنایا جو دیکھا نہ تھا ایک نے کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ انگوروں سے شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا وہ سر پہ روٹیوں کا ٹوکرا اٹھائے ہوئے ہے جس سے پرندے کھا رہے ہیں چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام تعبیر جانتے تھے اس لئے جلدی تعبیر کرنا اچھا نہ جانا اور ان کے سوال سے اعراض کرتے ہوئے فرمایا جو کھانا تمہیں دیا جائے گا وہ آنے سے پہلے میں اس کی تفسیر ذکر کرتا ہوں کہ وہ کیسا ہے اور تم نے کیا کھایا ہے اور کتنا کھایا ہے اور کب کھایا ہے انہوں نے کہا ایسا نجومی بیان کرتے ہیں یا کاہن کہتے ہیں یوسف علیہ السلام نے کہا میں نجومی کاہن نہیں یہ مجھے صرف میرے رب نے علم عطا کیا ہے پھر ان کو خبردار کیا کہ وہ مومن ہیں اور فرمایا میں نے ایسی قوم کی ملت اور دین چھوڑا ہے جو کفر کرتے ہیں اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے اور میں نے اپنے آباؤ و اجداد ابراہیم و اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کی شریعت کی اتباع کی ہے ہمارے لئے مناسب نہیں کہ اللہ کا کسی کو شریک بنائیں یہ اللہ کا ہم پر اور سب لوگوں پر فضل و کرم ہے لیکن لوگ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے پھر دونوں نوجوانوں اور دوسرے قیدیوں کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ اُن کے سامنے بُت تھے جن کی وہ اللہ کے سوا پُوجا کرتے تھے ان پر الزام حجت کرتے ہوئے فرمایا اے میرے جیل کے ساتھیو! بتاؤ کیا مختلف رب جو نفع نقصان نہیں دے سکتے وہ بہتر ہیں یا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ بہتر ہے؟ جب انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کا کلام سُنا تو کہنے لگے ہم نے خواب نہیں دیکھا ہم تو صرف لہو و لعب کرتے تھے فرمایا اللہ کا فیصلہ ہو چکا ہے اور اس کا حکم تم پر واجب ہو گیا ہے اور نجات پانے والے سے فرمایا تم اپنے بادشاہ کے پاس میرا ذکر کرنا کہ وہ قید خانہ میں مظلوم ہیں، لیکن شیطان نے اس کو بھلا دیا اور بادشاہ کے پاس یوسف کا ذکر نہ کیا حتیٰ کہ بادشاہ کو مذکور فی الحدیث خواب آیا۔ قولہ فانساہ الشیطان ،، میں ضمیر مفعول نجات پانے

۶۵۷۷ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَأَبَا عُبَيْدٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ ثُمَّ أَتَانِي الدَّاعِي لَأَجَبْتُهُ فِي أَوَّلِ مَا دُعِيتُ لَمْ أَوْخَرَهُ

والے کی طرف لوٹتی ہے مجاہد اور دیگر مفسرین نے اس کے معنی یہ ذکر کئے ہیں کہ شیطان نے نجات پانے والے کو بادشاہ کے پاس یوسف کا ذکر کرنا بھلا دیا۔ اس موقعہ پر بعض نے ضمیر کا مرجع یوسف کہا ہے کہ یوسف کو اللہ کے ذکر سے بھلا دیا حتیٰ کہ انہوں نے غیر اللہ سے خلاصی چاہی اور مخلوق سے استعانت کی اور اس کی تائید میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضعیف حدیث ذکر کی عسقلانی نے اس کو ضعیف کہتے ہوئے کہا ہذا الحدیث ضعیف جدًا، کیونکہ اس کے اسناد میں سفیان بن وکیع ہے اور وہ ضعیف ہے اور ابراہیم بن جوزی سفیان سے بھی زیادہ ضعیف ہے لہٰذا صحیح یہ ہے کہ "فانساہ الشیطان"، میں ضمیر ناجی کی طرف راجع ہے فللّٰہ الدر المجاہد رضی اللہ عنہ، لغات اضغاث ضغث کی جمع ہے اس کے معنی گھاس کے ہیں۔ احلام جمع حلم کی ہے شیطانی باطل صورتیں، لغات الناس، غوث یا غیث بمعنی بارش ہے۔ یَعْصِرُوْنَ، قحط سالی سے نجات پائیں گے۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ انگوروں سے شراب اور زیتون اور تلوں سے تیل نکالیں گے۔ عصر بمعنی بارش بھی ہے۔ یعنی بارش ہوگی۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے" وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً "، پھر ساقی بادشاہ کے پاس گیا اور یوسف علیہ السلام نے جو تعبیر فرمائی تھی ذکر کی تو بادشاہ نے کہا انہیں بلاؤ جب ساقی ناجی آیا تو یوسف علیہ السلام نے کہا اپنے بادشاہ کے پاس واپس جاؤ اور اس سے کہو ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنی انگلیاں کاٹ ڈالی تھیں،،

قولہ وَادَّكَرَ الخ بروزن اِفْتَعَلَ ذکر سے ہے اُمّہ بمعنی قرن ہے اُمَہ مخفف بھی پڑھا گیا ہے یہ بمعنی نسیان ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا انگور نچوڑیں گے تحصنون بمعنی تحرسون ہے۔ حفاظت کرو گے۔

۶۵۷۷ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں قید خانہ میں ٹھہرتا جو یوسف ٹھہرے پھر میرے پاس بلانے والا آتا تو میں قبول کر لیتا۔

بَابُ مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ

۶۵۷۸ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ سِيرِينَ إِذَا رَآهُ فِي صُورَتِهِ

۶۵۷۷ شرح : یعنی یوسف علیہ السلام نے شرط لگائی تھی میں شرط ذکر کئے بغیر داعی کی دعوت قبول کر لینا اس کو یہ لازم نہیں کہ یوسف علیہ السلام ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں کیونکہ حضور نے یہ تواضع اور انکساری کے طور پہ فرمایا تھا یا کسی مصلحت کے بیان کے لئے فرمایا ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب جس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا

۶۵۷۸ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا شیطان میری شکل نہیں بن سکتا۔ بخاری نے کہا ابن سیرین نے کہا جب آپ کو آپ کی صورت میں دیکھے (جس سے حضور موصوف ہیں) صلی اللہ علیہ و آلہ وبارک وسلم!

۶۵۷۸ شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا صحیح ہے اور یہ اضغاثِ احلام سے نہیں اور نہ ہی شیطان کی تشبیہات سے ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حقیقتاً مجھے دیکھا۔ عینی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی جسے ابو الحسن نے مدخل کبیر میں ذکر کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا خوشحالی، بارش، کثرتِ رحمت، مجاہدین کی مدد، دین کا غلبہ، غازیوں کی کامیابی، کفار کی ہلاکت، مسلمانوں کا ان پہ غلبہ اور دین کی صحت پہ دلالت کرتا ہے۔ جبکہ حضور کو صفاتِ محمودہ میں دیکھے اور اگر صفاتِ مکروہہ میں دیکھے تو یہ دین میں حادثے، فتنوں کا ظہور اور بدعتوں کے عموم پہ دلالت کرتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد!

٦٥٧٩ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِي وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

جس نے خواب میں مجھے دیکھا اُس نے مجھے ہی دیکھا،، یعنی جس نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں آپ کو خواب میں دیکھا وہ عنقریب حضور کو بیداری میں دیکھے گا اللہ اس کو حضور کی طرف ہجرت کی توفیق دے گا جس سے اسے شرف ملاقات نصیب ہوگا یا اس کے معنی یہ ہیں وہ اس خواب کی تصدیق آخرت میں دیکھے گا یا آخرت میں اسے خاص رؤیت اور شفاعت نصیب ہوگی۔ شیطان کو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کی مثال حاصل نہیں اور نہ ہی وہ حضور سے مشابہت کر سکتا ہے۔ جیسے بیداری میں شیطان حضور کی شکل اختیار کرنے پر قادر نہیں خواب میں بھی اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہے تاکہ حق باطل کے مشابہ نہ ہو جائے۔

قولہ قال ابن سیرین،، یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا اسی وقت معتبر ہے جبکہ حضور کو اس صفت میں دیکھے جس سے حضور موصوف ہیں۔ جب کوئی شخص ابن سیرین سے بیان کرتا کہ اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے تو اس سے کہتے جس وصف میں دیکھا ہے بیان کر اگر ایسی وصف بیان کرتا جس کو وہ نہ پہچانتے تھے تو کہتے تو نے حضور کو نہیں دیکھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہیں اور آپ کو خواب میں دیکھنے والا مشرق یا مغرب میں ہو تو رؤیت کیسے متصور ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رؤیت ایسی شئی ہے جسے اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے عقلاً اس میں آمنے سامنے ہونا شرط نہیں اور نہ ہی مقابلت شرط ہے اور نہ ہی دیکھنے والے سے شعاع کا نکلنا شرط ہے۔ اسی لئے چین کے اندھے کا اندلس کے مچھر کو دیکھنا جائز ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اکثر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی معروف صورت کے خلاف دیکھا جاتا ہے اور آپ کو دو شخص دو جگہوں میں ایک ہی وقت دیکھتے ہیں، حالانکہ ایک جسم ایک ہی مکان میں ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صفات میں معتبر ہے ذات میں نہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات طیبہ دیکھی جاتی ہے جبکہ آپ کی صفات متخیلہ غیر مرئیہ ہوتی ہیں اور ادراک میں تحدیق ابصار شرط نہیں اور نہ ہی قرب مسافت شرط ہے لہٰذا جس کو دیکھا جاتا ہے اس کا موجود ہونا شرط ہے اور یہ امر واضح ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجود .... ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین

۶۵۸۰ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ شِمَالِهٖ ثَلَاثًا وَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَرَاۤاٰى بِيْ

۶۵۸۱ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ خَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ قَالَ اَبُوْقَتَادَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِيْ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ تَابَعَهُ يُوْنُسُ وَابْنُ اَخِي الزُّهْرِيِّ

۶۵۷۹ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میرے مشابہ نہیں ہو سکتا اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے (حدیث ۱۱۰ ج ۱ کی شرح دیکھا)

۶۵۸۰ — ترجمہ : ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے خواب اللہ کی طرف سے اور حلم (بُرے خواب) شیطان کی طرف سے ہیں جس نے کوئی شئ دیکھی جس کو اچھا نہ سمجھتا ہو تو وہ بائیں طرف سے تین بار تھوک دے اور شیطان سے پناہ چاہے پھر یہ اس کو ضرر نہ پہنچا سکے گا بے شک شیطان میری صورت میں نہیں دیکھا جاتا۔

۶۵۸۱ — ترجمہ : ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔

۶۵۷۹ تا ۶۵۸۱ — شرح : یعنی جس نے مجھے دیکھا اُس نے صحیح ثابت خواب دیکھا۔ اضغاثِ احلام اور خیالات باطلہ

۶۵۸۲ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَاٰنِي فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَكَوَّنُنِي

بَابُ رُؤْيَا اللَّيْلِ رَوَاهُ سَمُرَةُ

۶۵۸۳ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ الْبَارِحَةَ اِذْ اُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ حَتّٰى وُضِعَتْ فِي يَدَيَّ قَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ فَذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمْ تَنْتَقِلُونَهَا

نہیں دیکھے۔ عینی نے طیبی سے نقل کیا کہ یہاں حق مصدر مؤکد ہے یعنی فقد رءٰی رُؤْيَةَ الحق ,, اس نے حق خواب دیکھا۔ زبیدی کی زہری سے روایت کرنے میں یونس اور زہری کے بھتیجے نے موافقت کی۔

۶۵۸۲ ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے یقیناً مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل سے متشکل نہیں ہو سکتا۔

باب رات کا خواب اس کی سمرہ نے روایت کی ہے

۶۵۸۳ ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے

۶۵۸۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَاَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا يَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلٰى رَجُلَيْنِ اَوْ عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ اَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ

جوامع کلمات دیئے گئے ہیں اور رُعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ گزشتہ رات میں سو رہا تھا اچانک میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں حتیٰ کہ میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔ ابوہریرہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور تم ان کو منتقل کر رہے ہو۔

۶۵۸۳ — شرح: یعنی رات کا خواب دن کے خواب کے مساوی ہوتا ہے یا نہیں امام احمد نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ سحری کے وقت خواب بہت سچا ہوتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق پہلی رات کے خواب کی تعبیر میں تاخیر ہوتی ہے اور نصف ثانی میں اس سے کچھ جلدی ہوتی ہے اور سب سے جلد تعبیر سحری کے خواب کی ہوتی ہے خصوصاً فجر کے طلوع کے وقت کی خواب کی تعبیر۔ فرمہ مفاتیح الکلم ،، یعنی تھوڑے لفظ کثیر معانی کے حامل ہوتے ہیں یہ انتہائی بلاغت ہے۔ ایک روایت میں جوامع الکلم ،، چنانچہ ارشاد نبوی ہے۔ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ ،، میں جامع کلمات کے ساتھ مبعوث ہُوا ہوں۔ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ ،، رُعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے؛ چنانچہ کافروں کے لشکر اسلامی لشکر کی آواز سن کر بھاگ جاتے ہیں اور خوف زدہ ہو کر لڑنے کے بغیر تابع ہو جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے ہاتھ میں دے دی ہیں۔ یہ فتوحات اسلامیہ ہیں۔

۶۵۸۴ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج رات اپنے آپ کو کعبہ کے پاس دیکھا میں نے

۶۵۸۵ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أُرِيتُ اللَّيْلَةَ

گندمی رنگ ایک آدمی دیکھا جیسے تم خوبصورت گندمی رنگ آدمی دیکھتے ہو۔ اس کے لمبے بال تھے جیسے تم خوبصورت لمبے بالوں والے آدمی دیکھتے ہو اس نے بال کنگھی کئے ہوئے تھے ان سے پانی کے قطرے ٹپکتے تھے وہ دو آدمیوں پر تکیہ کئے ہوئے تھے یا ان کے کندھوں پر سہارا کئے ہوئے تھے وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو کہا گیا یہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں پھر اچانک ایک آدمی پر نگاہ پڑی جس کے بال سخت گھنگھریالے ہیں اس کی دائیں آنکھ کانی تھی گویا کہ وہ خشک انگور ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے کہا گیا یہ مسیح دجال ہے۔

۶۵۸۴ــــ شرح : اُدُم بضم الہمزہ وسکون الدال آدم کی جمع بمعنی گندمی رنگ ہے۔ لِمّۃ بکسر اللام سر کے بال ہیں جو کانوں کی لو سے نیچے ہوں اس کی جمع لِمَم ہے جب بال کندھوں تک پہنچ جائیں تو ان کو جُمّہ کہتے ہیں۔ یَقطُرُ ماءً جملہ حالیہ ہے۔ متکئاً رجل سے حال واقع ہے اور وہ مذکور اوصاف کے باعث خاص ہو گیا ہے لہٰذا وہ معرفہ کے حکم میں ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عواتق عاتق کی جمع ہے اور وہ کندھا ہے اور گردن کے درمیان والی جگہ ہے کیا جمع کو تثنیہ کی طرف مضاف کرنا صحیح ہے اس کا جواب یہ ہے قرآن کریم میں جمع کی تثنیہ کی طرف اضافت مذکور ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا۔ "فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا"، جب کوئی التباس نہ ہو تو اس طرح کی اضافت درست ہے۔ طافیہ کے معنی ہیں تیرنے والی۔ دجال کی آنکھ کو اس دانہ سے تشبیہ دی جو پانی پر تیرتا ہے یعنی اس کی آنکھ اس کے چہرے پر ابھری ہوئی تھی اگر طافئہ ہمزہ سے پڑھا جائے اس کا معنی مفقود ہونے کے ہیں یعنی اس کی آنکھ مفقود تھی اس کی روشنی جاتی رہی تھی اسی لئے اس کو کانا دجال کہتے ہیں نیز اس کو مسیح اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی آنکھ ممسوح ہے یعنی مفقود ہے اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ جس بیمار کو مسح کرتے تھے وہ صحت یاب ہو جاتا تھا۔

۶۵۸۵ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میں آج رات خواب دیکھا یا گیا ہوں اور حدیث ذکر کی بیان ابن کثیر

فِی الْمَنَامِ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ وَتَابَعَہٗ سُلَیْمَانُ بْنُ کَثِیْرٍ وَابْنُ اَخِی الزُّھْرِیِّ وَسُفْیٰنُ بْنُ حُسَیْنٍ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الزُّبَیْدِیُّ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَوْ اَبَا ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ شُعَیْبٌ وَاِسْحٰقُ بْنُ یَحْیٰی عَنِ الزُّھْرِیِّ کَانَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ مَعْمَرٌ لَا یُسْنِدُہٗ حَتّٰی کَانَ بَعْدُ بَابُ الرُّؤْیَا بِالنَّھَارِ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ

زہری کے بھتیجے اور سفیان بن حسین نے زہری، عبیداللہ، ابن عباس کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں زُہری کی متابعت کی اور زبیدی نے زُہری، عُبَیداللہ کے ذریعہ روائت کی کہ ابن عباس یا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی اور شعیب اور اسحاق بن یحیٰی نے زُہری سے روایت کرتے ہوئے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے تھے اور معمر پہلے اس کی سند نہیں ذکر کرتے تھے حتیٰ کہ اس کے بعد ذکر کرنے لگے تھے۔

۶۵۸۵ شرح : قولہ تابعہ سلیمان ،، اس متابعت کو مسلم نے موصول ذکر کیا ہے انہوں نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی، محمد بن کثیر سلیمان بن کثیر زہری، عبیداللہ بن عبداللہ کے ذریعے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرماتے تھے تم میں سے جس نے خواب دیکھا ہے بیان کرے میں اس کی تعبیر کرتا ہوں۔ ایک آدمی آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے خواب دیکھا ہے۔ الحدیث اسی طرح زبیدی نے اپنے اسناد سے ابن عباس یا ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روائت کی اور شک سے ذکر کیا۔ شعیب اور اسحاق نے زہری سے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے وہ اس کے بعد شک نہ کرتے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب دن کو خواب دیکھنا

{ اور عبداللہ بن عون نے محمد بن سیرین سے ذکر کیا دن کو خواب دیکھنا رات کو خواب دیکھنے کی مانند ہے ،، }

عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ رُؤْيَا النَّهَارِ مِثْلُ رُؤْيَا اللَّيْلِ

۶۵۸۶ — حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مٰلِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مٰلِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَ كَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَاَطْعَمَتْهُ وَ جَعَلَتْ تَفْلِيْ رَاْسَهٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَ هُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ شَكَّ اِسْحٰقُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی دن اور رات کے خواب میں کوئی فرق نہیں اسی طرح رات اور دن کے خواب میں کچھ فرق نہیں عورتوں اور مردوں کے خواب میں بھی کچھ فرق نہیں۔

۶۵۸۶ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُمِّ حرام بنت ملحان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے وہ عبادہ بن صامت کی بیوی تھیں آپ ایک دن اُن کے گھر تشریف لے گئے اُنہوں نے حضور کو کھانا پیش کیا اور خود حضور کے سر مبارک کو بہلانے لگیں (آرام پہنچانے لگیں) تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر بیدار ہوئے ، حالانکہ آپ ہنس رہے تھے۔ اُمِّ حرام نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو کس نے ہنسایا ہے فرمایا میری امت میں سے کچھ لوگ مجھ پر پیش کئے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں وہ اس سمندر کے وسط میں سوار ہیں۔ اس حال میں کہ وہ تختوں پر بادشاہ ہیں یا بادشاہوں کی مثل ہیں۔ اسحاق نے شک کیا ہے۔ اُمِّ ملحان نے کہا

ثُمَّ وَضَعَ رَاسَهٗ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الْاُوْلٰى قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِيْ زَمَانِ مُعٰوِيَةَ ابْنِ اَبِيْ سُفْيٰنَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ

میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے دُعاء کریں کہ مجھے اُن میں سے کرے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعاء فرمائی پھر حضور نے اپنا سَر مبارک رکھا اور سو گئے پھر بیدار ہوئے اس حال میں کہ ہنس رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کس نے ہنسایا ہے فرمایا میری امت میں سے کچھ لوگ مجھ پر پیش کئے گئے اس حال میں کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں جیسے پہلی بار فرمایا تھا۔ ام ملحان نے کہا میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے دعاء کریں کہ مجھے اُن میں سے کرے فرمایا تو پہلے لوگوں میں سے ہے پھر حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے عہد امارت میں سمندر میں سوار ہوئیں اور اپنی سواری سے گر پڑیں جس وقت سمندر سے باہر نکلیں اور ہلاک ہو گئیں،،

۶۵۸۷ —— شرح: اس حدیث سے بعض علماء نے حضرت امیر معاویہ کی صحتِ خلافت پر استدلال کیا ہے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں، کیونکہ جس زمانہ میں یہ وقوع ہوا اس وقت وہ شام میں امیر تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے اگر تسلیم بھی کریں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس زمانہ میں تھا جبکہ انہوں نے خلافت کا دعویٰ کیا تھا جب بھی صحیح نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد خلافت تیس[۳۰] برس ہے پھر ملک عضوض ہو جائے گا اور حضرت امیر معاویہ اور اُن کے بعد والے تمام ملوک تھے اگرچہ وہ خلفاء موسوم ہیں (عینی) اقول سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: میرے بعد خلافت تیس برس رہے گی۔ اس سے مراد خلافت علی منہاج النبوت ہے۔ یعنی خلافت راشدہ تیس برس تک ہو گی لیکن اس کو یہ لازم نہیں کہ اس کے بعد مطلق خلافت کا انتفاء ہو جائے گا جبکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز خلفاء میں شمار ہیں حالانکہ وہ ان کے بعد ہیں پس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ خلافتِ راشدہ علی منہاج النبوت کے بعد مطلق خلافت ہو گی علی منہاج النبوۃ نہ ہو گی۔

بَابُ رُؤْيَا النِّسَاءِ

۶۵۸۷ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ بَايَعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمُ اقْتَسَمُوا الْمُهَاجِرِينَ قُرْعَةً قَالَتْ فَطَارَ لَنَا عُثْمٰنُ بْنُ مَظْعُونٍ وَأَنْزَلْنَاهُ فِي أَبْيَاتِنَا فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَلَمَّا تُوُفِّيَ غُسِّلَ وَكُفِّنَ فِي أَثْوَابِهِ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محرم تھیں ابن عبدالبر نے کہا وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ تھیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم عورت سر کو مس کر سکتی ہے اور تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا جائز ہے اور اس کے گھر میں نیند کرنا صحیح ہے اور شادی شدہ عورت جو بھی کھلائے اس کے گھر میں طعام کھانا جائز ہے اور عورتیں سمندر میں سفر کر سکتی ہیں (حدیث ۲۵۹۷ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب عورتوں کا خواب دیکھنا

مومن نیک عورتوں کے خواب اس عموم میں داخل ہیں کہ نیک مومن کا خواب نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے اس میں سب کا اتفاق ہے ۔،

۶۵۸۷ ترجمہ: خارجہ بن زید بن ثابت نے بیان کیا کہ ایک انصاری عورت ام العلا جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی نے خبر دی کہ انصار نے مہاجرین کو قرعہ اندازی سے تقسیم کیا تو ہمارے حصہ میں عثمان بن مظعون آئے ہم نے انہیں اپنے گھر رکھا پھر وہ بیمار ہو گئے جس میں وفات پا گئے جب وہ فوت ہوئے انہیں غسل دیا گیا اور ان کے کپڑوں میں کفن دیا گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے کہا اے ابا سائب تجھ پر اللہ کی رحمت ہو تیرے لئے میری گواہی ہے کہ اللہ نے تجھے عزت دی ہے ۔

قَالَتْ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ اَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِیْ عَلَيْكَ لَقَدْ اَكْرَمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْكِ اَنَّ اللّٰهَ اَكْرَمَهُ فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنْ يُّكْرِمُهُ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا هُوَ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِيْنُ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرْجُوْلَهُ الْخَيْرَ وَوَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَاذَا يُفْعَلُ بِیْ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَا اُزَكِّیْ بَعْدَهُ اَحَدًا اَبَدًا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کس نے بتایا کہ اللہ نے اسے بزرگی دی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ اور ماں آپ پر قربان ہوں پھر کس کو اللہ بزرگی دے گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہرحال وہ تو خدا کی قسم فوت ہو گئے ہیں۔ بخدا میں اُن کے لئے خیر کی امید رکھتا ہوں واللہ میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ انصاریہ نے کہا بخدا! اس کے بعد میں کبھی کسی کا تزکیہ نہ کروں گی "۔

۶۵۸۷ — **شرح :** عثمان بن مظعون سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے۔ اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اسی حدیث میں ہے کہ میں سو گئی میں نے خواب میں عثمان کا جاری چشمہ دیکھا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا یہ عثمان کا عمل ہے یہ انصاریہ ان عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی جب یہ بیمار ہوئیں تو حضور اسکی بیمار پرسی کرنے گئے تھے۔ مگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مغفور ہیں اور آپ کے لئے مقام محمود ہے اور آخرت آپ کے لئے بہتر ہے آپ قیامت میں بنی آدم کے سردار ہوں گے؟ سب سے پہلے آپ جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور یہ "ما یُفعَلُ بی" کے خلاف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آپ نے بطورِ تواضع فرمایا ہے یا درائت تفصیلیہ کی نفی ہے۔ داؤدی نے کہا ما یفعل بی کی روایت صحیح نہیں صحیح ما یفعل بہ لیکن اس تقدیر پر معنیٰ یہ ہیں کہ بحسابِ عقل کسی کی عاقبت معلوم نہیں ہو سکتی یہ صرف بذریعہ وحی معلوم ہوتی ہے اور اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ "، اس کی دلیل ہے کہ نبی بذریعہ وحی یہ جانتے ہیں عقل کی دانست کو امورِ آخرت میں دخل نہیں۔ (حدیث ۱۱۷۳ جلد ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۵۸۸ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا وَقَالَ مَا اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِهٖ قَالَتْ وَاَحْزَنَنِيْ فَنِمْتُ فَرَاَيْتُ لِعُثْمٰنَ عَيْنًا تَجْرِيْ فَاَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِكَ عَمَلُهٗ

بَابُ الْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ

فَاِذَا حَلَمَ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهٖ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۶۵۸۹ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفُرْسَانِهٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا حَلَمَ اَحَدُكُمُ الْحُلْمَ يَكْرَهُهٗ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهٖ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ فَلَنْ يَضُرَّهٗ

۶۵۸۸ ترجمہ : شعیب نے زہری سے یہ روایت کی اور کہا میں نہیں جانتا اس کے ساتھ کیا کیا جائے گا اور مجھے غم ہوا میں سو گئی تو میں نے عثمان کا چشمہ دیکھا کہ وہ جاری ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو حضور نے فرمایا یہ عثمان کا عمل ہے۔

باب حُلم شیطان کی طرف سے ہے

پس جو کوئی حلم "برا خواب" دیکھے تو بائیں جانب تھوک دے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے

۶۵۸۹ ترجمہ : ابو سلمہ سے روایت ہے کہ ابو قتادہ انصاری جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور شہسواروں سے تھے نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اچھا خواب اللہ کی طرف سے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے پس جب تم میں سے کوئی خواب

بَابُ اللَّبَنِ

۶۵۹۰ــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ ثُمَّ اُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى اِنِّي لَاَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِي اَظَافِيرِي ثُمَّ اَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ قَالُوا فَمَا اَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللّٰہِ قَالَ الْعِلْمَ

دیکھے جس کو اچھا نہ سمجھے تو اپنے بائیں تھوک دے اور اس سے اللہ کی پناہ مانگے وہ اس کو ہرگز ہرگز ضرر نہیں دے گا۔

۶۵۸۹ــــ شرح : ابو قتادہ انصاری حضور کے شہسوار تھے۔ ان کی ایک شہسواری یہ ہے کہ انہوں نے خیبر کے روز بیس کافر قتل کئے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامان ابو قتادہ کو دیدیئے تھے تمام خواب اللہ کے پیدا کردہ ہیں، لیکن اچھے اللہ کی طرف منسوب ہیں اور مکروہ شیطان کی طرف منسوب ہیں، کیونکہ یہ اس کی طبع پر ہیں۔

باب خواب میں دودھ دیکھنا

۶۵۹۰ــــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میں ایک وقت سو رہا تھا میرے پاس خواب میں دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اس سے پیا حتیٰ کہ اس کی سیرابی اپنے ناخنوں سے نکلتی دیکھ رہا تھا۔ میں نے بچا ہُوا دودھ عمر فاروق کو دیا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" آپ نے اس کی تاویل کیا کی ہے؟ فرمایا علم!

۶۵۹۰ــــ شرح : خروج "عن" کے ساتھ استعمال ہوتا ہے لیکن حروف ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے رہتے ہیں اسی لئے حضور نے یخرج من اظفاری فرمایا اگر یہ سوال پوچھا جائے سیرابی ایک مفہوم ہُوا اس کے لئے خروج متصور نہیں ہوتا کیونکہ خروج خارجی اشیاء میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں

بَابُ اِذَا جَرَى اللَّبَنُ فِي اَطْرَافِهٖ اَوْ اَظَافِيْرِهٖ

٦٥٩١ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حَمْزَةُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى اِنِّيْ لَاَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ مِنْ اَطْرَافِيْ فَاَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَنْ حَوْلَهٗ فَمَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ

بَابُ الْقَمِيْصِ فِي الْمَنَامِ

٦٥٩٢ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اُمَامَةَ

مضاف محذوف ہے یعنی سیرابی کا اثر ظاہر ہوتا تھا۔ (حدیث ۸۰ ج ا کی شرح دیکھیں)

باب جب ”خواب میں“ دودھ اس کے اطراف اور ناخنوں میں جاری ہونے لگا“

٦٥٩١ — ترجمہ: حمزہ بن عبداللہ بن عمر نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار میں سو رہا تھا میرے پاس دودھ کا پیالا لایا گیا میں نے اس سے پیا حتیٰ کہ میں سیرابی کا اثر اپنے اطراف سے نکلتا دیکھ رہا تھا پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دے دیا قریب سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی آپ نے کیا تاویل کی ہے فرمایا علم۔

(حدیث ۸۰ ج ا کی شرح دیکھیں)

ابْنُ سَهْلٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَمَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهٗ قَالُوْا مَا اَوَّلْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنُ

باب خواب میں قمیص دیکھنا "

۶۵۹۲ — **ترجمہ** : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ میں سو رہا تھا میں نے لوگوں کو دیکھا وہ میرے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں اس حال میں کہ اُن پر قمیصیں ہیں اُن میں سے بعض قمیصیں پستانوں تک پہنچتی تھیں اور بعض اس سے نیچے تھیں عمر فاروق میرے پاس سے گزرے ان پر قمیص تھی جس کو گھسیٹ رہے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یا رسول اللہ" صلی اللہ علیہ وسلم" اس کی تاویل کیا ہے۔ حضور نے فرمایا اس کی تاویل دین ہے۔

۶۵۹۲ — **شرح** : قُمُص قمیص کی جمع ہے اس کی دین سے مناسبت اس طرح ہے کہ یہ شرمگاہ کو چھپاتی ہے جیسے دین بُرے اعمال کو چھپاتا ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے قمیص کو گھسیٹ کر چلنا ممنوع ہے اس کا جواب یہ ہے گھسیٹ کر چلنا بطور فخر و غرور ممنوع ہے۔ اخروی قمیص جو تقویٰ کا لباس ہے اس کو گھسیٹ کر چلنا ممنوع نہیں۔ حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ثَدْیٌ مرد کے لئے ہے جوہری نے کہا ثَدْیٌ مرد و زن دونوں کے لئے ہے ابن فارس نے کہا ثدی عورت کے لئے ہے اس کی جمع ثدی ہے مرد کے لئے ثندوہ استعمال ہوتا ہے ثدی دراصل ثدوی بروزن فعول تھا۔ دو حرف علت واؤ اور یا جمع ہوئے پہلے کو یاء سے بدل کر دوسرے میں ادغام کر دیا پھر دال کو یاء کی مناسبت کے لئے کسرہ دے دیا۔

بَابُ جَرِّ الْقَمِيصِ فِي الْمَنَامِ

۶۵۹۳ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو أُمَامَةَ ابْنُ سَهْلٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوا عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجْتَرُّهُ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الدِّينَ

بَابُ الْخُضْرِ فِي الْمَنَامِ وَالرَّوْضَةِ الْخَضْرَاءِ

۶۵۹۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ ابْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ قَالَ

باب خواب میں قمیص گھسیٹ کر چلنا

۶۵۹۳ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک بار میں سویا ہوا تھا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا وہ میرے سامنے پیش کئے گئے ہیں اور ان پر قمیص ہیں۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جو سینوں تک پہنچتی ہیں اور بعض اس سے نیچے ہیں۔ عمر فاروق میرے سامنے پیش کئے گئے ان پر قمیص تھی جس کو وہ گھسیٹ کر چل رہے تھے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس کی کیا تاویل کی ہے فرمایا اس کی تاویل دین ہے۔ (حدیث ۲۲ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب خواب میں سبزی اور سبز باغ دیکھنا

قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَابْنُ عُمَرَ فَمَرَّ عَبْدُ اللهِ ابْنُ سَلَامٍ فَقَالُوا هٰذَا رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ لَهُ اِنَّهُمْ قَالُوا كَذَا وَكَذَا قَالَ سُبْحَانَ اللهِ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَهُمْ اَنْ يَقُولُوا مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ اِنَّمَا رَأَيْتُ كَاَنَّمَا عَمُودٌ وُضِعَ فِي رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فَنُصِبَ فِيهَا وَفِي رَاْسِهَا عُرْوَةٌ وَفِي اَسْفَلِهَا مِنْصَفٌ وَالْمِنْصَفُ الْوَصِيفُ فَقِيلَ ارْقَهْ فَرَقِيتُهُ حَتّٰى اَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُوتُ عَبْدُ اللهِ وَهُوَ اٰخِذٌ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى

خُضرا اخضر کی جمع بمعنی سبز رنگ ہے قیروانی نے کہا روضہ جس کا اُگنا غیر معروف ہو اس کی تعبیر اسلام سے کی جاتی ہے، کیونکہ اس کی رونق اور تر و تازگی کا مقتضیٰ یہی ہے۔ ایسے اچھے مقام سے بھی تعبیر کی جاتی ہے جہاں اللہ کی طاعت ہوتی ہو جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف، ذکر کے حلقے، خیر کی مجلس، صالحین کی قبور سے بھی تعبیر کی جاتی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغات سے ایک باغ ہے۔ روضہ کا اطلاق مصحف پر بھی ہوتا ہے۔
نیز علم کی کتابوں پر بھی بولا جاتا ہے جیسے الکتب ریاض الحکماء، کتابیں حکماء کے باغ ہیں (عینی)

ترجمہ: قیس بن عباد نے کہا میں ایک مجلس میں بیٹھا ہُوا تھا جس میں سعد بن مالک اور ابن عمر بھی تھے عبداللہ بن سلام پاس سے گزرے تو لوگوں نے کہا یہ آدمی جنتی ہے میں نے عبداللہ بن سلام سے کہا لوگوں نے ایسا ایسا کہا ہے اس نے کہا "سبحان اللہ" ان کو یہ مناسب نہیں کہ وہ ایسی بات کریں جس کا انہیں علم نہ ہو میں نے تو صرف خواب دیکھا تھا کہ گویا ایک ستون ہے جو سبز باغ میں نصب کیا گیا ہے۔ اس کے سرے پر ایک کنڈا ہے اور اس کے نیچے منصف ہے۔ منصف بمعنی خادم ہے۔ مجھے کہا گیا اس پر چڑھ میں ستون پر چڑھا یہاں تک کہ میں نے کنڈا پکڑ لیا میں نے یہ خواب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا تو حضور نے فرمایا عبداللہ فوت ہوگا اس حال میں کہ اس نے مضبوط عروہ کو پکڑا ہوگا یعنی دین میں مضبوط ہوں گے"۔

۶۵۹۴

بَابُ كَشْفِ الْمَرْأَةِ فِي الْمَنَامِ

۶۵۹۵ــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ اِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِيْ سَرَقَةِ حَرِيْرٍ فَيَقُوْلُ هٰذِهٖ امْرَأَتُكَ فَاكْشِفْهَا فَاِذَا هِيَ اَنْتِ فَاَقُوْلُ اِنْ يَكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ

۶۵۹۴ــ شرح : قولہ سُبْحَانَ اللّٰہِ! عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے سبحان اللہ! بطورِ تعجب فرمایا اور تواضع و انکساری کرتے ہوئے ان کی بات کا انکار کیا تاکہ لوگ اس کی طرف انگلیوں سے اشارے نہ کریں جو فخر وغرور کا سبب ہیں۔ کرمانی نے کہا بہتر تقریر یہ ہے کہ عبداللہ بن سلام نے یہ اس لئے کہا کہ لوگوں نے صراحۃً یہ نہیں سُنا تھا بلکہ اجتہاد و استدلال کے طور پر کہا تھا پھر عبداللہ بن سلام نے حدیث ذکر کی اور واضح کیا کہ انہیں اس کا جزم نہیں کرنا چاہیے جنتی ہونے کی خبر کا انکار نہیں کیا تھا متواضع لوگوں کی یہی شان ہے۔ عینی نے توضیح سے نقل کیا کہ عمود معتمد علیہ شئی پر دلالت کرتا ہے جو قرآن و حدیث اور فقہ ہے اور عروہ اسلام و توحید ہے یہی عروہ وثقٰی ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى" اس لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ بن سلام ایمان پر مرے گا جبکہ اس خواب میں اس کے شواہد موجود ہیں۔ حضور کی اس خبر کہ عبداللہ ایمان پر مرے گا سے صحابہ کرام نے استدلال کیا کہ وہ جنتی ہے بعض علماء نے اور صحابہ نے عبداللہ کو اس لئے جنتی کہا تھا کہ غزوۂ بدر میں حاضر تھے اور وہ سب جنتی ہیں لیکن یہ سوچ صحیح نہیں، کیونکہ اس میں عبداللہ بن سلام کی خصوصیت نہیں دیگر صحابہ کرام بھی بدر کی جنگ میں موجود تھے خصوصیت کی کوئی وجہ ہوتی ہے۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جو شخص بحالتِ اسلام فوت ہو جائے وہ جنتی ہے اگرچہ بعض عقوبت بھی جھیلیں گے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب خواب میں عورت کا ظاہر دیکھنا

۶۵۹۵ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا" اے عائشہ" تو مجھے خواب میں

بَابُ الْحَرِيْرِ فِي الْمَنَامِ

۶۵۹۶ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُكِ قَبْلَ اَنْ اَتَزَوَّجَكِ مَرَّتَيْنِ رَاَيْتُ الْمَلَكَ يَحْمِلُكِ فِيْ سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ فَقُلْتُ لَهٗ اكْشِفْ فَاِذَا كَشَفَ فَاِذَا هُوَ اَنْتِ فَقُلْتُ اِنْ يَكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ ثُمَّ اُرِيْتُكِ يَحْمِلُكِ فِيْ سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ فَقُلْتُ اكْشِفْ فَكَشَفَ فَاِذَا هِيَ اَنْتِ فَقُلْتُ اِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ

دو بار دکھائی گئی تھی میں نے دیکھا کہ آدمی تجھے ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر لایا اور کہا یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں نے اس کو کھولا تو وہ تو تھی پھر میں نے کہا اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ ضرور اس کو پورا کریگا۔

۶۵۹۵ شرح: مسلم شریف میں دو بار یا تین بار مذکور ہے ممکن ہے کہ ہشام نے شک کیا ہو امام بخاری نے دو بار پہ اقتصار کیا ہے، کیونکہ یہ عدد ثابت ہے جبکہ پہلے میں شک ہے۔ اس حدیث میں آدمی کا ذکر ہے اور اس کے بعد کی حدیث میں فرشتہ کا ذکر ہے لیکن یہ اختلاف نہیں کیونکہ جبرائیل علیہ السلام آدمی کی صورت میں تشریف لائے تھے اس کی تعبیر دو طرح کر سکتے ہیں۔ کرمانی نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ خواب نبوت سے پہلے کا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ نبوت کے بعد ہو اور یہ جاننے کے بعد ہو کہ نبی کا خواب وحی ہوتا ہے تو یقینی امر کو صورت شک میں ذکر کرنا بلغاء کے نزدیک مستحسن ہے اور وہ اس کو تجاہلِ عارفانہ کہتے ہیں۔ اس کی پوری تفصیل حدیث ع ۳۶۴۷ ج ۵ کی شرح میں دیکھیں۔

باب خواب میں ریشمی کپڑے دیکھنا

۶۵۹۶ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے اس کے کہ میں تجھ سے نکاح کروں تم مجھے خواب

بَابُ المَفَاتِيحِ فِي اليَدِ

۶۵۹۷ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ المُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُوتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي قَالَ مُحَمَّدٌ وَبَلَغَنِي أَنَّ جَوَامِعَ الكَلِمِ أَنَّ اللّٰهَ يَجْمَعُ الأُمُورَ الكَثِيرَةَ الَّتِي كَانَتْ تُكْتَبُ فِي

میں دو بار دکھائی گئی ہو۔ میں نے فرشتہ کو دیکھا وہ تمہیں ریشمی کپڑے میں اٹھائے ہوئے تھا میں نے اس سے کہا اس کو کھولو اُس نے کھولا اچانک وہ تو تھی میں نے کہا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اس کو پورا کرے گا پھر تو مجھے دکھائی گئی تجھے ریشمی لباس میں اُٹھائے ہوئے تھا۔ میں نے کہا اسے کھولا اُس نے کھولا تو وہ تو تھی۔ میں نے کہا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اسے پورا کرے گا۔

۶۵۹۶ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے پہلی روائت میں ہے کہ میں نے کھولا اور اس روائت میں ہے کہ فرشتہ نے کھولا اس کا جواب یہ ہے کہ اَكْشِفُهَا کے معنیٰ یہ ہیں میں نے جبرائیل کو کھولنے کا حکم دیا یا ہر ایک نے کچھ کھولا بعض علماء نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کشف کی نسبت اس اعتبار سے ہے کہ آپ اس کے اُمر تھے اور جس نے اپنے ہاتھوں سے کھولا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔

عورت کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر

عورت کو خواب میں دیکھنے کی کئی تعبیریں ہیں اول یہ کہ دیکھنے والے کو کوئی عورت میسر ہوگی جو اس عورت کے مشابہ ہوگی جو خواب میں دیکھی تھی جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین کی صورت دیکھی تھی۔ دوسرے یہ کہ دنیا میں عظیم مرتبہ اور رزق میں فراخی ہوگی تیسری وجہ یہ ہے کہ کبھی عورت کی رُوئیت فتنہ پر دلالت کرتی ہے خواب میں عورتوں کے لئے ریشمی لباس لینا نکاح عزت، غنا پر دلالت کرتا ہے اور سونا چاندی اور لباس پہننا پہننے والے کی عظمت پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ وہ اس کا محل ہے مردوں کا ریشمی لباس پہننا اچھا نہیں (عینی)

باب ہاتھ میں کنجیاں دیکھنا

{خواب کی تعبیر کرنے والوں کا کہنا ہے کہ خواب میں کنجی دیکھنا مال عزت، غلبہ، صلاحیت اور علم و حکمت}

الْكُتُبِ قَبْلِهِ فِي الْاَمْرِ الْوَاحِدِ وَالْاَمْرَيْنِ اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ

بَابُ التَّعَلُّقِ بِالْعُرْوَةِ وَالْحَلْقَةِ

۶۵۹۸ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ ح وَحَدَّثَنِيْ خَلِيْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ رَأَيْتُ كَاَنِّيْ فِيْ رَوْضَةٍ وَسَطَ الرَّوْضَةِ عَمُوْدٌ فِيْ اَعْلَى

کی دلیل ہے۔ جس نے دیکھا کہ وہ کنجی سے دروازہ کھولتا ہے وہ کسی حاکم کی مدد سے حاجت پوری ہونے میں کامیاب ہوگا۔ اگر ہاتھ میں کنجی دیکھے تو عظیم غلبہ حاصل ہو اگر وہ جنت کی کنجی ہے تو دین میں غلبہ پائے یا اچھے عمل کرے یا وراثت میں حلال مال پائے اگر کعبہ کی کنجی دیکھے تو بادشاہ یا امام کا حاجب ہو کرمانی نے کہا اس کی تعبیر یہ بھی ہے کہ جب دروازہ کھولے تو جو بھی دعا کرے قبول ہو۔

۶۵۹۷ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں جوامع کلمات دیا گیا ہوں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے ایک وقت میں سو رہا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھوں پہ رکھ دی گئیں محمد نے کہا مجھے پہنچا ہے کہ جوامع کلمات یہ ہیں کہ اللہ امور کثیرہ کو جمع کرے گا جو آپ سے پہلے ایک یا دو امر یا اس جیسے کئی کتابوں میں لکھے گئے تھے۔ (حدیث ۲۷۷۴ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے خواب میں دست آویز اور حلقہ پکڑے ہوئے دیکھا

۶۵۹۸ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن سلام نے کہا میں نے اپنے آپ کو دیکھا گویا کہ میں ایک باغ میں ہوں اور اس کے وسط میں ایک ستون ہے ستون کے اوپر ایک گرہ ہے

الْعَمُودِ عُرْوَةٌ فَقِيلَ لِي ارْقَهْ قُلْتُ لَا أَسْتَطِيعُ فَاتَانِي وَصِيفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِي فَرَقِيتُ فَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ فَانْتَبَهْتُ وَأَنَا مُسْتَمْسِكٌ بِهَا فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ رَوْضَةُ الْإِسْلَامِ وَذٰلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى لَا تَزَالُ مُسْتَمْسِكًا بِالْإِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوتَ

بَابُ عَمُودِ الْفُسْطَاطِ تَحْتَ وِسَادَتِهٖ

مجھے کہا گیا اس پر چڑھو میں نے کہا مجھ میں یہ طاقت نہیں پھر میرے پاس ایک خادم آیا اس نے میرے کپڑے اُٹھائے تو میں اُوپر چڑھ گیا اور دست آویز اور حلقہ کو پکڑ لیا میں بیدار ہُوا، حالانکہ میں اس کو پکڑے ہُوئے تھا میں نے یہ خواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا حضور نے فرمایا یہ باغ اسلام کا باغ ہے اور وہ عمود اسلام کا ستون ہے اور وہ عروہ مضبوط گرہ ہے تم ہمیشہ اسلام میں رہو گے حتیٰ کہ اسلام پر فوت ہو گے

۶۵۹۸ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبداللہ کے بیدار ہونے کے بعد ان کے ہاتھ میں عروہ کس طرح تھا اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں اس حال میں بیدار ہُوا کہ میں خواب میں اس کو پکڑے ہُوئے تھا یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس کو تھاما ہُوا تھا یہ اللہ کے نزدیک محال نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلے کلام سے بظاہر ہے کہ ستون باغ کا غیر ہے اور اس کلام سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی شئے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ روضہ سے مجموع اسلام کی طرف اشارہ ہے اور عمود وہ ہے جس کے ساتھ اسلام قائم ہے اور وہ ایمان ہے اور اسلام سے ارکان خمسہ مراد لینا بعید نہیں لہٰذا کلام میں تخالف نہیں۔ عروۃ وثقیٰ سے آیت کریمہ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى، کی طرف اشارہ ہے۔

باب اپنے تکیہ کے نیچے خیمہ کا عمود دیکھنا

فسطاط بضم فاء ہے کسرہ بھی پڑھا جاتا ہے اس کے معنی خیمہ کے ہیں وسادہ بمعنی تکیہ ہے۔ امام کو شرط

بَابُ الْاِسْتَبْرَقِ وَدُخُوْلِ الْجَنَّةِ فِی الْمَنَامِ

۶۵۹۹ — حَدَّثَنَا مُعَلَّی بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ کَاَنَّ فِیْ یَدِیْ سَرَقَةً مِنْ حَرِیْرٍ لَا اَهْوِیْ بِهَا اِلٰی مَکَانٍ فِی الْجَنَّةِ اِلَّا طَارَتْ بِیْ اِلَیْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰی حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ اَوْ قَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ

بَابُ الْقَیْدِ فِی الْمَنَامِ

۶۶۰۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفًا قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِیْرِیْنَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَکَدْ تَکْذِبُ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا

کے مطابق حدیث نہیں ملی اس لئے باب کو حدیث کے بغیر ذکر کیا ہے"

باب خواب میں ریشم اور جنّت میں داخل ہوتے دیکھنا

۶۵۹۹ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا ٹکڑا ہے اور جنّت میں جس مکان کی میں خواہش کرتا ہوں اس طرف مجھے اُڑا لے جاتا ہے میں نے یہ خواب حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور حفصہ نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا حضور نے فرمایا تمہارا بھائی نیک مرد ہے یا فرمایا عبداللہ صالح مرد ہے۔

۶۵۹۹ شرح: استبرق موٹا ریشم ہے خواب میں ریشم دیکھنا دین میں بزرگی اور شرافت کی دلیل

مِنَ النُّبُوَّةِ وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَإِنَّهُ لَا يَكْذِبُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَنَا
أَقُولُ هٰذِهِ قَالَ وَكَانَ يُقَالُ الرُّؤْيَا ثَلٰثٌ حَدِيثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيفُ
الشَّيْطَانِ وَبُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ فَمَنْ رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلَا يَقُصَّهُ عَلٰى
اَحَدٍ وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ الْغُلَّ فِي النَّوْمِ وَكَانَ يُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ
وَيُقَالُ الْقَيْدُ ثُبَاتٌ فِي الدِّيْنِ وَرَوَاهُ قَتَادَةُ وَيُونُسُ وَهِشَامٌ وَاَبُوْهِلَالٍ
عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَدْرَجَهُ
بَعْضُهُمْ كُلَّهُ فِي الْحَدِيْثِ وَحَدِيْثُ عَوْفٍ اَبْيَنُ وَقَالَ يُوْنُسُ لَا اَحْسِبُهُ اِلَّا
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَيْدِ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ لَا تَكُوْنُ
الْاَغْلَالُ اِلَّا فِي الْاَعْنَاقِ

...ہے کیونکہ ریشم دُنیا کا اعلیٰ لباس ہے ایسے ہی دینی علم تمام علوم سے اشرف و اعلیٰ ہے اور جنت میں داخل ہوتا
...دیکھنا اسلام میں داخل ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اسلام دخولِ جنت کا باعث ہے (حدیث ۱۰۵۹ ج ۲
...شرح دیکھیں)

باب خواب میں قید ہوتے دیکھنا

۶۶۰۰ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت رات دن کا زمانہ قریب ہو جائے (رات دن معتدل ہوں) مؤمن کا خواب ...جھوٹا نہ ہوگا۔ مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور جو نبوت سے ہے وہ جھوٹ نہیں ہوتا۔ محمد ...ابن سیرین نے کہا میں بھی یہی کہتا ہوں۔ کہا جاتا ہے خواب تین طرح کے ہیں۔ ایک نفس کا خیال دوسرے شیطان ...کا خوف دلانا تیسرے اللہ کی طرف سے خوشخبری اور جس نے کوئی شئ دیکھی جسے بُرا سمجھتا ہے وہ کسی سے بیان نہ کرے ...اور کھڑا ہو جائے اور نماز پڑھے ابن سیرین نے کہا ابوہریرہ خواب میں طوق کو بُرا سمجھتے تھے اور ان کو خواب میں قید ...ہونا بہت پسند تھا کہا جاتا ہے خواب میں قید ہونا دین میں ثابت قدمی ہے۔ اس کو قتادہ، یونس، ہشام اور ابوہلال نے

محمد بن سیرین، ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی بعض نے تمام کو حدیث میں داخل کیا عوف کی حدیث زیادہ واضح ہے۔ یونس نے کہا میں اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی خیال کرتا ہوں (یعنی جو ذکر کیا ہے) قید ثبات فی الدین ہے۔ بخاری نے کہا طوق گردنوں میں ہوتے ہیں۔

۶۶۰۰ ـ شرح : قولہ اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ ، یعنی جب ایام ربیع میں دن رات برابر ہو جائیں۔ غالبًا اس وقت طباع اربعہ معتدل ہوتی ہیں اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جب زمانہ کی مدت انتہا کو پہنچ جائے اور قیامت کا قریب آجائے۔ مؤمن کا خواب آخر زمانہ میں جھوٹا نہ ہوگا کیونکہ یہ جیسا دیکھا گیا ہوگا اسی طرح واقع ہوگا تعبیر کی احتیاج نہ ہوگی تو اس میں جھوٹ کو راہ نہ ملے گی۔ آخر زمانہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس وقت مؤمن غریب ہوں گے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْاِسْلَامُ بَدَءَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ غَرِیْبًا ، اس وقت مومن کے انیس اور مددگار کم ہو جائیں گے تو سچے خوابوں کے باعث ان کی عزت ہوگی بعض نے کہا مذکور زمان سے مراد مہدی علیہ السلام کا زمانہ ہے اس وقت عدل وانصاف ہوگا لوگ امن اور خیریت میں ہوں گے۔ قرطبی نے کہا اس سے مراد حضرت عیسٰی بن مریم علیہما السلام کا زمانہ ہے۔

قولہ حدیث النفس ، یعنی خوابوں کی تین اقسام ہیں۔ پہلی حدیث النفس ہے وہ یہ کہ بیداری میں کسی شخص کے خیال میں جو ہو وہی خواب میں نظر آتا ہے۔ دوسری قسم حلم ہے وہ یہ کہ شیطان انسان کو خوف دلاتا ہے۔ تیسری قسم اللہ کی طرف سے خوشخبری ہے۔ یہ قسم محبوبات ہیں جبکہ دوسری قسم مکروہات میں

قولہ وَکَانَ یَکْرَہُ : یعنی ابن سیرین نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خواب میں طوق کو پسند نہ کرتے تھے، کیونکہ یہ دوزخیوں کی صفت ہے۔ قرآن کریم میں ہے اِذِ الْاَغْلَالُ فِیْ اَعْنَاقِهِمْ ، اگر طوق کے ساتھ قید بھی ہو تو یہ زیادہ مکروہ ہے اور ہاتھ میں طوق ہونا محمود ہے، کیونکہ یہ ہاتھوں کو شر سے روکتا ہے اور کبھی طوق بخل پر دلالت کرتا ہے۔ اگر خواب میں دیکھا کہ اسے قید کیا گیا ہے اور گلے میں طوق پہنایا گیا ہے تو وہ سخت مصیبت میں مبتلا ہوگا۔

قولہ وَکَانَ یُقَالُ الخ، کرمانی نے بعض کا کلام نقل کیا کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ بعض نے کہا یہ تمام ابن سیرین کا کلام ہے۔ بعض نے کہا اَلْقَیْدُ ثَبَاتٌ فِی الدِّیْنِ ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ بعض نے کَانَ یَکْرَہُ ، کے فاعل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ ابوہریرہ کا کلام ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

اور قتادہ ، یونس، ہشام اور ابو ہلال نے ابن سیرین اور ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی بعض نے تمام کو حدیث میں داخل کیا ہے۔ عوف کی حدیث زیادہ واضح ہے یونس نے کہا میں قید کے متعلق روایت صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی خیال کرتا ہوں۔ ابوعبداللہ بخاری نے کہا کہ اغلال گردنوں میں ہی ہوتے ہیں۔

بَابُ الْعَيْنِ الْجَارِيَةِ فِى الْمَنَامِ

۶۶۰۱ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ وَهِيَ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَائِهِمْ بَايَعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ طَارَ لَنَا عُثْمٰنُ بْنُ مَظْعُونٍ فِى السُّكْنٰى حِيْنَ اقْتَرَعَتِ الْاَنْصَارُ عَلٰى سُكْنٰى الْمُهَاجِرِيْنَ فَاشْتَكٰى فَمَرَّضْنَاهُ حَتّٰى تُوُفِّيَ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ فِى اَثْوَابِهٖ فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ اَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِى عَلَيْكَ لَقَدْ اَكْرَمَكَ اللهُ قَالَ وَمَا يُدْرِيْكِ قُلْتُ لَا اَدْرِى قَالَ اَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِيْنُ اِنِّى لَاَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ مِنَ اللهِ وَاللهِ مَا اَدْرِى وَاَنَا رَسُوْلُ اللهِ مَا يُفْعَلُ بِى وَلَا بِكُمْ قَالَتْ اُمُّ الْعَلَاءِ فَوَاللهِ لَا اُزَكِّى اَحَدًا بَعْدَهٗ قَالَتْ وَرَاَيْتُ لِعُثْمَانَ فِى النَّوْمِ عَيْنًا تَجْرِىْ فَجِئْتُ

شرح : قولہ اَدْرَجَہٗ بَعْضُہُمْ ،، یعنی بعض نے الرؤیا ثلاث فی الدین سب کو حدیث ذکر کیا ہے قولہ اکرہ الغل ،، انہوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے ۔ قولہ حدیث عوفٍ اَبْیَنُ ،، یعنی عوف اعرابی کی حدیث بہت واضح ہے کہ یہ حدیث نہیں۔

باب خواب میں جاری چشمہ دیکھنا

۶۶۰۱ — ترجمہ : ام العلا انصار عورتوں سے ایک عورت ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی، نے کہا عثمان بن مظعون سکونت کرنے میں ہمارے حصہ میں آئے۔ جب انصار نے مہاجرین کی سکونت میں قرعہ اندازی کی وہ بیمار ہو گئے ہم نے ان کی تیمار داری

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ ذَاکَ عَمَلُہٗ یَجْرِیْ لَہٗ

بَابُ نَزْعِ الْمَاءِ مِنَ الْبِئْرِ حَتّٰی یَرْوَی النَّاسُ

رَوَاہُ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۶۶۰۲ ـــ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ کَثِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا

خوب کی حتی کہ وہ فوت ہوگئے ہم نے ان کو ان کے کپڑوں میں کفن دیا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے کہا اے ابا سائب! تجھ پر اللہ کی رحمت ہے تجھ پر میری گواہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے عزت دی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے یہ کیسے معلوم ہے؟ میں نے عرض کیا بخدا میں نہیں جانتی فرمایا اس کی تو موت آگئی اور میں اللہ کی طرف سے اس کے لئے خیر کی امید کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا ہوں ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ ام العلاء نے کہا اللہ کی قسم اس کے بعد میں کسی کا تزکیہ نہ کروں گی۔ ام العلاء نے کہا میں نے خواب میں عثمان کا چشمہ جاری دیکھا پھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے یہ خواب عرض کیا تو فرمایا یہ عثمان کا عمل جاری ہے۔

۶۶۰۱ شرح: مہلب نے کہا خواب میں جاری چشمہ کی کئی صورتیں ہیں اگر اس کا پانی سفید صاف ہے تو اس کی تعبیر نیک عمل ہے ورنہ نہیں بعض نے کہا جاری چشمہ نیک عمل ہے جو ہمیشہ جاری ہے زندہ کے لئے ہو یا وہ مر چکا ہو۔ بعض نے کہا خواب میں پانی کے چشمہ کی تعبیر یہ ہے کہ اگر دیکھنے والے کا حال مستور ہے تو اسے نعمت، خیر و برکت حاصل ہوگی اور وہ اپنی مراد پائے گا اور اگر وہ بدکردار ہے تو اس کو مصیبت پہنچے گی جس پر گھر والے آہ و بکا کریں گے۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بدری ہیں تین ہجری کو ابوبکر صدیق کے عہد خلافت میں فوت ہوئے یہ حضور کے رضاعی بھائی ہیں۔ یہ قریش میں بہت مالدار تھے اور صدقات و خیرات بہت کرتے تھے۔

باب کنوئیں سے پانی نکالنا حتی کہ لوگ سیراب ہو جائیں

اس کی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے

۶۶۰۲ ترجمہ: نافع نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ جناب

شُعَیْبُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَیْرِیَةَ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَا اَنَا عَلٰی بِئْرٍ اَنْزِعُ مِنْھَا اِذْ جَآءَ نِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ فَاَخَذَ اَبُوْبَکْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَیْنِ وَفِیْ نَزْعِہٖ ضُعْفٌ فَغَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ ثُمَّ اَخَذَھَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ یَدِ اَبِیْ بَکْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِیْ یَدِہٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِیًّا مِنَ النَّاسِ یَفْرِیْ فَرِیَّہٗ حَتّٰی ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت میں کنوئیں سے پانی نکال رہا تھا۔ اچانک میرے پاس ابوبکر اور عمر آئے پھر ابوبکر نے ڈول پکڑا اور ایک یا دو ڈول پانی نکالا اور ان کے ڈول کھینچنے میں کچھ ضعف تھا، اللہ تعالیٰ انہیں بخشے پھر ابوبکر صدیق کے ہاتھ سے عمر نے ڈول پکڑ لیا وہ ان کے ہاتھ میں بڑا ڈول ہوگیا میں نے لوگوں میں کسی پہلوان کو نہیں دیکھا جو عمر کی طرح کھینچتا ہو حتیٰ کہ لوگوں نے اونٹوں کے پینے کے لئے حوض بھر لئے۔

۶۶۰۲ — شرح: اس میں شک نہیں کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا خواب وحی ہے۔ اس کی تعبیر امارت و خلافت کا عمل ہے۔ یہ عمل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو تین سال کیا لیکن اس میں وہ قوت نہ تھی جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عمل میں قوت تھی۔ اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد یہ عمل ابوبکر کو حاصل ہوگا۔ اُن کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ فائز ہوں گے۔

لغات: ذنوب بفتح الدال بھرا ہُوا ڈول۔ غرب بالفتح الغین بہت بڑا ڈول جو گائے کے چمڑے سے بنایا جاتا ہے اور اگر غرب کی راء پر فتح پڑھیں تو یہ وہ پانی ہے جو کنوئیں اور حوض کے درمیان بہتا ہے۔ عَبْقَرِیًّا ،، عمل میں ماہر (پہلوان)،، فریہ، کھینچنا۔ یفری اچھا کام کرنے والا۔ عطن ،، اونٹوں کے لئے پانی کا حوض۔ ضَرَبَ النَّاسُ بعطن ،، لوگوں کے اونٹ، پانی سے سیر ہوکر بیٹھ گئے ،،

بَابُ نَزْعِ الذَّنُوبِ وَالذَّنُوبَيْنِ مِنَ الْبِئْرِ بِضَعْفٍ

۶۶۰۳ **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسٰى عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ النَّاسَ اجْتَمَعُوا فَقَامَ اَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا اَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ قَامَ ابْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَمَا رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ ۶۶۰۴ **حَدَّثَنَا** سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي سَعِيدٌ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلٰى قَلِيبٍ

باب خواب میں کنوئیں سے پانی کے ایک یا دو ڈول کمزوری سے نکالنا

۶۶۰۳ ترجمہ : سالم نے اپنے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے بارہ میں خواب کے متعلق روایت کی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ سب جمع ہوئے ہیں پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور ایک یا دو ڈول نکالے ان کے ڈول کھینچنے میں ضعف تھا اللہ تعالیٰ انہیں بخشے پھر عمر فاروق کھڑے ہوئے۔ ڈول بہت بڑا ہو گیا میں نے لوگوں میں کوئی نہیں دیکھا جس نے ان کی طرح پانی کھینچا ہو حتی کہ لوگوں نے اونٹوں کے پینے کے حوض بھر لئے (اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ عمر فاروق کی خلافت اجماعی ہے)

۶۶۰۴ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وَعَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوبًا اَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ ابْنِ الْخَطَّابِ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ

بَابُ الْاِسْتِرَاحَةِ فِي الْمَنَامِ

۶۶۰۵ــــ حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُ اَنِّيْ عَلٰى حَوْضٍ اَسْقِي النَّاسَ فَاَتَانِيْ اَبُوْ بَكْرٍ فَاَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ يَدِيْ لِيُرِيْحَنِيْ فَنَزَعَ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ فَاَتَى ابْنُ الْخَطَّابِ فَاَخَذَ مِنْهُ فَلَمْ يَزَلْ يَنْزِعُ حَتّٰى تَوَلَّى النَّاسُ وَالْحَوْضُ يَتَفَجَّرُ

ایک وقت میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک کنوئیں پر دیکھا اس پر ایک ڈول تھا میں نے اس سے جو اللہ نے چاہا پانی نکالا پھر اس کو ابن ابی قحافہ (ابوبکر صدیق) نے پکڑ لیا اور ایک یا دو ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں ضعف تھا اللہ انہیں بخشے پھر وہ بڑا ڈول ہوگیا۔ عمر فاروق نے اس کو پکڑا میں نے لوگوں میں کوئی پہلوان نہیں دیکھا جو عمر فاروق کی طرح پانی نکالتا ہو حتیٰ کہ لوگوں نے اونٹوں کے پینے کے حوض بھر لئے۔

۶۶۰۴ شرح: اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ عمر فاروق کے علاوہ دوسرا کوئی شخص خلافت کا کام اس قوت سے نہ کرسکے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کثیر التعداد شہر اسلام میں داخل کئے کسی اور کو یہ توفیق نہیں۔

باب خواب میں آرام پانا ۶۶۰۵

ت: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بَابُ الْقَصْرِ فِي الْمَنَامِ

۶۶۰۶ــــ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَ نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَنْبِ قَصْرٍ قُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ فَبَكَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ قَالَ أَعَلَيْكَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغَارُ

فرمایا ایک دفعہ میں سو رہا تھا میں نے اپنے آپ کو ایک حوض پر دیکھا کہ اس سے لوگوں کو پانی پلا رہا ہوں پھر میرے پاس ابوبکر صدیق آئے اور مجھے آرام پہنچانے کے لئے ڈول میرے ہاتھ سے پکڑ لیا انہوں نے دو ڈول نکالے جبکہ ان کے نکالنے میں ضعف تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں بخشے پھر عمر فاروق آئے اور ابوبکر سے ڈول پکڑ لیا وہ دیر تک پانی نکالتے رہے حتیٰ کہ لوگ سیر ہو کر چلے گئے اور حوض جوش مار رہا تھا۔

۶۶۰۵ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں حوض مذکور ہے جبکہ اس سے پہلی حدیث میں قلیب ذکر کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ منافات نہیں لیکن بہتر جواب یہ ہے کہ کنوئیں کے بھر جانے کے بعد پانی حوض میں بہہ رہا تھا اور لوگ اپنے لئے پانی لے رہے تھے اور اپنے چارپایوں کے لئے بھی لے جا رہے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب خواب میں محل دیکھنا

دیندار کا خواب میں محل دیکھنا عمل صالح کرنے کی دلیل ہے اور غیر دیندین کے لئے قید و تنگی کی دلیل ہے، محل میں داخل ہونے کی تعبیر تزویج سے بھی کی جاتی ہے۔

۶۶۰۶ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حضور نے فرمایا ایک وقت میں سو رہا تھا کہ میرے

۶۶۰۷ـــ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ فَاِذَا اَنَا بِقَصْرٍ مِنْ ذَھَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ ھٰذَا فَقَالُوْا لِرَجُلٍ مِنْ قُرَیْشٍ فَمَا مَنَعَنِیْ اَنْ اَدْخُلَہٗ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ اِلَّا مَا اَعْلَمُ مِنْ غَیْرَتِکَ قَالَ وَعَلَیْکَ اُغَارُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

خواب میں اپنے آپ کو جنّت میں دیکھا اچانک ایک عورت ایک محل کے کونہ میں وضوء کر رہی تھی ۔ میں نے کہا یہ محل کس کا ہے ؟ اُنہوں نے کہا یہ محل عمر فاروق کا ہے میں نے عمر کی غیرت کو ذکر کیا تو میں پچھلے قدموں واپس ہوگیا ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رونے لگے ۔ پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ قربان ہوں کیا میں آپ پر غیرت کرتا ۔

۶۶۰۶ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنّت دارِ تکلیف نہیں تو اس کے وضوء کا کیا معنی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وضوء بطور وجوب نہ تھا ، بلکہ یہ وضوء لغوی ہے اس سے کوئی شئ مانع نہیں ۔ خطابی اور ابن قتیبہ سے منقول ہے کہ اصل حدیث اس طرح ہے "اچانک دیکھا کہ ایک خوبصورت حور ہے" ۔ طبری نے کہا وہ عورت وضوء اس لئے کرتی تھی کہ اس کا حسن اور نور زیادہ ہو جائے وہ میل کچیل زائل نہ کرتی تھی کیونکہ جنّت اس سے پاک ہے بعض علماء نے کہا ہو سکتا ہے کہ وضوء حقیقتاً ہو اور جنّت کا دارِ تکلیف نہ ہونا اس سے مانع نہیں ، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ وضوء بطورِ تکلیف نہ ہو ۔

بعض علماء نے کہا یہ عورت ام سلیم تھیں رضی اللہ عنہا جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے انہیں دیکھا تھا اس وقت وہ بقیدِ حیات تھیں انہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے محل میں دیکھنے کی تعبیر یہ ہے کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عہدِ خلافت پائیں گی ، چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ قولہ "اَعَلَیْکَ اُغَارُ" اس میں علی بمعنی من ہے ، کیونکہ علی من کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے قرآن کریم میں ہے "اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ" اس میں علی بمعنی من ہے ۔ حدیث کے معنیٰ یہ ہیں "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں آپ کی وجہ سے غیرت کر سکتا ہوں ۔

۶۶۰۷ـــ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا ، وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ میں سونے کے محل میں

بَابُ الْوُضُوْءِ فِي الْمَنَامِ

۶۶۰۸ ـــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ قَالُوا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ عَلَيْكَ بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغَارُ

ہوں میں نے کہا یہ محل کس کا ہے انہوں نے کہا یہ محل ایک قریشی مرد کا ہے۔ اے ابن خطاب مجھے اس محل میں داخل ہونے سے کسی شئ نے منع نہ کیا مگر یہ کہ میں تمہاری غیرت کو جانتا تھا۔ عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! کیا میں آپ پر غیرت کر سکتا ہوں۔ (جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ قریشی مرد عمر فاروق ہے اسی لئے اُن کو مخاطب کر کے فرمایا) (حدیث ۳۰۳۰ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

باب خواب میں وضوء کرنا

خواب میں وضوء کرنا بادشاہ تک پہنچنے کا وسیلہ پانا ہے اگر خواب میں وضوء پورا کر لیا تو بیداری میں اسکی مراد حاصل ہوگی اور اگر پانی سے عاجز ہونے کے سبب وضوء نہ کر سکا یا ایسی شئ سے وضوء کیا جس سے نماز جائز نہیں تو مراد حاصل نہ ہوگی اور اگر خوف زدہ شخص وضوء کرے تو اس کو ثواب حاصل ہوگا اور اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

۶۶۰۸ ـــــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو حضور نے فرمایا ایک وقت میں سو رہا تھا کہ اچانک میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا وہاں ایک عورت محل کے کونہ میں وضوء کر رہی تھی۔ میں نے کہا یہ محل

بَابُ الطَّوَافِ بِالْكَعْبَةِ فِی الْمَنَامِ

۶۶۰۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِیْ اَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ سَبْطُ الشَّعْرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطُفُ رَاْسُهٗ مَاءً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا ابْنُ مَرْيَمَ فَذَهَبْتُ اَلْتَفِتُ فَاِذَا رَجُلٌ اَحْمَرُ جَسِيْمٌ جَعْدُ الرَّاْسِ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰی كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا الدَّجَّالُ اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ وَابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِی الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ

کس کا ہے انہوں نے کہا یہ محل عمر فاروق کا ہے۔ پھر میں نے تمہاری غیرت یاد کی تو واپس آ گیا (یہ سن کر) عمر فاروق رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ کے سبب غیرت کرنی ہے؟

باب خواب میں کعبہ کا طواف کرنا

کعبہ کا طواف کرنے کی تعبیر یہ ہے کہ حج کرے گا یا شادی کرے گا اور بادشاہ سے مقصد حاصل ہو گا، ماں باپ سے نیکی کرے اور عالم دین کی خدمت کرے اور بادشاہ کے کاموں میں داخل ہو اگر یہ خواب دیکھنے والا غلام ہے تو اپنے مالک سے اخلاص کرے۔

۶۶۰۹ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا اچانک ایک گندم گوں آدمی دیکھا جس کے بال سیدھے تھے وہ دو آدمیوں کے درمیان تھا اس کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا میں نے کہا یہ کون ہے انہوں نے کہا یہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہیں۔ میں جانے لگا

بَابٌ اِذَا اَعْطٰى فَضْلَهٗ غَيْرَهٗ فِى النَّوْمِ

۶۶۱۰ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِى اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِى حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى اِنِّى لَاَرَى الرِّىَّ يَجْرِىْ ثُمَّ اَعْطَيْتُ عُمَرَ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ

تو اچانک ایک سُرخ جسیم آدمی پر نگاہ پڑی جس کے سر کے بال سُرخ گھنگھریالے تھے وہ دائیں آنکھ سے کانا تھا گویا کہ اس کی آنکھ اُبھرے ہوئے انگور کی طرح تھی۔ میں نے کہا یہ کون ہے انہوں نے کہا یہ دجال ہے وہ لوگوں میں ابن قطن سے بہت مشابہ تھا ابن قطن خزاعہ قبیلہ سے بنی مصطلق کا ایک فرد تھا۔ حدیث ج ۵ ص ۳۲۲ کی شرح دیکھیں

۶۶۰۹ شرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس صورت سے وصف کی جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا فرمایا ہے۔ حضور نے ان کو اس صورت میں طواف کرتے دیکھا ان کے بالوں سے قطرے ٹپکنے کا مطلب یہ ہے کہ اُن کے بال بہت سفید نورانی تھے۔ حدیث میں ان کی لطافت و نظافت کی اُن سے قطرے ٹپکنے سے تعبیر کی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا خواب ہے کیونکہ شیطان حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی شکل اختیار نہیں کر سکتا یہ یقینی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان میں ہیں ان کی خلقت میں اللہ تعالیٰ جو چاہے کرے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب الانبیاء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ سُرخ اور بال شکن دار مذکور ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سیر اور وقت کا حال ہے طواف کا حال نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال مکہ میں داخل ہوگا۔ حالانکہ دوسری روایت میں ہے کہ دجال مکہ میں داخل نہ ہو سکے گا اس کا جواب یہ ہے کہ دجال اپنے دبدبے اور شوکت کے ظہور کے وقت داخل نہ ہوگا۔ ابن قطن قبیلہ خزاعہ کا آدمی تھا جو جاہلیت میں ہلاک ہو چکا تھا۔

بَابُ الْاَمْنِ وَذِهَابِ الرَّوْعِ فِی الْمَنَامِ

۶۶۱۱ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ اِنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَرَوْنَ الرُّؤْيَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُصُّونَهَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ فِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَاَنَا غُلَامٌ حَدِيثُ السِّنِّ وَبَيْتِيَ الْمَسْجِدُ قَبْلَ اَنْ اَنْكِحَ فَقُلْتُ فِی نَفْسِی لَوْ كَانَ فِيكَ خَيْرٌ لَرَاَيْتَ مِثْلَ مَا يَرٰى هٰؤُلَاءِ فَلَمَّا

باب جب خواب میں اپنا بچا ہُوا کسی دُوسرے کو دیا

۶۶۱۰ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اس سے سیر ہو کر پیا حتی کہ میں سیرابی کو جاری دیکھ رہا تھا پھر میں نے بچا ہُوا عمر کو دیا صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی ہے۔ فرمایا علم!

باب خواب میں امن اور گھبراہٹ کا دور ہونا دیکھنا

۶۶۱۱ — ترجمہ : نافع نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام حضور کے زمانہ مبارک میں دیکھتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ چاہتا اس کی تعبیر فرماتے میں کمسن تھا نکاح کرنے سے پہلے

اِضْطَجَعْتُ لَيْلَةً قُلْتُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ فِيَّ خَيْرًا فَاَرِنِيْ رُؤْيَا
فَبَيْنَمَا اَنَا كَذٰلِكَ اِذْ جَاءَنِيْ مَلَكَانِ فِيْ يَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِقْمَعَةٌ
مِنْ حَدِيْدٍ يُقْبِلَانِ بِيْ وَاَنَا بَيْنَهُمَا اَدْعُوا اللّٰهَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ
مِنْ جَهَنَّمَ ثُمَّ اُرَانِيْ لَقِيَنِيْ مَلَكٌ فِيْ يَدِهٖ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ
لِيْ لَمْ تُرَعْ نِعْمَ الرَّجُلُ اَنْتَ لَوْ تُكْثِرُ الصَّلٰوةَ فَانْطَلَقُوْا بِيْ حَتّٰى
وَقَفُوْا بِيْ بِجَهَنَّمَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ لَهٗ قُرُوْنٌ كَقَرْنِ الْبِئْرِ بَيْنَ كُلِّ
قَرْنَيْنِ مَلَكٌ بِيَدِهٖ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ وَاُرٰى فِيْهَا رِجَالًا مُعَلَّقِيْنَ
بِالسَّلَاسِلِ رُؤُسُهُمْ اَسْفَلُهُمْ عَرَفْتُ فِيْهَا رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ فَانْصَرَفُوْا
بِيْ عَنْ ذَاتِ الْيَمِيْنِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقَالَ نَافِعٌ فَلَمْ يَزَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ يُكْثِرُ الصَّلٰوةَ

میرا گھر مسجد تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اگر تجھ میں کچھ خیر ہوتی تو تو بھی اس طرح خواب دیکھتا جس طرح یہ لوگ دیکھتے ہیں جب میں رات کو لیٹا تو میں نے کہا اے اللہ اگر تو مجھ میں بھلائی جانتا ہے تو مجھے خواب دکھا ایک وقت میں اسی حال میں تھا کہ اچانک میرے پاس دو فرشتے آئے ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کا ہتھوڑا تھا وہ مجھے دوزخ کی طرف لے گئے اور میں اُن کے درمیان اللہ سے دعا کر رہا تھا اے اللہ! میں تیرے ذریعہ دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں پھر مجھے یہ دکھایا گیا کہ مجھے ایک فرشتہ ملا اس کے ہاتھ میں لوہے کا ہتھوڑا تھا اُس نے کہا مت گھبراؤ تم اچھے آدمی ہو۔ کاش کہ تم نمازیں بکثرت پڑھتے پھر مجھے لے گئے حتیٰ کہ مجھے دوزخ کے کنارے پر کھڑا کر دیا گیا دیکھتا ہوں کہ وہ کنوئیں کے مانند ہے اور کنوئیں کی طرح اس کے دو سینگ تھے۔ پھر دونوں سینگوں کے درمیان فرشتہ ہے اس کے ہاتھ میں لوہے کا ہتھوڑا ہے۔ میں نے دوزخ میں لوگ دیکھے جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے

بَابُ الْاَخْذِ عَلَى الْيَمِيْنِ فِي النَّوْمِ

۶۶۱۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ كُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ اَبِيْتُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ مَنْ رَاٰى مَنَامًا قَصَّهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ لِيْ عِنْدَكَ خَيْرٌ فَاَرِنِيْ مَنَامًا يُعَبِّرُهُ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنِمْتُ فَرَاَيْتُ مَلَكَيْنِ اَتَيَانِيْ فَانْطَلَقَا بِيْ فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ اٰخَرُ فَقَالَ لِيْ لَمْ تُرَعْ اِنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَانْطَلَقَا بِيْ اِلَى النَّارِ فَاِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَاِذَا فِيْهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُ بَعْضَهُمْ فَاَخَذَا بِيْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ

تھے ان کے سر اُن کے پاؤں میں تھے میں نے دوزخ میں قبیلہ قریش کے لوگ دیکھے پھر فرشتے مجھے دائیں جانب لے گئے میں نے یہ خواب حفصہ سے بیان کیا حفصہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ نیک آدمی ہے۔ نافع نے کہا اس خواب کے بعد عبداللہ بہت نمازیں پڑھا کرتے تھے (حدیث ۱۰۵۹ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب خواب میں دائیں طرف چلنا

۶۶۱۲ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نوجوان کنوارہ تھا۔ مسجد میں رات بسر کرتا تھا جو شخص خواب دیکھتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا تھا۔

ذٰلِكَ لِحَفْصَةَ فَزَعَمَتْ حَفْصَةُ اَنَّهَا قَصَّتْهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ لَوْ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلٰوةَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ يُكْثِرُ الصَّلٰوةَ مِنَ اللَّيْلِ

بَابُ الْقَدَحِ فِي النَّوْمِ

۶۶۱۳ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ

میں نے اپنے دل میں کہا اے اللہ! اگر تیرے نزدیک میری بھلائی ہے تو مجھے خواب دکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے خواب کی تعبیر کریں، چنانچہ میں سویا تو دو فرشتے دیکھے وہ میرے پاس آئے اور مجھے ساتھ لے گئے ان کو ایک اور فرشتہ ملا اُس نے مجھے کہا مت گھبراؤ تم نیک آدمی ہو وہ مجھے دوزخ کی جانب لے گئے اچانک وہ کنوئیں کی طرح بنی ہوئی تھی۔ اس میں لوگ تھے اُن میں سے بعض کو میں پہچانتا ہوں وہ مجھ کو دائیں طرف لے گئے جب صبح ہوئی تو میں نے یہ خواب حفصہ سے ذکر کیا حفصہ نے کہا کہ انہوں نے یہ خواب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو حضور نے فرمایا عبداللہ نیک مرد ہے اگر وہ رات کو بکثرت نماز ادا کرے۔ (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کنوارہ آدمی مسجد میں سو سکتا ہے اور خواب میں کسی کو نائب بنانا جائز ہے اور ایک عادل کی خبر مقبول ہے)

باب خواب میں پیالہ دیکھنا

خواب میں پیالہ دیکھنا عورت یا عورت کی طرف سے مال حاصل ہوگا اگر پیالہ شیشہ کا ہو تو مخفی اشیاء ظاہر ہوں۔ اور اگر سونے یا چاندی کا پیالہ ہو تو لوگ اچھی ثناء کریں،،

۶۶۱۳ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الْعِلْمَ

بَابُ إِذَا طَارَ الشَّيْءُ فِي الْمَنَامِ

۶۶۱۴ـــ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ نَشِيطٍ قَالَ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْيَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي ذَكَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذُكِرَ لِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَفَظِعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا فَأُذِنَ لِي فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ الَّذِي قَتَلَهُ فَيْرُوزُ بِالْيَمَنِ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ

ہوئے سنا کہ ایک وقت میں سو رہا تھا کہ میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اس سے پیا پھر اپنا بچا ہوا دودھ عمر فاروق کو دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس کی تعبیر کیا فرمائی ہے فرمایا علم!

باب جب خواب میں اڑتی ہوئی شئ دیکھے

۶۶۱۴ـــ ترجمہ: عُبید اللہ بن عبد اللہ نے کہا میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کے متعلق پوچھا جو آپ نے ذکر کیا

بَابُ اِذَا رَاٰی بَقَرًا تُنْحَرُ

۶۶۱۵ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ عَنْ بُرَیْدٍ عَنْ جَدِّہٖ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اُرَاہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ابن عباس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ میں سویا ہُوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھوں میں سونے کے کنگن رکھے گئے ہیں میں اُن سے گھبرایا اور ان کو پسند نہ کیا مجھے اجازت دی گئی تو میں نے ان کو پھونک مارا تو وہ اُڑ گئے میں نے اُن کی تعبیر یہ کی کہ دو کذّاب ظاہر ہوں گے عبیداللہ نے کہا اُن میں سے ایک اسود عنسی ہے جس کو یمن میں فیروز نے قتل کیا تھا اور دُوسرا مسیلمہ کذّاب ہے۔

شرح ۶۶۱۴ــــ : جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ اُڑ رہا ہے اگر وہ سیدھا آسمان کی طرف اُڑے تو اس کو ضرر پہنچے اور اگر آسمان میں غائب ہوجائے اور واپس نہ آئے تو فوت ہوجائے اگر لوٹ آئے تو بیماری سے افاقہ ہو۔ اگر چوڑائی میں اڑے تو سفر درپیش ہو اور اپنی اڑان کی مقدار رفعت اور بلندی حاصل ہو اور اگر پروں کے بغیر اُڑے تو اس کو کسی معاملہ میں تعذیر ہو۔ مہلب نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے کنگنوں کی تعبیر دو کذابوں سے فرمائی کیونکہ جھوٹ خلافِ واقع خبر دینا ہے اور کلام کو غیر محل میں رکھنا ہے اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس میں کنگن اپنے محل میں نہیں کیونکہ یہ مردوں کا زیور نہیں اور سونے کے کنگن کی تعبیر یہ ہے کہ اس سے کوئی شئی نکل جائے گی اس کے لئے بقاء نہیں۔ طیران کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ ثابت قدم نہیں نفخ سے کسی تکلیف اور ضرر کے بغیر ان کا زائل ہوجانا ہے۔

اسود عنسی و مسیلمہ

اسود صنعانی ہے اس کو ذوالحمار کہا جاتا تھا، کیونکہ اُس نے گدھے کو سکھایا تھا کہ جب اسے کہے سجدہ کر تو اپنا سر نیچا کرلیا کرے اس کو فیروز دیلمی نے قتل کیا تھا۔ مسیلمہ کذاب وہ مسیلمہ بن حبیب حنفی یمانی ہے یہ پہلا شخص ہے جس نے بوتل میں انڈا داخل کیا تھا۔ اس کو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی نے قتل کیا تھا۔"

(اس کی پوری تفصیل حدیث ۲۳۸۹ ج ۵ کی شرح میں دیکھیں)

قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهْلِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقَرًا وَاللّٰهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابُ الصِّدْقِ الَّذِي أَتَانَا اللّٰهُ بَعْدُ يَوْمَ بَدْرٍ

باب جب خواب میں گائے دیکھے کہ اس کو ذبح کیا جاتا ہے

۶۶۱۵ — ترجمہ: ابو بردہ نے کہا ابو موسیٰ سے روایت ہے میرا خیال ہے کہ ابو موسیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ مکرمہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جس میں کھجوریں ہیں تو میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ یمامہ کی یا ہجر کی زمین ہے پس وہ مدینہ منورہ یثرب ہے۔ میں نے خواب میں گائے دیکھی۔ اللہ خیر ہے پس اچانک وہ مومن ہیں جو اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور خیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور صدق کا بدلہ جو اللہ تعالیٰ نے بدر کے بعد عنایت کیا۔

۶۶۱۵ — شرح: بعض روایات میں ہے کہ حضور نے فرمایا "میں نے گائے دیکھی جو ذبح کی جاتی تھی"، اس زیادتی سے خواب کی تعبیر پوری ہو جاتی ہے۔ گائے کا ذبح ہونا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جنگ اُحد میں قتل ہونا ہے۔ جاہلیت میں مدینہ منورہ کا نام یثرب تھا۔ یثرب یعنی ہلاک ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام "طیبہ" رکھا۔ قولہ واللہ خیر، یہ مبتدا خبر ہیں اس کے معنیٰ ہیں "ثَوَابُ الْمَقْتُولِينَ خَيْرٌ لَهُمْ مِنْ بَقَائِهِمْ فِي الدُّنْيَا" مقبول لوگوں کا بدلہ ان کے دنیا میں رہنے سے بہتر ہے یا تقدیر اس طرح ہے۔ صُنْعُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَكُمْ، اللہ کا فضل تمہارے لئے بہتر ہے

بَابُ النَّفْخِ فِي الْمَنَامِ

۶۶۱۶ — حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُونَ السَّابِقُونَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذَا أُوتِيتُ خَزَائِنَ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَيَّ وَأَهَمَّانِي فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَاءَ وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ

قولہ بعد بدر، یعنی بدر کے بعد اور خیبر کی فتح پھر فتح مکہ بعض روایات میں لفظ بدر نہیں بلکہ صرف بعد ہے یعنی اُحد کے بعد جو مسلمانوں کا اجتماع ہوا اور ان کا ایمان زیادہ ہوا۔ ہوسکتا ہے کہ خیر سے مراد مال غنیمت ہو۔ گائے کو ذبح ہوتے دیکھنے کی تعبیر وہ ہے جو موقعہ کے مناسب ہو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کی تعبیر صحابہ کا قتل تھا جو جنگ اُحد میں شہید ہوئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کی حالت کو گائے سے تشبیہ دی، کیونکہ گائے مسلح ہوتی ہے اس کے سینگ تیروں کے مشابہ ہیں اس کی طبع میں مارنا اور سینگوں سے اپنا دفاع کرنا ہے جیسے لڑائی میں لوگ کرتے ہیں حضور نے نحر کو قتل سے تشبیہ دی (حدیث ۳۲۹ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

باب خواب میں پھونک مارنا

۶۶۱۶ — ترجمہ: ہمام بن منبہ نے بیان کیا یہ وہ ہے جو ہمیں ابوہریرہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی ہے۔ فرمایا ہم سب سے آخر اور سب سے مقدم ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت میں سویا ہوا تھا۔ اچانک زمین کے خزانے مجھے دیئے گئے اور میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھے گئے یہ مجھ پر بہت گراں گزرا اور انہوں نے

بَابُ اِذَا رَاٰی اَنَّہٗ اَخْرَجَ الشَّیْئَ مِنْ كُوْرَةٍ فَاَسْكَنَہٗ مَوْضِعًا اٰخَرَ

۶۶۱۷۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ عَبْدُ الْحَمِیْدِ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُوْسٰی بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَیْتُ كَاَنَّ امْرَاَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّاْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِیْنَةِ حَتّٰی قَامَتْ بِمَھْیَعَةَ وَھِیَ الْجُحْفَةُ فَتَاَوَّلْتُھَا اَنَّ وَبَاءَ الْمَدِیْنَةِ نُقِلَ اِلَیْھَا ۔

مجھے غمزدہ کر دیا پھر مجھے وحی کی گئی کہ ان کو پھونک ماریں میں نے ان کو پھونک ماری وہ اُڑ گئے تو میں نے ان کی تاویل دو کذابوں سے کی جن کے درمیان میں ہوں ایک صاحب صنعاء اور دوسرا صاحب یمامہ ہے۔

۶۶۱۶۔ شرح: قولہ الذین انا بینھما ؛ کیونکہ جس وقت حضور نے خواب بیان فرمایا تھا وہ دونو موجود تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے "وہ میرے بعد نکلیں گے،، اس کا جواب یہ ہے کہ خروج سے مراد ان کی شوکت اور سطوت و دبدبہ کا ظہور اور ان کا محاربت کرنا اور نبوت کا دعویٰ کرنا ہے۔ پھر اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمام امور اسود کے لئے حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں صنعاء میں ظاہر ہو چکے تھے ؛ چنانچہ اُس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور شوکت وسطوت خوب ظاہر ہوئی اُس نے مسلمانوں سے محاربت کی اور شہر پر غلبہ کر لیا۔ آخر میں یہ ہُوا کہ حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں قتل ہُوا اسی طرح مسیلمہ نے حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نبوت کا دعویٰ کیا لیکن اس کی شوکت و دبدبہ ظاہر نہ ہُوا اور اس کی جنگ صرف ابوبکر صدیق کے عہد میں ہوئی اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کلام اس لئے سچا ہے کہ مسیلمہ کا ظہور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تھا اور ان کا کلام اسود کے حق میں اسی طرح صادق ہے کہ اس کے تابعدار اور اس کی پناہ مانگنے والوں نے مسیلمہ کی اتباع کی اور اس کی شوکت کو تقویت دی لہذا اس اعتبار سے اس پر یہ اطلاق ہوتا ہے کہ اس کا ظہور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تھا۔

بَابُ الْمَرْأَةِ السَّوْدَآءِ

۶۶۱۸ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي بَكْرِ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِيْ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَدِيْنَةِ رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّاْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى نَزَلَتْ بِمَهْيَعَةَ فَاَوَّلْتُهَا اَنَّ وَبَاءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ اِلٰى مَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ

باب جب خواب میں دیکھا کہ اس نے ایک کونہ سے کسی شئی کو نکالا اور دوسری جگہ ٹھہرا دیا ہے"

۶۶۱۷ـــ ترجمہ: سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دیکھا کہ ایک عورت کالی بکھرے بالوں والی مدینہ منورہ "شرفہا اللہ تعالیٰ" سے نکالی گئی ہے حتی کہ وہ مہیئہ میں ٹھہر گئی اور وہ مجحفہ ہے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینہ منورہ کی وباء جحفہ کی طرف نقل کی گئی ہے۔

باب خواب میں کالی عورت دیکھنا

۶۶۱۸ـــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں خواب کے متعلق روایت کی (حضور نے فرمایا) میں نے ایک کالی عورت بکھرے بالوں والی دیکھی جو مدینہ منورہ سے نکلی حتی کہ مہیعہ میں ٹھہر گئی۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینہ منورہ کی وباء مھیعہ کی طرف نکالی گئی ہے جس کو مجحفہ کہا جاتا ہے۔

بَابُ الْمَرْأَةِ الثَّائِرَةِ الرَّاسِ

۶۶۱۸ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْبَكْرِ ابْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمٰنُ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ اِمْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّاسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى نَزَلَتْ بِمَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ فَاَوَّلْتُ اَنَّ وَبَاءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ اِلَيْهَا

بَابُ اِذَا رَاٰى اَنَّهٗ هَزَّ سَيْفًا فِي الْمَنَامِ

۶۶۲۰ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ عَنْ جَدِّهٖ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى

۶۶۱۷ - ۶۶۱۸ شرح : مہیعہ کو جحفہ کہاجاتا ہے ۔ یہ مصریوں کے احرام باندھنے کا مقام ہے ۔ مھیعہ بفتح المیم وسکون الہاء ہے ۔ ایک مقام کا نام ہے ۔ جُحْفَہ اس میں یہودی رہتے تھے جو مسلمانوں کو بہت اذیت پہنچاتے تھے ۔

باب بکھرے بالوں والی عورت

۶۶۱۹ ترجمہ : سالم نے اپنے والد عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں ایک کالی عورت بکھرے ہوئے بالوں والی دیکھی جو مدینہ منورہ سے نکلی حتیٰ کہ مھیعہ میں ٹھہر گئی جس کو جُحْفَہ کہاجاتا ہے میں نے اس کی یہ تاویل کی کہ مدینہ منورہ کی وبا ادھر منتقل ہوگئی ہے ۔

أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ

بَابُ مَنْ كَذَبَ فِي حُلُمِهِ

۶۶۲۱ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلُمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ أَوْ يَفِرُّونَ مِنْهُ صُبَّ فِي أُذُنَيْهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةً عُذِّبَ

باب جب دیکھا کہ اُس نے خواب میں تلوار لہرائی ہے

۶۶۲۰ — ترجمہ: ابوبردہ نے ابوموسیٰ اشعری سے روایت کی اُنہوں نے کہا میرا گمان ہے کہ ابوموسیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا میں نے اپنے خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو لہرایا ہے اور وہ سینہ سے اُوپر ٹوٹ گئی ہے۔ یہ وہ مصیبت تھی جو مسلمانوں کو اُحد کی جنگ میں پہنچائی گئی تھی۔ پھر میں نے دوبارہ اسے لہرایا تو وہ پہلے سے اچھی لوٹی یہ وہ فتح اور مومنوں کا اجتماع ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو عطاء فرمایا (حدیث ۲۸۲۰ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے اپنے خواب میں جھوٹ بولا ۶۶۲۱

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

وَكُلِّفَ اَنْ يَنْفُخَ فِيْهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ قَالَ سُفْيٰنُ وَصَلَهٗ لَنَا اَيُّوْبُ وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَوْلَهٗ مَنْ صَوَّرَ وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنِ اسْتَمَعَ

۶۶۲۲ حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَنِ اسْتَمَعَ وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنْ صَوَّرَ نَحْوَهٗ تَابَعَهٗ هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهٗ

ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خواب میں تکلّف کیا جس کو اس نے دیکھا نہ تھا (جھوٹا خواب بنایا) اس کو تکلیف دی جائے گی کہ دو جَو کے دانوں میں گرہ لگائے اور وہ یہ ہرگز نہ کر سکے گا اور جس شخص نے کسی قوم کی باتوں پر کان لگایا ؛ حالانکہ وہ اسے مکروہ سمجھتے ہیں یا اس سے وہ بھاگتے ہیں۔ قیامت میں اس کے کانوں میں سیسہ ڈالا جائے گا اور جس شخص نے تصویر بنائی اس کو عذاب دیا جائے گا اور اس میں روح ڈالنے کی تکلیف دی جائے گی اور وہ روح نہ ڈال سکے گا۔ سفیان بن عُیَیْنَہ نے کہا اس حدیث کو ایوب سختیانی نے ہمارے لئے موصول ذکر کیا ہے۔ اور قتیبہ نے کہا ہمیں ابوعوانہ نے قتادہ، عکرمہ، ابوہریرہ سے حضور کے ارشاد ! مَنْ صَوَّرَ، وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنِ اسْتَمَعَ ، روایت کیا ہے۔

۶۶۲۱ شرح : باب کا عنوان ہے " مَنْ كَذَبَ فِيْ حُلُمِهٖ " اور حدیث کے الفاظ ہیں۔ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلُمٍ لَمْ يَرَهٗ " اس میں بعض طرق سے مروی مرفوع حدیث کی طرف اشارہ ہے ؛ چنانچہ ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ مَنْ كَذَبَ فِيْ حُلُمِهٖ كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَقْدَ شَعِيْرَةٍ " یعنی جس نے جھوٹا خواب بنایا قیامت میں اس کو تکلیف دی جائے گی کہ وہ دو جَو کے دانے جوڑے اور وہ جوڑ نہ سکے گا " اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ تکلیف ما لایطاق جائز ہے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ قیامت کا دن دارِ تکلیف نہیں اور کلّف کا عذّب پر عطف تفسیری ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا اس حدیث کو ایوب سختیانی نے مرفوع ذکر کیا ہے امام بخاری نے یہ اس لئے ذکر کیا کہ اس کے بعد یہ حدیث دوسرے طرق سے موقوف مذکور ہے۔ ان تین میں سے پہلے طریق کو

۶۶۲۳ــــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ مَوْلٰی ابْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَفْرَی الْفِرٰی اَنْ یُّرِیَ عَیْنَیْہِ مَا لَمْ تَرَیَا

بَابُ اِذَا رَاٰی مَا یَکْرَہُ فَلَا یُخْبِرْ بِھَا وَلَا یَذْکُرُھَا

۶۶۲۴ــــ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ الرَّبِیْعِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَبْدِ رَبِّہٖ بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَۃَ یَقُوْلُ لَقَدْ کُنْتُ اَرَی الرُّؤْیَا

امام نے وَقَالَ قُتَیْبَۃُ سے دوسرے کو وَقَالَ شُعْبَۃُ سے اور تیسرے کو قولہ قال ابوہریرہ سے ذکر کیا ہے۔

۶۶۲۲ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی طرح روایت کیا کہ جس نے کان لگایا اور جس نے جھوٹا خواب بنایا اور جس نے تصویر بنائی ہشام اور عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کا قول ذکر کرنے میں خالد حذّاء کی متابعت کی ہے۔ (یعنی لوگوں کی خفیہ باتیں چھپ کر سنیں یا خواب بنانے میں تکلف کیا یا تصویر بنائی یہ تین امور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی ذکر کئے ہیں)

۶۶۲۳ــــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت بڑا بہتان یہ ہے کہ اپنی آنکھوں کو وہ دکھائے جو اُس نے نہ دیکھا ہو (یعنی جھوٹا خواب بنائے)

۶۶۲۳ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ رُؤیت آنکھوں کی طرف منسوب ہوتی ہے کہ آنکھیں دیکھتی ہیں کوئی شخص آنکھوں کو نہیں دکھاتا اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ شخص آنکھوں کی طرف رؤیت کی نسبت کرتا ہے اور اُن کی طرف سے رُؤیت کی خبر دیتا ہے پھر اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جھوٹ بیداری میں ضرر دیتا ہے کہ اس میں بہت مفاسد ہوتے ہیں۔ خواب میں جھوٹ کے بہت بُرا ہونے کی کیا وجہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خواب دراصل اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اسی لئے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا خواب نبوّت کے چھیالیس حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے اگر کوئی جھوٹا

فَمُرِضْنِیْ حَتّٰی سَمِعْتُ اَبَا قَتَادَۃَ یَقُوْلُ وَاَنَا کُنْتُ اَرَی الرُّؤْیَا فَتُمْرِضُنِیْ حَتّٰی سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الرُّؤْیَا الْحَسَنَۃُ مِنَ اللّٰہِ فَاِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ مَا یُحِبُّ فَلَا یُحَدِّثْ بِہٖ اِلَّا مَنْ یُحِبُّ وَاِذَا رَاٰی مَا یَکْرَہُ فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّھَا وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَلْیَتْفُلْ ثَلٰثًا وَلَا یُحَدِّثْ بِھَا اَحَدًا فَاِنَّھَا لَا تَضُرُّہٗ

خواب بناتا ہے تو وہ دراصل اس کی اللہ کی طرف نسبت کرتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان ہے اس لئے جھوٹا خواب بنانے والے کو سخت ترین عذاب دیا جائے گا۔

باب جب ناپسندشئ خواب میں دیکھے تو اس کی کسی کو خبر نہ دے اور نہ اس کو ذکر کرے

۶۴۲۴ — ترجمہ: عبدربہ نے کہا میں نے ابوسلمہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں خواب دیکھتا ہوں تو وہ مجھے بیمار کر دیتا۔ یہاں تک کہ میں نے ابوقتادہ سے سنا وہ کہتے تھے میں خواب دیکھتا تو وہ بیمار کر دیتا تھا حتی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے جب تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو وہ صرف اس سے بیان کرے جس سے محبت کرتا ہو اور جب ناپسند خواب دیکھے تو اس کی شر اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور تین بار تھوکے اور کسی سے یہ بیان نہ کرے وہ اس کو ضرر نہیں دے گا۔

۶۴۲۴ — شرح: فلا یحدث بہ الا من یحب یعنی صرف اسی سے خواب بیان کرے جس سے محبت کرتا ہو کیونکہ کسی ناپسند شخص سے بیان کرے گا تو اس کے ساتھ بغض یا حسد کے سبب بُری تعبیر کر دے گا اور اسی صفت پر خواب واقع ہو گا جو اس کو ضرر دے گا، لیکن اگر اچھے محب سے بیان کرے گا تو وہ اس کی تعبیر اچھی کرے گا، کیونکہ خواب کی تعبیر جو پہلے کی جائے وہی تعبیر ہوتی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الرؤیا لاول عابر"، خواب پہلے تعبیر کرنے والے کے مطابق ہوتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ

۶۶۲۵ــــ حدثنی ابراھیم بن حمزۃ قال حدثنی ابن ابی حازم والدراوردی عن یزید عن عبداللہ بن خباب عن ابی سعید الخدری انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا رای احدکم الرؤیا یحبھا فانھا من اللہ فلیحمد اللہ علیھا ولیحدث بھا واذا رای غیر ذلک مما یکرہ فانما ھی من الشیطان فلیستعذ من شرھا ولا یذکرھا لاحد فانھا لن تضرہ

باب من لم یر الرؤیا لاول عابر اذا لم یصب

۶۶۲۶ــــ حدثنا یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن یونس عن ابن شہاب عن عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبۃ ان ابن عباس کان

کہتے تھے، عالم اور مخلص سے خواب بیان کرے۔ بائیں جانب تھوکنے سے شیطان دور ہو جاتا ہے اور تھوکنے میں شیطان کی ذلت ہوتی ہے۔ داؤدی نے کہا اس سے مراد وہ خواب ہے جو شیطان کی طرف سے ہو اگر اللہ کی طرف سے ہو وہ اچھا ہو یا برا ہو وہ یقیناً واقع ہو کر رہتا ہے (عینی)

۶۶۲۵ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی شخص خواب دیکھے جسے اچھا سمجھتا ہو تو وہ یقیناً اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اور (مخلص اور محب) سے بیان کرے اور اگر اس کے سوا دیکھے جس کو برا سمجھتا ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہے اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور کسی سے یہ ذکر نہ کرے وہ اس کو ضرر نہ دے گا (واللہ و رسولہ اعلم!)

باب جو کوئی پہلے تعبیر کرنے والے کی تعبیر پر اعتقاد نہ کرے جبکہ وہ ثواب کو نہ پہنچے

۶۶۲۶ ترجمہ : ابن شہاب نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما

يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي
رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطِفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ فَأَرَى النَّاسَ
يَتَكَفَّفُونَ مِنْهَا فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَإِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِنَ
الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ
فَعَلَا بِهِ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ
ثُمَّ وُصِلَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَاللّٰهِ لَتَدَعَنِّي فَأَعْبُرَهَا
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْبُرْ قَالَ أَمَّا الظُّلَّةُ فَالْإِسْلَامُ وَأَمَّا
الَّذِي يَنْطِفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْآنُ حَلَاوَتُهُ تَنْطِفُ فَالْمُسْتَكْثِرُ
مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ
فَالْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ مِنْ
بَعْدِكَ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَلْخُذُ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُهُ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ
بِهِ ثُمَّ يُوصَلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ فَأَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ أَصَبْتُ أَمْ

حدیث بیان کرتے تھے کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میں نے آج رات خواب میں بادل دیکھا جو گھی اور شہد ٹپکا رہا ہے میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ اس سے ہاتھوں میں لے رہے ہیں۔ بعض زیادہ لیتے ہیں۔ بعض کم اچانک ایک رسی آسمان سے زمین کی طرف رہی ہے میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اس کو پکڑا اور اوپر چڑھ گئے پھر اس کو ایک اور آدمی نے پکڑا وہ بھی اوپر چڑھ گئے پھر ایک اور آدمی نے پکڑا وہ بھی اوپر چڑھ گیا پھر ایک اور آدمی نے پکڑا تو وہ ٹوٹ گئی پھر جڑ گئی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میرا باپ قربان ہو۔ بخدا آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کی تعبیر کرتا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی تعبیر کرو۔ ابوبکر صدیق نے کہا

أَخْطَأْتُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا قَالَ فَوَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ لَتُحَدِّثَنِّي بِالَّذِي أَخْطَأْتُ قَالَ لَا تُقْسِمْ

آسمان اسلام ہے اور جو گھی اور شہد کے قطرے ٹپک رہے ہیں وہ قرآن کریم کی حلاوت ہے جو ٹپک رہی ہے پس بعض اس سے زیادہ لیتے ہیں بعض کم لیتے ہیں اور جو رسی آسمان سے زمین کی طرف لٹکتی ہے وہ حق ہے جس پر آپ قائم ہیں آپ اس کو پکڑیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اُوپر چڑھائے گا پھر آپ کے بعد اور آدمی اس کو پکڑیگا اور چڑھے گا پھر اس کے بعد اور آدمی اس کو پکڑے گا اور چڑھے گا پھر اس کو اور آدمی پکڑے گا تو رسی ٹوٹ جائے گی پھر جُڑ جائے گی اور وہ بھی چڑھے گا یا رسُولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم" فرمائیں میرا باپ قربان ہو میں نے درست کہا ہے یا خطاء کی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ صحیح کہا ہے اور کچھ خطاء کی ہے ۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ! بخدا مجھے اس کی ضرور خبر دیں جو میں نے خطاء کی ہے فرمایا قسم نہ دو۔

شرح : قولہ "ظُلَّۃ" سایہ دار بادل قولہ ثم یاخذ رجل بعدک "وہ ابوبکر صدیق

۶۶۲۶ —— رضی اللہ عنہ ہیں جو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی امّت میں حق کے ساتھ قائم ہوں گے ۔ پھر اس کو جو پکڑے گا وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں پھر اُن کے بعد اور آدمی رسی پکڑے گا اور رسی ٹوٹ جائے گی وہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسُول اللہ خدا کی قسم مجھے بتائیں میں نے کیا خطاء کی ہے ۔ حضور نے فرمایا قسم مت کھاؤ تمہاری خطا بتانے میں مصلحت نہیں ۔ اہل علم حضرات کے اس میں مختلف اقوال ہیں ۔ بعض نے کہا گھی اور شہد دو چیزیں اس کی تعبیر صرف قرآن سے کی ہے ، حالانکہ قرآن اور سنّت سے تعبیر کرنا چاہیئے تھی ؛ کیونکہ سنّت قرآن کا بیان ہے اس کے ساتھ احکام پورے ہوتے ہیں جیسے پوری لذّت گھی اور شہد سے حاصل ہوتی ہے ۔ بعض نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں تعبیر کرنا خطاء تھا بعض نے کہا تعبیر کا سوال کرنا خطاء تھا ۔ بعض نے کہا "ثم توصل لہ" کو ذکر کرنے میں خطاء ہے ؛ کیونکہ خواب میں "توصل لہ" نہیں ہے اور وصل حضور کے غیر کے لئے ہوتا ہے پس صواب یہ تھا کہ "ثم توصل" کہتے اور "توصل لہ" نہ کہتے (کرمانی) لیکن یہ تمام اقوال تعبیر میں خطاء کا بیان نہیں ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم نے خطاء کا مقام ذکر نہیں فرمایا کیونکہ مصلحت اسی میں تھی کہ خطاء بیان نہ کی جائے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تم نے خطاء کیوں بیان کی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ خطاء میں مذکور اقوال حتمی اور قطعی نہیں یہ صرف بطریق احتمال ہیں اور خطاء کا مقام بیان نہ کرنے میں جو مصلحت تھی اس زمانہ میں وہ مفقود ہے ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ

۶۶۲۷ــــ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ اَبُوْهِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْرَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ لِاَصْحَابِهٖ هَلْ رَاٰى اَحَدٌ مِّنْكُمْ قَالَ فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُصَّ وَاِنَّهٗ قَالَ لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ اِنَّهٗ اَتَانِي اللَّيْلَةَ اٰتِيَانِ وَاِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِيْ وَاِنَّهُمَا قَالَا لِيْ انْطَلِقْ وَاِنِّي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَاِنَّا اَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّضْطَجِعٍ وَّاِذَا اٰخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَّاِذَا هُوَ يَهْوِيْ بِالصَّخْرَةِ لِرَاْسِهٖ فَيَثْلَغُ رَاْسَهٗ فَيَتَدَهْدَهُ الْحَجَرُ هٰهُنَا فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَاْخُذُهٗ فَلَا يَرْجِعُ اِلَيْهِ يَصِحُّ رَاْسُهٗ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِهِ الْمَرَّةَ الْاُوْلٰى قَالَ قُلْتُ لَهُمَا سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَانِ

باب صبح کی نماز کے بعد خواب کی تعبیر کرنا

۶۶۲۷ــــ ترجمہ : سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت صحابہ کرام سے فرمایا کرتے تھے کہ کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے ؟ جس نے خواب دیکھا ہوتا وہ حضور سے بیان کرتا جو اللہ چاہتا، ایک صبح حضور نے فرمایا آج رات میرے پاس دو آنے والے آئے انہوں نے مجھے اٹھایا اور کہا چلئے میں اُن کے ساتھ چل پڑا ہم ایک آدمی کے پاس آئے جو لیٹا ہوا تھا اور دوسرا آدمی اس کے پاس پتھر لیے ہوئے کھڑا تھا۔ اچانک وہ اس کے سر پہ پتھر مارتا تو اس کا سر توڑ دیتا اور پتھر دوسری لڑھک جاتا وہ اس پتھر کے پیچھے جاتا اور اس کو پکڑ لیتا اور پھر

قَالَ قَالَا لِیْ اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَاَتَیْنَا عَلٰی رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ

لِقَفَاهُ وَاِذَا اٰخَرُ قَائِمٌ عَلَیْهِ بِکَلُّوْبٍ مِنْ حَدِیْدٍ وَاِذَا هُوَ یَاْتِیْ

اَحَدَ شِقَّیْ وَجْهِهٖ فَیُشَرْشِرُ شِدْقَهٗ اِلٰی قَفَاهُ وَمَنْخِرَهٗ اِلٰی قَفَاهُ وَعَیْنَهٗ

اِلٰی قَفَاهُ قَالَ وَرُبَّمَا قَالَ اَبُوْ رِجَاءٍ فَیَشُقُّ ثُمَّ یَتَحَوَّلُ

اِلَی الْجَانِبِ الْاٰخَرِ فَیَفْعَلُ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْاَوَّلِ فَمَا یَفْرُغُ

مِنْ ذٰلِكَ الْجَانِبِ حَتّٰی یَصِحَّ ذٰلِكَ الْجَانِبُ کَمَا کَانَ ثُمَّ یَعُوْدُ عَلَیْهِ

فَیَفْعَلُ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْاُوْلٰی قَالَ قُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَانِ

قَالَ قَالَا لِیْ اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَاَتَیْنَا عَلٰی مِثْلِ التَّنُّوْرِ قَالَ وَاَحْسِبُ

اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ فَاِذَا فِیْهِ لَغَطٌ وَّاَصْوَاتٌ قَالَ فَاطَّلَعْنَا فِیْهِ فَاِذَا فِیْهِ

رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ فَاِذَا هُمْ یَاْتِیْهِمْ لَهَبٌ مِنْ اَسْفَلَ مِنْهُمْ فَاِذَا اَتَاهُمْ

ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا قَالَ قُلْتُ لَهُمْ مَا هٰؤُلَاءِ قَالَ قَالَا لِیْ اِنْطَلِقْ

اِنْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَاَتَیْنَا عَلٰی نَهَرٍ حَسِبْتُ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ اَحْمَرَ

کی کنڈی لئے کھڑا تھا اچانک وہ اس کے چہرے کی ایک طرف آتا اور اس کی باچھ کو گدی تک اور نتھنے کو گدی تک اور اس کی دونوں آنکھوں کو گدی تک چیر دیتا۔ راوی نے کہا بسا اوقات ابو رجاء نے فیشق کہا ہے یعنی چیر دیتا پھر دوسری طرف جاتا تو اس کے ساتھ اسی طرح کرتا جو پہلی بار کیا تھا وہ اس جانب سے فارغ نہ ہوتا گویا کہ ابھی واپس نہ آتا تو اس کا سر صحیح ہو جاتا جیسا کہ پہلے تھا پھر اس کی طرف لوٹتا تو اس کے ساتھ پہلی بار کی طرح کرتا حضور نے فرمایا میں نے دونوں سے کہا سبحان اللہ! یہ دو شخص کون ہیں؟ انہوں نے کہا آگے چلئے ہم چل دیئے تو ایک آدمی کے پاس پہنچے جو پیٹھ کے بل چت لیٹا ہوا تھا اور دوسرا آدمی اس کے پاس لوہے

مِثْلِ الدَّمِ وَإِذَا فِي النَّهَرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ وَإِذَا عَلَى شَطِّ النَّهَرِ
رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيرَةً وَإِذَا ذَلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ
ثُمَّ يَأْتِي ذَلِكَ الَّذِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ فَيُلْقِمُهُ
حَجَرًا فَيَنْطَلِقُ فَيَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ فَغَرَ لَهُ فَاهُ
فَأَلْقَمَهُ حَجَرًا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هَذَانِ قَالَ قَالَا لِي انْطَلِقْ انْطَلِقْ
قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ كَرِيهِ الْمَرْآةِ كَأَكْرَهِ مَا أَنْتَ رَاءٍ رَجُلًا
مَرْآةً وَإِذَا عِنْدَهُ نَارٌ لَهُ يَحُشُّهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هَذَا
قَالَ قَالَا لِي انْطَلِقْ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ فِيهَا
مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيعِ وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرَيِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيلٌ لَا أَكَادُ
أَرَى رَأْسَهُ طُولًا فِي السَّمَاءِ وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ أَكْثَرِ وِلْدَانٍ
رَأَيْتُهُمْ قَطُّ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هَذَا مَا هَؤُلَاءِ قَالَ قَالَا لِي انْطَلِقْ

حتی کہ وہ جانب صبح ہو جاتی جیسے پہلے بھی پھر اس کی طرف لوٹتا تو اس کے ساتھ اسی طرح کرتا جو پہلی بار کیا
تھا میں نے کہا سبحان اللہ! یہ دو کون ہیں؟ انہوں نے مجھے کہا آگے چلئے ہم چل دیئے تو ہم ایک تنور کی مانند کے
پاس آئے فرمایا میرا گمان ہے کہ حضور نے فرمایا اس تنور میں شور غوغا اور آوازیں تھیں فرمایا ہم نے اس میں
جھانکا تو اس میں ننگے مرد اور ننگی عورتیں تھیں جب اُن کے پاس نیچے سے آگ کا شعلہ آتا تو وہ بہت
چلاتے فرمایا میں نے کہا یہ لوگ کون ہیں ان دونوں نے کہا آگے چلئے ہم آگے چل دیئے تو ہم ایک نہر پر آئے
میرا خیال ہے کہ حضور نے فرمایا کہ وہ خون کی طرح سرخ تھی اس میں ایک تیرنے والا آدمی تیر رہا تھا اور نہر
کے کنارے پر ایک اور آدمی تھا جس کے پاس بہت پتھر جمع تھے وہ تیرنے والا شخص تیرتا رہتا پھر اس شخص کے
پاس آتا جس نے پتھر جمع کئے تھے وہ اس کا منہ کھولتا اور اس میں پتھر ڈال دیتا تو چلا جاتا اور تیرنے لگتا پھر اس کے

عَلَيْهِ يَسْبَحُ فِي النَّهْرِ وَيُلْقَمُ الْحِجَارَةَ فَإِنَّهُ أَكِلُ الرِّبٰوا وَأَمَّا الرَّجُلُ الْكَرِيْهُ الْمَرْآةِ الَّذِيْ عِنْدَ النَّارِ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا فَإِنَّهُ مَلِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ وَأَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيْلُ الَّذِيْ فِي الرَّوْضَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيْمُ وَأَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِيْنَ حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنٌ وَشَطْرٌ مِنْهُمْ قَبِيْحٌ فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

تک اس کا جھوٹ پہنچتا، بہرحال ننگے مرد و زن جو آگ کے تنور کی مانند میں تھے وہ زانی مرد اور زانی عورتیں ہیں اور آپ جس آدمی کے پاس آئے جو نہر میں تیرتا تھا اور اس کے منہ میں پتھر ڈالے جاتے تھے وہ سود خور تھا اور کریہہ المنظر آدمی جس کے پاس آگ تھی جس کو وہ روشن کرتا تھا اور اس کے اردگرد دوڑتا تھا وہ دوزخ کا داروغہ مالک تھا اور باغ میں طویل قامت آدمی وہ ابراہیم علیہ السلام تھے اُن کے اردگرد وہ بچے تھے جو پیدا ہو کر فطرت (اسلام) پر فوت ہو گئے، فرمایا بعض مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں کے بچے بھی اُن بچوں میں داخل تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکوں کے بچے بھی اُن میں داخل تھے۔ بہرحال وہ لوگ جن کے نصف بدن خوبصورت اور نصف بدن بدصورت تھے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اچھے اور بُرے عمل کیے اللہ تعالیٰ نے اُن سے درگزر کیا اور ان پر رحم کیا۔ (حدیث ع۱۳۰۶ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

لغات: غدوہ، صبح کی نماز سے طلوعِ شمس تک وقت،، قص، بیان کرنا،، اضطجاع، چت لیٹنا، فھرا وصخر بمعنی پتھر۔ ھویا، نیچے گرنا، تلغ، اندر سے خالی شئی کو توڑنا، تر شئی پر خشک شئی مارنا حتی کہ وہ ٹوٹ جائے فیتدہدہ، اُوپر سے نیچے۔ کلوب۔ لوہے کی کنڈیاں۔ فیشرشر، چیر دیتا کاٹ دیتا۔ شدق، باچھ، لغط مختلف آوازیں، چیخ و پکار۔ لھب، شعلہ۔ یسبح، تیرتا ہے۔ ضوضوا، چلائے۔ یفغر، کھولنا۔ نور الربیع، موسم، خالص ودوم

اَلْجُزْءُ التَّاسِعُ وَالْعِشْرُوْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْفِتَنِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَذِّرُ مِنَ الْفِتَنِ

عدن ، ہمیشہ ۔ قصر ، محل ۔ ریانہ ، سفید بادل ۔ عراۃ ، عاری کی جمع ، برہنہ ۔ زناۃ ، زانی کی جمع ۔ فطرت ، اسلام ۔

انتیسواں (۲۹) پارہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کِتَابُ الْفِتَنِ

فتن فتنہ کی جمع ہے اس کے معنی مشقت ، رسوائی اور عذاب کے ہیں ہر مکروہ شئی کو فتنہ کہا جاتا ہے ۱۲

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول میں روایات } تم اس ذلت و رسوائی سے ڈرو جو خصوصی طور پر ظالموں کو ہی نہیں پہنچیگی اور وہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتنوں سے ڈرایا کرتے تھے ،،

۶۶۲۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ قَالَتْ اَسْمَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا عَلَى حَوْضِي اَنْتَظِرُ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ فَيُؤْخَذُ بِنَاسٍ مِنْ دُونِي فَاَقُولُ اُمَّتِي فَيُقَالُ لَا تَدْرِي مَشَوْا عَلَى الْقَهْقَرَى قَالَ ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ اللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوذُ بِكَ اَنْ نَرْجِعَ عَلَى اَعْقَابِنَا اَوْ نُفْتَنَ

۶۶۲۹ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ اَبِي وَائِلٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ لَيُرْفَعَنَّ اِلَيَّ رِجَالٌ مِنْكُمْ حَتّٰى اِذَا اَهْوَيْتُ لِاُنَاوِلَهُمْ اُخْتُلِجُوا دُونِي فَاَقُولُ اَيْ رَبِّ اَصْحَابِي يَقُولُ لَا تَدْرِي مَا اَحْدَثُوا بَعْدَكَ

۶۶۲۸ — ترجمہ: اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے حوض پر ان لوگوں کا انتظار کروں گا جو میرے پاس آئیں گے پھر میرے پاس سے کچھ لوگ پکڑے جائیں گے میں کہوں گا یہ میری امت ہے تو کہا جائے گا آپ نہیں جانتے یہ لوگ دین اسلام سے الٹے پاؤں پھر گئے تھے ابن ابی ملیکہ نے کہا اے اللہ ہم تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائیں یا فتنوں میں پڑ جائیں۔

۶۶۲۹ — ترجمہ: ابووائل نے کہا عبداللہ بن مسعود نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں۔ تم میں سے کچھ لوگ میری طرف اٹھائے جائیں گے حتیٰ کہ جب میں جھکوں گا کہ ان کو پانی دوں تو وہ مجھ سے دور کر دیئے جائیں گے میں کہوں گا اے میرے رب یہ میرے ساتھی ہیں۔ پروردگار عالم فرمائے گا تم نہیں جانتے جو انہوں نے تمہارے بعد کیا نئی بات پیدا کی تھی"

۶۶۳۰ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ وَرَدَهُ شَرِبَ مِنْهُ وَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ قَالَ أَبُو حَازِمٍ فَسَمِعَنِي النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ وَأَنَا أُحَدِّثُهُمْ هٰذَا فَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْتَ سَهْلًا فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ يَزِيدُ فِيهِ قَالَ إِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا بَدَّلُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِي

۶۶۳۰ ـــ ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں حوض پر تمہارا پیش رَو ہوں جو کوئی اس پر آئے گا اس سے پیئے گا اور جو اُس سے پئے گا اس کے بعد وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ میرے پاس لوگ آئیں گے جن کو میں پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گے پھر میرے اور اُن کے درمیان پردہ حائل کیا جائے گا ابوحازم نے کہا۔ نعمان بن ابی عیاش نے مجھ سے سُنا، حالانکہ میں اُن سے یہ حدیث بیان کر رہا تھا اُنہوں نے کہا تم نے سہل سے اسی طرح سُنا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں انہوں نے کہا میں ابوسعید خدری پر گواہ ہوں کہ میں نے ان کو اس پر زیادہ بیان کرتے ہوئے سُنا ہے کہ حضور نے فرمایا وہ میرے ساتھی ہیں تو کہا جاتے گا بے شک تم نہیں جانتے کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا تبدیلی کی تھی میں کہوں گا اس شخص کے لئے دوری ہو، دوری ہو جس نے میرے بعد تبدیلی کی۔

۶۶۲۸ ـــ ۶۶۳۰ ـــ شرح : یعنی سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت میں میرے پاس نیک و بد سب آئیں گے۔ نیکوں کو میں جنت میں بھیج دوں گا اور کچھ لوگوں کو مجھ سے دُور کیا جائے گا اگر وہ مرتد ہوگئے تھے اور مسیلمہ کذّاب سے جا ملے تھے اس طرح انہوں نے دین کو تبدیل کر دیا تھا تو وہ ملعون ہیں اور بہشت کی راہ نہ پائیں گے اور جنت حوض

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُمُورًا تُنْكِرُونَهَا

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِصْبِرُوا حَتّٰى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ

۶۶۳۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً وَأُمُورًا تُنْكِرُونَهَا قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أَدُّوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ حَقَّكُمْ

اور دیگر تمام خیرات. سے محروم رہیں گے اور اگر ان کی تبدیلی بدعات، کے اجراء اور مظالم وغیرہ کے رواج کے باعث ہو گی تو ان کو وقتی طور پر دُور کر دیا جائے گی پھر ان کی شفاعت ہو گی اور وہ جنّت میں داخل ہوں گے؛ کیونکہ ایسے لوگ مشرک نہیں اور بحکم خداوند قدوس "اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ"، مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ میں داخل ہیں۔ قولہ لَمْ یَظْمَأْ، یعنی وہ جنت میں داخل ہوگا، کیونکہ یہ حال اُس شخص کا ہوگا جو جنّت میں داخل ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلے فرمایا جو حوض پر میرے پاس آئے گا وہ اس سے پانی پیئے گا اور آخر حدیث میں فرمایا میرے پاس لوگ آئیں گے پھر ان کو دُور کر دیا جائیگا اور میرے اور ان کے درمیان پردہ حائل ہو جائے گا اس کا جواب یہ ہے۔ پہلی حدیث میں اُن کا ورود حوض پر ہوگا اور دوسری میں وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئیں گے (حدیث ۶۱۹۸ ج ۱۰ کی شرح دیکھیں)

لغات: فَرَط، وہ شخص ہے جو آنے والوں سے آگے آگے معیّن مقام پر پہنچتا ہے اور ان کے لئے پانی وغیرہ کا اہتمام کرتا ہے۔ اُخْتُلِجُوْا، ان کو دُور کر دیا جائے گا۔ کہا جاتا ہے خَلَجَهٗ وَ اخْتَلَجَهٗ، اس کو کھینچ لیا یعنی وہ کھینچ لئے جائیں گے۔

۶۶۳۲ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنِ الْجَعْدِ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً

باب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! تم عنقریب میرے بعد ایسے امور دیکھو گے جنکو اچھا نہ سمجھو گے

اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صبر کرو یہاں تک کہ حوض پر مجھ سے ملو،

۶۶۳۱ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا تم عنقریب میرے بعد ترجیحات اور ایسے امور دیکھو گے جنہیں تم اچھا نہ سمجھو گے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس کے متعلق آپ کا حکم کیا ہے؟ فرمایا تم اُن کے حقوق ادا کرتے رہو اور اپنے حقوق کا اللہ سے سوال کرو!

۶۶۳۱ شرح: یعنی میرے بعد ایسے امراء آئیں گے جو اقرباء پروری کریں گے اور دنیاوی امور میں اپنے اقرباء کو دوسروں پہ ترجیح دیں گے اور اُن کے حقوق پامال کریں گے۔ امور دین میں ان کا یہ حال ہو گا کہ تم ان کو پسند نہ کرو گے لیکن تم شرعی حقوق، زکوٰۃ ادا کرنا اور جہاد کے وقت اُن کے ساتھ جانا پورے کرتے رہو اور علم بغاوت بلند نہ کرو اور اپنے حقوق خفیۃً اللہ تعالیٰ سے مانگو اعلانیہ ان کو ذکر نہ کرو۔ واللہ المستعان (حدیث ۳۲۷۲ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

حل لغات

: اَثَرَۃٌ، بفتح الہمزہ والثاء ہمزہ مضموم ثا ساکن بھی پڑھتے ہیں۔ دنیاوی حظوظ اپنے لئے پسند کرنا اور اپنوں کو اُن کے ساتھ مخصوص کرنا۔

۶۶۳۲ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۶۶۳۳ــ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْجَعْدِ اَبِي عُثْمَانَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْرَجَاءِ الْعُطَارِدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَاٰى مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا يَكْرَهُهٗ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ اِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً

جو کوئی اپنے امیر سے کوئی بات پسند نہ کرے تو صبر کرے کیونکہ جو کوئی اپنے بادشاہ کی اطاعت سے ایک بالشت کا اندازہ باہر نکلے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

۶۶۳۲ــ شرح: یعنی امراء سے ایسے امور صادر ہوں گے جو تمہیں ناگوار گزریں گے اور تم ان کو پسند نہیں کرو گے لیکن تم اس کے باعث اُن کی طاعت سے نہ نکلو اور صبر و ضبط کرو کیونکہ اگر تم نے اُن کے خلاف بغاوت کی تو خونریزی ہوگی اور فتنہ اور فساد عریض ہوگا اس لئے جانوں کی حفاظت اور فتنہ کی تسکین ان کی اطاعت میں ہے ہاں اگر بادشاہ کفر کرے اور دعوتِ اسلام کا خلاف کرے تو ان کی اطاعت نہ کرو کیونکہ جس میں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو اس میں مخلوق کی طاعت جائز نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ فسق و فجور اور جور و استبداد کرے ظلم و ستم کا بازار گرم کرے تو وہ ان امور کے باعث معزول نہ ہوگا اور اس کے ساتھ منازعت اور جدال جائز نہیں۔ قولہ جاہلیت،، کیونکہ جب بادشاہ کی نافرمانی اور ایسا کوئی امام نہ ہو جس کی اطاعت کی جائے تو یہ جاہلیت ہوگی اس دوران مرنے والا جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ کفر کی موت مرتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ نافرمان مرتا ہے۔

۶۶۳۳ــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے امیر سے ایسی شئی دیکھے جسے پسند نہ کرے تو اس پر صبر کرے کیونکہ جو کوئی جماعت سے ایک بالشت کا اندازہ مفارقت کرے گا اور مر جائے تو جاہلیت کی موت مریگا

۶۶۳۳ــ شرح: جماعت سے مفارقت یہ ہے کہ امیر کی عقدِ بیعت کے کھولنے میں سعی کرے اگرچہ معمولی سعی کیونکہ اس کا مآل خونریزی اور فتنہ فساد ہے۔ کرمانی نے کہا

۶۶۳۴ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُکَیْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ اَبِیْ اُمَیَّةَ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ وَهُوَ مَرِیْضٌ قُلْنَا اَصْلَحَكَ اللّٰهُ حَدِّثْنَا بِحَدِیْثٍ یَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهٖ سَمِعْتَهٗ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعَانَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَبَایَعْنَا فَقَالَ فِیْمَا اَخَذَ عَلَیْنَا اَنْ بَایَعَنَا عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِیْ مَنْشَطِنَا وَمَکْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَیُسْرِنَا وَاَثَرَةٍ عَلَیْنَا وَاَلَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا کُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَکُمْ مِنَ اللّٰهِ فِیْهِ بُرْهَانٌ ـــ

"الّا" زائدہ ہے۔ یا حرف عطف ہے اور اس کا مابعد ماقبل پر معطوف ہے۔

۶۶۳۴ ـــ **ترجمہ:** جنادہ بن امیہ سے روایت ہے کہ ہم عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جبکہ وہ بیمار تھے اور ہم نے کہا اللہ تعالیٰ تمہاری صلاح اور بھلائی کرے ہم سے ایسی حدیث بیان کریں جو تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہو۔ اس سے اللہ تمہیں نفع دے" عبادہ بن صامت نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلایا ہم نے آپ کی بیعت کی اور کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن امور کی ہم سے بیعت لی وہ یہ تھے کہ ہم بیعت کرتے ہیں کہ ہم خوشی، غم، تنگدستی اور خوشحالی اور اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دینے کی صورت میں امیر کی بات سُنیں گے اور اطاعت کریں گے اور اہل امر کے امر (امارت) میں اُن سے جھگڑا نہیں کریں گے مگر یہ کہ تم بادشاہ سے واضح کفر دیکھو جس کی تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل ہو

۶۶۳۴ ـــ **شرح:** یعنی امام اور مسلمانوں کے امور کے وُلاۃ کی طاعت ہر اس امر میں واجب ہے جسے وہ مکروہ جانیں اور وہ ان پر تکلیف دہ ہوں جبکہ اُن میں اللہ کی نافرمانی نہ ہو اور اگر اللہ کی نافرمانی ہو تو حکام کی طاعت واجب نہیں۔ حدیث شریف میں ہے لَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ فِی الْمَعْصِیَةِ" قولہ اَثَرَة" اس لفظ میں تین لغات ہیں۔ ایک ہمزہ اور ثاء دونوں مفتوح یعنی "اَثَرَة" دوسرے ہمزہ مضموم اور ثاء ساکن یعنی اُثْرَة" تیسرے ہمزہ مکسور اور ثاء ساکن یعنی اِثْرَة" اس کے معنی ہیں ترجیح

۶۶۳۵ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا وَلَمْ تَسْتَعْمِلْنِي قَالَ وَإِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُثْرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي

دنیا یعنی اگر حکام دنیاوی امور میں دوسروں کو تم پر ترجیح دیں اور ان کو امور دنیا کے ساتھ مختص کریں اور تمہارے حقوق تمہیں نہ دیں تو تم ان کی نافرمانی نہ کرو ان کی بات سنو اور جمیع احوال میں ان کی اطاعت کرو تاکہ مسلمانوں میں منافرت نہ ہو اور ان کی بات میں اجتماع ہو کیونکہ خلاف دین ان کے احوال کے فساد کا سبب ہے۔ بعض احادیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارا امیر خسیس غلام کمزور نسب ہو حتی کہ اس کے ناک کان بھی کٹے ہوئے ہوں تو تم پر اس کی اطاعت واجب ہے۔ قولہ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا الخ یعنی تم وُلاۃِ امور سے ظاہر کفر دیکھو جس کے تمہارے پاس اللہ کے دین میں حق برہان و دلیل ہو تو ان کی اطاعت نہ کرو یہاں کفر سے مراد معاصی ہیں۔ حدیث کے معنی یہ ہیں جو حکام تمہارے امور کے والی ہیں ان کی ولائت میں اُن سے جھگڑا نہ کرو اور نہ ہی اُن پر کسی قسم کا تعرّض کرو مگر یہ کہ تم اُن سے ایسی بُری بات دیکھو جو قواعد اسلام کے خلاف ہو اگر اُن سے دیکھو تو ان کی اطاعت نہ کرو اور جہاں بھی ہو حق بات کہو ہاں اُن کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا یہ ہرگز جائز نہیں تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے اگرچہ وہ فاسق ظالم ہوں تمام اہلسنت کا اس پر اتفاق ہے کہ بادشاہ فسق کرنے سے معزول نہیں ہوتا کیونکہ اس کے معزول ہونے میں سفکِ دماء خونریزی فتنہ و فساد ہو گا جو اس کے باقی رہنے کی صورت سے کہیں زیادہ ہو گا۔ قاضی عیاض نے کہا تمام علماء کا اتفاق ہے کہ کافر مسلمانوں کا امام الوقت نہیں ہو سکتا اور اگر اس سے کفر ظاہر ہو تو امامت سے معزول ہو گا ایسے اگر وہ نماز قائم نہ کرے اور نہ ہی لوگوں کو اقامتِ صلوٰۃ کی دعوت دے تو مسلمان پر اس کی طاعت واجب نہیں اگر ممکن ہو تو اور امام مقرر کر لیں (نووی)

۶۶۳۵ ـــ ترجمہ: اُسید بن حضیر سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فلاں شخص کو عامل مقرر فرمایا ہے اور مجھے عامل مقرر نہیں کیا فرمایا تم میرے بعد ترجیحات دیکھو گے تم صبر کرو حتی کہ مجھ سے ملاقات کرو۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَاكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ أُغَيْلِمَةٍ سُفَهَاءَ

۶۶۳۶ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ وَمَعَنَا مَرْوَانُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَلَكَةُ أُمَّتِي عَلَى أَيْدِي غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةً فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُولَ بَنِي فُلَانٍ وَبَنِي فُلَانٍ لَفَعَلْتُ فَكُنْتُ أَخْرُجُ مَعَ جَدِّي إِلَى بَنِي مَرْوَانَ حِينَ مُلِّكُوا بِالشَّامِ فَإِذَا رَاٰهُمْ غِلْمَانًا أَحْدَاثًا قَالَ لَنَا عَسَى هٰؤُلَاءِ أَنْ يَكُونُوا مِنْهُمْ قُلْنَا أَنْتَ أَعْلَمُ

۶۶۳۵ — شرح: سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو اس کے ولایت طلب کرنے کا جواب اس طرح دیا کہ تم میرے بعد ترجیحات دیکھو گے میرے زمانہ میں ایسا ہرگز نہ ہوگا اور اس شخص کی اس میں کوئی ذاتی حیثیت نہیں بلکہ اس کو مسلمانوں کی عمومی مصلحت کے لئے مقرر کیا ہے۔ اس کلام شریف سے اس شخص کے گمان کی نفی کی کہ فلاں شخص کو ترجیح دی گئی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! میری امت کی ہلاکت بیوقوف نوجوان لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی

۶۶۳۶ — ترجمہ: عمرو بن یحییٰ بن سعید نے کہا مجھے میرے دادا نے خبر دی کہ میں مدینہ منورہ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ

۶۶۳۷ ـــ حدثنا مٰلِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ اَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ اِنَّهَا قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّوْمِ مُحْمَرًّا وَجْهُهُ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَعَقَدَ سُفْيٰنُ تِسْعِيْنَ اَوْ مِائَةً قِيْلَ اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصّٰلِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہُوا تھا جبکہ مروان بھی ہمارے ساتھ تھا ابوہریرہ نے کہا میں نے صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے میری امت کی ہلاکت قریش کے نوجوان لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی مروان نے کہا اللہ تعالیٰ ایسے نوجوان لڑکوں پر لعنت کرے۔ ابوہریرہ نے کہا اگر میں کہنا چاہوں کہ وہ بنوں فلاں اور بنوں فلاں ہیں تو کہہ سکتا ہوں میں اپنے دادا کے ساتھ بنو مروان کے پاس جاتا جبکہ وہ ملکِ شام کے مالک ہوگئے تھے جب نوعمر لڑکوں کو دیکھا تو ہم نے کہا قریب ہے کہ یہ لڑکے انہیں میں سے ہوں ہم نے کہا آپ زیادہ جانتے ہیں۔

شرح ۶۶۳۶ ـــ : جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نفسہٖ صادق ہیں اور اللہ کے نزدیک مصدوق ہیں۔ امت سے مراد اس وقت کے لوگ ہیں یا اُن کے قرب و جوار کے لوگ ہیں قیامت تک ساری امت مراد نہیں۔ غِلْمَۃ اختصاص کے طور پر منصوب ہے۔ عبدالصمد کی روائت میں ہے ایسے غلمہ پر اللہ کی لعنت ہو۔ لیکن مروان کا ایسے لڑکوں پر لعنت کرنا تعجب خیز بات ہے، حالانکہ یہی لڑکے مروان کی اولاد میں سے ہیں، گویا کہ اللہ تعالیٰ نے مروان کی زبان پر یہ کلمہ جاری کر دیا تھا تاکہ یہ ان پر حجت قائم ہو اور وہ ظلم و ستم سے احتیاط کریں۔ قولہ کُنْتُ، یعنی عمرو بن یحیٰی نے کہا اپنے دادا کے ہمراہ بنی مروان کی طرف

نکلتا تھا جب وہ شام میں حکومت کرتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے اولادِ مروان شام کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی حکمران تھے تو شام کی خصوصیت کا کیا سبب؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ امارت میں اُن کا مسکن شام تھا قولہ احداثا "یہ حدث کی جمع ہے اس کے معنی نوجوانوں کے ہیں ان لڑکوں میں سب سے پہلے یزید تھا۔ دو علیہ ماعلیہ" یہ بڑے بڑے شہروں میں بڑے بڑے شیوخ سے امارت چھین کر اپنے اقرباء کے لڑکوں کو مقرر کرتا تھا (عینی) (حدیث ۳۳۷۲ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

باب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! عرب کی شر سے ہلاکت ہے جو قریب آگئی ہے

۶۶۳۷ — **ترجمہ**: زینب بنت ام سلمہ، ام حبیبہ سے وہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خواب سے بیدار ہوئے اس حال میں کہ آپ کا چہرۂ انور سرخ تھا آپ فرماتے تھے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ "عرب کی شر سے ہلاکت ہے جو قریب آگئی ہے۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار سے اس کی مثل کھل گیا" سفیان نے نوّے یا سو کا عقد باندھا۔ عرض کیا گیا کیا ہم ہلاک ہوجائیں گے، حالانکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہیں فرمایا ہاں جب خُبث زیادہ ہوجائے گا۔

۶۶۳۷ — **شرح**: لفظ ویل لفظ ویح کی طرح ہے فرق صرف یہ ہے کہ ویل اس شخص کے لئے کہا جاتا ہے جو ہلاکت میں واقع ہو جس کا وہ مستحق ہو اور لفظ ویح اُس کے لئے کہا جاتا ہے جو ہلاکت کا مستحق نہ ہو عرب سے مراد مسلمان ہیں عربوں کو اس لئے خاص کیا کہ ان کی بڑی بڑی شرارتیں ان کی طرف راجع ہوں گی۔ ردم وہ دیوار ہے جو ہمارے اور یاجوج ماجوج کے درمیان ہے وہ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ سفیان بن عُیینہ رضی اللہ عنہ نے اپنے انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی سے نوّے کا عقد کیا اور وہ حساب دانوں کے نزدیک یہ ہے کہ سبابہ کو مروڑ کر کف کے ساتھ ملا کر اس پر انگوٹھا رکھا جائے۔ یعنی اس قدر یاجوج و ماجوج کی دیوار میں سوراخ ہوگیا ہے۔ جب وہ پورا کھل جائے گا تو یاجوج و ماجوج باہر نکل آئیں گے اور ہر طرف فساد پھیلائیں گے یہ قیامت کے قرب میں ہوگا۔ خُبث سے مراد فسق و فجور ہے یعنی جب لوگ فسق و فجور بکثرت کرنے لگیں گے تو ان کی ہلاکت قریب ہوگی۔

(حدیث ۳۳۶۹ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۶۳۸ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ اَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُطُمٍ مِنْ اٰطَامِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰى قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنِّيْ لَاَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَوَقْعِ الْمَطَرِ

بَابُ ظُهُوْرِ الْفِتَنِ

۶۶۳۹ — حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّمَ هُوَ قَالَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ وَقَالَ شُعَيْبٌ وَيُوْنُسُ وَاللَّيْثُ وَابْنُ اَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۶۳۸ — ترجمہ : اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے ٹیلوں سے جھانکا اور فرمایا کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا میں فتنے دیکھ رہا ہوں جو بارش کے قطروں کے وقوع کی طرح تمہارے گھروں کے اندر واقع ہو رہے ہیں۔ (حدیث ۳۳۶۸ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

باب فتنوں کا ظہور

۶۶۳۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمانہ قیامت کے قریب ہو جائے گا اور عمل کم ہو جائیں گے دلوں میں بخل ڈالا جائے گا فتنے زیادہ ہونے لگیں گے

ہرج بکثرت ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہرج کیا ہے فرمایا قتل قتل ہے۔
(یعنی قتل بکثرت ہوں گے)

۶۶۳۹ ــــ شرح : یتقارب الزمان،، عینی نے خطابی سے نقل کیا زمانہ قریب ہوتا جائے گا یہاں تک کہ سال مہینہ کی طرح گزرے گا اور مہینہ جمعہ کی طرح جمعہ دن کی طرح اور دن گھڑی کی طرح گزرے گا یہ اس لئے کہ نعمتوں کی لذت اور سرور میں انہماک سے باعث وقت گزرنے کا پتہ نہ چلے گا؛ کیونکہ خوشی کے ایام چھوٹے ہوتے ہیں لیکن یہ توجیہہ حدیث کے دوسرے جملوں کے مناسب نہیں جو ظہور فتن اور کثرتِ ہرج پر مشتمل ہیں۔ بعض نے کہا تقاربِ زمان سے مراد شب و روز کا معتدل ہونا ہے۔ بعض نے کہا جب قیامت قریب ہوگی تو گھڑیاں، دن اور راتیں چھوٹے ہو جائیں گے۔ امام طحاوی نے کہا طلبِ علم کے ترک میں لوگوں کے حالات بدل جائیں گے وہ جہالت سے راضی ہوں گے؛ کیونکہ علم کے درجات متفاوت ہونے کے باعث علم میں مساوات نہ رہے گی۔ قرآن کریم میں ہے ہر عالم سے اوپر عالم ہے جب لوگ جاہل ہوں گے تو علم میں سب برابر ہوں گے۔ بیضاوی نے کہا تقاربِ زمان سے مراد یہ ہے کہ دولت جلدی ختم ہونے لگے گی اور زمانہ جلدی گزرے گا اس لئے ان کے زمانے اور ایام قریب ہوتے جائیں گے۔ ابن بطال نے کہا لوگوں کے احوال قلتِ دین میں متفاوت ہوں گے۔ حتی کہ ان میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا کوئی نہ ہوگا یہ اس لئے کہ فسق و فجور کا غلبہ ہوگا؛ چنانچہ حدیث شریف میں ہے لوگ ہمیشہ خیریت میں رہیں گے جب تک ان میں اہلِ فضل و صلاح ہوں گے سخت مصائب میں وہ اللہ کے خوف سے اہل فضل کی پناہ لیں گے اور ان کی رائے سے مطمئن ہوں گے ان کی دعاء سے برکت حاصل کریں گے اُن کا کلام اور ان کے آثار کی اتباع کریں گے۔ نقصِ عمل حسی نقصِ دین کے باعث ہوگا اور نقص عمل معنوی کا سبب ہوگا کہ کھانا پینا اچھا نہ ہوگا عمل کرنے میں کوئی موافقت کرنے والا نہ ہوگا اور نفس راحت و آرام کی طرف مائل ہوں گے۔

قولہ یلقی الشح،، شح سے مراد بخل و حرص ہے یعنی لوگوں کے اختلافِ احوال پر ان کے دلوں میں بخل ڈالا جائے گا۔ اصل بخل مراد نہیں کیونکہ یہ تو بہرحال موجود رہتا ہے یہ بھی احتمال ہے کہ لوگوں کے دلوں میں بخل عام ہوگا لیکن ممنوع وہ بخل ہے جس پر فساد ظاہر ہو۔ کرمانی نے کہا بخل تمام زمانوں میں ثابت ہے اور یہاں اس سے مراد اس کا غلبہ اور کثرت ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ۳۲۲۷ ج ۵ میں ہے کہ نزولِ عیسیٰ کے زمانہ میں مال عام ہوگا حتیٰ کہ اس کو قبول کرنے والا نہ ملے گا اور ایک اور روائت میں ہے کہ آدمی زکوٰۃ کے کر فقراء کو ڈھونڈتا پھرے گا لیکن زکوٰۃ قبول کرنے والا نہ پائے گا اس کا جواب یہ ہے یہ دونوں امر قیامت کی علامات ہیں لیکن دونوں کا زمانہ مختلف ہوگا۔ واللہ و رسولہ اعلم

۶۶۴۰ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِىْ مُوسٰى فَقَالَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بَيْنَ يَدَىِ السَّاعَةِ لَاَيَّامًا يَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ وَيُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ

۶۶۴۱ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ قَالَ جَلَسَ عَبْدُ اللّٰهِ وَاَبُو مُوسٰى فَتَحَدَّثَا فَقَالَ اَبُو مُوسٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بَيْنَ يَدَىِ السَّاعَةِ اَيَّامًا يُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ

۶۶۴۰ـ ترجمہ : شقیق نے کہا میں عبداللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ اشعری کے ساتھ تھا، انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے کچھ زمانہ پہلے جہالت عام ہو جائے گی اور علم اُٹھا لیا جائے گا۔ اس زمانہ میں ہرج بکثرت ہوگا اور ہرج قتل ہے۔

۶۶۴۰ـ شرح : نزولِ جہل سے مراد یہ ہے کہ جہالت لوگوں کے دلوں میں متمکن ہو جائیگی اور رفعِ علم سے مراد علماء نہ رہیں گے اہل علم کی موت سے علم کا رفع ہوگا۔

۶۶۴۱ـ ترجمہ : شقیق نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ اشعری دونوں نے بیٹھ کر حدیثیں بیان کیں۔ ابو موسیٰ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے ایام ہوں گے اُن میں علم اُٹھایا جائے گا۔ جہالت دلوں میں متمکن ہو گی ان دنوں میں ہرج بکثرت ہوگا اور ہرج قتل ہے۔

۶۶۴۱ـ شرح : ان تینوں حدیثوں میں ہرج کی تفسیر قتل سے کی ہے اس سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ ہرج کی یہ تفسیر مرفوع ہے جن روایات میں یہ تفسیر موقوف ہے یا حبشی زبان میں ہے وہ اس کے معارض نہیں جیسا کہ اس کے بعد ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

٦٦٤٢ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ إِنِّي لَجَالِسٌ مَعَ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَ أَبُو مُوسَى سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلَهُ وَالْهَرْجُ بِلِسَانِ الْحَبَشِ الْقَتْلُ

٦٦٤٣ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ وَأَحْسِبُهُ رَفَعَهُ قَالَ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامُ الْهَرْجِ يَزُولُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ فِيهَا الْجَهْلُ قَالَ أَبُو مُوسَى وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ وَقَالَ أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ تَعْلَمُ الْأَيَّامَ

کی حدیث میں ہے مد الھرج ملسان الحبشہ القتل" یعنی حبشی زبان میں ہرج بمعنی قتل ہے۔

٦٦٤٢ ترجمہ : ابو وائل نے کہا میں عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو ابوموسیٰ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح سنا ہے اور ھرج حبشہ کی زبان میں قتل ہے "

٦٦٤٢ شرح : ابو وائل کا نام شقیق بن سلمہ ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکور روایات میں جہاں قالا بصیغہ تثنیہ ہے ان میں قائل ابوموسیٰ اشعری ہے لیکن اکثر راویوں نے اعمش سے روایت کرنے میں اتفاق کیا ہے کہ یہ حدیث عبداللہ اور ابوموسیٰ دونوں سے ہی مذکور ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسلم شریف کی روایت میں جو انہوں نے ابو معاویہ اور اعمش کے ذریعہ ذکر کیا ہے۔ صرف ابوموسیٰ کا ذکر ہے عبداللہ بن مسعود کا ذکر نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ابن ابی خیثمہ نے جماعت کے قول کو ترجیح دی ہے۔ عربوں کا ہرج کو قتل کے معنی میں استعمال کرنا اس کے حبشی لغت ہونے کے منافی نہیں۔

٦٦٤٣ ترجمہ : ابو وائل شقیق نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی میرا خیال ہے کہ انہوں نے اس کو

الَّتِیْ ذِکْرُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیَّامَ الْھَرْجِ نَحْوَہٗ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِکُھُمُ السَّاعَۃُ وَھُمْ اَحْیَاءٌ

بَابُ لَا یَأْتِیْ زَمَانٌ اِلَّا الَّذِیْ بَعْدَہٗ شَرٌّ مِّنْہُ

۶۶۴۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ قَالَ اَتَیْنَا اَنَسَ ابْنَ مٰلِکٍ فَشَکَوْنَا اِلَیْہِ مَا یَلْقَوْنَ مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ اِصْبِرُوْا فَاِنَّہٗ لَا یَأْتِیْ عَلَیْکُمْ زَمَانٌ اِلَّا الَّذِیْ بَعْدَہٗ شَرٌّ مِّنْہُ

مرفوع ذکر کیا ہے اُنہوں نے کہا قیامت سے پہلے ہرج کا زمانہ ہوگا (قتل عام ہوگا) اس میں علم زائل ہو جائے گا، جہالت کا غلبہ ہوگا۔ ابوموسیٰ نے کہا حبشی زبان میں ہرج قتل ہے۔ ابوعوانہ نے عاصم اور ابووائل کے ذریعہ اشعری سے روایت کی کہ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا تم وہ ایام جانتے ہو جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام ہرج فرمایا ہے جیسا کہ پہلی حدیث میں ہے (بین یدی الساعۃ ایام الھرج) عبداللہ بن مسعود نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے۔ لوگوں میں شرارتی لوگ وہ ہیں جن کو قیامت پائے اور وہ زندہ ہوں۔

۶۶۴۳ شرح: ابن تین نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار و منافقین شرارتی مخلوق ہیں وہ قیامت کے وقت زندہ ہوں گے۔ ابن بطال نے کہا یہ لفظ اگرچہ عموم پر دلالت کرتا ہے، لیکن اس سے مراد خصوص ہے یعنی غالب اور اکثر یہ ہے کہ قیامت شرارتی لوگوں پر قائم ہوگی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت سے ایک گروہ حق پر قائم رہے گا ان کی مدد ہوتی رہے گی۔ قیامت تک ان کو کوئی مخالف ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ قیامت بڑے بڑے افاضل تک ختم ہو گی لیکن وہ دین میں بہت بڑے صابر ہوں گے جیسے ہاتھ میں کوئلہ لینے میں سخت آزمائش ہوتی ہے۔

حَتّٰی تَلْقَوْا رَبَّکُمْ سَمِعْتُہٗ مِنْ نَبِیِّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

باب کوئی زمانہ نہیں آتا مگر اس کے بعد والا زمانہ اس سے شر ہوتا ہے

۶۶۴۴ — ترجمہ : زبیر بن عدی نے کہا ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور حجاج کی تکلیف رسانی کی اُن سے شکایت کی جو ہم اس سے پاتے تھے۔ انس نے کہا صبر کرو ، تم پر کوئی زمانہ نہیں آئے گا مگر جو اس کے بعد ہوگا اس سے بُرا ہوگا یہاں تک کہ تم رب سے جا ملوگے میں نے یہ تمہارے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔

۶۶۴۴ — شرح : زبیر نے موفقیات میں مجالد کے ذریعہ شعبی سے روایت کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد والے جب کسی گنہگار کو پکڑتے تو اس کو لوگوں کے سامنے کھڑا کر کے اس کا عمامہ اتار دیا کرتے تھے جب زیاد کا زمانہ آیا تو اگر کوئی جنایت کرتا تو اس کو کوڑوں سے مارتا تھا پھر مصعب بن زبیر نے داڑھی حلق کرنے کا اضافہ کر دیا جب بشر بن مروان کا زمانہ آیا تو وہ جنایت کرنے والے کے ہاتھوں میں کیل گاڑتا تھا جب اظلم الناس حجاج بن یوسف کا وقت آیا تو اُس نے کہا یہ سب کچھ لہو ولعب ہے وہ تلوار سے قتل کر دیتا تھا۔ فصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی بعدہ شر منہ ،، بعد میں آنے والا زمانہ پہلے سے شر ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مطلقًا یہ کلیہ مشکل ہے کیونکہ بعض زمانے ایسے بھی گزرے ہیں کہ وہ پہلے زمانہ سے شر نہ تھے جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ حجاج کے تھوڑا ہی بعد تھا اُن کے زمانہ کا بہتر ہونا آفاق میں مشہور ہے اور ان کے زمانہ میں پہلی تمام خرابیاں مضمحل ہوگئی تھیں اس کا جواب یہ ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو اکثر اغلب پر محمول کیا ہے۔ حسن بصری سے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ کے متعلق استفسار کیا گیا کہ وہ حجاج کے بعد آرام دہ زمانہ تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ لوگوں کے آرام کا وقفہ بھی ہونا تھا۔ بعض محدثین نے کہا تفضیل سے مراد پورے زمانہ کی تفضیل ہے کیونکہ حجاج کے زمانہ میں کثیر تعداد میں حضرات صحابہ کرام موجود تھے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کوئی صحابی موجود نہ تھا اور جس زمانہ میں صحابہ ہوں وہ بعد والے زمانہ سے افضل ہوتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا زمانہ بہتر زمانہ پھر وہ جو اس سے متصل ہے پھر وہ جو اس کے

۶۶۴۵ — حَدَّثَنَا اَبُوْالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ الْفِرَاسِيَّةِ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اُسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَزِعًا يَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا اُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ مَنْ يُوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يُرِيْدُ اَزْوَاجَهٗ لِكَيْ يُصَلِّيْنَ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْاٰخِرَةِ

بعد ہے نیز ارشاد فرمایا "اصحابی امنۃ لامتی" میرے صحابہ میری امت کے لئے امان ہیں۔ جب میرے صحابہ فوت ہو جائیں گے تو میری امت پر وہ گزرے گا جس کا وعدہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا جواب کیا ہوگا جبکہ وہ دجال کے بعد کا زمانہ ہے کرمانی نے اس کا جواب دیا کہ زمانہ سے وہ زمانہ مراد ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہے یا جس زمانہ مراد ہے جس میں امراء ہوں، ورنہ یہ ضروری امر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معصوم زمانہ میں کوئی شر نہ تھی (عینی)

ترجمہ: ہند بنت فراسیہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ

۶۶۴۵ — محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات گھبرا کر بیدار ہوئے اور فرمایا سبحان اللہ کیسی کیسی خیرات نازل ہوئی ہیں، کیسے کیسے فتنے نازل ہوئے ہیں۔ کوئی شخص ہے جو حجروں والیوں کو بیدار کرے آپ کی مراد بیبیاں تھیں تاکہ وہ نماز پڑھیں بہت سی عورتیں ہیں جو دنیا میں لباس پہنے ہوئے ہیں وہ آخرت میں برہنہ ہوں گی۔

شرح ۶۶۴۵ — ہند بنت حارث فراسیہ بکسر الفاء کنانہ کی شاخ کی طرف منسوب ہے۔ یہ معبد بن مقداد کی بیوی ہے اور صحابیہ ہے۔ خزائن خزانہ کی جمع ہے یہ وہ جگہ ہے جس میں شئ محفوظ کی جاتی ہے اس سے مراد خیرات ہیں۔ صواحب صاحبہ کی جمع اور حجرات حجرہ کی جمع ہے ان سے مراد ازواج مطہرات ہیں تاکہ وہ نماز پڑھیں۔ قولہ رب کاسیۃ ابن مالک نے کہا رُبَّ اکثر تکثیر کے لئے آتا ہے لیکن اکثر

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا

۶۶۴۶ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مٰلِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا

۶۶۴۷ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ بُرَیْدٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا

۶۶۴۸ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ

نحوی اس کو تقلیل کے لئے کہتے ہیں۔ قولہ کاسیۃ فی الدنیا ،، یعنی دنیا میں کپڑوں میں ملبوس ہوں گی۔ اور عمل نہ ہونے کے سبب آخرت میں ثواب سے خالی ہوں گی اس کے معنی یہ بھی لئے جاتے ہیں کہ دنیا میں کپڑے پہنے ہوں گی، لیکن وہ اس قدر باریک ہیں کہ شرم گاہ چھپی نہیں رہتی اس لئے آخرت میں اس کی یہ جزا ہو گی کہ وہ برہنہ ہوں گی۔ (حدیث ع ۱۱۴ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جس نے ہم پر ہتھیار اُٹھائے وہ ہم سے نہیں،،

۶۶۴۶ــــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہم پر ہتھیار اُٹھایا وہ ہم سے نہیں۔

۶۶۴۷ــــ ترجمہ: ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہم پر ہتھیار اُٹھایا وہ ہم سے نہیں۔

عَنْ هَمَّامٍ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُشِيْرُ
اَحَدُكُمْ عَلٰى اَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِىْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ مِنْ
يَدِهٖ فَيَقَعُ فِىْ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ

۶۶۴۹ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قُلْتُ
لِعَمْرٍو يَا اَبَا مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَرَّ رَجُلٌ بِسِهَامٍ
فِى الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكْ بِنِصَالِهَا
قَالَ نَعَمْ

۶۶۴۶ تا ۶۶۴۷ شرح : یعنی جس نے ناحق مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے ہتھیار اُٹھائے وہ ہمارے طریقہ پر نہیں اور نہ ہمارا تابعدار ہے، کیونکہ مسلمان کا مسلمان پر حق یہ ہے کہ اس کی مدد کرے اور اس کی جان بچانے کے لئے جنگ کرے یہ نہیں کہ اس پر ہتھیار اُٹھا کر اس کو مرعوب کرے کرمانی نے کہا حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ ہماری سنّت کا متبع نہیں اور ہمارے طریقہ پر چلنے والا نہیں۔ یہ معنیٰ نہیں کہ وہ ہمارے دین سے نہیں۔

۶۶۴۸ ترجمہ : ہمام سے روایت ہے کہ میں نے ابوہریرہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے سُنا کہ حضور نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی اپنے مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ سے ہتھیار نکلوا دے اور وہ اس وجہ سے دوزخ کے گڑھے میں گر جائے۔

۶۶۴۸ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شئی محذور تک پہنچائے اس سے منع کرنا چاہیئے اگرچہ محذور ثابت نہ ہو، کیونکہ محذور قصد سے ہو یا لاپرواہی میں ہو اس سے بچنا ضروری ہے۔ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ جس نے اپنے بھائی کی طرف لوہے سے اشارہ کیا اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

٦٦٥٠ــــ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ بِأَسْهُمٍ قَدْ أَبْدٰى نُصُولَهَا فَأُمِرَ أَنْ يَأْخُذَ بِنُصُولِهَا لَا يَخْدِشُ مُسْلِمًا

٦٦٥١ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبَا أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا أَوْ فِي سُوْقِنَا وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلٰى نِصَالِهَا أَ قَالَ لِيَقْبِضْ بِكَفِّهِ أَنْ لَا يُصِيْبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْهَا بِشَيْءٍ

٦٦٤٩ـــ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ایک آدمی تیر ساتھ لے کر مسجد میں سے گزرا تو آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے پھالے روک رکھو اُس نے عرض کیا جی ہاں ! روکتا ہوں۔

٦٦٤٩ـــ شرح : سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو تیروں کے پھالے پکڑ رکھنے کا حکم اس لئے دیا کہ جہاں ہجوم ہو وہاں اگر تیر کھلے رکھے جائیں تو لوگوں کو خراشیں آنے کا خطرہ ہے اسی لئے مجامع میں تیر کھلے لے کر چلنا ممنوع ہے۔

٦٦٥٠ـــ ترجمہ : جابر سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد میں تیر لے کر گزرا جس کے پھالے برہنہ تھے اس کو حکم دیا گیا کہ ان کے پھالے پکڑ رکھے وہ کسی مسلمان کو زخمی نہ کر دے۔

٦٦٥١ـــ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں یا ہمارے بازار سے گزرے اور اس کے ساتھ تیروں کے پھالے ہوں تو وہ پھالوں کو پکڑ کر چلے یا فرمایا پھالے اپنے ہاتھ سے پکڑ رکھے تاکہ کسی مسلمان کو ان سے زخم نہ آجائے۔ (حدیث ۴۴۳ ج ا کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

۶۶۵۲ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ

۶۶۵۳ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد، میرے بعد کافروں کی مثل نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو

۶۶۵۲ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی بکنا فسق ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے (یعنی مسلمانوں کو گالیاں بکنا اور ان کو قتل کرنا حلال سمجھے تو کفر ہے یا بطور تغلیظ فرمایا۔

۶۶۵۳ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگ جاؤ

۶۵۵۲ ۶۵۵۳ شرح: مسلمانوں کو اس لئے قتل کرنا کہ وہ مسلمان ہیں یا ان کے قتل کو جائز سمجھنا کفر ہے یا مسلمانوں کے قتل کو بطور تغلیظ کفر کہا قولہ یضرب بعضکم رقاب بعض" یہ جملہ

۶۶۵۴ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ بَكْرَةَ وَعَنْ رَجُلٍ اٰخَرَ هُوَ اَفْضَلُ فِىْ نَفْسِىْ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ اَلَا تَدْرُوْنَ اَىُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ فَقَالَ اَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَىُّ بَلَدٍ هٰذَا اَلَيْسَتْ بِالْبَلْدَةِ الْحَرَامِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ وَاَبْشَارَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا

کفار کی صفت ہے یعنی میرے بعد کافر نہ ہو جاؤ کہ اس قبیح صفت سے موصوف ہونے لگو یعنی ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگ جاؤ۔ اس تقدیر پر مفہوم یہ ہوگا کہ مرے بعد دین سے پھر نہ جانا کہ مرتد ہو جاؤ اور ایک دوسرے کے ساتھ قتل وغارت کرو یا یہ جملہ ترجعوا کی ضمیر سے حال واقع ہے۔ یعنی میرے بعد کافر نہ ہو جاؤ اس حال میں کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑاؤ، یا یہ جملہ مستانفہ اور مقدر سوال کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ رجوع کرنا کیسے کفر ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں گے یا حرف تشبیہ محذوف ہے یعنی لاترجعوا بعدی مثل کفار، میرے بعد کافروں کی مثل نہ ہو جاؤ کہ جس طرح وہ ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں تم بھی ایسے کرنے لگو یا یہ جملہ لاترجعوا سے بدل ہے اور مجزوم ہے یا کسائی کے مذہب پر شرط مقدر ہے اور یہ جملہ اس کی جزاء ہے یعنی اگر تم دین سے لوٹ گئے تو ایک دوسرے کی گردن اڑانے لگو واللہ اعلم!

۶۶۵۴ـــ **ترجمہ:** ابن سیرین نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے حدیث بیان کی عبدالرحمٰن نے اپنے والد اور ایک اور آدمی سے روایت کی وہ میرے نزدیک عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے افضل ہے وہ ابوبکرہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ یہ کونسا دن ہے لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں حتیٰ کہ ہم نے

فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَاِنَّهُ رُبَّ مُبَلِّغٍ يُبَلِّغُهُ مَنْ هُوَ اَوْعٰى لَهُ وَكَانَ كَذٰلِكَ فَقَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ حُرِّقَ ابْنُ الْحَضْرَمِيِّ حِيْنَ حَرَّقَهُ جَارِيَةُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ اَشْرِفُوْا عَلٰى اَبِي بَكْرَةَ فَقَالُوْا هٰذَا اَبُوْبَكْرَةَ يَرَاكَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَحَدَّثَتْنِي اُمِّي عَنْ اَبِي بَكْرَةَ اَنَّهُ قَالَ لَوْ دَخَلُوْا عَلَيَّ مَا بَهَشْتُ بِقَصَبَةٍ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ بَهَشْتُ يَعْنِي رَمَيْتُ

گمان کیا کہ آپ اس کے نام کے بغیر کوئی اور نام رکھیں گے فرمایا یہ یوم نحر نہیں؟ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں (یہ نحر ہی ہے) فرمایا یہ کونسا شہر ہے؟ کیا یہ بلدۂ حرام نہیں ہے؟ (مکہ مکرمہ) ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں۔ (یہ بلد حرام ہے) فرمایا تمہارے جان و مال تمہاری عزت اور تمہارے بدن تم پر حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینہ میں تمہارے اس شہر میں ہے۔ خبردار کیا میں نے حکم پہنچا دیا ہے؟ ہم نے کہا جی ہاں (آپ نے حکم پہنچا دیا ہے) فرمایا اے اللہ تو گواہ ہے،، یہ حکم حاضر غائب کو پہنچا دیا جائے؛ کیونکہ بسا اوقات سننے والے سے وہ شخص زیادہ یاد رکھتا ہے۔ جسے حکم پہنچایا جائے پس ایسا ہی ہوا۔ پھر فرمایا میرے بعد کافر نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو جب وہ دن تھا جس دن ابن حضرمی کو جلایا گیا تھا جبکہ جاریہ بن قدامہ نے اس کو جلایا تو کہا ابوبکرہ کو دیکھو لوگوں نے کہا یہ ابوبکرہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا مجھے میری ماں نے ابوبکرہ سے خبر دی کہ اگر وہ میرے پاس آجاتے تو میں ان کو گھاس کا تنکا بھی نہ مارتا۔

۶۶۵۴ شرح: یعنی تم پر غارتِ مال، ایک دوسرے کی عزت تم پر حرام ہے۔ ایسا ہی ہونا چاہیے۔ اعراض عرض بمعنی عزت کی جمع ہے۔ ابشار بشرہ کی جمع بمعنی ظاہر بدن ہے۔ حدیث کے اس حصّہ کی تشریح حدیث ۱۶۳۳ ج ۳ کی شرح میں ذکر کی گئی ہے۔

٦٦٥٥ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِشْكَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْتَدُّوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

قولہ یوم حرق ابن الحضرمی الخ وہ عبداللہ بن عمرو بن حضرمی ہے اس کا والد عمرو بدر میں سب سے پہلے مشرکین میں قتل ہُوا تھا۔ عبداللہ نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ یہ صحابی ہے حضرمی کا نام عبداللہ بن عمار ہے وہ جاہلیت میں بنو امیہ کا حلیف تھا۔ علاء بن حضرمی مشہور صحابی عبداللہ کا چچا ہے۔ عسکری نے ذکر کیا کہ جاریہ کو محرّق کہا جاتا ہے، کیونکہ اس نے بصرہ میں ابن حضرمی کو آگ میں جلایا تھا جبکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن حضرمی کو بصرہ بھیجا تاکہ بصرہ والوں کو حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے خلاف جنگ کرنے کے لئے تیار کرے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جاریہ ابن قدامہ کو اس کے مقابلہ میں بھیجا انہوں نے ابن حضرمی کو گھیرے میں لے لیا تو وہ جان بچانے کے لئے ایک گھر میں داخل ہو گیا۔ جاریہ نے اس گھر کو جلا دیا جس میں ابن حضرمی بھی جل گیا۔ طبری نے ۳۸ ہجری کے واقعات میں یہ قصہ ذکر کیا ہے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ نے بصرہ کا حاکم مقرر کیا تھا وہ بصرہ سے باہر چلے گئے اور زیاد ابن سمیّہ کو بصرہ پر اپنا خلیفہ مقرر کر گئے۔ امیر معاویہ نے عبداللہ بن عمرو بن حضرمی کو بھیجا کہ اُن سے بصرہ چھین لے وہ بنی تمیم میں ٹھہرا تو عثمانیہ بھی اس سے جا ملے۔ زیاد نے حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کو لکھا اور مدد طلب کی تو امیر المؤمنین نے اعین بن ضبیعہ مجاشعی کو بھیجا وہ اچانک قتل ہو گئے اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جاریہ بن قدامہ کو بھیجا تو انہوں نے اس گھر کا محاصرہ کر لیا جہاں ابن حضرمی ٹھہرا ہُوا تھا اور اس مکان کو جلا دیا اس میں ابن حضرمی اور اس کے ستر ساتھی بھی جل گئے۔ جب جاریہ نے ابن حضرمی اور اس کے ساتھیوں کو جلا دیا تو اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ ابوبکرہ کے پاس جائیں کیا وہ امیر المؤمنین کی اطاعت کرتا ہے یا نہیں انھوں نے کہا یہ ابوبکرہ تجھے اور جو کچھ تو نے کیا ہے دیکھ رہا ہے اور اس بارے میں ہر طرح خاموش ہے۔ جب ابوبکرہ نے یہ سُنا تو بالاخانے سے ہی کہا اگر وہ میرے پاس آجاتے تو میں انہیں کچھ نہ کہتا اور ان کو گھاس کا تنکا بھی نہ مارتا اُن سے لڑائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ میں اسلام میں فتنہ کا قائل نہیں ہوں

٦٦٥٥ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد کافر نہ ہو جاؤ کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

٦٦٥٦ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ مُدْرِكٍ سَمِعْتُ اَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ جَدِّهٖ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ

٦٦٥٧ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَحَدَّثَنِيْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٦٥٦ — ترجمہ : جریر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں مجھے فرمایا کہ لوگوں کو خاموش کرو پھر فرمایا میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ (حدیث ۱۲۲ ج ا کی شرح دیکھیں)

باب فتنہ ہوگا اس میں بیٹھنے والا کھڑے سے بہتر ہوگا

٦٦٥٧ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب فتنے ہوں گے ان میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور ان میں

سَتَكُونُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ فِيهَا مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ

٦٦٥٨ ـــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور ان میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا جو شخص فتنوں کی طرف نظر اٹھائے گا وہ اس کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے جو کوئی ان میں ٹھہرنے یا پناہ لینے کی جگہ پائے وہ اس کی پناہ لے۔

٦٦٥٧ ـــ شرح : فِتَن فتنہ کی جمع ہے اس سے مراد عام فتنے ہیں جو لوگوں میں واقع ہوتے ہیں، لیکن ایک زمانہ میں اس قدر بکثرت ہوں گے کہ لوگوں کی ہلاکت کا سبب ہوں گے جو ان کا دل میں خیال کرے گا اس کو بھی ہلاک کر دیں گے۔ بعض نے کہا اس سے مراد وہ فتنہ ہے جو مسلمانوں کا باہم امام پر افتراق کے سبب ہوگا اور اس میں یہ معلوم نہ ہوگا کہ حق پر کون ہے یہ بخلاف حضرت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے کہ ان میں جو حق پر تھے وہ معلوم تھے۔ علامہ عینی نے ابن تین سے نقل کیا کہ ان فتنوں میں قاعد قائم سے بہتر ہوگا اس سے بظاہر مراد یہ ہے کہ جو تمام حالات میں فتنوں میں مباشر ہوں گے ان میں سے بعض بعض سے سخت ہوں گے ان میں سے سخت وہ ہوں گے جو ان میں کوشش کرتے ہوں گے اور فتنوں کے بھڑکانے کا باعث ہوں گے اس سے کم سخت وہ ہوں گے جو فتنوں کے اسباب ہوں گے وہ ماشی ہیں اس سے کم وہ ہوں گے جو صرف مباشر ہوں گے وہ قائم ہیں پھر اس سے کم سخت وہ ہوں گے جو صرف ان کو دیکھتے ہوں گے اور جنگ و جدال میں نہ پڑیں گے یہ قاعد ہیں ان سے کم وہ ہوں گے جو ان کو اچھا سمجھے گا اور ان سے مباشر نہ ہوگا اور نہ ہی ان کو دیکھے گا یہ مضطجع (لیٹنے والا) ہے جو بیدار ہے اس سے کم وہ ہوں گے جو کچھ کرتے نہیں، لیکن ان سے راضی ہوں گے کہ جو کچھ ہو رہا ہے ٹھیک ہے یہ قائم ہیں یہاں خیر اور افضلیت سے یہی مراد ہے جو اوپر تفصیلاً ذکر کیا ہے یعنی جو شر میں اقل ہوگا وہ بہتر اور افضل ہوگا۔ قولہ تَشَرَّف جو ان سے اعراض نہ کرے گا۔ قولہ تستشرفہ یعنی اس کو ہلاک کر دے گا۔

٦٦٥٨ ـــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب

قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَلَمَۃَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَتَكُوْنُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ خَیْرٌ مِّنَ الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ السَّاعِیْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَّجَدَ مَلْجَاً اَوْ مَعَاذًا فَلْیَعُذْ بِهٖ

فتنے ہوں گے ان میں قاعد (بیٹھنے والا) قائم سے بہتر ہوگا اور قائم چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ اور جو ان سے اختلاط کرے گا اور ان سے اعراض نہ کرے گا اس کو هلاک کر دیں گے جو کوئی ٹھکانے کی جگہ یا کوئی جائے پناہ پائے اس کی پناہ میں چلا جائے۔

۶۶۵۸ — شرح : ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ مراد تمام فتنے ہیں لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ قرونِ اُولیٰ میں جو فتنے ہوئے ہیں ان میں بہترین تابعی بھی شامل تھے اور اگر بعض فتنے مراد ہیں تو بعض کی دلیل کیا ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مراد تمام فتنے ہیں جن کو پہلی حدیث میں مفصّل ذکر کیا ہے ان میں قاعد قائم سے بہتر تھے؛ چنانچہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حذیفہ، محمد بن سلمہ، ابوذر غفاری، عمران بن حصین، ابوموسیٰ اشعری، اسامہ بن زید، اهبان بن صیفی، سعد بن ابی وقاص، ابن عمر اور ابوبکر رضی اللہ عنہم تھے جنہوں نے ان کی طرف نگاہ نہ کی تھی اور تابعین حضرات میں سے شریح اور ابراہیم نخعی بھی اس طریقہ پر تھے۔ بعض گھروں میں محبوس رہے بعض دوسرے محفوظ مقامات میں چلے گئے تھے اور بعض وہ حضرات تھے کہ جب اچانک فتنہ برپا ہوگیا تو انہوں نے اپنے ہاتھ روک لئے اگرچہ قتل ہوگئے۔ اور جو اپنی جان و مال اور اہل و اولاد سے مدافعت میں قتل ہوگئے یا قتل کیا وہ معذور ہیں اور اگر کوئی گروہ بادشاہ کے خلاف باغی ہوگیا اور اس کی اطاعت سے سر پھیرا اور واجبات ادا کرنے سے انکار کر دیا اور امام سے محاربت پہ اُتر آئے تو ان سے جنگ کرنا واجب ہے ایسے ہی اگر دو گروہوں نے محاربت کی تو ان پر قادر شخص پہ واجب ہے کہ مخطئ کا ہاتھ پکڑے اور مظلوم کی مدد کرے۔ طبری نے کہا دراصل فتنہ ابتلاء ہے جو شخص منکر کے انکار پہ قادر ہے اس پہ واجب ہے کہ نہیں نہیں کرے جس نے محقّ کی مدد کی درست کیا اور جس نے مخطئ کی اعانت کی اس نے غلطی کی اور امر مشکل نظر آئے کہ حق پہ کون ہے اور باطل پہ کون ہے تو یہ وہ حال ہے جس میں قتال سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا دونوں سے

بَابُ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا

۶۶۵۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ رَجُلٍ لَمْ يُسَمِّهِ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ خَرَجْتُ بِسِلَاحِي لَيَالِيَ الْفِتْنَةِ فَاسْتَقْبَلَنِي أَبُوْ بَكْرَةَ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ أُرِيْدُ نُصْرَةَ ابْنِ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَكِلَاهُمَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ قِيْلَ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ إِنَّهُ قَدْ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِأَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ يُحَدِّثَانِي بِهِ فَقَالَا إِنَّمَا رَوَى هٰذَا الْحَسَنُ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ

علیحدہ رہے کسی کی مدد نہ کرے، بعض علماء نے کہا نہی کی احادیث آخر زمانہ کے بارے میں ہیں جبکہ یہ ثابت ہوجائے کہ طلبِ مُلک میں فتنہ برپا ہے۔

باب جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے کا مقابلہ کریں

۶۶۵۹ ترجمہ : حماد نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے حسن بصری سے خبر دی اور اس آدمی کا نام ذکر نہ کیا، کہ میں فتنہ کے زمانہ میں مسلح ہوکر باہر نکلا تو مجھے ابوبکرہ ملے اور کہا کہ کہاں کا ارادہ ہے میں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے (حضرت علی المرتضیٰ) کی مدد کا ارادہ

کرتا ہوں ابوبکرہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے کا مقابلہ کریں تو دونوں دوزخی ہیں اُن سے کہا گیا یہ تو قاتل ہے (کہ دوزخ میں جائے) مقتول کیونکر؟ فرمایا اُس نے بھی تو اپنے مقابل کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا حماد بن زید نے کہا میں نے یہ حدیث ایوب اور یونس بن عُبید سے ذکر کی حالانکہ میرا ارادہ تھا کہ وہ مجھے اس حدیث کی خبر دیں گے اُن دونوں نے کہا اس حدیث کو حسن بصری نے احنف بن قیس کے طریق سے ابوبکرہ سے روایت کیا ہے۔

٦٦٥٩ — شرح: قولہ لیالی الفتنہ، یعنی حضرت علی المرتضیٰ اور اُن کے ساتھیوں اور ام المؤمنین اور ان کے مددگاروں میں لڑائی کا زمانہ یا حضرت امیر المؤمنین اور امیر معاویہ کے درمیان جنگ کا زمانہ فتنہ کا دور تھا یعنی جنگ جمل اور جنگ صفین جو مذکور حضرات کے درمیان ہوئی تھیں۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ مسلح ہو کر حضرت علی علیہ السلام کی نصرت کے لئے نکلے تو راستہ میں ابوبکرہ کو نُفیع بن حارث ثقفی ملے اور کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمانوں سے ہر ایک دُوسرے کی ذات کو قتل کرنے پہ آمادہ ہوں تو دونوں دوزخ کے مستحق ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں مجتہد تھے۔ غایت ما فی الباب یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے اجتہاد میں خطاء پر تھے تو انہیں ایک ثواب حاصل ہے جبکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دُگنا ثواب حاصل تھا۔ یہ دونوں حضرات بر سرِ حق تھے اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کے مضمون سے مراد یہ ہے کہ اجتہادی دلیل کے بغیر ایک دوسرے کے قتل پہ آمادہ ہوں تو وہ مستحقِ عذاب ہیں پھر اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امام الحق کی موافقت کرنا اور ان کے خلاف باغیوں کی مدافعت کرنا واجب ہے تو ابوبکرہ نے اس سے کیوں منع کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ غالباً ابوبکرہ کو ابھی تک کسی کے محق ہونے کا علم نہ تھا۔

تحقیق المقام

دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دُوسرے کے لئے مقابل ہونے والے دونوں اجتہاد اور تاویل میں مُخطی ہیں یا اُن میں سے ایک مُصیب ہے اور دُوسرا مُخطی ہے ان میں تیسری صورت متصور نہیں کیونکہ دونوں کا مُحق ہونا محال ہے کیونکہ اللہ کے نزدیک حق واحد ہے۔

پہلی صورت میں اگر دونوں میں اصلاح کی امید ہو تو اُن میں اصلاح کرنا واجب ہے اور اگر اصلاح کی امید نہ ہو تو اُن سے علیحدہ اور گھروں میں رہیں اور تلواریں توڑ ڈالیں۔ دوسری صورت میں جبکہ ایک مصیب اور

٦٦٦٠ ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ بِهٰذَا وَقَالَ مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ وَيُوْنُسُ وَهِشَامٌ وَّمُعَلَّى بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْاَحْنَفِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ وَرَوَاهُ بَكَّارُ بْنُ

دوسرا مخطئ ہو تو مُصیب کی موافقت واجب ہے۔ تیسری صورت کا حکم بھی پہلی جیسا ہے۔ یہاں ایک اور صورت ہے وہ یہ کہ دونوں مجتہد تو نہ ہوں لیکن صراحۃً ظالم ہوں اور خاندانی عصبیت یا غلبہ حاصل کرنے کے لیے باہم برسرِ پیکار رہتے ہیں تو اس کا حکم بھی وہی ہے جو پہلی صورت میں ہے ۔

مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم

حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں جو خونریزیاں ہوئی ہیں اور ان کی آپس کی لڑائیوں میں قتل و غارت ہوئی تھی وہ اس وعید میں داخل نہیں کیونکہ وہ ان میں مجتہد تھے اور ہر ایک گروہ کا عقیدہ تھا کہ وہ حق پر ہے اور دوسرا حق پر نہیں اس لئے اس سے جنگ کرنا واجب ہے تاکہ وہ حق کو قبول کرے اور اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے لیکن ان لڑائیوں میں حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام حق پر تھے اور اپنے اجتہاد میں مصیب تھے اور ان کے مقابل مُخطئ تھے باایں ہمہ وہ ماجور تھے اور انہیں ثواب حاصل تھا کیونکہ مجتہد کو خطاء پر ثواب ملتا ہے اگرچہ اصابت کی نسبت نصف ثواب حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان حضرات سے راضی تھا اور جو حضرات ان جنگوں میں شریک نہیں ہوئے بلکہ منع کرتے تھے تو یہ اس لئے تھا کہ ان کے اجتہاد میں انہیں حق ظاہر نہیں ہوا تھا اور ان کے خیال میں یہ مشکل امر تھا۔ تو انہوں نے توقف میں ہی خیریت دیکھی تھی (کرمانی) ابراہیم نخعی سے کہا گیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دو تلمیذوں علقمہ اور اسود سے کون افضل ہے؟ انہوں نے کہا کہ علقمہ افضل ہے کیونکہ وہ صفین کی جنگ میں شریک تھے اور اپنی تلوار کو خون سے متلوّن کیا تھا اور اویس قرنی رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے پیادہ لشکر میں تھے (ابن سعد)

ترجمہ: ٦٦٦٠ ـــ ایوب، یونس، ہشام اور معلّی بن زیاد نے حسن، احنف اور ابوبکرہ کے طریق سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور اسی مذکور حدیث کو

عَبْدِالْعَزِيْزِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ وَقَالَ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ

بَابُ كَيْفَ الْاَمْرُ اِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ

۶۶۶۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْحَضْرَمِيُّ

معمر نے ایوب سے روایت کیا ہے اور بکار بن عبدالعزیز نے اپنے والد عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی بکر کے ذریعہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے منصور، ربعی بن حراش اور ابوبکرہ کے طریق سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی روایت کی

اِذَا حَمَلَ الرَّجُلَانِ الْمُسْلِمَانِ السِّلَاحَ اَحَدُهُمَا عَلَى الْاٰخَرِ فَهُمَا فِي النَّارِ

(جب دو مسلمان آدمیوں میں سے ایک دوسرے پر ہتھیار اُٹھائیں تو دونوں دوزخ میں جائیں گے)

حضرات علماء کرام نے اس حدیث کے معنیٰ یہ بیان کئے ہیں کہ وہ عذاب نار کے مستحق ہیں، لیکن ان کا مآل اللہ کے حوالے ہے اگر چاہے تو اُن کو عذاب دے جیسے دوسرے مسلمانوں کا حکم ہے اور اگر چاہے تو اُن کو معاف کرے اور عذاب نہ دے بعض نے اس حدیث کو مستحل پر محمول کیا ہے۔ اقول، اِن دو مسلمانوں سے مراد وہ مسلمان ہیں جو ذاتی عناد یا دشمنی کی بناء پر ایک دوسرے کو قتل کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں کیونکہ ان میں ہر ایک دوسرے کے قتل پر حریص ہے اگرچہ قاتل ایک ہی ہوگا اس سزا کا ہر ایک مستوجب ہے۔ بخلاف مجتہدین کے اُن کا یہ حکم نہیں کما مر حدیث ۳۰ ج: ا کی شرح دیکھیں۔

باب جب جماعت نہ ہو تو کیا حکم ہے

یعنی جب اختلاف پایا جائے اور خلیفہ نہ ہو تو خلیفہ پر اجتماع واقع ہونے سے پہلے مسلمان معاملات کیسے

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ قَالَ قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قَالَ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ

طے کریں؟ اس باب کی مذکور حدیث میں اس کی وضاحت یہ ہے کہ تمام فرقوں اور لوگوں سے علیحدہ رہے اگرچہ درخت کی جڑ چبانی پڑے یہاں تک اس کو موت آلے یہ اس سے بہتر ہے کہ ایسے لوگوں میں رہے جن کا امام یا خلیفہ نہیں، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس کی عاقبت میں فسادِ احوال ہو کیونکہ لوگوں کی خواہشات مختلف ہیں اور ان کی فکریں جدا جدا ہیں یہ فساد احوال کے اسباب ہیں۔ اس سے لوگوں میں اختلاط سے تنہائی بہتر ہے۔

٦٦٦١ ترجمہ: بسر بن عبید اللہ حضرمی نے بیان کیا کہ انہوں نے ابو ادریس خولانی سے سنا کہ انہوں نے حذیفہ بن یمان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ لوگ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق سوال کرتے تھے اور میں شر کے پالینے کے خوف کے سبب حضور سے شر سے متعلق سوال کرتا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر میں تھے اللہ تعالیٰ ہمارے پاس یہ خیر لایا کیا اس خیر کے بعد شر ہوگا۔ حضور نے فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا کیا اس شر کے بعد خیر ہوگا فرمایا ہاں! اس میں اس کا دخن ہوگا میں نے عرض کیا اس کا دخن کیا شئی ہے؟ فرمایا لوگ میری ہدایت کے خلاف چلیں گے تم اُن سے اچھی بُری چیزیں دیکھوگے میں نے عرض کیا۔ کیا اس شر کے بعد خیر ہوگا۔ فرمایا ہاں جہنم کے دروازوں پر بلانے والے لوگ ہوں گے جو ان کی دعوت قبول کرے گا اس کو دوزخ میں پھینک دیں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے لئے ان کی وصف بیان فرمائیں۔ فرمایا وہ ہماری قوم سے ہوں گے اور ہماری زبانوں میں گفتگو کریں گے۔ میں نے عرض کیا اگر مجھے وہ وقت پائے تو آپ مجھے کیا حکم فرماتے۔ فرمایا تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑو۔ میں نے عرض کیا اگر لوگوں کی جماعت نہ ہو اور نہ ہی امام ہو تو؟ فرمایا تم اُن تمام فرقوں سے علیحدہ رہو اور اگر تجھے درخت کی جڑ چبانی پڑے یہاں تک کہ تجھے موت اسی حالت میں پالے۔

۶۶۶۱ — شرح : قولہ مخافۃ اَنْ یُدْرِکَنِیْ ،، یعنی لوگ اگرچہ بھلائی اور صلاحیت سے استفسار کرتے تھے لیکن میرے سوال کی نوعیت کچھ اور تھی مجھے جاہلیت کے امور سے بہت خوف تھا کہ کہیں وہ مجھے اپنی لپیٹ میں نہ لے لیں کیونکہ اسلام سے پہلے ہم کفر کی غلاظت میں ملوث تھے ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے لوگوں کا مال لوٹنا ہماری سرشت ہو چکی تھی۔ فواحش کے ارتکاب میں کوئی باک محسوس نہ کرتے تھے الغرض فطرت انسانیہ کے خلاف ہماری عادات مستحکم ہو چکی تھیں۔ اس لئے میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ان امور سے بچنے کے لئے شر کے متعلق سوال کرتا تھا۔ الحمد للہ رب العالمین اللہ تعالیٰ نے ایمان وامن عطاء فرمایا ہماری صلاح حال ہوئی اور فواحش سے اجتناب کرنے لگے قولہ دَخَنٌ ،، بفتح الدال والخاء بمعنی دخان (دھواں) ہے۔ اس سے مراد خالص خیر نہیں بلکہ اس میں کدورت ہے جو آگ کی نسبت بمنزلہ دخان ہے۔ دخن سے دلوں میں فساد اور حسد بھی ہو سکتے ہیں ہر مکروہ شئ کو دخن کہتے ہیں۔ امام نووی نے کہا دَخَن سے مراد یہ ہے کہ دل صاف نہیں رہیں گے ایک دوسرے کے متعلق بدگمانیاں رواج پائیں گی۔

قولہ تَعْرِفُ مِنْھُمْ ،، یعنی مذکور لوگوں کی عادات کچھ ایسی ہوں گی کہ تم ان کے اعمال کو بنظرِ استحسان نہ دیکھو گے علامہ عینی نے قاضی سے نقل کیا کہ شر کے بعد خیر حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہے اور جن کے اعمال اچھے بُرے ہوں گے وہ اُن کے بعد آنے والے اُمراء ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوں گے جو بدعات اور ضلالت کی دعوت دیں گے جیسے خوارج نے ضلالت وبدعت جاری کیں۔ کرمانی نے کہا ہو سکتا ہے کہ شر سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا زمانہ ہو اور خیر سے مراد اُن کے بعد حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خلافت کا زمانہ ہو اور دخن خارجی

بَاب مَنْ كَرِهَ اَنْ يُّكَثِّرَ سَوَادَ الْفِتَنِ وَالظُّلْمِ

۶۶۶۲ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَغَيْرُهُ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوالْاَسْوَدِ ح وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ

اور اُن جیسے لوگ ہیں اور تیسرا اس کے بعد کا زمانہ ہے جس میں منبروں پر آپ کو لعنت کرتے تھے (کی تشریح دیکھیں حدیث ۳۳۴۵ ع) قولہ فَالْزَمْ عَلٰی ذَالِکَ "یعنی تم تمام فرقوں سے علیحدہ رہو اگرچہ تمہیں درخت کی جڑ چبانی پڑے اور اسی حالت میں تمہاری موت آجائے اس میں یہ اشارہ ہے کہ مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑو اور اُن کے سلاطین اور امراء کی اطاعت کرو اگرچہ وہ تم پر مظالم ڈھائیں اس سے فقہاء نے استدلال کیا کہ مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا واجب ہے اور ائمہ حق کے خلاف محاذ آرائی ترک کرنا ضروری ہے، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم ہے۔ حضور نے مسلمانوں میں تفرق کا حکم نہیں دیا۔ حدیث میں یہ امر وجوبی ہے کہ جماعت کو لازم پکڑنا واجب ہے یہ جماعت ہی سوادِ اعظم ہے۔ انہوں نے ابن ماجہ کی مرفوع حدیث سے استدلال کیا کہ بنی اسرائیل کے اکہتر (۷۱) فرقے تھے میری امت کے بہتر (۷۲) فرقے ہوں گے ایک کے سوا تمام دوزخ میں جائیں گے اور وہ جماعت (سوادِ اعظم) ہے۔ بعض نے جماعت سے مراد علماء کی جماعت ذکر کی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے علماء کو اپنی مخلوق پر غالب کیا ہے لوگ اُن کے تابع ہیں اور دینی مسائل میں ان کی طرف رغبت کرتے ہیں عوام اُن کے تابع ہوں گے اس لئے فرمایا اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ بعض نے کہا یہ جماعت حضرات صحابہ کرام ہیں جنہوں نے دین کو قائم رکھا بعض نے کہا یہ لوگ مسلمان ہیں جب تک ایسے امر پر مجتمع رہیں گے جو تمام ملتوں پر واجب ہے جب اُن میں ان کے مخالف ہوں گے تو وہ مجتمع نہ ہوں گے۔ امام ابو محمد حسن بن احمد بن اسحاق تستری نے کتاب افتراق الامہ" میں ذکر کیا، اہل سنت وجماعت واحد جماعت ہے اور خوارج پندرہ فرقے ہیں۔ شیعہ تینتیس (۳۳) فرقے ہیں معتزلہ چھ، مرجئہ بارہ اور مشبہ تین، جہمیہ ایک فرقہ ضراریہ ایک فرقہ کلابیہ ایک فرقہ ہیں۔ اصل دس فرقے ہیں اہل سنت وجماعت خوارج، شیعہ، جہمیہ، ضراریہ، مرجئہ، نجاریہ، کلابیہ، معتزلہ اور مشبہ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب جس نے فتنوں اور ظلم کی جماعت بڑھانے کو مکروہ جانا

۶۶۶۲ ترجمہ: ابوالاسود نے کہا مدینہ منورہ والوں پر لشکر معین کیا گیا تو اس میں میرا نام بھی

قَالَ قُطِعَ عَلٰی اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ بَعْثٌ فَاکْتُتِبْتُ فِیْهِ فَلَقِیْتُ عِکْرِمَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَنَهَانِیْ اَشَدَّ النَّهْیِ ثُمَّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ اُنَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کَانُوْا مَعَ الْمُشْرِکِیْنَ یُکَثِّرُوْنَ سَوَادَ الْمُشْرِکِیْنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَاْتِی السَّهْمُ فَیُرْمٰی فَیُصِیْبُ اَحَدَهُمْ فَیَقْتُلُهٗ اَوْ یَضْرِبُهٗ فَیَقْتُلُهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ

بَابٌ اِذَا بَقِیَ فِیْ حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ

لکھا گیا میں نے عکرمہ سے ملاقات کی اور اسے خبر دی تو اُس نے مجھے سختی سے منع کیا پھر کہا مجھے ابن عباس نے خبر دی کہ کچھ مسلمان مشرکوں کے ساتھ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مشرکوں کی تعداد زیادہ کرتے تھے تیر آتا اور اُن میں سے کسی کو لگتا تو اس کو قتل کر دیتا یا اس کو تلوار مارتا اور قتل کر دیتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ "اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ" نازل فرمائی بے شک وہ لوگ جن کو فرشتوں نے فوت کیا اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے"

۶۶۶۲ — شرح : جس لشکر میں ابو الاسود کا نام لکھا گیا تھا وہ حضرت عبداللہ بن زُبیر کے عہد خلافت میں اہل شام کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے نکالا گیا تھا، عکرمہ کا ابو الاسود کو لشکر میں جانے سے روکنے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو مشرکوں کی تعداد زیادہ بڑھاتے تھے، حالانکہ وہ دل سے لڑنے کا ارادہ نہ رکھتے تھے اے ابا الاسود! تیرا حال بھی یہی ہے کہ جو لشکر شام میں بھیجا جا رہا ہے تو ان کی تعداد زیادہ کرے گا، حالانکہ تو دل سے یہ نہیں چاہتا کہ اہل شام سے لڑے کیونکہ یہ جنگ فی سبیل اللہ نہیں ہے۔ محض یہ ملک گیری کی جنگ ہے۔

ترکیب : قولہ "فیاتی السہم فیرمی" یہ عبارت مقلوب ہے یعنی "فَیُرْمٰی بِالسَّہْمِ فَیَاْتِیْ"، قولہ "او یضربہ" اس کا عطف فیاتی پر ہے فیصیب پر نہیں یعنی وہ تیر یا تلوار سے قتل ہو جاتا۔

۶۶۶۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْأٰخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقٰى أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ وَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ وَلَا يَكَادُ

باب جب ردّی لوگوں میں باقی رہ جائے

حُثالہ بضم الحاء بمعنی ردّی شیٔ اور جس میں اچھائی نہ ہو، اذا کا جواب مقدر ہے اور وہ "ما یصنع" ہے کیا کرے؟ امام بخاری نے اس کے مناسب حدیث ذکر نہیں کی، کیونکہ وہ ان کی شرط پر نہیں اس لئے اس کا معنی حذیفہ کی حدیث میں داخل کر دیا ہے۔ اصل حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ بن عمرو جب تو ردّی لوگوں میں باقی رہ جائے گا۔ تیرا حال کیا ہو گا جبکہ لوگوں کے عہد اور امانتیں خلط ملط ہو جائیں گی اور وہ مل جل جائیں گے اور ایسے ہو جائیں گے اور انگلیوں کو ایک دوسری میں داخل کیا عبداللہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ مجھے حکم فرمائیں کہ میں کیا کروں فرمایا اپنی جان کی حفاظت کرو اور عوام کا معاملہ چھوڑ دو۔

۶۶۶۳ ترجمہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دو حدیثیں بیان فرمائیں ایک تو میں دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا انتظار کر رہا ہوں حضور نے

أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ فَيُقَالُ إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا أَعْقَلَهُ وَمَا أَظْرَفَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيمَانٍ وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَلَا أُبَالِي أَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامُ وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ وَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا

نے فرمایا امانت لوگوں کے دلوں کے اندر رکھی گئی پھر انہوں نے قرآن سے جانا اور حدیث سے جانا اور امانت کے اُٹھ جانے کی ہمیں خبر دی فرمایا آدمی ایک بار سوئے گا تو امانت اس کے دل سے اُٹھالی جائے گی اور اس کا اثر مثل دھبہ کے نشان ... رہ جائے گا پھر سوئے گا تو امانت اُٹھالی جائے گی اس میں اس کا اثر اُبھرے ہوئے آبلہ کی طرح رہ جائے گا جیسے کوئلہ کو تو اپنے پاؤں پر لڑھکا دیا ہو وہ تیرے پاؤں میں اثر کرے گا پھر تو اسے دیکھے گا کہ اُبھرنے والا آبلہ بن گیا ہے۔ اس میں کوئی شئی نہیں لوگ اس حال میں صبح کریں گے کہ آپس میں خرید و فروخت کریں گے ان میں سے کوئی بھی امانت داکھنے والا نہ ہوگا پھر کہا جائے گا فلاں قبیلہ میں امانت دار آدمی ہے اور کسی مرد کے متعلق کہا جائے گا وہ کس قدر عقلمند ہے کس قدر ظریف ہے اور کس قدر ہوشیار ہے؛ حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان نہ ہوگا (امانت نہ ہوگی) یقیناً مجھ پر ایسا زمانہ گزرا ہے میں پرواہ نہیں کرتا تھا کہ تم میں سے کس سے خرید و فروخت کروں اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کا اسلام مجھے امانت رد کرتا اور اگر وہ نصرانی ہوتا تو اس کا عامل مجھ پر امانت رد کرتا، بہر حال آج کے دن میں صرف فلاں فلاں سے خرید و فروخت کروں گا۔

۶۶۶۳ — شرح: یہ حدیث نبوت کے علامات سے ہے کیونکہ اس میں لوگوں کے دین خراب ہو جانے اور آخر زمانہ میں ان میں امین کم رہ جانے کی خبر دی ہے۔ جذر کے معنی اصل کے ہیں یعنی امانت لوگوں کی فطرت میں حاصل ہوئی ہے پھر اس کو قرآن سے جانا پھر احادیث نبویہ سے حاصل کیا اور اس کو شریعت سے کسب کیا پھر رفع امانت کی مثال کے بعد ذکر فرمایا کہ میں جانتا تھا لوگوں میں امانت ہے تو میں کوئی پرواہ کئے بغیر لوگوں سے خرید و فروخت کا معاملہ کرتا تھا؛ کیونکہ مجھے اس کی امانت پر یا اس پر حاکم کی امانت پر وثوق ہوتا تھا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کا دین اسے خیانت سے روکے گا اور امانت ادا کرنے پر مجبور کرے گا اور اگر کافر مثلاً نصرانی ہے تو اس کا حاکم مجھے میرا حق دلوا دے گا؛ چونکہ اب امانت ضائع کر دی گئی ہے اس لئے

بَابُ التَّعَرُّبِ فِی الْفِتْنَةِ

۶۶۶۴ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ فَقَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ ارْتَدَدْتَ عَلَى عَقِبَيْكَ تَعَرَّبْتَ قَالَ لَا وَلَكِنَّ رَسُولَ اللهِ

مجھے آج کسی کی امانت پر وثوق نہیں رہا، البتہ ایسے چند لوگ ہیں جن سے معاملہ ممکن ہے۔

لغات : جذر معنی اصل۔ وکت بفتح الواو وسکون الکاف۔ ہلکا سا نشان یا اصل رنگ کے خلاف رنگ المجل، آبلہ جو کام کرنے سے ہاتھ میں اُبھر آتا ہے۔ منتبرا، اُبھرنے والا۔ مبایعت، خرید و فروخت، مثال سے حاصل یہ ہے کہ رفتہ رفتہ لوگوں کے دلوں سے امانت اُٹھتی رہے گی اور دلوں میں صرف ظلمت باقی رہ جائے گی۔ الا ماشاء اللہ۔ حبۃ خردل من ایمان، حبہ دانہ، خردل۔ رائی۔ ایمان امانت۔ صحیح حدیث میں ہے "لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ"

باب فتنہ کے زمانہ میں دیہاتی بن جانا

تعرّب کے معنی گاؤں میں اقامت کرلینا اور دیہاتی بن جانا۔ کہا گیا ہے کہ تعرب کے معنی اعراب کے ساتھ سکونت اختیار کرنا ہے وہ یہ کہ مہاجر نے جس شہر کی طرف ہجرت کی ہر وہاں سے منتقل ہوکر دیہاتی سکونت اختیار کرے اور ہجرت کے بعد اعرابی بن جائے۔ شارع علیہ السلام کی اجازت کے بغیر یہ حرام ہے۔ فتنہ کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ فتنوں میں اس کی اجازت ہے۔

۶۶۶۴ — ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف ثقفی کے پاس تشریف لے گئے تو اُس نے کہا اے ابن اکوع تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر گئے ہو، دیہاتی بن گئے ہو سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا ہرگز نہیں لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیہات میں رہنے کی اجازت دی تھی۔ یزید بن ابی عُبَید سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ شہید کردیئے گئے تو سلمہ بن اکوع ربذہ چلے گئے اور وہاں ایک عورت سے نکاح کرلیا اس سے ان کے چند بچے پیدا ہوئے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذِنَ لِي فِي الْبَدْوِ وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ اَبِي عُبَيْدٍ قَالَ لَمَّا قُتِلَ عُثْمٰنُ بْنُ عَفَّانَ خَرَجَ سَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ اِلَى الرَّبَذَةِ وَتَزَوَّجَ هُنَاكَ اِمْرَاَةً وَوَلَدَتْ لَهُ اَوْلَادًا فَلَمْ يَزَلْ بِهَا حَتّٰى قَبْلَ اَنْ يَمُوْتَ بِلَيَالٍ فَنَزَلَ الْمَدِيْنَةَ

٦٦٦٥ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مٰلِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ

وہ مدینہ منورہ میں ہی رہے حتیٰ کہ وفات سے چند روز پہلے مدینہ منورہ میں آئے اور وہیں اقامت کرلی۔

٦٦٦٤ — شرح : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں جب حضرت عبداللہ بن زبیر شہید کر دیئے گئے اور حجاج بن یوسف ثقفی کو حجاز کا حاکم مقرر کیا گیا اور وہ ٧٤ ہجری میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف گیا تو سلمہ بن اکوع سے یہ گفتگو ہوئی تھی۔ حجاج کا مقصد یہ تھا کہ اے ابن اکوع تم نے اللہ کی رضاء کے لئے ہجرت کی تھی اور مدینہ منورہ سے نکل کر دیہاتی سکونت کرنے سے تم مرتد ہو گئے ہو، لہٰذا تم قتل کے مستحق ہو۔ جو کوئی عذر کے بغیر ہجرت کے بعد اپنے موضع میں چلا جاتا تھا اس کو مرتد جیسا کہتے تھے؛ چنانچہ نسائی میں ابن مسعود کی مرفوع حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سود خور اور سود کھلانے والے پر لعنت فرمائی ہے حجاج کی یہ قساوت قلبی تھی کہ جلیل القدر صحابی کو ایسا بُرا خطاب کیا اور معاملہ کی تحقیق بھی نہ کی بعض روایات میں ہے حجاج نے سلمہ بن اکوع کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو یہ وجہ ذکر کی جس کے باعث ان کو قتل کا مستحق کہا لیکن سلمہ بن اکوع نے بخاری میں مذکور عذر بیان کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ اجازت فرما دی تھی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٦٦٦٥ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کو پہاڑ کی چوٹی اور

اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَّتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ

۶۶۶۶ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَاَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَحْفَوْهُ بِالْمَسْاَلَةِ فَصَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْمِنْبَرَ فَقَالَ لَا تَسْاَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا بَيَّنْتُ لَكُمْ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَاِذَا كُلُّ رَجُلٍ رَاْسُهٗ فِيْ ثَوْبِهٖ يَبْكِيْ فَاَنْشَاَ رَجُلٌ كَانَ اِذَا لَاحٰى يُدْعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ اَبِيْ قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ ثُمَّ اَنْشَاَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْفِتَنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ اِنَّهٗ صُوِّرَتْ لِيَ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتّٰى رَاَيْتُهُمَا دُوْنَ الْحَائِطِ

بارش کے برسنے کی جگہوں میں لے جائے گا وہ فتنوں سے دین کو بچانے کے لئے بھاگے گا۔

باب فتنوں سے پناہ مانگنا

۶۶۶۶ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات پوچھے حتی کہ انہوں نے سوالات کرنے میں مبالغہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا تم کسی چیز کے متعلق مجھ سے نہ پوچھو گے مگر میں تمہارے سامنے اس کا جواب بیان

قَالَ قَتَادَةُ يُذْكَرُ هٰذَا الْحَدِيثُ عِنْدَ هٰذِهِ الْآيَةِ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَقَالَ عَبَّاسٌ النَّرْسِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَاسَهٗ فِي ثَوْبِهٖ يَبْكِيْ وَقَالَ عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْفِتَنِ أَوْ قَالَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْفِتَنِ وَقَالَ لِيْ خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ

کروں گا۔ میں اپنے دائیں بائیں دیکھنے لگا تو ہر آدمی اپنا سر اپنے کپڑے میں لپیٹے ہوئے رو رہا ہے۔ ایک آدمی نے کلام شروع کیا جب وہ کسی سے جھگڑ پڑتا تو اس کو اس کے باپ کے غیر کی طرف پکارا جاتا تھا۔ اُس نے عرض کیا یا نبی اللہ! میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ حُذافہ ہے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کلام شروع کیا اور کہا ہم اللہ کے ساتھ اس کے رب ہونے سے راضی ہیں اور اسلام کے دین ہونے سے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے سے راضی ہیں۔ ہم فتنوں کی بُرائی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خیر و شر میں آج کی طرح کبھی نہیں دیکھا میرے سامنے جنت و دوزخ کی صورت پیش کی گئی یہاں تک کہ میں نے ان کو دیوار کے پاس دیکھا۔ قتادہ نے کہا یہ حدیث شریف اس آیت کریمہ اے ایمان والو اشیاء سے متعلق سوالات نہ کرو اگر تمہارے لئے ظاہر کئے گئے تو تمہیں بُرے معلوم ہوں گے کے مجامعہ ذکر کی جاتی ہے۔ عباس نرسی نے کہا ہمیں یزید بن زُریع نے سعید اور قتادہ کے طریق سے خبر دی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اُن سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا اور کہا ہر آدمی اپنا سر اپنے کپڑے میں لپیٹ کر رو رہا تھا۔ اور ہر آدمی بُرے فتنوں سے اللہ کی پناہ لے رہا تھا یا کہتا تھا أعوذ باللہ من سوء الفتن، میں بُرے فتنوں سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ امام بخاری نے کہا مجھے خلیفہ نے کہا یزید بن زُریع، سعید بن ابی عروبہ اور معتمر نے اپنے باپ سے انہوں نے قتادہ سے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی۔ اور عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْفِتَنِ، کہا۔

حَدَّثَنَا سَعِيدٌ وَّمُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الْفِتَنِ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفِتْنَةُ قِبَلَ الْمَشْرِقِ

۶۶۶۷۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَامَ اِلٰى جَنْبِ الْمِنْبَرِ فَقَالَ اَلْفِتْنَةُ هٰهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ اَوْ قَالَ قَرْنُ الشَّمْسِ

: ابن بطال نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ باب اس شخص کے رد میں ذکر کیا جو کہتا ہے کہ اللہ سے فتنوں کا سوال کرنا چاہیے کیونکہ ان میں منافقین کا قلع قمع ہوتا ہے اس نے اس بارے میں غیر مرفوع حدیث بھی ذکر کی لیکن صحیح امر اس کے خلاف ہے، چنانچہ ابونعیم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث ذکر کی جس کے یہ الفاظ ہیں "لَا تَكْرَهُوا الْفِتْنَةَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ فَاِنَّهَا تُبِيْرُ الْمُنَافِقِيْنَ" آخر زمانہ میں فتنوں کو برا نہ کہو کیونکہ وہ منافقوں کو ھلاک کرتے ہیں لیکن یہ حدیث ضعیف اور مجہول ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سوال پوچھنے سے منع فرمایا ہے منافق حضور سے بکثرت سوال کرتے تھے ان کا مقصد آپ کو عاجز کرنا تھا ان کے زعم فاسد کا قلع قمع کرنے کے لئے فرمایا جو چاہیے سو پوچھو اور حضور نے غصہ کی حالت میں فرمایا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوالات کو برا سمجھا ہے اور مسلمانوں نے بھی زیادہ سوالات کو اچھا نہ جانا تو انہیں یہ توقع ہوئی کہ ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا تو وہ اس خوف سے رونے لگے۔ اپنے باپ سے سوال کرنے والے شخص کے جواب میں فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے ایک روایت میں قیس بن حذافہ مذکور ہے لیکن معروف یہ ہے کہ سائل عبداللہ بن حذافہ تھا قولہ وقال یعنی انس نے کہا ہر آدمی جو وہاں تھا اس حال میں کہ وہ اپنے کپڑے سے سر کو لپیٹے ہوئے تھے قولہ وقال عائذًا

۶۶۶۸ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقِ يَقُولُ أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

یعنی ہر آدمی نے کہا اس حال میں کہ وہ برے فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا تھا یا کہتا تھا اعوذ باللہ، راوی کو شک ہے اس کی مکمل تفصیل حدیث ۹۰ ج ۱ اور حدیث ۶۸۷۳ ج ۹ کی شرح میں دیکھیں۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فتنہ مشرق کی جہت سے ہوگا

۶۶۶۷ ترجمہ: سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضور منبر کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا فتنہ اس طرف ہے فتنہ اس طرف ہے جس جگہ سے شیطان کا سینگ نکلے گا یا قرنِ شمس فرمایا۔

۶۶۶۸ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جبکہ آپ مشرق کی طرف متوجہ تھے۔ فرماتے تھے فتنہ اس طرف ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

۶۶۶۷ ۶۶۶۸ شرح: داؤدی نے کہا درحقیقت شیطان کے دو سینگ ہیں۔ ہروی نے کہا اس کے سر کے دو کنارے قرن ہیں۔ بعض نے کہا یہ ایک مثال ہے یعنی اس وقت شیطان حرکت کرے گا اور اپنا تسلط جمالے گا۔ قرن بمعنی قوت بھی کہا گیا ہے یعنی اس طرف شیطان کی قوت ظاہر ہوگی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی طرف اس لئے اشارہ کیا کہ اس وقت مشرق والے کافر تھے آپ نے خبر دی کہ فتنہ اس طرف سے اُٹھے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جمل و صفین کی جنگیں اسی طرف لڑی گئیں پھر نجد اور عراق کی زمین میں خوارج ظاہر ہوئے تمام فتنوں سے بڑا فتنہ جو تمام فتنوں کی کنجی ہے وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قتل تھا اس سے حضور ڈرایا کرتے تھے اور اس کے وقوع سے پہلے ہی خبردار کیا تھا یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت ہے۔ روافض کا فتنہ مراد لینا بعید نہیں کیونکہ انہوں نے مشرق کے شہروں خراسان

۶۶۶۹ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَفِي نَجْدِنَا فَاَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

۶۶۷۰ــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ وَبْرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ فَرَجَوْنَا اَنْ يُحَدِّثَنَا حَدِيْثًا حَسَنًا قَالَ فَبَادَرَنَا اِلَيْهِ رَجُلٌ

اور عراق پر غلبہ حاصل کیا اور لوگوں کو گمراہ کیا۔

۶۶۶۹ــــ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا: اے اللہ ہمارے شام میں برکت فرما اے اللہ! ہمارے یمن میں برکت فرما صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اور ہمارے نجد میں فرمایا اے اللہ! ہمارے شام میں برکت فرما ہمارے یمن میں برکت فرما صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اور ہمارے نجد میں میرا گمان ہے کہ تیسری بار فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

۶۶۶۹ــــ شرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے "ھناک" سے نجد کی طرف اشارہ کیا اور نجد میں مشرق ہے۔ خطابی نے کہا نجد مدینہ منورہ سے مشرق کی جانب ہے جو لوگ مدینہ منورہ میں رہنے والے ہیں ان کا نجد عراق کے دیہات ہیں۔ یہ مدینہ منورہ والوں کا مشرق ہے۔ نجد اونچی زمین کو کہتے ہیں جبکہ پست زمین کو غور کہا جاتا ہے۔ تہاما سارے کا سارا غور ہے فتنے مشرق کی جانب سے نکلیں گے ادھر سے یاجوج و ماجوج نکلیں گے دجال بھی ادھر سے آئے گا کعب نے کہا وہاں سخت بیماری ہے اور وہ دین کی ہلاکت ہے عینی نے مہلب سے نقل کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مشرق کے لئے دعا نہیں فرمائی

فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدِّثْنَا عَنِ الْقِتَالِ فِي الْفِتْنَةِ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَقَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا الْفِتْنَةُ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ اِنَّمَا كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَ الدُّخُوْلُ فِيْ دِيْنِهِمْ فِتْنَةً وَلَيْسَ بِقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ

تاکہ وہ نشر میں کمزور ہو جائیں جو شیطانی فتنوں کے غلبہ کے باعث مشرق کی جہت (نجد) میں رکھی گئی ہے۔

۶۶۷۰ — **ترجمہ**: سعید بن جبیر نے کہا ہمارے پاس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تشریف لائے ہمیں یہ امید تھی کہ ہم سے اچھی حدیث بیان کریں گے سعید نے کہا ایک آدمی ہم سے بہت جلد ان کی طرف گیا اور کہا یا ابا عبدالرحمٰن ہم سے فتنہ کے زمانہ میں جنگ کرنے کی خبر بیان کریں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُن سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ نہ پایا جائے فرمایا کیا تو جانتا ہے فتنہ کیا شئی ہے: "تیری ماں تجھے گم پائے"، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں سے جنگ کرتے تھے جبکہ اُن کے دین میں داخل ہونا فتنہ تھا تمہاری طرح ملک گیری کے لئے جنگ نہ تھی۔

۶۶۷۰ — **شرح**: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے یہ تھی کہ فتنہ کے زمانہ میں مسلمانوں کا آپس میں جنگ کرنا جائز نہیں اگرچہ واضح ہو جائے کہ ایک فرقہ حق پر ہے اور دوسرا باطل پر ہے۔ اس لئے عبداللہ بن عمر سے ایک آدمی نے پوچھا کہ آپ جنگ میں شریک کیوں نہیں ہوتے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اُن سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ نہ پایا جائے" عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو جواب دیا تیری ماں تجھے گم پائے اس آیت کریمہ کا مفہوم یہ نہیں جو تو نے سمجھا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ تم کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ کفر نہ رہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں سے جنگ کرتے تھے۔ آیت کریمہ میں "فتنہ" سے مراد کفر ہے۔ یعنی حضور کی جنگ کفر ختم کرنے کے لئے تھی اور تمہاری جنگ ملک گیری کے لئے ہے اور لوگوں میں فساد برپا کرنے کے لئے ہے ایسی جنگ مشروع نہیں اس لئے میں جنگ میں شریک نہیں ہوتا۔

قولہ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ "تیری ماں تجھے گم پائے" اگرچہ بظاہر یہ بددعاء ہے لیکن بددعاء مقصود نہیں۔

(حدیث ۴۲۳۵ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ الْفِتْنَةِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ خَلَفِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَمَثَّلُوْا بِهٰذِهِ الْاَبْيَاتِ عِنْدَ الْفِتَنِ قَالَ امْرُءُ الْقَيْسِ ؎

اَلْحَرْبُ اَوَّلَ مَا تَكُوْنُ فَتِيَّةً ⁘ تَسْعٰى بِزِيْنَتِهَا لِكُلِّ جَهُوْلٍ

حَتّٰى اِذَا اشْتَعَلَتْ وَشَبَّ ضِرَامُهَا ⁘ وَلَّتْ عَجُوْزًا غَيْرَ ذَاتِ حَلِيْلٍ

شَمْطَاءَ تُنْكَرُ لَوْنُهَا وَتَغَيَّرَتْ ⁘ مَكْرُوْهَةً لِلشَّمِّ وَالتَّقْبِيْلِ

۶۶۷۱ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ قَالَ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُوْلُ بَيْنَمَا

باب وہ فتنہ جو دریا کی لہروں کی طرح موجزن

سفیان بن عیینہ نے خلاف بن حوشب سے روایت کرتے ہوئے کہا لوگ فتنوں کے زمانہ میں ان شعروں کو پڑھنا پسند کرتے تھے امرؤ القیس نے کہا ؎ جنگ پہلے نوجوان لڑکی ہوتی ہے کہ اپنی زینت اور آرائش کے ساتھ ہر نادان کے لئے دوڑتی ہے حتیٰ کہ جب مشتعل ہوجاتی ہے اور اس کے شعلے بھڑک اُٹھتے ہیں۔ وہ پیٹھ پھیر جاتی ہے جیسے بیوہ بڑھیا پھرتی ہے جو سفید سیاہ بالوں والی ہو اس کا رنگ بُرا لگتا ہے اور متغیر ہوجاتی ہے۔ سونگھنے اور بوسہ لینے والے کے لئے مکروہ ہوجاتی ہے (یہ جنگ کی مثال ہے شروع شروع میں بہت اچھی معلوم ہوتی ہے آخر میں اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ بُری ہوجاتی ہے۔

ترکیب : فَتِيَّةً مرفوع خبر ہے اور حرب مبتداء اور ”اول ماتکون“ اس سے بدل ہے ما مصدریہ اور کان تامہ ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے اول کونہا اور فتیۃ اس کی خبر ہے۔ یعنی لڑائی پہلے جوان ہوتی ہے۔

۶۶۷۱ — ترجمہ : شقیق نے بیان کیا میں نے حذیفہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک دفعہ

نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ عُمَرَ اِذْ قَالَ اَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ وَجَارِهٖ يُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَ عَنْ هٰذَا اَسْأَلُكَ وَلٰكِنِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ بَأْسٌ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ عُمَرُ اَيُكْسَرُ الْبَابُ اَمْ يُفْتَحُ قَالَ بَلْ يُكْسَرُ قَالَ عُمَرُ اِذَنْ لَا يُغْلَقُ اَبَدًا قُلْتُ اَجَلْ قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ اَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا اَعْلَمُ اَنَّ دُوْنَ غَدٍ اللَّيْلَةَ وَذٰلِكَ حَدَّثْتُهٗ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ فَهِبْنَا اَنْ نَسْأَلَهٗ مَنِ الْبَابُ فَاَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَأَلَهٗ فَقَالَ مَنِ الْبَابُ قَالَ عُمَرُ ۔

ہم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے اچانک کہا تم میں سے کون ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فتنہ کے متعلق ارشاد یاد رکھتا ہے۔ حذیفہ نے کہا آدمی کا اپنے گھر مال و اولاد اور اس کے ہمسایا میں مبتلا ہونے کو نماز، صدقہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مٹا دیتے ہیں۔ عمر فاروق نے کہا میں اس سے سوال نہیں کرتا ہوں لیکن وہ فتنہ جو دریا کی لہروں کی طرح موجزن ہو حذیفہ نے کہا اے امیر المؤمنین تم پر اس کا خوف نہیں بے شک اس کے اور تمہارے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ عمر فاروق نے کہا وہ دروازہ توڑا جائے گا یا اسے کھولا جائیگا؟ حذیفہ نے کہا بلکہ توڑا جائے گا عمر فاروق نے کہا پھر اس وقت وہ کبھی بند نہ ہوگا میں نے کہا جی ہاں! ہم نے حذیفہ سے کہا کیا عمر فاروق دروازہ کو جانتے تھے؟ حذیفہ نے کہا جی ہاں! جیسے میں جانتا ہوں کہ کل سے پہلے رات ہے اور یہ اس لئے کہ میں نے ان کو ایسی حدیث کی خبر دی ہے جو اغلوطہ نہیں ہے ہم ڈرے کہ حذیفہ سے پوچھیں دروازہ کون ہے تو ہم نے مسروق سے کہا انہوں نے پوچھا کہ دروازہ کون ہے؟ حذیفہ نے کہا وہ عمر فاروق ہیں رضی اللہ عنہ۔

(حدیث ۵۰۴ ج ۱ کی شرح میں مفصل بیان ہے)

٦٦٧٢ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا إِلَى حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ الْمَدِينَةِ لِحَاجَتِهِ وَخَرَجْتُ فِي أَثَرِهِ فَلَمَّا دَخَلَ الْحَائِطَ جَلَسْتُ عَلَى بَابِهِ وَقُلْتُ لَأَكُونَنَّ الْيَوْمَ بَوَّابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَأْمُرْنِي فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضَى حَاجَتَهُ وَجَلَسَ عَلَى قُفِّ الْبِئْرِ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ فَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ لِيَدْخُلَ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَوَقَفَ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ قَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَاءَ عَنْ يَمِينِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا

٦٦٧٢ — ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لئے مدینہ منورہ کے باغات سے ایک باغ کی طرف نکلے میں بھی آپ کے پیچھے نکلا جب حضور باغ میں داخل ہوئے تو میں دروازہ پر بیٹھ گیا اور "دل میں" کہا میں آج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چوکیدار رہوں گا حالانکہ آپ نے مجھے حکم نہیں دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قضاء حاجت کی اور کنوئیں کی منڈھیر پر بیٹھ گئے اور دونوں پنڈلیاں سے کپڑا کھولا اور ان کو کنوئیں میں لٹکا دیا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور اجازت طلب کی تاکہ باغ میں داخل ہوں میں نے کہا یہیں ٹھہریئے میں تمہارے لئے اجازت حاصل کرلوں وہ ٹھہر گئے اور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ابوبکر صدیق آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی دو وہ داخل ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

فِي الْبِئْرِ فَجَاءَ عُمَرُ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ أَسْتَأْذِنُ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجَاءَ عَنْ يَسَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَشَفَ
عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَامْتَلَأَ الْقُفُّ فَلَمْ يَكُنْ فِيهِ مَجْلِسٌ ثُمَّ
جَاءَ عُثْمَانُ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَهَا بَلَاءٌ يُصِيبُهُ فَدَخَلَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَهُمْ مَجْلِسًا
فَتَحَوَّلَ حَتّٰى جَاءَ مُقَابِلَهُمْ عَلٰى شَفَةِ الْبِئْرِ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ دَلَّاهُمَا
فِي الْبِئْرِ فَجَعَلْتُ أَتَمَنّٰى أَخًا لِي وَأَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يَأْتِيَ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ
فَتَأَوَّلْتُ ذٰلِكَ قُبُورَهُمْ اجْتَمَعَتْ هٰهُنَا وَانْفَرَدَ عُثْمٰنُ

کی دائیں جانب سے آکر اپنی دونوں پنڈلیوں کو برہنہ کیا اور انہیں کنوئیں میں لٹکا دیا پھر عمر فاروق آئے میں نے کہا یہیں ٹھہریں حتیٰ کہ میں تمہارے لئے اجازت حاصل کرلوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی دی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب سے آئے اور دونوں پنڈلیوں کو کھولا اور انہیں کنوئیں میں لٹکایا اس وقت کنوئیں کی منڈھیر بھر گئی اس میں بیٹھنے کی جگہ نہ رہی۔ پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے کہا یہیں ٹھہریں حتیٰ کہ میں آپ کے لئے اجازت حاصل کر دوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں اجازت دو اور ساتھ ہی انہیں جنت کی خوشخبری بھی دو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب سے آئے اور دونوں پنڈلیوں کو کھولا اور انہیں کنوئیں میں لٹکایا اس وقت کنوئیں کی منڈھیر بھر گئی اس میں بیٹھنے کی جگہ نہ تھی۔ پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے کہا یہیں ٹھہریں حتی کہ میں آپ کے لئے اجازت حاصل کروں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں اجازت دو اور ساتھ ہی انہیں جنت کی خوشخبری بھی دو اس کے ساتھ مصیبت ہوگی جو انہیں پہنچے گی، چنانچہ وہ تشریف لائے اور ان کے ساتھ بیٹھنے کی جگہ نہ پائی تو وہاں سے پھر گئے حتیٰ کہ اُن کے سامنے کنوئیں کے کنارے پر آئے اور اپنی دو پنڈلیوں کو کھولا پھر انہیں کنوئیں میں لٹکایا میں اپنے بھائی کے لئے خواہش کرتا تھا اور اللہ سے دعا کرتا تھا کہ وہ آجائے۔ ابن مسیب نے کہا میں نے یہ ان کی

۶۶۷۳ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ قَالَ قِيْلَ لِاُسَامَةَ اَلَا تُكَلِّمُ هٰذَا قَالَ قَدْ كَلَّمْتُهُ مَا دُوْنَ اَنْ اَفْتَحَ لَكَ بَابًا اَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يَفْتَحُهُ وَمَا اَنَا بِالَّذِىْ اَقُوْلُ لِرَجُلٍ بَعْدَ اَنْ يَكُوْنَ اَمِيْرًا عَلٰى رَجُلَيْنِ اَنْتَ خَيْرٌ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُجَاءُ

قبروں سے تاویل کی جو یہاں ایک جگہ ہوں گی اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ اُن سے علیحدہ ہوں گے۔

۶۶۷۲ — شرح : اس حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان کو جنت کی خوشخبری کے ساتھ مصیبت کا ذکر بھی کردو جو سمندر کی لہروں کی طرح موجزن ہوگی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کے قتل ہونے کا معاملہ ذکر کیا اور جو کچھ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہُوا وہ ذکر نہیں کیا کیونکہ عثمان کا معاملہ صرف قتل تک محدود نہ تھا بلکہ اس کے ساتھ امامت سے معزول ہوجانے کا بھی مطالبہ تھا پھر لوگوں کا گھر کے اندر حرم سرائے میں داخل ہوجانا اور حضرت عثمان کی طرف بُرے امور کی نسبت کرنا وغیرہ وغیرہ بھی شامل تھے۔ یہ وہ امور ہیں جن کا عثمان نے سامنا کرنا تھا اور حضور نے پہلے ہی ان کی خبر کردی۔ ترمذی میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنی سے فرمایا لوگ تم سے خلعتِ امامت اُتارنا چاہیں گے۔ ان کے کہنے پر یہ اقدام نہ کرنا جس باغ میں حضور تشریف لے گئے یہ وہی باغ اریس ہے جس میں حضرت عثمان سے انگوٹھی گر گئی تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ خود بخود دربان مقرر ہوگئے حالانکہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دربان مقرر کیا اس کا جواب یہ ہے کہ ابو موسیٰ نے پہلے خود بخود ہی اپنے آپ کو دربان تصور کیا تھا لیکن جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی اور حضور نے پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھا رکھا تھا تو ابو موسیٰ کو حکم دیا تھا کہ کسی کو بدون اجازت اندر نہ آنے دیں۔ کرمانی نے کہا کنوئیں کے اردگرد منڈھیر کو قف کہتے ہیں قولہ فاوّلت الخ یعنی اس کیفیت کی تاویل یہ کی کہ یہ دونوں حضرات ابوبکر و عمر حضور کے پہلو ہی میں دفن ہوں گے اور حضور کی معیت اختیار کریں گے جو تمام زمین سے اعلیٰ اور اشرف زمین کا ٹکڑا ہے۔ محض دائیں بائیں بیٹھنے کی بات نہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ان کے سامنے بیٹھنے کی تاویل یہ تھی کہ وہ جنت البقیع

بِرَجُلٍ فَيُطْرَحُ فِي النَّارِ فَيُطْحَنُ فِيهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيُطِيفُ بِهِ أَهْلُ النَّارِ فَيَقُولُونَ أَيْ فُلَانُ أَلَسْتَ كُنْتَ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ فَيَقُولُ إِنِّي كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا أَفْعَلُهُ وَأَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَفْعَلُهُ

۶۶۷۳ — ترجمہ: سُلیمان سے روائت ہے کہ ابووائل نے کہا اُسامہ بن زید سے کہا گیا کہ تم اس مد عثمان غنی " سے گفتگو نہیں کرتے ہو اُسامہ نے کہا میں نے اُن سے گفتگو کی ہے ماسوا اس کے کہ میں فتنہ کا دروازہ کھولوں کہ فتنہ کا دروازہ کھولنے والا پہلا شخص میں ہوں میں وہ شخص نہیں کہ کسی آدمی کے لئے کہوں اس کے بعد وہ آدمیوں پر امیر ہو تو بہتر ہے بعد اس کے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ایک آدمی کو لایا جائے گا اور اس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا وہ اس طرح پیسے گا جس طرح گدھا اپنی چکی پیستا ہے پھر دوزخی اس کے ارد گرد جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے اے فلاں کیا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتا تھا وہ کہے گا میں امر بالمعروف ضرور کرتا تھا لیکن خود عمل نہ کرتا تھا اور نہی عن المنکر بھی کرتا تھا لیکن خود اس کو کرتا تھا (اپنے قول پر عمل نہ کرتا تھا یہ اس کی سزا مل رہی ہے)

۶۶۷۳ — شرح: یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مادر زاد بھائی ولید بن عقبہ نے شراب پیا تھا اس پر حدِ خمر قائم کرنے میں حضرت عثمان نے کچھ توقف اس لئے کہ اس کی تحقیق مکمل نہ ہوئی تھی اس تاخیر میں لوگوں میں کچھ شبہات پیدا ہو گئے تھے اس لئے کسی نے حضرت اُسامہ بن زید جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے محبوب تھے سے کسی نے کہا کہ لوگوں میں ولید بن عقبہ کے بارے میں باتیں ہو رہی ہیں یہ بھی فتنہ کا سبب ہے کیا آپ اس کو فرو کرنے کے لئے عثمان سے گفتگو نہیں کرتے ہیں۔ حضرت اُسامہ نے کہا میں نے حضرت عثمان سے اس کے متعلق بات کی ہے اور مصلحت و ادب و احترام اور رازداری کے طور پر بات کی ہے۔ ایسے گفتگو نہیں کی جس سے فتنہ بھڑک اُٹھے اور میں نہیں چاہتا کہ سب سے پہلے فتنہ اُٹھانے والا میں ہوں دراصل حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ اس شخص پر خوف محسوس کرتے تھے جو لوگوں پر حاکم ہو اگرچہ دو شخصوں پر ہی اس کی حکومت ہو کہ اس پر اپنی رعیت کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے پھر میں تقصیر ہو جانے سے بھی بے خوف نہ تھا گویا کہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کا یہ خیال تھا کہ وہ کسی پر حکومت کرنا نہیں چاہتے ہیں اسی لئے کہا

باب ۶۶۷۴ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ لَقَدْ نَفَعَنِیَ اللّٰهُ بِكَلِمَةٍ اَیَّامَ الْجَمَلِ لَمَّا بَلَغَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ فَارِسَ مَلَّكُوا ابْنَةَ كِسْرٰی قَالَ لَنْ یُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ امْرَاَةً

میں کسی امیر اور حاکم کے متعلق یہ نہیں کہوں گا کہ وہ لوگوں میں اچھا شخص ہے غایت ما فی الباب یہ ہے کہ وہ پوری پوری نجات پا سکتا ہے جیسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا امارت و خلافت کے حقوق جو میں نے سرانجام دینے میں یہ میرا فریضہ تھا جس کو میں نے ادا کیا ہے یہ میرے لئے نہ نافع ہے اور نہ نقصان دہ ہے یہ میری ڈیوٹی تھی جس کو پورا کیا ہے اس میں نہ میرا نفع ہے اور نہ نقصان ہے۔ اس حدیث میں حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کے ذکر کی مناسبت یہ ہے کہ ولید بن عقبہ کے بارے میں حضرت عثمان سے گفتگو کرنے سے سکوت میں لوگوں میں شبہات پیدا ہو گئے تھے اُن سے برات حاصل کرنے کے لئے ان کا ذکر کیا ہے کہ اسامہ نے کہا میں نے رازداری اور بتقاضاء ادب و احترام ضرور بات کی ہے لیکن اگر علانیہ طور پر عثمان سے ایسی بات کروں تو ادب و احترام کے پامال ہونے کے ساتھ فتنے کے اُبھرنے کا بہت خوف تھا پھر لوگوں کو واضح کر دیا کہ وہ حق بات کہنے میں سستی و مداہنت نہیں کرتے ہیں اگرچہ وہ امیر ہو بلکہ رازداری کے ساتھ اس سے بھلائی کرنے میں پوری کوشش کرتے ہیں۔ (حدیث ۳۰۵۴ ج ۵) کی شرح دیکھیں)

باب ۶۶۷۴ — **ترجمہ** : ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے جنگ جمل کے زمانہ میں ایک کلمہ کے سبب نفع پہنچایا (وہ کلمہ یہ ہے) جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ مقرر کیا ہے تو فرمایا وہ قوم ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے امور کا مالک عورت کو بنایا ہے (عورت کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا ہے)

۶۶۷۴ — **شرح** : اسلام میں جنگ جمل بہت بڑا فتنہ ہے۔ یہ جنگ حضرت علی المرتضیٰ اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہوئی تھی اس کو جمل اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار تھیں اسی مناسبت سے یہ حدیث یہاں ذکر کی ہیں۔ فارسیوں نے اپنے بادشاہ کسریٰ کی موت کے بعد اس کی لڑکی کو اپنا بادشاہ بنایا تھا۔ یہ کسریٰ نوشیروان بن پرویز بن ہرمز ہے۔ اس کی بیٹی کا نام پُوران ہے وہ

۶۶۷۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْيَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ الْأَسَدِيُّ قَالَ لَمَّا سَارَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ إِلَى الْبَصْرَةِ بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ وَحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَقَدِمَا عَلَيْنَا الْكُوفَةَ فَصَعِدَا الْمِنْبَرَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَوْقَ الْمِنْبَرِ فِي أَعْلَاهُ وَقَامَ عَمَّارٌ أَسْفَلَ مِنَ الْحَسَنِ فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ فَسَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُولُ إِنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَارَتْ إِلَى الْبَصْرَةِ وَوَاللّٰهِ إِنَّهَا لَزَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاكُمْ لِيَعْلَمَ إِيَّاهُ تُطِيعُونَ أَمْ هِيَ

صرف ڈیڑھ برس بادشاہ رہی اس حدیث سے جمہور نے استدلال کیا کہ عورت کو قاضی بنانا جائز نہیں بعض مالکیہ جواز کے قائل ہیں۔ طبری نے جمہور کی مخالفت کرتے ہوئے کہا جس میں عورت کی شہادت مقبول ہے اس میں عورت قضاء کرسکتی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قوم کبھی کامیاب نہ ہوگی جس نے عورت کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہو۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس سے میں نے جانا کہ اصحابِ جمل کامیاب نہ ہوں گے (حدیث ۴۱۲۴ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

۶۶۷۵ ترجمہ: ابومریم عبداللہ بن زیاد اسدی نے کہا جب طلحہ، زبیر اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عمار بن یاسر اور حسن بن علی کو بھیجا وہ کوفہ میں ہمارے پاس آئے عمار بن یاسر منبر پر چڑھے جبکہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما منبر کے اوپر والے حصہ پر تھے اور عمار بن یاسر حسن بن علی سے نیچے کی سیڑھی پر تھے ہم اُن کے ارد گرد جمع ہوگئے پھر میں نے عمار کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ام المؤمنین عائشہ بصرہ کی طرف روانہ ہوگئی ہیں اور خدا کی قسم وہ تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُنیا اور آخرت میں بیوی ہیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم کو مبتلا کیا ہے تاکہ ظاہر ہوجائے کہ تم حضرت علی کی اطاعت کرتے ہو یا ام المؤمنین کی اطاعت کرتے ہو۔

۶۶۷۵ شرح: اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا گیا تھا۔ اس وقت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھیں جب انہیں قتل کی خبر پہنچی تو انہوں نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ عثمان کے قتل کا قصاص لیا جائے اس پر لوگوں کو ابھارا لوگوں نے آپ کی موافقت کی اور سب کی رائے بصرہ کی طرف روانہ ہونے پر طے پائی پھر چھتیس ہجری میں ایک ہزار سوار مکہ اور مدینہ منورہ سے نکلے اور ان کے ساتھ اور بھی لوگ لاحق ہوتے گئے یہاں تک کہ وہ تیس ہزار ہو گئے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اپنے اونٹ نامی عسکر پر سوار تھیں جسے قبیلہ عرینہ کے ایک آدمی یعلی بن امیہ نے دوسو دینار سے خرید کر کے ام المؤمنین کو دیا تھا اس وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں تھے جب انہیں یہ خبر پہنچی تو وہ چار ہزار کا لشکر لے کر نکلے جن میں چار سو وہ حضرات تھے جنہوں نے حدیبیہ میں درخت کے نیچے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور آٹھ سو انصار تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے صاحبزادے حسن بن علی اور عمار بن یاسر کو کوفہ میں بھیجا وہ کوفہ آکر جامع مسجد کے منبر پر چڑھے جبکہ حسن بن علی اوپر والی سیڑھی پر اور عمار بن یاسر اُن سے نیچے والی سیڑھی پر تھے، کیونکہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما خلیفہ کے صاحبزادے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے۔ عمار نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ کی طرف روانہ ہو چکی ہیں اور وہ تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُنیا اور آخرت میں بیوی ہیں اس سے عمار کا مقصد یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر ہیں اگرچہ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کا یہ اقدام کچھ اچھا نہیں اور وہ اس اقدام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت سے خارج نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں امتحان میں مبتلا کیا ہے کہ ان دونوں میں سے کس کی اطاعت کرتے ہو اس جملہ میں عمار ابن یاسر نے یہ اشارہ کیا کہ تم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرو، کیونکہ وہ امیر المؤمنین ہیں جن کی اصولی طور پر اطاعت واجب ہے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اگرچہ عظیم شخصیت ہیں اور دُنیا و آخرت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ ہیں لیکن وہ مومنوں کی امیر نہیں ہیں اس لئے ان کی اطاعت تم پر واجب نہیں اس لئے کہا "لیعلم ایاہ تطیعون ام ھی"، تاکہ ظاہر ہو جائے کہ تم علی کی اطاعت کرتے ہو یا ام المؤمنین کی موافقت کرتے ہو

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگِ جمل کی طرف اشارہ

جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا تین ہزار سواروں کی معیت میں مکہ مکرمہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہوئیں اور "عسکر"، نامی اونٹ پر سوار تھیں جبکہ آپ کے ساتھ زبیر بن عوام اور طلحہ بھی تھے جب راستہ میں بنو عامر کے ایک تالاب پر ٹھہریں تو کتوں نے آپ کے پاس بھونکنا شروع کیا۔ ام المؤمنین نے فرمایا یہ کونسا مقام ہے؟ لوگوں نے کہا "یہ حوآب"، ہے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہم سے فرمایا تھا

۶۶۷۶ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ عَنِ ابْنِ غَنِيَّةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اَبِي وَائِلٍ قَامَ عَمَّارٌ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ فَذَكَرَ عَائِشَةَ وَذَكَرَ مَسِيرَهَا وَقَالَ اِنَّهَا زَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلٰكِنَّهَا مِمَّا اُبْتُلِيتُمْ

اے بیبیو! تم میں سے ایک بی بی کا حال کیسا ہوگا جس کے پاس حُوآب کے کُتے بھونکیں گے۔ بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی بیویوں سے فرمایا تم میں سے کون اونٹ والی ہے جو باہر نکلے گی حتیٰ کہ حُوآب کے کُتے اس پر بھونکیں گے۔ بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی بیویوں سے فرمایا تم میں سے کون اونٹ والی ہے جو باہر نکلے گی حتیٰ کہ حُوآب کے کُتے اس پر بھونکیں گے اس کے دائیں اور بائیں بہت لوگ قتل ہوں گے پھر وہ نجات پائیں گی ام المؤمنین کے سفر کی خبر علی المرتضیٰ کو پہنچی تو وہ چھتیس ہجری کے ربیع الاول کے آخر میں نوسو سوار لے کر نکلے جب بصرہ پہنچے تو قیس بن عباد اور عبد اللہ بن کوآء نے اُن سے کہا ہمیں بتائیں کہ آپ یہاں کس لئے آئے ہیں حضرت علی نے طویل کلام کیا اور طلحہ اور زبیر کو ذکر کیا کہ انہوں نے مدینہ منورہ میں میری بیعت کی ہے اور بصرہ میں میری مخالفت کی ہے۔ ام المؤمنین عائشہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے لشکروں میں جمادی الأخرہ کے نصف میں مقابلہ شروع ہوا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا لشکر بیس ہزار افراد پر مشتمل تھا جبکہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے لشکر کی تعداد تیس ہزار تھی۔ زہری نے کہا میں نے اس جیسا واقعہ کبھی نہیں دیکھا اس میں بڑے بڑے شہسوار بہادر قتل ہوئے جنگ کے دوران زبیر بن عوام لشکر سے باہر نکل گئے جبکہ حضرت علی المرتضیٰ نے ان کو یاد دلایا کہ اے زبیر تو علی کے سامنے نیزے کھڑے گا اور جب وادی السباع میں پہنچے تو ایک شخص نے جس کے پاس وہ ٹھہرے ہوئے تھے ان کو نماز کی حالت میں قتل کر دیا اسی طرح طلحہ بھی حضرت علی کی یاد دہانی سے لشکر کے کونے میں چلے گئے وہاں انہیں اپنے ہی لشکر میں سے کسی نے تیر مارا تو ان کو بصرہ لے گئے لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے اور داعی اجل کو لبیک کہا۔ بتایا جاتا ہے کہ ام المؤمنین کے لشکر سے تیرہ ہزار قتل ہوئے جبکہ اصحاب علی سے صرف ایک ہزار قتل ہوئے۔ ایک روائت کے مطابق اہل بصرہ سے دس ہزار اور کوفہ والوں سے پانچ ہزار قتل ہوئے (اس کی تفصیل تنویر الازہار ترجمہ نور الابصار میں دیکھیں)

قولہ لِيَعْلَمَ ،، معروف کا صیغہ ہے تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ ازل و ابد میں ہر شئی جانتا ہے اس کے علم سے کوئی شئی باہر نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد علم ظہور ہے یعنی تاکہ یہ ظاہر ہو جائے

۶۶۷۷ــــ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ دَخَلَ أَبُو مُوسَى وَأَبُو مَسْعُودٍ عَلَى عَمَّارٍ حَيْثُ بَعَثَهُ عَلِيٌّ إِلَى أَهْلِ الْكُوفَةِ يَسْتَنْفِرُهُمْ فَقَالَا مَا رَأَيْنَاكَ أَتَيْتَ أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدَنَا مِنْ إِسْرَاعِكَ فِي هَذَا الْأَمْرِ مُنْذُ أَسْلَمْتَ فَقَالَ عَمَّارٌ مَا رَأَيْتُ مِنْكُمَا مُنْذُ أَسْلَمْتُمَا أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمَا عَنْ هَذَا الْأَمْرِ وَكَسَاهُمَا حُلَّةً حُلَّةً ثُمَّ رَاحُوا إِلَى الْمَسْجِدِ

۶۶۷۸ــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي مَسْعُودٍ وَأَبِي مُوسَى وَعَمَّارٍ فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ مَا مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ فِيهِ

کہ تم کس کی اطاعت کرتے ہو؛ البتہ اس جملہ میں ضمیر میں کلام ہے کہ چاہیئے تھا یوں کہا جاتا لیعلم ایاہ تطیعون ام ایاھا لیکن ضمائر ایک دوسری جگہ استعمال ہوتی رہتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

۶۶۷۶ــــ ترجمہ : ابووائل سے روایت ہے کہ حضرت عمار کوفہ کے منبر پر کھڑے ہوئے اور ام المؤمنین عائشہ کو ذکر کیا اور اُن کا روانہ ہونا بھی ذکر کیا

اور کہا وہ تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُنیا اور آخرت میں بیوی ہیں لیکن تمہیں آزمائش میں ڈالا گیا ہے۔

۶۶۷۶ــــ شرح : یہ حدیث ابومریم کی حدیث کی تقویت کے لئے ذکر کی ہے کیونکہ ع ۶۲۹۰ کے اسناد میں ابوحصین ہے اور وہ یہ حدیث بیان کرنے میں منفرد ہے۔ ابتلاؑ وامتحان معنی آزمائش ہیں اس سے عمار بن یاسر کا مقصد یہ ہے کہ تم حضرت علی کی مدد کرو کیونکہ ام المؤمنین اگرچہ بلند پایہ مقام پر فائز ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُنیا و آخرت میں رفیقۂ حیات ہیں لیکن امیر المؤمنین علی کی اطاعت تم پر لازم ہے کیونکہ وہ خلیفہ اور اولوالامر ہیں۔

۶۶۷۷ــــ ترجمہ : شعبہ نے بیان کیا مجھے عمرو بن مُرہ نے خبر دی کہ میں ابووائل شقیق بن سلمہ کو یہ

غَيْرَكَ وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنِ اسْتِسْرَاعِكَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ فَقَالَ عَمَّارٌ يَا أَبَا مَسْعُودٍ وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ وَلَا مِنْ صَاحِبِكَ هٰذَا شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتُمَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمَا فِي هٰذَا الْأَمْرِ فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ وَكَانَ مُوسِرًا يَا غُلَامُ هَاتِ حُلَّتَيْنِ فَأَعْطَى إِحْدَاهُمَا أَبَا مُوسَى وَالْأُخْرَى عَمَّارًا وَقَالَ رُوحَا فِيهِ إِلَى الْجُمُعَةِ

کہتے ہوئے سُنا کہ ابوموسیٰ اشعری عبداللہ بن قیس اور ابومسعود عقبہ بن عامر بدری انصاری عمار بن یاسر کے پاس گئے جب جبکہ ان کو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کی طرف بھیجا تھا کہ ان کو علی کی مدد کے لئے نکالیں دونوں نے کہا اے عمار جب سے تم دونوں مسلمان ہوئے ہو میں نے تمہارے اس کام میں دیر کرنے سے زیادہ مکروہ کام نہیں دیکھا پھر اُن دونوں کو ایک ایک جوڑا پہنایا اور وہ سب مسجد میں چلے گئے۔

۶۶۷۷ — شرح: قولہ یَسْتَنْفِرُهُمْ، یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فوج میں شمولیت کے لئے اُن سے مطالبہ کرتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق اہل بصرہ کے خلاف اہل کوفہ کی فوج جمع کرتے تھے۔ ابوموسیٰ اور ابومسعود دونوں نے عمار سے جلدی کرنے اور تاخیر کرنے کو عمار کے اعتقاد کی نسبت معیوب جانا تھا۔ قولہ وکساھما، یعنی ابومسعود نے عمار اور ابوموسیٰ کو ایک ایک جوڑا پہنایا۔ ابن بطال نے کہا ان کا یہ اجتماع ابومسعود انصاری کے گھر میں ہُوا تھا اور وہ بہت مال دار تھے اس لئے انہوں نے ابوموسیٰ اشعری کو اور عمار بن یاسر کو ایک ایک جوڑا پہنایا، کیونکہ عمار بن یاسر سفر کی حالت میں تھے اُنہوں نے سفر کے کپڑے پہنے ہُوئے تھے اس کے علاوہ ان کی ہیئت لڑائی کی تھی۔ ابومسعود نے عمار کی اس حالت میں ان کا مسجد جانا مکروہ خیال کیا اور یہ بھی اچھا خیال نہ کیا کہ ابوموسیٰ کی موجودگی میں عمار کو جوڑا پہنائیں اور ابوموسیٰ کو نظر انداز کردیں اس لئے ابوموسیٰ کو بھی ایک جوڑا پہنایا چادر اور تہبند کو حُلّہ کہتے ہیں پھر وہ تینوں کوفہ کی جامع مسجد میں جمعہ پڑھنے تشریف لے گئے۔

۶۶۷۸ — ترجمہ: شقیق بن سلمہ نے کہا میں ابومسعود، ابوموسیٰ اور عمار بن یاسر کے پاس بیٹھا ہُوا تھا تو ابومسعود نے کہا اے عمار! تیرے سوا تیرے ساتھیوں میں کوئی شخص

بَابٌ اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا

۶۶۷۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰى اَعْمَالِهِمْ

نہیں مگر میں اگر چاہوں تو اس کے بارے میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے تم میں جب سے تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت اختیار کی ہے میرے نزدیک زیادہ عیب والی شئ اس امر میں تمہارے جلدی کرنے سے کوئی شئ نہیں دیکھی۔ عمار بن یاسر نے کہا اے ابا مسعود! میں نے تجھ سے اور تیرے اس ساتھی سے جب سے تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہے میرے نزدیک زیادہ عیب والی کوئی شئ اس امر میں تمہارے سستی اور دیر کرنے سے کوئی شئ نہیں دیکھی۔ ابو مسعود نے کہا جو بہت مالدار تھے اے غلام دو جوڑے لاؤ پھر اُن میں سے ایک ابو موسیٰ کو دیا اور دوسرا عمار کو دیا اور کہا تم دونوں جمعہ کی طرف جاؤ۔

باب جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرے

۶۶۷۹ — ترجمہ: زہری نے بیان کیا مجھے حمزہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو جو ان میں موجود ہوتے ہیں سب کو عذاب دیتا ہے پھر اپنے اپنے اعمال کے مطابق قیامت میں اُٹھائے جائیں گے۔

۶۶۷۹ — شرح: یعنی اللہ تعالیٰ جن لوگوں پر عذاب نازل کرتا ہے تو اُن میں سے نیک لوگوں کو بھی عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پھر اپنے اپنے اعمال کے مطابق قبروں سے اُٹھائے جائیں گے نیکوں کو اس کے سبب ثواب دیا جائے گا، کیونکہ عذاب میں وہ عمومی طور پر مبتلا ہو گئے تھے اور دوسروں کو عذاب دیا جائے گا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

۶۶۸۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ اَبُوْمُوْسٰى وَلَقِيْتُهٗ بِالْكُوْفَةِ جَاءَ اِلَى ابْنِ شُبْرُمَةَ فَقَالَ اَدْخِلْنِيْ عَلٰى عِيْسٰى فَاَعِظَهٗ فَكَاَنَّ ابْنَ شُبْرُمَةَ خَافَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَفْعَلْ فَقَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ لَمَّا سَارَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اِلٰى مُعٰوِيَةَ بِالْكَتَائِبِ قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِمُعٰوِيَةَ اَرٰى كَتِيْبَةً لَّا تُوَلِّيْ حَتّٰى تُدْبِرَ اُخْرٰهَا قَالَ مُعٰوِيَةُ مَنْ لِّذَرَارِيِّ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ اَنَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ نَلْقَاهُ فَنَقُوْلُ لَهُ الصُّلْحَ قَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرَةَ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ جَاءَ الْحَسَنُ فَقَالَ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

باب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امام حسن کے متعلق ارشاد! یہ میرا بیٹا سردار ہے یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے سبب مسلمانوں کے دو لشکروں میں صلح کرا دے گا ''

۶۶۸۰ ترجمہ : سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ابو موسیٰ اسرائیل نے مجھے خبر دی اس

حال میں کہ میں نے اُن سے کوفہ میں ملاقات کی تھی وہ عبداللہ بن شبرمہ کے پاس آئے اور کہا مجھے عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس لے چلو میں اُن کو وعظ سناؤں گا گویا کہ عبداللہ بن شبرمہ نے اُن پر خوف محسوس کیا اور ایسا نہ کیا اُس نے کہا ہم سے حسن نے بیان کیا کہا جب حسن بن علی رضی اللہ عنہما لشکر لے کر امیر معاویہ کی طرف چلے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ سے کہا میں لشکر دیکھ رہا ہوں یہ واپس نہ ہوگا یہاں تک کہ دوسروں کو بھگا دیگا امیر معاویہ نے کہا مسلمانوں کی اولاد کی حفاظت کون کرے گا؟ عمرو بن عاص نے کہا میں کفالت کروں گا۔ عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمٰن بن سمرہ نے کہا ہم حسن بن علی سے ملاقات کرتے ہیں اور اُن سے صلح کے متعلق کہتے ہیں حسن بصری نے کہا میں نے ابوبکرہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میرا یہ بیٹا سید ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے سبب مسلمانوں کے دو لشکروں میں صلح کرا دے گا۔

۶۶۸۰ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمٰن بن سمرہ نے اقدام کیا اور امیر معاویہ سے کہا ہم امام حسن کو صلح پر آمادہ کرتے ہیں لہٰذا صلح کی ابتداء ان دو حضرات نے کی تھی لیکن کتاب الصلح میں حدیث ۲۵۲۳ ج ۴ سے ظاہر ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا تھا کہ حسن کے پاس جاؤ اور ان پر صلح پیش کرو اور ان سے بات کرو اور انہیں صلح پر آمادہ کرو، لہٰذا دونوں حدیثوں میں مخالفت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے اُن دونوں نے صلح کے لئے کہا تھا۔ امیر معاویہ نے ان کی موافقت کی تھی اور صلح ہوگئی جو چالیس ہجری کے آخر میں شروع ہوئی اور اکتالیس ہجری میں مکمل ہوئی تھی اسی لئے اس کو عام الجماعۃ کہا جاتا ہے، کیونکہ اس میں امیر معاویہ کے لئے اتفاق ہوگیا تھا۔ قولہ قال الحسن یعنی حسن بصری کا ابوبکرہ سے سماع ثابت ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مستقبل میں ہونے والے حوادث کو جانتے تھے اور اس میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی منقبت ہے کیونکہ انہوں نے کسی کمزوری، ذلت اور قلت کے سبب خلافت نہیں چھوڑی تھی بلکہ مسلمانوں کی جانیں بچانے کے لئے صلح کی تھی۔ انہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور اللہ کے پاس انعامات میں رغبت کی اور فتنہ کو ٹھنڈا کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہا کہ تم مومنوں کی عار ہو تو آپ نے فرمایا عار نار سے بہتر ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر بہت شفقت تھی اور ملک کی تدبیر میں ان کی نظر بہت قوی تھی اور وہ عواقبِ امور پر کڑی نگاہ رکھا کرتے تھے اور سیادت کا مستحق وہ ہے جس سے لوگ نفع حاصل کریں (حدیث ۲۵۲۳ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

اسماءِ رجال: ابن شبرمہ کا نام عبداللہ ہے وہ ابوجعفر منصور کے عہدِ خلافت میں کوفہ کے قاضی تھے

۶۶۸۱ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ حَرْمَلَةَ مَوْلَى أُسَامَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ عَمْرٌو وَقَدْ رَأَيْتُ حَرْمَلَةَ قَالَ أَرْسَلَنِي أُسَامَةُ إِلَى عَلِيٍّ وَقَالَ إِنَّهُ سَيَسْأَلُكَ الْآنَ فَيَقُولُ مَا خَلَّفَ صَاحِبَكَ فَقُلْ لَهُ يَقُولُ لَكَ لَوْ كُنْتَ فِي شِدْقِ الْأَسَدِ لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ فِيهِ وَلٰكِنَّ هٰذَا أَمْرٌ لَمْ أَرَهُ فَلَمْ يُعْطِنِي شَيْئًا فَذَهَبْتُ إِلَى حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ فَأَوْقَرُوا إِلَى رَاحِلَتِي

اور انہی کے زمانہ میں ایک سو چوالیس ہجری میں فوت ہوئے وہ عفیف، ثقہ اور فقیہ تھے ع۲ عیسٰی وہ ابن موسٰی ابن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن برادر منصور ہیں۔ وہ اس وقت کوفہ کے حاکم تھے۔

۶۶۸۱ ـــ ترجمہ : محمد بن علی نے خبر دی کہ اسامہ کے آزاد کردہ غلام حرملہ نے اُن سے بیان کیا کہ عمرو نے کہا میں نے حرملہ کو دیکھا انہوں نے کہا مجھے اسامہ نے علی المرتضیٰ کے پاس بھیجا اور کہا کہ وہ عنقریب تم سے اب پوچھیں گے تیرے ساتھی کو کس نے پیچھے رکھا ہے تم اُن سے کہو وہ آپ سے کہتے ہیں اگر آپ شیر کے منہ میں ہوتے تو میں پسند کروں گا کہ میں اس میں آپ کے ساتھ ہوں لیکن یہ معاملہ ایسا ہے جس کو میں پسند نہیں کرتا انہوں نے مجھے کچھ نہ دیا پھر میں (حضرات شہزادگان رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم) حسن وحسین اور ابن جعفر کے پاس گیا تو انہوں نے میری سواری خوب لدوادی۔

۶۶۸۱ ـــ شرح : عمرو بن دینار محمد بن علی بن حسین نے کہا مجھے اُسامہ بن زید نے مدینہ منورہ سے کوفہ میں حضرت علی المرتضیٰ کے پاس بھیجا تا کہ حضرت علی سے کچھ مال وصول ہو اور اُنہوں نے حرملہ سے کہا اس وقت علی المرتضیٰ تم سے پوچھیں گے اور کہیں گے کہ میری موافقت کرنے سے تمہارے ساتھی اسامہ کو کس نے منع کیا ہے؟ تو تم علی المرتضیٰ سے یہ کہو کہ اُسامہ آپ کے بارے میں کہتے ہیں۔ اگر تم شیر کی داڑھوں میں پھنسے ہوتے تو میں ضرور یہ پسند کرتا کہ آپ کے ساتھ شیر کی داڑھوں میں ہوں اور موت میں آپ کی یقیناً موافقت کرتا، لیکن مسلمانوں کی باہم جنگ کو میں اچھا نہیں سمجھتا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے مسلمان کے قتل سے اس لئے

بَابُ اِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلَافِهِ

۶۶۸۲ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ لَمَّا خَلَعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَزِيْدَ بْنَ مُعٰوِيَةَ جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ حَشَمَهٗ وَوَلَدَهٗ فَقَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هٰذَا الرَّجُلَ عَلٰی بَيْعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنِّیْ لَا اَعْلَمُ غَدْرًا اَعْظَمَ مِنْ اَنْ يُّبَايَعَ رَجُلٌ عَلٰی بَيْعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُنْصَبَ لَهُ الْقِتَالُ وَاِنِّیْ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا مِّنْكُمْ خَلَعَهٗ وَلَا تَابَعَ فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ اِلَّا كَانَتِ الْفَيْصَلُ بَيْنِیْ وَبَيْنَهٗ

احتیاط برتا کہ جب انہوں نے مرداس کو قتل کیا تھا جس نے کہا تھا میں مسلمان ہوں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سخت عتاب کیا تھا کہ انہوں نے ایک کلمہ گو شخص کو قتل کر دیا ہے تو انہوں نے اپنی ذات پر لازم کر لیا تھا کہ آئندہ کسی مسلمان سے مقاتلہ نہ کریں گے۔ عمرو نے کہا میرے اس بیان کے بعد حضرت علی المرتضیٰ نے مجھے کچھ نہ دیا پھر میں حسن و حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے اس قدر سامان دیا جس کو میری اونٹنی بمشکل اُٹھا سکتی تھی۔

لغات : راحلہ اس اونٹنی یا اونٹ کو کہتے ہیں جو سواری کرنے کے قابل ہو۔ وسْق وہ بوجھ ہے جس کو خچر یا گدھا اُٹھائے اور جس کو اونٹ اٹھائے اسے وسق کہا جاتا ہے۔

باب جس وقت کسی قوم کے پاس بات کی پھر باہر جا کر اس کے خلاف کہا،،

۶۶۸۲

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ جب مدینہ منورہ والوں نے یزید بن معاویہ

بیعت توڑ دی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے ساتھیوں اور اولاد کو جمع کیا اور کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ قیامت کے دن ہر عہد توڑنے والے کے سرینوں کے پاس جھنڈا کھڑا کیا جائے گا اور ہم نے اس مرد کی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر بیعت کی ہے اور میں اس سے بڑی کوئی عہد شکنی نہیں جانتا ہوں کہ کسی کی اللہ اور اس کے رسول کے نام پر بیعت کی جائے پھر اس کے خلاف لڑائی کھڑی کر دی جائے اور میں تم میں سے کسی کو نہیں جانتا کہ وہ یزید کی بیعت توڑے اور خلافت میں اس کی تابعداری نہ کرے مگر یہ خلع میرے اور اس کے درمیان حاجز اور فارق ہوگا۔

۶۶۸۲ شرح: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس بات میں ہے جو حضور میں کلام کرے غائب ہو کر اس کے خلاف باتیں کرے یہ بھی عہد شکنی کا نوع ہے۔

قولہ من ان یبایع الخ مبایعت سے ہے اس کا مادہ بیعۃ بمعنی تجارت کا سامان ہے۔ بیعت اور بیعہ میں مناسبت اس طرح ہے کہ جو شخص بادشاہ کی بیعت کرتا ہے وہ اس کو اطاعت دیتا ہے کہ وہ اس کی نافرمانی نہیں کریگا اور بادشاہ سے عطیہ لیتا ہے اس کی بیع سے مشابہت ہے جس میں لینے دینے کا معاوضہ ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس بادشاہ کی طاعت پر بیعت کی ہو اس کی تابعداری واجب ہے اور اس کی طاعت سے عدول کرنا منع ہے اگرچہ وہ ظلم کرے اور خلیفہ یا امام و بادشاہ فسق کے سبب خلافت و امارت سے معزول نہیں ہوتا۔

خلع بیت کا واقعہ

یزید بن معاویہ کو خبر پہنچی کہ اہلِ مدینہ منورہ نے اس کی بیعت توڑ دی ہے تو اس نے مسلم بن عقبہ مرّی کی قیادت میں ایک لشکر تیار کیا اور اس سے کہا کہ ان کو تین دن تک سمجھائے اور بیعت پر آمادہ کرے اگر خلع بیعت سے رجوع کرلیں تو فبہا ورنہ اُن سے جنگ کریں اور جب اُن پر غالب آجائے تو لشکر کے لئے مدینہ منورہ تین دن کے لئے مباح کر دے کہ وہ جو چاہیں کریں پھر رک جائیں مسلم بن عقبہ اہلِ مدینہ منورہ کی طرف لشکر لے کر گیا اور ترسیٹھ ہجری کے ذی الحجہ میں وہاں پہنچا۔ اہلِ مدینہ منورہ نے اس کا مقابلہ کیا جبکہ اُنہوں نے مدینہ منورہ کے ارد گرد خندق کھود رکھی تھی۔ آخرکار وہ شکست کھا گئے اور مسلم بن عقبہ غالب آگیا اس جنگ میں حنظلہ بھی قتل ہوگئے۔ مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ تین دن کے لئے مباح کر دیا یعنی جسے چاہیں قتل کریں؛ چنانچہ رہے سہے مہاجرین و انصار اور افاضل تابعین کرام سترہ سو کی تعداد میں قتل ہوگئے۔ ان کے ساتھ عورتوں اور بچوں کے علاوہ ملے جلے لوگ دس ہزار قتل ہوئے اور حاملین قرآن کی بہت بڑی جماعت بھی قتل کر دی گئی ان میں سے معقل بن سنان

۶۶۸۳ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ لَمَّا كَانَ ابْنُ زِيَادٍ وَمَرْوَانُ بِالشَّامِ وَوَثَبَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ وَوَثَبَ الْقُرَّاءُ بِالْبَصْرَةِ فَانْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي إِلَى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَيْهِ فِي دَارِهِ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ عُلِّيَّةٍ لَهُ مِنْ قَصَبٍ فَجَلَسْنَا إِلَيْهِ فَأَنْشَأَ أَبِي يَسْتَطْعِمُهُ بِالْحَدِيثِ فَقَالَ يَا أَبَا بَرْزَةَ أَلَا تَرَى مَا وَقَعَ فِيهِ النَّاسُ فَأَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ تَكَلَّمَ بِهِ إِنِّي احْتَسَبْتُ عِنْدَ اللَّهِ أَنِّي أَصْبَحْتُ سَاخِطًا عَلَى أَحْيَاءِ قُرَيْشٍ إِنَّكُمْ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ كُنْتُمْ عَلَى الْحَالِ الَّتِي عَلِمْتُمْ مِنَ الذِّلَّةِ وَالْقِلَّةِ وَالضَّلَالَةِ وَإِنَّ اللَّهَ

اور محمد بن ابی جہم بن حذیفہ کو کھڑے کر کے قتل کیا گیا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں گھوڑے دوڑائے گئے ان مقتولین کے علاوہ باقی ماندہ لوگوں نے مجبوراً پھر بیعت کرلی۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں صحیح سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ساٹھویں سال اس آیت کریمہ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِم مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا " کی تاویل پوری ہوئی۔ یعنی بنی حارثہ اہلِ شام کو اہل مدینہ منورہ پر حرہ کے واقعہ میں داخل کرنا اسی لئے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساٹھویں سال کے اختتام سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ جبکہ یہ واقعہ تیرسیٹھ ہجری کے ذوالقعدہ میں ظہور پذیر ہُوا۔ ایک روایت کے مطابق مدینہ منورہ لوگوں سے خالی ہوگیا اس میں صرف پرندے چرندے اور درندے رہ گئے جیساکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ مدینہ منورہ لوگوں سے خالی ہو جائے گا اور وہاں چرندے درندے ہوں گے، اس کے بعد پھر لوگ واپس آگئے (قسطلانی)

۶۶۸۳ — ترجمہ : ابوالمنہال نے کہا جب ابن زیاد اور مروان امیر معاویہ کی طرف سے شام کے حاکم تھے اور عبداللہ بن زبیر نے مکہ مکرمہ میں اور قاریوں نے بصرہ میں حکومتیں قائم کرلیں تو میں اپنے والد کے ساتھ ابوبرزہ اسلمی کے پاس گئے حتی کہ ان کے مکان میں اس کے پاس پہنچے اور وہ کانوں کے

اَنقَذَکُمْ بِالْاِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی بَلَغَ بِکُمْ مَا تَرَوْنَ وَھٰذِہِ الدُّنْیَا الَّتِیْ اَفْسَدَتْ بَیْنَکُمْ اِنَّ ذَاکَ الَّذِیْ بِالشَّامِ وَاللّٰہِ اِنْ یُّقَاتِلُ اِلَّا عَلَی الدُّنْیَا

اپنے چھپر تلے بیٹھے ہوئے تھے ہم اس کے پاس بیٹھ گئے میرے والد نے اُن سے بات کرنے میں ابتداء کی اس حال میں کہ ان سے حدیث طلب کرتے تھے کیا تم دیکھتے نہیں کہ لوگ کس شئی میں پڑے ہوئے ہیں تو پہلی شئی جو میں نے سُنی جو انہوں نے کلام کیا وہ یہ تھی کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ثواب کا طالب ہوں میں صبح کے وقت قریش کے قبائل پر سخت غضبناک تھا کہ اے قریش کی جماعت تم ذلت، رُسوائی، قلتِ مال اور گمراہی کی جس حالت میں تھے وہ تمہیں معلوم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اِن سے نکالا حتیٰ کہ تم ایسے مقام کو پہنچے جو تم دیکھ رہے ہو کہ تم عزت، کثرت، مال و منال اور ہدایت پر ہو کہ لوگوں پر فخر کرتے ہو یہ دُنیا ہے جس نے تم میں فساد برپا کیا ہے۔ یہ شخص (مروان) جو شام میں ہے۔ بخدا یہ نہیں لڑتا مگر دنیا پر لڑتا ہے اور یہ لوگ جو تمہارے پاس ہیں بخدا یہ بھی دُنیا کے لئے لڑتے ہیں۔

۶۶۸۳ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے موافقت اس طرح ہے کہ ابوبرزہ نے اُن پر عیب لگایا تھا کہ وہ ظاہر یہ کرتے ہیں کہ دین کے استحکام اور حق کی نصرت کے لئے لڑتے ہیں، حالانکہ باطن میں وہ ملک گیری اور دُنیا کے لئے لڑتے تھے۔ حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ جس وقت ابن زیاد کو بصرہ سے نکال دیا گیا ہے تو مروان شام میں خلیفہ بن بیٹھا اور ابن زبیر مکہ میں اور قراءۃ کے دعویدار تھے وہ بصرہ میں خلافت قائم کر بیٹھے تو میرا والد سخت غمناک ہوا۔ قُرَّاء قاری کی جمع ہے۔ یہ ایک گروہ تھا جو کہتے تھے کہ ہم نے توبہ کر لی ہے اور وہ امام حسین علیہ السلام کی موافقت ترک کرنے پر سخت نادم ہیں سلیمان بن صُرَد خزاعی اِن کا امیر تھا وہ بہت بڑا فاضل، قاری اور عابد تھا ان لوگوں کا دعویٰ تھا کہ ہم امام حسین علیہ السلام کا قصاص لیں گے ہم صرف بدلہ لینا چاہتے ہیں اس لئے انہوں نے بصرہ اور اس کے نواحی پر غلبہ کر لیا۔ یہ ساری کارروائی معاویہ بن یزید بن معاویہ کی وفات کے بعد ہوئی تھی۔

وَاِنَّ ذٰلِکَ الَّذِیْ بِمَکَّۃَ وَاللّٰہِ اِنْ یُّقَاتِلُ اِلَّا عَلَی الدُّنْیَا وَاِنَّ ھٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ بَیْنَ اَظْھُرِکُمْ وَاللّٰہِ اِنْ یُّقَاتِلُوْنَ اِلَّا عَلَی الدُّنْیَا،،

یہ بھی ابوبرزہ اسلمی کا کلام ہے یعنی جو مکہ میں ہے اس سے ان کی مُراد عبداللہ بن زبیر ہے اور جو تمہارے پاس ہیں ان سے مراد بصرہ کے قاری ہیں یعنی شامیوں، بصرہ والوں اور مکہ والوں کی جنگ صرف برائے دُنیا ہے دُنیاوی خواہش کے لئے یہ لڑ رہے ہیں۔

۶۶۸۴ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْاَحْدَبِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ حُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ قَالَ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ الْیَوْمَ شَرٌّ مِّنْهُمْ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانُوْا یَوْمَئِذٍ یُسِرُّوْنَ وَالْیَوْمَ یَجْهَرُوْنَ

۶۶۸۵ــــ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ یَحْیٰی حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ حَبِیْبِ ابْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِی الشَّعْثَاءِ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ اِنَّمَا کَانَ النِّفَاقُ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّا الْیَوْمَ فَاِنَّمَا هُوَ الْکُفْرُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ

۶۶۸۴ــــ ترجمہ: حذیفہ بن یمان نے کہا آج کے منافق ان منافقوں سے زیادہ شرارتی ہیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں منافق تھے۔ وہ چھپ کر کرتے تھے اور آج علانیہ بداعمالیاں کرتے ہیں۔

۶۶۸۴ــــ شرح: آج کے منافق اس لئے اشر ہیں کہ انہوں نے وہ امور ظاہر کر دیئے ہیں جو حضور کے زمانہ میں چھپاتے تھے کیونکہ انہوں نے کفر چھپا رکھا تھا اس کو ظاہر نہ کیا تھا البتہ وہ گفتگو کی طرز سے معلوم ہوتے تھے جیسے قرآن کریم میں لَتَعْرِفَنَّهُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ۔

۶۶۸۵ــــ ترجمہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا منافقت صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھی۔ آج وہ ایمان کے بعد کفر علانیہ ہے۔

۶۶۸۵ــــ شرح: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس زمانہ میں اسلام میں پیدا ہونے والا شخص کلمہ اسلام پڑھتا ہے اور فطرت پہ پیدا ہونے کے بعد کفر ظاہر کرتا ہے۔ یہ ارتداد ہے۔ ان دو مختلف اقوال کے اعتبار سے عنوان سے موافقت ہے۔ قولہ فَاَمَّا الْیَوْمَ الخ ایک روایت میں "فانما هو الکفر او الایمان" ہے آج نفاق اس لئے کفر ہے کہ جب مسلمان کفر کو چھپائے تو مرتد ہو جاتا ہے۔ بعض نے کہا حدیث کی غرض یہ ہے کہ امام کی بیعت سے تخلف جاہلیت ہے، حالانکہ اسلام میں جاہلیت نہیں یا تفرق ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم

بَابُ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُغْبَطَ اَهْلُ الْقُبُوْرِ

۶۶۸۶ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ يَا لَيْتَنِيْ مَكَانَهٗ

بَابُ تَغَيُّرِ الزَّمَانِ حَتّٰى تُعْبَدَ الْاَوْثَانُ

۶۶۸۷ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ اَلَيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلٰى ذِي الْخَلَصَةِ وَذُو الْخَلَصَةِ طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِيْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

تفرق نہ کرو یا آج نفاق مستور نہیں، لہٰذا یہ ایمان کے بعد کفر ہے (عینی)

باب قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قبر والوں پر رشک کیا جائے گا"

۶۶۸۶ — ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ کوئی آدمی کسی آدمی کی قبر سے گزرے گا تو کہے گا کاش اس کی جگہ میں ہوتا۔

۶۶۸۷ — شرح: غبطہ اور حسد میں فرق یہ ہے کہ حاسد کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ جس پر وہ حسد کرتا ہے اس سے نعمت زائل ہو جائے اور غبطہ یہ ہے کہ رشک کرنے والے کی خواہش یہ ہوتی کہ ایسی مجھے بھی حاصل ہو جائے اور جس پر رشک کرتا ہے اس سے زائل نہ ہو۔ اہل قبور پر رشک کرنے کے معنی فتنوں

۶۶۸۸ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ

کے ظہور کے وقت موت کی خواہش کرنا ہے لیکن یہ صرف اس لئے جائز ہے کہ باطل کے غلبہ سے بے دین ہونے کا ڈر ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم پر ایک زمانہ آئے گا کہ اگر اس زمانہ میں موت فروخت ہو تو اسے ضرور خرید لے گا۔ قبر کی جگہ کی خواہش کرنا موت ہے۔

باب زمانہ میں تغیّر آجائے گا حتی کہ لوگ بتّوں کی عبادت کرنے لگیں گے

اوثان وثن کی جمع ہے اور وہ ذی جسم شئی ہے جو زمین کے جواہر سے بنایا جائے یا لکڑی یا پتھر سے آدمی کی صورت جیسا بنا کر نصب کیا جائے اور صنم صورت ہے جس کا جثّہ نہ ہو بعض وثن اور صنم میں فرق نہیں کرتے ہیں۔

۶۶۸۷ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ دوس قبیلہ کی عورتوں کے سرین ذی الخلصہ پر مضطرب ہوں گے۔"

۶۶۸۷ ـــ شرح : یعنی دوس قبیلہ کی عورتوں کی آمد و رفت ذی الخلصہ پر ہوگی اور وہ مرتد ہو جائیں گی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دوس قبیلہ سے تھے اور ذوالخلصہ دوس کا بت تھا جس کی وہ جاہلیت میں عبادت کرتے تھے۔ دراصل بُت کا نام خلصہ تھا اور جس مکان میں وہ رکھا ہُوا تھا اسے ذوالخلصہ کہتے تھے۔ یہاں عبارت میں لفظ "فیہا" محذوف ہے لیکن کتاب الجہاد میں گزرا ہے کہ ذوالخلصہ وہ مکان ہے جس کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا ہے۔ امام کرمانی نے کہا حدیث کے معنی یہ ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دوس قبیلہ کی عورتوں کے سرین اس کے ارد گرد طواف کرنے کے باعث حرکت کریں گے یعنی وہ کافر ہو جائیں گی اور بتوں کی پوجا کرنے لگیں گی۔

۶۶۸۸ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قحطان سے ایک شخص نکلے گا جو

بَابُ خُرُوجِ النَّارِ

وَقَالَ اَنَسٌ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَی الْمَغْرِبِ

۶۶۸۹ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ قَالَ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ تُضِیْءُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰی

لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا،،

۶۶۸۸ــــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ زمانہ کی تبدیلی کے وقت ہی ایک آدمی لوگوں کو لاٹھی سے ہانکے گا۔ اس وقت اسلام کا حال تبدیل ہوجائے گا کیونکہ یہ شخص خلفاء سے نہ ہوگا اور نہ ہی شرفِ خلافت سے متزین ہوگا اور نہ ہی خلفاء کی اولاد سے ہوگا۔ وہ لوگوں پر غلبہ حاصل کرے گا اور لوگ اس کے تابع ہونے لگیں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب نار کا نکلنا

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا قیامت کی اشراط سے پہلی شرط یہ ہے کہ آگ لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کرے گی

۶۶۸۹ــــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ آگ حجاز کی زمین سے نکلے گی جو بُصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن کرے گی۔

۶۶۸۹ــــ شرح : یعنی حجاز کی زمین جس میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہے سے آگ نکلے گی

٦٦٩٠ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدِّهٖ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ الْفُرَاتُ اَنْ يَّحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهٗ فَلَا يَاْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا قَالَ عُقْبَةُ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ يَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ

جو شام کے شہر بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن کرے گی۔ بصریٰ بضم المیم وسکون الصاد شام میں مشہور شہر ہے۔ تضیٔ لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اسی لئے اَعْنَاق مرفوع و منصوب دونوں طرح ہے یعنی بُصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن کرے گی یا روشن ہو جائیں گی۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ چھ سو پچاہ ہجری میں جو ہمارا زمانہ ہے۔ مدینہ منورہ کی شرقی جانب حرّہ سے عظیم آگ بلند ہوئی تھی جسے تمام لوگوں نے دیکھا تھا یہ شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ مدینہ میں بھی ذکر کیا ہے۔

٦٦٩٠ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب دریائے فُرات سے سونے کا خزانہ ظاہر ہوگا جو کوئی وہاں موجود ہو وہ اس سے کچھ نہ پکڑے۔ عقبہ نے کہا ہم سے عُبَید اللہ نے بیان کیا کہ ہمیں ابو الزناد نے اعرج کے ذریعہ ابو ہریرہ سے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ذکر کیا مگر انہوں نے کہا سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا

٦٦٩٠ — شرح : قولہ یَحْسِرُ بمعنی ینکشف لازم و متعدی دونوں طرح مستعمل ہے یعنی دریائے فُرات کا پانی خشک ہو جائے گا اور اس میں سونا ظاہر ہوگا اسے پکڑنے سے اس لئے منع فرمایا کہ اس کے پس منظر عظیم مصائب ہیں کیونکہ یہ قیامت کے علامات سے ہے، چنانچہ مسلم شریف میں ابی بن کعب سے حدیث مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب فُرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا جب لوگ سُنیں گے تو اس طرف جائیں گے اور وہاں لڑیں گے حتیٰ کہ سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے۔ ابن ماجہ کی روایت

باب ۶۶۹۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْبَدٌ يَعْنِيْ ابْنَ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَصَدَّقُوْا فَسَيَأْتِيْ زَمَانٌ يَمْشِيْ بِصَدَقَتِهٖ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهَا قَالَ مُسَدَّدٌ حَارِثَةُ اَخُوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لِاُمِّهٖ

۶۶۹۲ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيْمَتَانِ تَكُوْنُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبٌ مِنْ ثَلٰثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَحَتّٰى

باب ۶۶۹۱ — ترجمہ : حارثہ بن وہب نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کر اے لوگو صدقہ کرو عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ کوئی شخص اپنا صدقہ لے کر چلے گا تو اس کو قبول کرنے والا نہ پائے گا۔ مسدد نے کہا حارثہ عبیداللہ بن عمر کا اخیافی (مادر زاد) بھائی ہے۔

۶۶۹۱ — شرح : یعنی قرب قیامت میں مال کی کثرت کے باعث کسی کو صدقہ لینے میں رغبت نہ ہوگی جبکہ وہ جانتے ہوں گے کہ قیامت بہت قریب ہوچکی ہے۔ اس لئے مال کی طرف راغب نہ ہوں گے (حدیث ۱۳۳۰ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۶۹۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ دو بہت بڑی جماعتیں آپس میں لڑیں گی اُن

يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتّٰى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَتّٰى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ وَحَتّٰى يَعْرِضَهُ فَيَقُولَ الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ لِي بِهِ وَحَتّٰى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ وَحَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ وَحَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰهَا النَّاسُ أَجْمَعُونَ فَذَاكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلُوطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِي فِيهِ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهُ إِلٰى فِيهِ فَلَا يَطْعَمُهَا

دونوں لشکروں میں عظیم جنگ ہوگی جبکہ دونوں کا دعویٰ واحد ہوگا اور یہاں تک کہ تیس کے قریب دجال کذاب ظاہر ہوں گے۔ ہر ایک یہی کہے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور یہاں تک کہ علم قبض ہو جائے گا اور زلزلے بکثرت ہوں گے اور زمانہ قریب ہو جائے گا فتنے ظاہر ہوں گے ہرج زیادہ ہوں گے، ہرج قتل ہے اور یہاں تک کہ تم میں مال زیادہ ہو جائے گا اور اس قدر زیادہ ہوگا کہ مالدار کو غم لاحق ہوگا کہ اس کا صدقہ کون قبول کرے گا اور یہاں تک کہ مالدار اپنا صدقہ کسی پر پیش کرے گا تو جس پر پیش کرے گا وہ کہے گا مجھے مال کی کوئی حاجت نہیں اور یہاں تک کہ لوگ محلات میں فخر کریں گے اور یہاں تک کہ کوئی آدمی کسی آدمی کی قبر کے پاس سے گزرے گا تو کہے گا کاش کہ یہ اس کی جگہ ہوتی اور یہاں تک کہ مغرب سے سورج طلوع کرے گا۔ جب مغرب

سے طلوع ہوگا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے۔ یہ وہ وقت ہے کہ کسی کو اسکا ایمان لانا نفع نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا یا ایمان میں اچھا کسب نہ کیا تھا البتہ قیامت ضرور قائم ہوگی حالانکہ دو شخصوں نے اپنے درمیان کپڑا "بیع کے لئے" پھیلایا ہوگا وہ اس کی خرید و فروخت نہ کر سکیں گے اور نہ لپیٹ سکیں گے اور حال یہ ہوگا کہ کوئی آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر گھر کی طرف لوٹے گا اور اس کو پی نہ سکے گا اور البتہ قیامت قائم ہوگی حالانکہ کوئی آدمی اپنا حوض تیار کرتا ہوگا اور اس میں سے پانی نہیں پی سکے گا اور یقیناً قیامت قائم ہوگی، حالانکہ ایک آدمی نے اپنے منہ کی طرف لقمہ اٹھایا ہوگا اور اس کو کھا نہیں سکے گا (کہ ان حالات میں فوراً قیامت قائم ہو جائے گی)

۶۶۹۲ — شرح : جن دو جماعتوں اور لشکروں کے درمیان عظیم جنگ ہوگی وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جماعت اور خارجی ہیں ابن عساکر نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حالات میں اپنے طریق سے پھر ابوالقاسم بن اخی ابی زرعہ رازی کے طریق سے ذکر کیا ایک آدمی میرے چچا کے پاس آیا اور کہا کہ میں معاویہ کے ساتھ بغض رکھتا ہوں کہا کیوں؟ اُس نے کہا کہ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ سے بلا وجہ جنگ کی ہے۔ ابو زرعہ نے اسے کہا امیر معاویہ کا رب رحیم رب ہے اور امیر معاویہ کا خصم (حضرت علی) کریم خصم یعنی مقابل ہے تجھے ان میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما میں سے ہر ایک کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا مخالف حق پر نہیں چونکہ دونوں صحابی جلیل القدر فاضل فقیہہ مجتہد ہیں لہٰذا اگر اُن میں سے کوئی خطاء پر تھا تو وہ گنہگار نہ تھا بلکہ مستحقِ ثواب تھا۔ دجال وہ شخص ہے جو حق و باطل میں خلط ملط کر دے اور باطل کو حق کی صورت میں ظاہر کرے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیس دجال ظاہر ہوں گے ان سے مراد وہی لوگ ہیں جو حق و باطل میں خلط ملط کریں گے۔ ان میں اور دجال اکبر میں فرق یہ ہے کہ یہ نبوت کا دعویٰ کریں گے اور دجال اکبر الوہیت کا دعویٰ کرے گا لیکن حق و باطل کو خلط ملط کرنے میں دونوں شریک ہوں گے ان میں بعض تو پائے گئے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل و خوار کر دیا ہے اور وہ نیست و نابود ہو گئے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب میری اُمت میں تیس دجال ہوں گے اور وہ تمام نبوت کے دعویدار ہوں گے اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا (ترمذی، ابوداؤد)

امام احمد نے جید سند سے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میری امت میں ۲۷ دجال کذاب ہوں گے ان میں سے چار عورتیں ہوں گی اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ لیکن اعداد میں منافات نہیں ہوتی۔ ان مدعیانِ نبوت سے ہر ایک کا دعویٰ یہی ہوگا کہ وہ نبی ہے علم کے اُٹھ جانے میں یہی راز ہے کہ اس

بَابُ ذِكْرِ الدَّجَّالِ

۶۶۹۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِي الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مَا سَأَلْتُهُ وَإِنَّهُ قَالَ لِي مَا يَضُرُّكَ مِنْهُ قُلْتُ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ قَالَ إِنَّهُ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ

علماء نہ رہیں گے۔ "يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ" سے مراد زمانہ کے لوگ ہیں وہ تمام جاہل ہوں گے یا معنی یہ ہیں کہ دن رات برابر ہوں گے "يَفِيضُ الْمَالُ" سے مراد یہ ہے کہ مال بکثرت ہوں گے اور وادی کی طرح بہتے ہوں گے اس میں فتوحات اسلامیہ کی طرف اشارہ ہے کہ فارس و روم کے خزانوں کے مسلمان مالک ہوں گے اور ان کو آپس میں تقسیم کریں گے۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس قدر مال بکثرت تھے کہ وادی کی طرح بہتے تھے۔ ان کے زمانہ میں کوئی شخص صدقہ قبول نہ کرتا تھا۔ "لَا أَرَبَ" بمعنی لاحاجۃ لی ہے یعنی مجھے مال کی اب حاجت نہیں ہے۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں کثرتِ مال کی طرف اشارہ ہے۔

باب دجّال کا ذکر

۶۶۹۳۔ ترجمہ: قیس نے کہا مجھے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کے متعلق کسی نے سوال کیا جس قدر میں نے سوال کیا۔ حضور نے مجھے فرمایا دجال سے تجھے کوئی ضرر نہ پہنچے گی۔ میں نے عرض کیا لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ ہوگا اور پانی کی نہر ہوگی فرمایا وہ اللہ تعالیٰ پر اس سے زیادہ آسان ہے۔

۶۶۹۳۔ شرح: دجال ایک انسان ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش کرے گا اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے مقدورات سے بعض اشیاء پر قادر کیا ہے چنانچہ مردے کا زندہ کرنا زمین کے خزانوں کا اس کے پیچھے چلنا، آسمان کا بارش برسانا اس کے حکم سے زمین کا اُگانا

۶۶۹۴ــــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ

۶۶۹۵ــــ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيءُ الدَّجَّالُ حَتّٰى يَنْزِلَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ تَرْجُفُ ثَلٰثَ رَجَفَاتٍ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ

اس کے مقدورات میں شامل ہیں وہ ایک ایک بار یہ امور کر سکے گا پھر اللہ تعالیٰ اس کو عاجز کر دے گا اور وہ ان میں سے کسی پر قادر نہ ہوگا وہ الوہیت کا مدعی ہوگا اور اپنے دعویٰ اور حال کی صورت میں اپنے نفس دعویٰ میں جھوٹا ہوگا، کیونکہ وہ کانا ہوگا اور اس نقص کو اپنے سے زائل کرنے میں عاجز ہوگا جبکہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کہ یہ کافر ہے یہ امور اس کے دعویٰ کی تکذیب کرتے ہوں گے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کاذب کے ہاتھ پر معجزہ کا اظہار ممکن نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ وہ الوہیت کا دعویٰ کرے گا جو یقیناً محال ہے اس میں تو کوئی اعتراض نہیں بخلاف اس کے جو نبوت کا دعویٰ کرے اور یہ ممکن ہے اگر اس میں کاذب معجزہ کا اظہار کرے تو نبی کا متنبی سے التباس ہوگا اگر یہ سوال پوچھا جائے ان خلافِ عادت امور پر قادر کرنے کا فائدہ کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں لوگوں کا امتحان ہے (کرمانی) قاضی نے کہا یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے کہ اس کو مومنوں کی گمراہی کے لئے سبب بنا دے بلکہ یہ اس لئے کہ مومنوں کا ایمان مضبوط ہو جائے۔

ترجمہ: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ نافع نے کہا میرا خیال ہے

۶۶۹۴ــــ کہ ابن عمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور نے فرمایا وہ دائیں آنکھ سے کانا ہوگا گویا کہ انگور کا دانہ ابھرا ہوا ہے۔

شرح: قولہ طافیہ یعنی اس کا نور ختم ہو گیا ہوگا۔

۶۶۹۵ــــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال

۶۶۹۶ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَلَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ وَقَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ عَنْ صَالِحِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَدِمْتُ الْبَصْرَةَ فَقَالَ لِي اَبُوبَكْرَةَ سَمِعْتُ هٰذَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آئے گا حتیٰ کہ مدینہ منورہ کی ایک طرف ٹھہرے گا پھر مدینہ منورہ تین بار حرکت کرے گا تو اس کی طرف تمام کافر اور منافق نکل پڑیں گے

۶۶۹۵ ـــ شرح : بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ وہ بھور زمین میں ٹھہرے گا اور وہاں خیمے نصب کرے گا اس وقت مدینہ منورہ میں بسنے والے منافق مرد و زن اور تمام کافر اس کے پاس چلے جائیں گے۔ علامہ عینی نے ذکر کیا جو مجھے معلوم ہوا ہے شاید ہے کہ کافر سے غالی رافضی مراد ہیں کیونکہ وہ یقیناً کافر ہیں۔ مدینہ منورہ میں رفضہ ہیں اور محجن بن ادرع کی حدیث میں ہے کہ تمام منافق مرد و زن اور فاسق مرد و زن اس کی طرف نکل پڑیں گے۔ اقول اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں منافق و کافر رہائش پذیر ہوں گے جو مدعی اسلام ہوں گے، کیونکہ علانیہ کافر وہاں نہیں رہ سکتے ہیں

۶۶۹۶ ـــ ترجمہ : ابوبکرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ میں مسیح دجال کا رعب داخل نہ ہوگا اس روز اس کے ساتھ دروازے ہوں گے۔ ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے اور ابن اسحاق نے صالح بن ابراہیم کے ذریعہ ان کے والد سے روایت کی کہ میں بصرہ میں آیا تو مجھے ابوبکرہ نے کہا میں نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

۶۶۹۶ ـــ شرح : قولہ قال قال ابن اسحاق ،، اس تعلیق سے بخاری کا مقصد یہ ہے کہ ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف کی ابوبکرہ سے ملاقات ثابت ہے، کیونکہ ابراہیم مدنی ہے ابوبکرہ سے اس کی روایت کا بعض لوگ انکار کرتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ وہ حضرت عمر فاروق

۶۶۹۷ــــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعْدُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْمَدِیْنَۃَ رُعْبُ الْمَسِیْحِ وَلَھَا یَوْمَئِذٍ سَبْعَۃُ اَبْوَابٍ لِکُلِّ بَابٍ مَلَکَانِ

۶۶۹۸ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی النَّاسِ فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰہِ بِمَا

رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں بصرہ میں مقیم ہو گئے تھے اور وہیں وفات پائی تھی

۶۶۹۷ــــ ترجمہ : ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ میں دجال کا رعب داخل نہ ہوگا اس روز اس کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازہ پہ دو فرشتے ہوں گے۔

۶۶۹۸ــــ ترجمہ : سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جس کے وہ اہل ہے پھر دجال کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا میں تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے لیکن میں اس کے بارے میں تمہیں کہتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتایا ہے وہ کانا ہے اور اللہ کانا نہیں۔

۶۶۹۸ــــ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ نے دجال کے کانے ہونے کو خصوصیت سے اس لئے ذکر کیا ہے کہ اس کا کانا ہونا محسوس ہے جس کا عالم اور عام آدمی ادراک کر سکتا ہے۔ اور جاہل شخص سے بھی یہ پوشیدہ نہیں۔ دجال کے کذاب ہونے کی واضح

هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّي لَاُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَهُ قَوْمَهُ وَلٰكِنِّي سَاَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ اِنَّهُ اَعْوَرُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ

۶۶۹۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ سَبْطُ الشَّعْرِ يَنْطِفُ اَوْ يُهَرَاقُ رَاْسُهُ مَاءً قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبْتُ اَلْتَفِتُ فَاِذَا رَجُلٌ جَسِيْمٌ اَحْمَرُ جَعْدُ الرَّاْسِ اَعْوَرُ الْعَيْنِ كَاَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قَالُوْا هٰذَا الدَّجَّالُ اَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ

دلیل یہ ہے کہ وہ کانا ہوگا اور یہ واضح عیب اور نقص ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے لہٰذا وہ ربوبیت کا دعویٰ کرنے میں کاذب ہے۔

۶۶۹۹ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک وقت میں سویا ہوا تھا (خواب میں) میں بیت اللہ کا طواف کر رہا ہوں۔ اچانک ایک شخص گندم گوں دیکھا جس کے بال سیدھے تھے۔ اس کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا ابن مریم علیہما السلام ہے پھر میں نے اچانک ایک طرف التفات کی تو ایک سرخ جسیم آدمی دیکھا جس کے سر کے بال سخت گھنگھریالے تھے وہ آنکھ سے کانا تھا گویا کہ اس کی آنکھ اُبھرے ہوئے انگور کی طرح تھی لوگوں نے کہا یہ دجال ہے وہ لوگوں میں سے ابن قطن کے بہت مشابہ تھا۔ ابن قطن قبیلہ خزاعہ سے ایک آدمی ہے (حدیث ع___ کی شرح دیکھیں)

۶۷۰۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعِيذُ فِي صَلَاتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ

۶۷۰۱ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الدَّجَّالِ إِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا فَنَارُهُ مَاءٌ بَارِدٌ وَمَاؤُهُ نَارٌ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۷۰۰ — ترجمہ : عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نماز میں دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتے تھے۔ (حدیث ع ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۷۰۱ — ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے متعلق فرمایا اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی اس کی آگ ٹھنڈا پانی ہوگا اور اس کا پانی آگ ہوگی۔ ابو مسعود نے کہا میں نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

۶۷۰۱ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آگ اور پانی دو مختلف حقیقتیں ہیں تو آگ پانی کیسے ہوگی ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کی صورت نعمت اور رحمت ہے وہ درحقیقت اس کی طرف مائل ہونے والے کے لئے عذاب ہے۔ اسی طرح بالعکس ہے۔

۶۷۰۲ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بُعِثَ نَبِيٌّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبًا كَافِرٌ فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ

بَابٌ لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ

۶۷۰۳ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ

۶۷۰۲ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی مبعوث نہیں ہُوا مگر اُس نے اپنی امت کو کانے کذاب سے ڈرایا ہے خبردار سُن لو! دجال کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہُوا ہے۔ اس میں ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

۶۷۰۲ — شرح : قوله إِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ" ایک روایت میں ہے "مکتوبًا کافر" اس تقدیر پر مکتوبًا انّ کا اسم ہے اور پہلی صورت میں جبکہ مکتوب کافر مرفوع ہو انّ کا اسم محذوف ہے اور مکتوب کافر انّ کی خبر ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے "وَإِنَّهُ يَعْنِيْ أَنَّ الدَّجَّالَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ (ک ف ر)

باب دجّال مدینہ منورہ میں داخل نہ ہوگا

۶۷۰۳ — ترجمہ : عُبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے بیان کیا کہ ابوسعید خدری نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن دجال کے متعلق طویل حدیث بیان فرمائی حضور نے جو ہم سے بیان کیا وہ یہ تھا کہ دجال آئے گا، حالانکہ اس پہ مدینہ منورہ

اَنَّ اَبَا سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا حَدِیْثًا طَوِیْلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَکَانَ فِیْمَا یُحَدِّثُنَا بِهٖ اَنَّهٗ قَالَ یَأْتِی الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْهِ اَنْ یَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِیْنَةِ فَیَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِیْ تَلِی الْمَدِیْنَةَ فَیَخْرُجُ اِلَیْهِ یَوْمَئِذٍ رَجُلٌ وَهُوَ خَیْرُ النَّاسِ اَوْ مِنْ خِیَارِ النَّاسِ فَیَقُوْلُ الدَّجَّالُ اَرَاَیْتُمْ اِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ اَحْیَیْتُهٗ هَلْ تَشُکُّوْنَ فِی الْاَمْرِ فَیَقُوْلُوْنَ لَا فَیَقْتُلُهٗ ثُمَّ یُحْیِیْهِ فَیَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا کُنْتُ فِیْكَ اَشَدَّ بَصِیْرَةً مِّنِّی الْیَوْمَ فَیُرِیْدُ الدَّجَّالُ اَنْ یَّقْتُلَهٗ فَلَا یُسَلَّطُ عَلَیْهِ

کے راستوں میں داخل ہونا حرام ہے اور وہ ایک بنجر مقام میں ٹھہرے گا جو مدینہ منورہ کے قریب ہے اس روز اس کی طرف ایک آدمی جائے گا۔ وہ سب لوگوں سے بہتر ہوگا اور وہ کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو دجال ہے جس کی خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمائی ہے۔ دجال کہے گا تم خبر دو اگر میں اس کو قتل کر دوں پھر اس کو زندہ کر دوں کیا تو تم میری الوہیت میں شک کرو گے؟ لوگ کہیں گے نہیں۔ دجال اس کو قتل کر دے گا پھر زندہ کر دے گا وہ آدمی کہے گا خدا کی قسم! آج کے دن سے زیادہ مجھے بصیرت نہ تھی پھر دجال اس کو قتل کرنے کا ارادہ کرے گا اور اس پر مسلط نہ ہو سکے گا۔

۶۷۰۳ — شرح: نقاب نقب کی جمع ہے اور وہ دو پہاڑوں کے درمیان راستہ ہے جو آدمی اس کی طرف نکلے گا وہ حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کی علامات میں سے دجال کا آنا ہے۔ اس لئے خضر علیہ السلام نے کہا مجھے آج تیرے متعلق زیادہ بصیرت حاصل ہے کہ حضور کی خبر کا مشاہدہ کر لیا ہے۔ دجال جو کام ایک بار کرے گا اس کو دوبارہ نہیں کر سکے گا اس لئے فرمایا وہ پھر اس کو قتل کرنے کا ارادہ کرے گا لیکن اس پر مسلط نہ ہوگا یا وہ تلوار میں تیزی پیدا نہ کر سکے گا یا اللہ تعالیٰ اس آدمی کا بدن تانبہ کر دے گا اس لئے وہ اس کے قتل پر قادر نہ ہوگا۔ (حدیث ۱۷۶۲ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

٦٧٠٤ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ

٦٧٠٥ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِينَةُ يَأْتِيهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُونَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ وَلَا الطَّاعُونُ إِنْ شَاءَ اللهُ

٦٧٠٦ــــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

٦٧٠٤ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ کے راستوں پہ فرشتے ہیں۔ اس میں طاعون اور دجال داخل نہ ہو سکے گا۔

٦٧٠٥ــــ ترجمہ : انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال مدینہ منورہ کی طرف آئے گا تو فرشتوں کو دیکھے گا کہ وہ اس کی حفاظت کر رہے ہیں پھر دجال اس کے قریب نہ جائے گا اور نہ طاعون ہی ان شاء اللہ مدینہ منورہ میں داخل ہو گی۔

٦٧٠٥ــــ شرح : حاکم نے محجن بن اذرع کی حدیث ذکر کی کہ ان شاء اللہ مدینہ منورہ میں دجال داخل نہ ہو گا اور جب بھی داخل ہونے کا ارادہ کرے گا تو اس کو مدینہ منورہ کے ہر راستہ میں فرشتہ ملے گا جو تلوار لٹکائے ہو گا اس کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے منع کرے گا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک حدیث میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ کے ہر راستہ پہ دو فرشتے ہیں اس کا جواب ہے کہ ایک کی تلوار لٹکی ہوئی ہے اور دوسرے کی خلاف میں ہے۔

٦٧٠٦ــــ ترجمہ : عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زینب بنت ابی سلمہ نے

ح وحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ عَتِیْقٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّ زَیْنَبَ بِنْتَ اَبِیْ سَلَمَۃَ حَدَّثَتْہُ عَنْ اُمِّ حَبِیْبَۃَ بِنْتِ اَبِیْ سُفْیٰنَ عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَیْھَا یَوْمًا فَزِعًا یَقُوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَیْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْیَوْمَ مِنْ رَدْمِ یَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ مِثْلُ ھٰذِہٖ وَحَلَّقَ بِاِصْبَعِہِ الْاِبْھَامِ وَالَّتِیْ تَلِیْھَا قَالَتْ زَیْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَنَھْلِكُ وَفِیْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا اَکْثَرَ الْخَبَثُ

ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے ذریعہ زینب بنت جحش سے روایت کی کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گھبرائے ہوئے تشریف لائے اس حال میں آپ فرماتے تھے لا الہ الا اللہ عربوں کی شر کے سبب ہلاکت ہے جو عنقریب آنے والی ہے یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ کھل گیا ہے اور اپنی دو انگلیوں انگوٹھا اور اس کے ساتھ والی انگلی سے حلقہ بنایا زینب بنت جحش نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک لوگ بھی موجود ہیں فرمایا ہاں جس وقت فسق و فجور زیادہ ہو جائیگا

۶۷۰۶ — شرح: علامہ کرمانی نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب الفتن کی ابتداء میں حدیث گزری ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے اس حال میں بیدار ہوئے کہ فرماتے تھے لا الہ الا اللہ ،، عربوں کی شر کے سبب ہلاکت ہے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں منافات نہیں ، کیونکہ اس قول کا تکرار جائز ہے اور عربوں کی خصوصیت اس لئے ہے کہ اس کی نسبت ان کی شر زیادہ ہے کیونکہ بغداد میں انہوں نے خلیفہ کو قتل کیا تھا لیکن علامہ عینی نے کہا خلیفہ کو عربوں نے قتل نہیں کیا تھا اس کو تو ہلاکو نے قتل کیا تھا جو چنگیز خان کی اولاد سے تھا اس نے خلیفہ مستعصم باللہ کو چھ سو چھپن ہجری میں قتل کیا تھا ، البتہ اس کے علاوہ اور جگر سوز امور عربوں میں بہت ہوئے چنانچہ حضرت عثمان کا قتل کربلا ، کے جگر سوز واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ عربوں میں شر اکثر رہی ہے ۔

۶۷۰۷ — حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُفْتَحُ الرَّدْمُ رَدْمُ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَعَقَدَ وُهَيْبٌ تِسْعِينَ

۶۷۰۷ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاجوج وماجوج کی دیوار سے اتنا کھل گیا وھیب نے نوّے کا عقد بنایا۔

۶۷۰۷ — شرح: یعنی نوّے کا حلقہ بنا کر اس مقدار کو ذکر کیا اگر یہ سوال پوچھا جائے کتاب الانبیاء کے باب ذی القرنین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد بنایا اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی ممانعت نہیں کیونکہ ہر ایک نے عقد بنا کر بیان کیا ہے۔ عقد یہ ہے کہ انگوٹھے اور مسبحہ کا خاص وضع سے حلقہ بنانا جس کو اہل حساب جانتے ہیں۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلَى التَّمَامِ وَعَلَى النَّبِيِّ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

علّامہ غُلام رضوی
فیصل آباد

فہرس

تفہیم البخاری ◎ حصہ دہم (۱۰)

کتاب الفتن